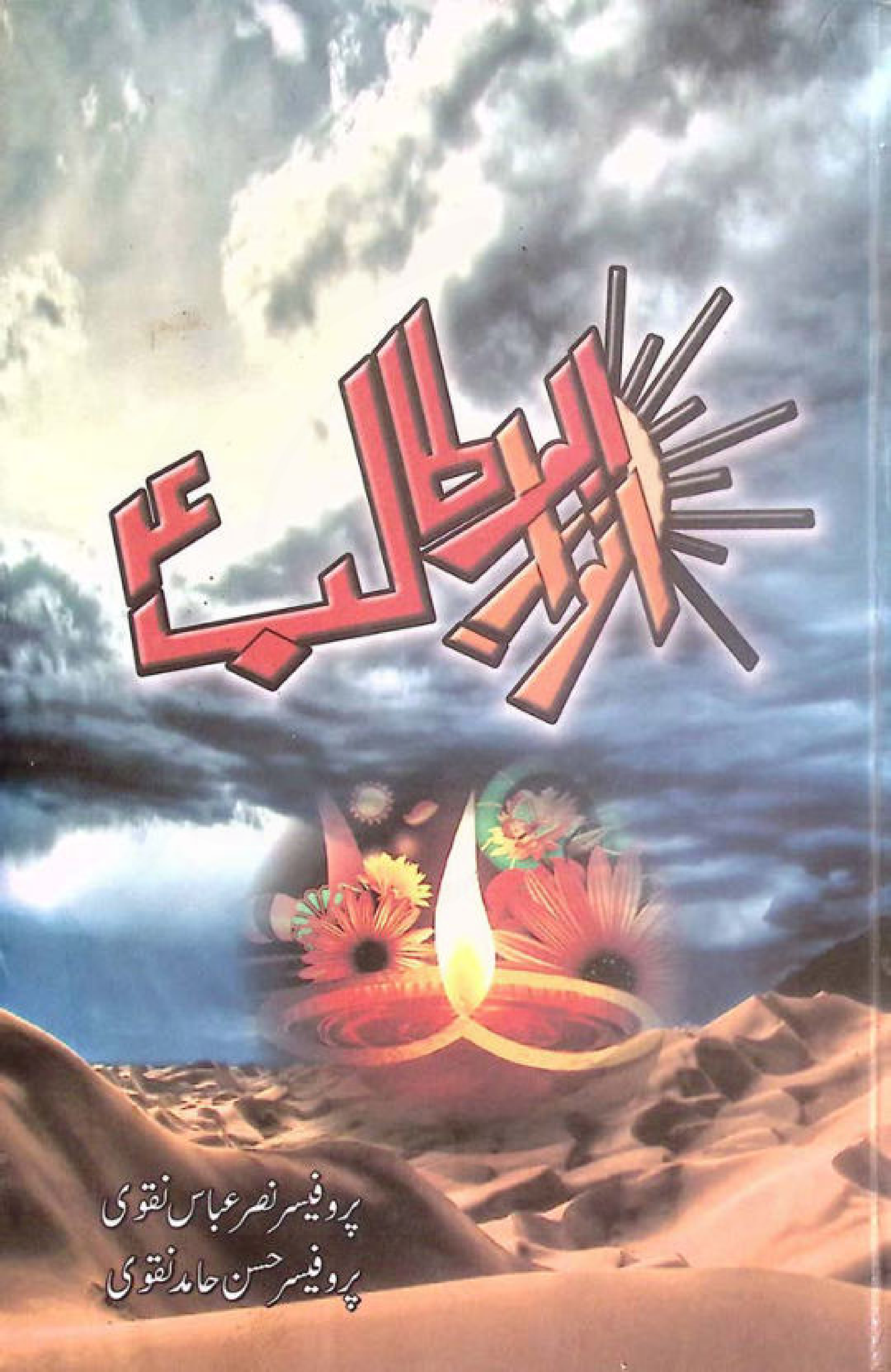

ابو طالبؑ
پروفیسر نصر عباس نقوی
پروفیسر حسن حامد نقوی

انتساب

حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کے نام۔۔۔
جنہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ "ماں"
کہہ کر پکارتے تھے۔

ایمانِ ابو طالب علیہ السلام

تحقیق و ترجمہ

پروفیسر نصر عباس نقوی

انگریزی ترجمہ

پروفیسر حسن حامد نقوی

USWA COLLEGE 10 ANNIVERSARY

اسوہ پبلی کیشنز

اسوہ کالج جاپان روڈ، سہالہ اسلام آباد

فون: 051-4486267, 051-4485611

ای میل: uswacollege@gmail.com ویب سائٹ: www.uswacollege.edu.pk

شعبہ تحقیق و ترقی اسوہ کالج اسلام آباد

اراکین مجلس منتظمہ

بریگیڈیئر (ر) غلام علی	منتظم اعلیٰ
پروفیسر نصر عباس نقوی	صدر شعبہ
پروفیسر حسن حامد نقوی	ممبر
لیکچرر ظفر حسین	ممبر
لیکچرر مرید عباس جعفری	ممبر

نام کتاب	انوارِ ابوطالب
سال اشاعت	2013ء
تعداد	ایک ہزار
خطاطی	ذیشان حیدر بنگش، فرقان اللہ جان بنگش
کمپوزنگ	نعمان گرافکس، راولپنڈی 0322 5042099
طباعت	ذیشان اینڈ سعید ٹریڈرز، راولپنڈی 0333 5118336

ملنے کا پتہ: اسوہ کالج جاپان روڈ، سہالہ اسلام آباد

فون: 051-4486267, 051-4485611

ای میل: uswacollege@gmail.com ویب سائٹ: www.uswacollege.edu.pk

الولي ابو طالب عليه السلام

﴿انوارِ ابوطالبؑ﴾

خالق کو پسند آئے اطوارِ ابوطالبؑ
حیدرؑ سے ہیں قائمؑ تک انوارِ ابو طالبؑ

اسلام کی خدمت سے انعام ملا اس کو
تا حشر سلامت ہیں آثارِ ابو طالبؑ

ہر آن پیمبرؐ کی دشمن سے حفاظت کی
تاریخ میں روشن ہے ایثارِ ابو طالبؑ

اک عقدِ پیمبرؐ سے دو عُقدے کھلے باہم
انکارِ ابوطالبؑ ، اقرارِ ابوطالبؑ

تاریخ و روایت سے گر بھید نہیں کھلتے
قرآن بتائے گا اَسرارِ ابوطالبؑ

توحید و رسالت پر اور روزِ قیامت پر
ایمان کے جوہر ہیں اشعارِ ابوطالبؑ

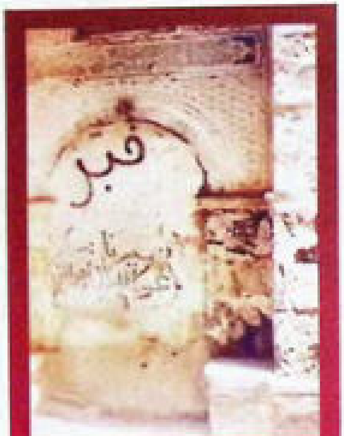
زندہ وہ رہا خاورؔ تدبیرِ خدا بن کر
کس شان سے ظاہر ہے کردارِ ابوطالبؑ

﴿خاورؔ نقوی﴾

REFULGENCE OF ABU TALIB (A.S)

Allah appreciated the manners of Abu Talib(a.s)
So his refulgence reflects in all,from Ali(a.s) to Mehdi(a.s)
His services to Islam fructified thus
His Marks have been imprinted eternally
He guarded the Prophet(PBUH&HP) at every step
This sacrifice of Abu Talib(a.s) shines through history
The Holy Prophet's(PBUH&HP) wedlock sermon
Did unlock doubly--what Abu Talib(a.s) believed
And also what he rejected
Even if history and tradition fail to unravel it
The Holy Quran itself will dwell on his mysteries
Abu Talib's(a.s) verses, the pearls of faith
Prismatically glittering with colours of
Monotheism,Prophethood and the Eschaton
Khawar,his every breath,a plan of Allah
What a glorified proof of his uprightness!

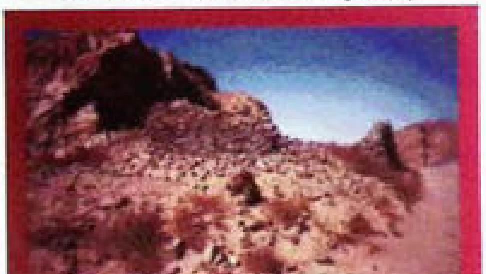
☆☆☆☆☆☆☆



Grave of
Hazrat Abdullah (A.S)



Grave of
Hazrat Abu Talib (A.S)



Shaib-e-Abi Talib



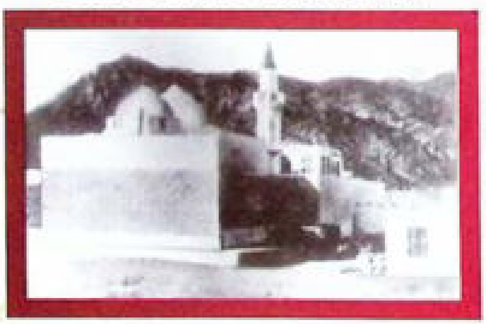
Jannat ul Moala
before destruction



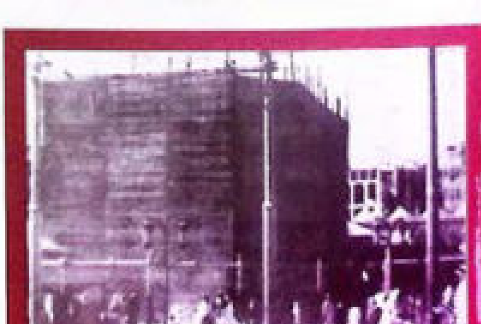
Shrine Abu Talib (A.S)



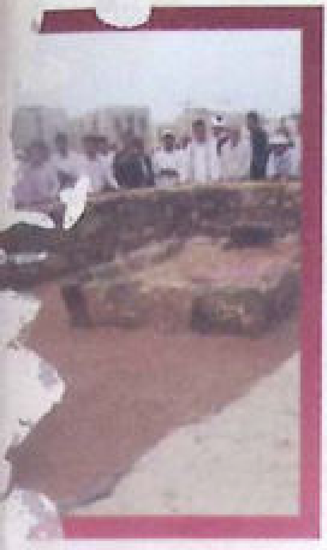
Jannat ul Moala



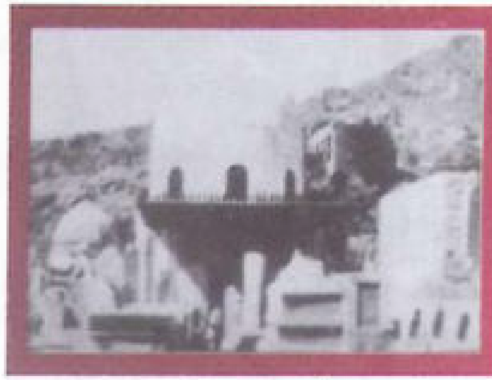
Tomb of Hazrat Hamza (R.A)
before destruction



Rare picture of Kaaba



ﾞima Bint Asad.



Grave of
Bibi Amna (S.A).



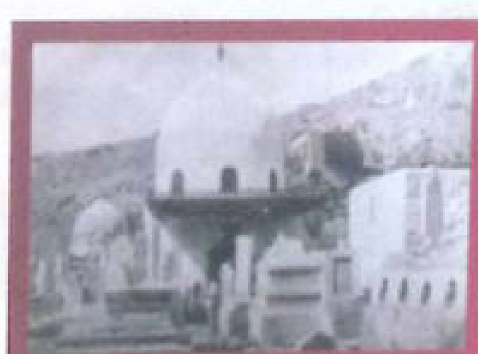
Grave of
3ibi Khadija (S.A)



Grave of
Bibi Amna (S.A).



Grave of
Fatima Bint Asad



Grave of
Bibi Khadija (S.A)
before destruction

بسم الله الرحمن الرحيم

٦

اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی

ترجمہ- کیا اس نے تم کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی

سورۃ الضحیٰ
آیت نمبر ۶

نسب نامہ

حضرت ابو طالبؑ

حضرت ابو طالبؑ کا خاندان ہمیشہ ہی عزوشرف کا مالک رہا ہے سرزمین عرب بالخصوص مکہ میں ان کی خاندانی شہرت، سیادت، شجاعت، دانائی اور فیاضی کا ہر طرف شہرہ تھا ذیل میں آپ کے آباؤ اجداد کا مختصر تعارف دیا جا رہا ہے۔

معد:۔ یہ بہت ہی بہادر اور شجاع انسان تھے بنی اسماعیلؑ سے جنگوں میں آپ کی شمولیت کو کامیابی کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔

مضر:۔ مضر نہایت ہی خوبصورت شخص تھے ان میں وجاہتِ مردانہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی حدی خوانی کی ابتداء بھی انہوں نے ہی کی۔

الیاس:۔ الیاس انتہائی فہم و فراست کے مالک تھے ان کے اقوال اہلِ عرب میں زبانِ زدِ عام تھے۔

فہر:۔ فہر سخاوت میں بلند مقام رکھتے تھے فیاضی اور دانائی ان کا طرۂ امتیاز تھی اہلِ عرب کو ان پر بہت ناز تھا۔

کعب:۔ کعب ایک بہترین مقرر تھے۔ بروز جمعہ عوام الناس کو اکٹھا کر کے پند و نصائح کا درس دیا کرتے تھے۔

مرۃ:۔ مرۃ اپنے زمانے کے ایک بہادر شخص تھے ان کا اخلاق و کردار بہت بلند تھا نیک چلنی اور مروت ان کے کردار کی خصوصیات ہیں۔

کلاب:۔ کلاب کا اصل نام حکیم تھا بعض کے نزدیک "عروہ" ہے وہ ایک بلند پایہ شکاری بھی تھے عربی مہینوں کے نام بھی انہوں نے ہی رکھے تھے۔

قصی:۔ قصی کا اصل نام زید کنیت ابوالمغیرہ تھی والدہ کا نام فاطمہ بنت سعد تھا جبکہ زوجہ کا نام عاتکہ بنت فالخ بن لیک تھا۔ یہ نہایت بامروّت، فیاض اور بہادر انسان تھے بعض مؤرخین نے ان کا نام "مجمع" بھی لکھا ہے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے بکھرے ہوئے لوگوں کو مکہ میں یکجا کیا۔ تولیتِ کعبہ، حاجیوں کو پانی پلانا، مجلسِ شوریٰ کا انتظام و انصرام وغیرہ سب انہی کے سپرد تھا۔ ان کے حکمتی اقوال بہت مشہور تھے آپ کا گھر سماجی تقریبات کے لیے مختص تھا قصی کی وفات ۴۸۰ء میں ہوئی اور انہیں مقامِ حجون میں دفن کیا گیا۔

عبدِ مناف:۔ ان کا نام مغیرہ، کنیت ابوعبدِ شمس تھی۔ ماں کا نام حبی بنتِ حلیل تھا انکی شادی عاتکہ بنتِ مرۃ سلمیہ بن

حلال سے ہوئی آپ کو خوبصورتی کی بنا پر "قمر" اور سخاوت کی وجہ سے "فیاض" جیسے القابات سے پکارا جاتا تھا۔

ہاشم:۔ آپ کا نام عمرو بن عبد مناف، کنیت "ابونظلہ" تھی۔ عبد مناف کی وفات کے بعد سرداری کا منصب آپ کے سپرد ہوا ایک دفعہ قحط کے زمانے میں آپ نے روٹیوں کو گوشت کے شوربے میں ڈال کر "ثرید" سے لوگوں کا پیٹ بھرا جس کی وجہ سے انہیں ہاشم (روٹیاں توڑنے والا) کہا جانے لگا۔ آپ کو ابوالبطحا اور سید البطحا جیسے خطابات سے بھی پکارا جاتا تھا ہاشم نے اپنے ہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی جس سے اسد پیدا ہوا اور دوسری شادی قبیلہ بنی عدی ابن نجار کی لڑکی سے کی جس سے حضرت عبدالمطلب پیدا ہوئے۔

عبدالمطلب:۔ عبدالمطلب ۴۹۷ء میں پیدا ہوئے والد کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا آپ کا نام "شیبۃ الحمد" رکھا گیا شرافت و بزرگی، شجاعت، فیاضی جیسی اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔ آپ کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں (عبدالمطلب کے مکمل حالات زندگی کتاب ہذا کے اندر موجود ہیں)۔

ابوطالبؑ:۔ حضرت ابوطالبؑ کے حالات زندگی اسی کتاب کے اندر موجود ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا کہنا ہے کہ "آپ ایمان کے محافظ ہیں وہ اصحاب کہف کی مانند تھے"۔

علامہ سیوطی کی رائے ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہیں تھا"۔ شمس العلماء مولوی نذیر احمد کہتے ہیں کہ "عبدالمطلب اور ابوطالبؑ دین فطرت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ ابوطالبؑ دل سے پیمبر کو سچا پیمبر اور اسلام کو خدائی دین سمجھتے تھے"۔ علامہ شبلی نعمانی کا کہنا ہے کہ "ابوطالبؑ مرتے وقت بھی کلمہ پڑھ رہے تھے"۔

☆☆☆☆☆☆☆

مورخین کا آپ کے مومن اور مسلمان ہونے پر مکمل اتفاق ہے جس کا ثبوت آپ کے یہ اشعار بھی ہیں:

ودعوتنی و علمت انک صادق

ولقد صدقت فکنت قبل امینا

ولقد علمت بان دین محمد

من خیر ادیان البریة دینا

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں خوب جانتا ہوں کہ آپ بعثت نبوت سے پہلے بھی صادق رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین دنیا کے تمام ادیان سے بہتر ہے۔ حضرت ابو طالب کا انتقال 10 بعثت میں ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔ آپ (حضرت ابو طالب) کو حجون میں حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ دفن کیا گیا۔

ANCESTORS OF THE HOLY PROPHET (PBUH&HP)

The clan which Hazrat Abu Talib belonged to had always exuded dignity and majesty. Their illustriousness in leadership, valour, wisdom and generosity was spread far and wide in Arabia in general and in Makkah in particular. A few lines of introduction of his ancestors are given here:

MA'AD

Contemporary of Naehed Naezer of Babylon, 605 B.C., He defended Hijaz against Babylonian invasion, and later started reorganizing Arab clans.

MAZR

Founder of Empire in Hijiaz & Najd.

ILYAS

A highly gifted man, well known in Arabia for his wise sayings.

NAZR

He first thought of gathering various tribes descending from

Ismail into one big clan, he tried to achieve this end but could not succeed.

FAHR

Known in history as Quraish & thence onward his descendants were named as Quraish. He succeeded in carrying out his grand - father's ambitious plan of consolidating Ismailee clans & Gathering them around him, He was, therefore, called Quraish, the gatherer.

KA'B

A very successful orator who used to give sermons on ethical topics on Friday.

MURRAH

He was a very courageous person of his times. His other great virtues included his unblemished character, uprightness and compassion.

KILAB

His real name was Hakim, or according to some historians Arwa. He was a great hunter. The Arabic months are said to have been named by him.

QUSSAY

He fought against Bani Khuza's & Bani Baker, defeated them & secured the Guardianship & Trusteeship of Ka'ba; He re - organized a building for meetings of this council & named it as Nudua.

ABDE MUNAF

His name was Mughaira, and patronymic Abu Abde Shams. He earned the title of Qamar for his handsomeness, and Fayyaz for his

generosity.

HASHIM (A.S)

He was recognized as Chief of Najd & Yamun by Roman & Persian Empires, organized trade & industry in Hijaz, had his trade & political Representatives in Abysinian, Egyptian, Roman & Persian Courts. Ummaiya tried to wrest the power from his

ABDUL MUTTALIB(a.s)

His name was Shaeba, but was called Abdul Muttalib. He had ten sons, whose names were :- 1. Haris 2. Zubair 3. Abu Talib
4. Abdullah 5. Hamza 6. Abu Lahab 7. Qeedar
8. Almaquoom 9. Zaraar 10. Abbas.

Abu Talib & Abdullah were born of the same mother. Abdul Muttalib had reopened the well of Zam zam. During his time Mecca was invaded by the Yemenite King, Abraha.

ABU TALIB(a.s)

The detailed biography of Hazrat Abu Talib(a.s) is separately given elsewhere in this book. He has been highly praised by the Infallibles as well as many other prominent Muslim scholars.Imam Ja'far al-Sadiq (AS) said:

" The case of Abu Talib was like that of the people
of the Cave"

Ibn Ishaq says that while dying Abu Talib's lips were in motion. Abbas who was an unbeliever till then put his ear to the lips and then said to the Prophet that he was reciting the KALIMA the Prophet had wanted of him.

Ibn Hisham, Cairo Edition, p 146 (as quoted by Shibli Numani)

☆☆☆☆☆☆☆☆

دیباچہ

اسوہ کالج اسلام آباد وہ واحد تعلیمی ادارہ ہے جہاں کالج کی سطح پر شعبہ تحقیق و ترقی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اس شعبے کے زیرِ اہتمام گزشتہ سال شائع ہونے والی کتاب ''رحمۃ اللعالمین خطوط نمبر'' مشتاقانِ علم سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہے۔ امسال ''انوارِ ابو طالبؑ'' کے نام سے حضرت ابو طالبؑ کا مکمل دیوان ''ارشادات اور خطبات'' شائع کیے جا رہے ہیں جو اس شعبے کی کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ''انوارِ ابو طالبؑ عربی متن کے اردو و انگریزی ترجمے کے علاوہ قصائد کے تاریخی پس منظر، تبصروں اور نفسیاتی تجزیوں کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت ابو طالبؑ کی شاعری کا اس انداز سے کبھی جائزہ نہیں لیا گیا یعنی اس دور کے وہ قبائل اور شخصیات مثلاً ابولہب اور ابوجہل وغیرہ جنہوں نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم نہیں کیا تھا آخر اس کی وجوہات کیا تھیں۔ اس کتاب میں ان کا نفسیاتی جائزہ لینے اور تجزیہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔

اس کتاب کا نام پہلے ''گفتارِ ابو طالبؑ'' رکھا گیا تھا لیکن آیت اللہ سید عقیل الغروی مدظلہ مقامہ کے فرمان کے مطابق لفظ ''گفتار'' میں محدودیت کا احساس پایا جاتا ہے۔ جب کہ حضرت ابو طالبؑ کی تو ہر بات انوار تجلی کا اظہار ہے۔'' چنانچہ آیت اللہ حضرت سید عقیل الغروی نے اس کا نام ''انوارِ ابو طالبؑ'' تجویز کیا ہے۔ اس سلسلے میں میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا شکر گزار ہوں۔

حضرت ابو طالبؑ کو نعت گوئی کی تاریخ میں اولیت کا درجہ حاصل ہے یعنی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نعت گوئی کی ابتداء کی ان کی یہ شاعری نصرتِ پیمبرؐ کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ بے راہ روی کے شکار عرب معاشرے میں حق و صداقت کے پرچم کو بلند کرنا اور منفی رویہ رکھنے والی قوتوں کے سامنے سچائی کا اظہار انسانی تجربات سے ماورا نظر آتا ہے ''انوارِ ابو طالبؑ'' صرف لفظی سچائی کا ہی نام نہیں بلکہ اس کی تشکیل انسانی اعمال و کردار اور ایمان کی پختگی سے وقوع پذیر ہوئی ہے یہ کوئی روایتی قسم کی شاعری نہیں بلکہ ایک انسان کی صداقت کو پرکھنے کا معیار ہے۔ اس میں غیر حقیقی ہونے کا شائبہ تک نہیں ان کا کلام ان کے تصورِ ایمان کی ایک ایسی روشن دلیل ہے جو نہ صرف ان کے اصولِ حیات اور رجحانات کا ترجمان ہے بلکہ اس دور کے گناہ گار معاشرے کی تفسیر بھی ہے۔ وہ اپنے عصری نظام زندگی کو بیان کر کے اس راستے کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جو حق و صداقت کا راستہ ہے۔ ان کا یہ موقف ایک آفاقی سچائی کا موقف ہے۔

حضرت ابو طالبؑ کی یہ شاعری معرفت خدا اور رسول کی شاعری ہے جب کوئی شخص اس معرفت کو پا لیتا ہے تو اس کا قلب و روح ایک ایسی صفت کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے جو ایک مکمل صداقت کہلاتی ہے اور یہ مکمل صداقت کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی کیونکہ مقصد کا حصول ہی دراصل ذاتی عقائد کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت ابو طالبؑ کا مقصدِ حیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حالت میں زمانے کی چیرہ دستیوں اور عصری دستبرد سے محفوظ رکھنا تھا۔ اپنی اس کوشش

کو کامیاب بنانے کے لیے انہیں شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ اس زمانے کے روایتی مذہبی تصور کے خلاف نہ صرف آواز بلند کی بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے توحیدی پیغام کو پھیلانے اور قائم رکھنے کے لیے ایک عملی اور تعمیری کردار بھی ادا کیا۔ ان کی زندگی نے اگرچہ وفا نہ کی مگر ان کی اپنے قبیلے، خاندان اور اولاد کو آخری وصیت کے علاوہ ان کی یہ شدید خواہش اور عزم کہ "وہ زندگی کے آخری سانسوں تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کریں گے" اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے مقصد کی سچائی اور اس کے حصول کا مکمل شعور رکھتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسی وجہ سے ان کا عمل اور ذہنی فکر ایک دوسرے سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔

حضرت ابو طالب کا تجربہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقلد ہونے کا جذبہ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان کا اپنی شاعری میں بار بار اظہار ان کی شخصیت سے مربوط نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں سے صرف ایک ہی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ "کسی لمحے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑیں گے"۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے بلکہ اس کی وجہ دین اسلام کی سچائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول برحق ہونے کا ادراک ہے۔ وہ جانتے تھے کہ شر کو دوامیت نہیں ہوتی کچھ عرصے کے لیے تو انسان اس کے ہاتھوں کا کھلونا بن سکتا ہے لیکن جوں جوں خیر ارتقائی منازل و مدارج طے کرنے لگتی ہے تو شر کا وجود اور اس کی تعلیمات اپنی افادیت کھو دیتے ہیں۔ شر اگرچہ مکمل طور پر ختم تو نہیں ہوتا لیکن سمٹ کر ایک علامت کی صورت ضرور اختیار کر لیتا ہے۔ ایک صاحب بصیرت انسان اس علامت کے ذریعے شر کو پہچان کر کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت ابو طالب کی شاعری انسانوں کو نہ صرف شر کی پہچان کراتی ہے بلکہ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتاتی ہے۔

اسوۂ کالج کے شعبہ تحقیق و ترقی کا قیام بریگیڈیئر غلام علی پرنسپل کا ایک ایسا منصوبہ ہے جو نہ صرف کالج کے طلباء بلکہ ملک کے دانشوروں اور اہل علم کے لیے بھی سود مند ہے۔ امید واثق ہے کہ اس شعبے کی خدمات تاریخی اور ادبی حوالوں سے ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی آخر میں یہ ضروری ہے کہ اس کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں ممبران ادارہ شعبہ تحقیق و ترقی کا شکریہ ادا کیا جائے جنہوں نے راقم کو ہر طرح کی مدد فراہم کی لیکن ظفر حسین لیکچرر شعبہ اسلامیات وہ شخصیت ہیں جن کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے یہ کتاب پایہ تکمیل تک پہنچی میں ذاتی طور پر ظفر حسین صاحب کا شکر گزار ہوں میری دعا ہے کہ خالق کائنات ان کو بطفیل محمدؐ و آل محمدؐ خوش و خرم رکھے اور ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔

دعا گو

نصر عباس نقوی

☆☆☆☆☆☆☆

PREFACE

Reseach is a universally acknowledged criterion to determine the academic worth of an individual as well as institution. Similarly publications are the index of the stature and caliber of an educational institution.At Uswa College Islamabad students hailing from different regions of Pakistan--- even the most underprivileged and remotest ones---and belonging to diverse strata of society, are provided quality education from class VII to XII. The success of Uswa College may well be judged from the FBISE results at SSC & HSSC levels, which by the grace of Almighty Allah,have ever been among the top-most.

However,our efforts don't end there. We also strive to infuse in our students the spirit of expanding and refining their knowledge to their optimum potential. Our annual magazine has been used as a tool for this purpose. Its 2011 issue was brought out as a special trilingual number(Arabic.Urdu,English)"Epistles of the Holy Prophet(PBUH&HP) or "Rehmatulil Aalameen Khatoot Number".And what a warm and appreciative reception it got in the scholarly and literary circles! Thanks to this encouraging gesture, we feel elated and proud to bring out our present book "Refulgence Of Abu Talib(a.s)" or "Anwar e Abu Talib(a.s)" consisting of the poetry,sermons and sayings of Hazrat Abu Talib(a.s) alongwith the relevant historical backgrounds,commentaries and psychoanalyses of the characters like Abu Lahab and Abu Jahl etc who aggressively opposed the Message of Truth propagated by the Holy

Prophet(PBUH&HP). Here it will not be impertinent to mention that the title proposed earlier for this book was "Guftar e Abu Talib(a.s)" or "Thus Spake Abu Talib(a.s)", but when on the occasion of Imam Hussain(a.s) Day at Uswa College, His Eminence Ayatullah Aqil ul Gharvi graced the audience as guest speaker, he generously suggested the present title pointing out that Hazrat Abu Talib's(a.s) utterances actually radiated rays of faith and wisdom. We feel deeply indebted to him for this fine and meaningful suggestion.

It was an incident of gracious realisation on the part of our worthy principal Brig.Ghulam Ali, of the need of a permanent department to carry out research work that he went ahead to establish "The Research & Development Cell"in the College.The task assigned to this cell is to work on such projects as would not only bring good name and honour to the College but also cater to the needs of those thirsty for knowledge,including,of course, our own students.In this direction, the present book is just a very humble beginning,and, Insha-Allah, in the days to come our R & D Cell will bring out even more valuable work.

Like all other such works,the publication of "Refulgence of Abu Talib(a.s)" could not have been possible without the help and co-operation of a number of persons including some of our dear students. So it won't be out of place if I extend my deep thanks to them all.Moreover, I also owe a great deal to Sir Nasr Abbas but for whose constant forebearance and encouragement I could not have found myself equal to this tremendous task.

Finally, a word of apology for the present English translation to forestall any harsh judgement that the veteran coonnoisseurs of such works may pass on it. Needless to say that translation is a very difficult art which requires near perfect mastery of the involved languages, which I don't claim to enjoy at all.Secondly,my translation is not from the original Arabic but from its Urdu version,and thus in the famous Platonic phrase "twice removed" from the original Arabic. In so emerging, it might have lost even more than what is so commonly supposed to be lost in the process of direct translation. Notwithstanding all this, I have tried to convey as close purport of these poems as possible.

As for the commentaries appended to these verses,mostly they, too, have been translated from their Urdu counterparts. However,at places,instead of translation,I have attempted original compositions,which may seem, at least to some extent,quite different from the Urdu commentaries. For some of these commentaries, I have extensively drawn on the material available on the web. So, in the end, I must thank all those also whose online work has proved so helpful to me.

Syed Hasan Hamid Naqvi

January 2013

☆☆☆☆☆☆☆

انوارِ ابو طالبؑ۔۔۔۔ایک تجزیہ

پروفیسر نصر عباس نقوی

حضرت ابو طالبؑ کی شخصیت تاریخِ اسلام کی ایک ایسی شخصیت ہے جو اپنے اندر ہمہ جہتی رکھتی ہے ایک طرف تو ان کے ہاتھ میں شمشیرِ آبدار حفاظتِ رسالت کے لیے چمکتی نظر آتی ہے تو دوسری طرف ان کا قلم اشعار کے دُرِ نایاب بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر وہ شعب ابی طالب میں بھوک و پیاس سے بے حال نظر آتے ہیں تو دوسری طرف فریضۂ نصرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی زبان وقلم کا ہر ہر جملہ خواہ وہ خطبے کی صورت میں ہو یا شاعری کی شکل میں، تاریخ کا وہ بیان ہے جو نہ صرف مسلمانانِ عالم بلکہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے لیے مشعلِ راہِ ہدایت ہے۔ راستی اور حق وصداقت کو پالینا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن اس پر کاربند رہنا ایک مشکل ترین امر ہے کیونکہ تشکیک اور اوہام عموماً انسان کو خوفزدہ کرتے رہتے ہیں اگر اس میں عصری حالات بھی جو مکمل طور پر ذہنی اور جسمی رجحانات کے برخلاف ہوں تو یہ سب مل کر ایک ایسی قوت بن جاتے ہیں جن کا مقابلہ ایک غیر فطری امر دکھائی دینے لگتا ہے۔ تاریخ کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے عصری اور انسانی پابندیوں کے باوجود اُن وقوع پذیر حالات کا بڑی دانشمندی سے مقابلہ کیا اور اپنے مقصدِ حیات کو منزلِ مراد سے ہمکنار کیا۔

اس مضمون کے ذریعے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ میں ایمانِ ابو طالبؑ کو ثابت کرنے کے لیے دلائل و براہین کا سہارا لوں میرا مقصد تو صرف آپ کی شخصیت کا ایک ایسا جائزہ پیش کرنا ہے جس سے فطرتِ انسانی آشکار ہو سکے۔ جب ہم ان کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ سب سے پہلے انسان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے کا احساس نہیں بلکہ یقین دلاتے ہیں اس کے علاوہ سیاسی و معاشرتی مسائل کا ذکر کر کے شعورِ ذات کا راز عیاں کرتے ہیں اسلام مذاہبِ الہیہ کے تسلسل کا ایک ایسا اخیر ہے جو خدائی احکامات جو کتبِ سماوی یا صحائف کے ذریعے بنی نوعِ انسان تک انبیائے ماسلف نے پہنچائے کا وہ مجموعہ ہے جو عصری تقاضوں کے تحت بغیر کسی تغیر کے قیامت تک رہنمائی کرتا رہے گا۔

خاندانِ بنو ہاشم کا ہر فرد تاریخِ عرب میں کسی نہ کسی طور سے اہم رہا ہے جس کا ثبوت احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتا ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوْا فَتَذَاكَرُوْا اَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَاَنَا خَيْرُهُمْ

نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا. (ترمذی بشرح صدر مسلم وغیرہ)

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب سے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریش بیٹھ کر اپنے حسب کا ذکر کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک ایسے درخت سے مثال دی جو بنجر زمین پر پتھریلی جگہ پر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ساری مخلوق کو اور مجھے ان سب گروہوں سے اچھے گروہ میں پیدا کیا اور پسند کیا دو گروہوں کو یعنی اولاد اسحاقؑ اور اولاد اسماعیلؑ کو پھر چنا قبیلوں سے اور مجھے بہتر قبیلہ میں کیا۔ پھر چنا گھروں کو اور مجھے سب گھروں سے بہتر گھر میں کیا سو میں ان سب سے ذات میں بھی بہتر ہوں اور گھرانے میں بھی۔

حضرت ہاشم رئیسِ مکہ تھے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ نہ صرف خاندان بلکہ دیگر قبائل کی خبر گیری کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے انسان اور انسانیت کی خدمت ان کی حیات کا جزو لاینفک تھا، خدمت کا جذبہ ایک ایسی قوت ہے جو عالمِ بشریت میں انسان کو نہ صرف عزّ و وقار کی مسند پر متمکن کرتی ہے بلکہ ربِ کعبہ کی بنائی ہوئی فہرست میں بھی اولیت عطا کرتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ہاشم بنی نوعِ انسان کی خدمت کی وجہ سے نہ صرف قبائلِ عرب میں بلکہ خالق کائنات کے ہاں بھی مقامِ بلند پر فائز نظر آتے ہیں۔ حضرت ابو طالبؑ اپنے اس جدِ اعلیٰ کا اپنی شاعری میں جگہ جگہ تذکرہ کر کے فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنے خاندان کے افراد پر صرف اسی صورت میں فخر کر سکتا ہے اگر اس کے کارہائے نمایاں تاریخِ انسانی کا روشن باب بن جائیں چنانچہ یہی وہ خاندان ہے جس کے لیے پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَا بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنِّیْ سَئَلْتُ اللّٰہَ لَکُمْ ثَلَاثَۃً اَنْ یَّجْعَلَ لَکُمْ جُوْدًا وَمَجْدًا وَرُحَمًا.

حضرت عباس بن عبد المطلب روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں نے تمہارے لیے تین دعائیں مانگی ہیں کہ اللہ تم کو سخی دلیر اور رحم دل بنائے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے خاندان سے کتنی محبت تھی حضرت ہاشم کے انتقال کے بعد حضرت عبد المطلب جنہیں شیبۃ الحمد اور معظم طیر السماء کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے سربراہِ خاندان بنے حضرت عبد المطلب وہ شخصیت ہے جنہوں نے چاہِ زم زم جسے عمرو بن حرث جرہمی نے بند کر دیا تھا کو اپنے بیٹے حارث کے ساتھ مل کر تلاش کیا یہی وہ چاہِ زم زم ہے جس سے آج بھی ہزارہا انسان سیراب ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے یہ آپ ہی کی محنت کا نتیجہ ہے آپ جب خانہ کعبہ میں تشریف لے جاتے تو آپ کے لیے ظلِ کعبہ میں مسند بچھائی جاتی اور لوگ ازراہِ ادب دور ہٹ کر بیٹھتے۔ واقعہ ابرہہ، باپ کی بیویوں کو بیٹوں پر حرام کرنا، مال میں

سے پانچواں حصہ بطورِ خمس نکالنا، آدمی کے قتل کا خون بہا ایک سو اونٹ مقرر کرنا اور خانہ کعبہ کا طواف سات چکروں میں کرنا ایسے کام ہیں جنہیں خدا نے اتنا پسند فرمایا کہ رہتی دنیا تک ملتِ اسلامیہ کے لیے لازمی قرار پا گئے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کے ذریعے ان پر مہرِ صداقت ثبت کر دی۔ جب حضرت عبدالمطلب کا وقتِ آخر قریب آیا تو اپنے لختِ جگر حضرت ابوطالبؑ کو بلایا اور وصیتیں کیں اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وقتِ وفات حضرت عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس اور بعض روایات کے مطابق ایک سو چالیس سال تھی۔ آپ کو حجون میں ان کے جدِ اعلیٰ قصیٰ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ لوگوں نے آپ کی وفات پر بہت سے مرثیے لکھے۔

حضرت ابوطالبؑ کا اسمِ گرامی تاریخ میں عبدِ مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف لکھا ہے بعض کے نزدیک آپ کا نام عمران بن عبدالمطلب ہے آپ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام طالب تھا لہذا آپ کو ابوطالبؑ کہا جانے لگا آپ کا سنہ پیدائش 557 عیسوی بیان کیا گیا ہے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنتِ عمرو بن عائذ مخزومیہ ہے جو قبیلہ بنی مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں حضرت ابوطالب کی زوجہ کا نام فاطمہ بنتِ اسد تھا جو آپ کی چچازاد بھی تھیں۔

حضرت ابوطالبؑ کی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے دور کے سماجی انسان کی احتیاجات کی تکمیل میں ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے حضرت عبدالمطلب کی وصیت کی مطابق جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگہداشت حضرت ابوطالب کے سپرد ہوئی۔ تاریخ کے دریچوں میں اگر جھانکیں تو اس کا ہر صفحہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کے لیے جان نثاری اور قربانی سے مزیّن نظر آتا ہے۔ جب آسمانِ گیتی پر آفتابِ نبوت کو طلوع ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا تو حکمِ الٰہی نازل ہوا۔

وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ. (سورۃ الشعرا. آیت نمبر 215-214.)

ترجمہ: (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذابِ خدا سے) ڈراؤ۔ اور جو مومنین تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان کے سامنے اپنا بازو جھکاؤ (تواضع کرو)۔

چنانچہ تکمیلِ حکمِ خداوندی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اولادِ عبدالمطلب کو بلا بھیجا جونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغامِ حق پہنچانا چاہا تو ابولہب نے شور و غوغا شروع کر دیا اور کوشش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گفتگو نہ کر سکیں یہ دیکھ کر حضرت ابوطالبؑ نے ابولہب کو مخاطب کرتے ہوئے ڈانٹا اور کہا خاموش ہو جاؤ بھتیجے! اور پھر جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا بلغ یا ابنِ اخی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاندان والوں کو دعوتِ حق دی اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کے لفظِ بلغ کو خالقِ کائنات نے اتنا پسند کیا کہ اسے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 76 کا حصہ بنا دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ .

ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ''سمجھ لو کہ'' تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا اور تم ''ڈرو نہیں'' خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا خدا ہرگز کافروں کی قوم کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ (سورۃ مائدہ آیت نمبر 67)

اسی طرح تقریبِ عقدِ جنابِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر حضرت ابوطالبؑ نے جو خطبۂ نکاح ارشاد فرمایا وہ بھی ''الحمد للہ الذی۔۔۔'' سے شروع ہوتا ہے کہ ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔۔۔۔'' چنانچہ الحمد کا لفظ بھی قرآنِ حکیم کی 28 آیات میں استعمال ہوا ہے جو رموزِ نبوت کے آشنا حضرت ابوطالبؑ کے اظہارِ حقیقت کی ایک ایسی گواہی ہے جیسی ان کے والد حضرت عبدالمطلب کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔

لفظیات کا یہ استعمال اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گفتارِ ابوطالبؑ نہ صرف تصدیقِ عمل بلکہ اصولِ ایمان کی شرائط پر بھی پوری اترتی ہے اگرچہ انسان کی طبعی عادات اور فطری رویے اس پر قابض ہوتے ہیں لیکن مقصد کی ارفعیت وصداقت اس کے ارادہ وحرکت کو آگے بڑھنے سے روک دیتی ہے یعنی وہ ارادہ وحرکت جو الوہی تقاضوں سے بعید ہو چنانچہ فطری تقاضوں سے ہٹ کر ہونے والی حرکات جب اختیاری درجے کا روپ دھار لیتی ہیں تو اب اس کا اختیاری فعل قادرِ مطلق کے تابع ہو جاتا ہے اور اس کے تخیلات صمدی تصورات سے متصف ہو جانے کی وجہ سے ترتیب پاتے ہیں جنہیں کوئی بھی نام دیا جا سکتا ہے چونکہ احساس اور شعور ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں لہٰذا انسان اپنے احساس اور شعوری اعمال کا مشاہدہ وجودی ریاضت میں دیکھتا ہے جو کسی بھی شاعر کے دیوان کی صورت میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوطالب کی شاعری تاریخی جہات کے ساتھ ساتھ احدی تصورات و انبیات کے بھی تابع ہے ان کے یہ تصوراتِ شعری حکمت و ایمان کی آگہی میں مقید ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی کے ایک ایسے رخ کا اظہار و تعین ہے جن سے ان کے ایمان کی پختگی اور آراستگی کا پتہ چلتا ہے ان کی شاعری شعورِ ذات کے راز کا وہ انکشاف ہے جو معرفتِ نبوت کا پتہ بتاتی ہے وہ راستہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقوشِ قدم سے ترتیب پا کر دینِ اسلام کہلایا اور

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى .

ترجمہ: اور وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی نہیں یہ تو بس وحی ہی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ (سورۃ النجم آیت نمبر 3-4)

کے تحت آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ،الوہی صفات کا مظہر ہوگئی۔ حضرت ابوطالبؑ اپنے والد گرامی کے دور سے ہی اس بات کا مشاہدہ کررہے تھے اور ان معجزاتی واقعات کے خود گواہ بھی تھے جو جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہدِ بلوغت سے ہی ان کے ہاتھوں وقوع پذیر ہورہے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی تمام شاعری وجودِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت سے تشکیل پاتی ہے وہ جانتے تھے کہ ان کے سامنے ایسی ارفع ترین حقیقت موجود ہے جس کی آمد کا تذکرہ انبیائے ماسلف کرتے چلے آئے ہیں اور جو خارجی اور باطنی کائنات کے لیے رحمت اللعالمین ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ صفت اپنے ظہور کے لیے موصوف کی محتاج ہوتی ہے یہی صفت جب وجودی حیثیت اختیار کرلیتی ہے تو پھر قاری یا سامع اس صفت کا مشاہدہ کرکے ایسے نتائج اخذ کرتا ہے جو موصوف کی ذات کا جزئی مطالعہ کرنے میں مدد دیتے ہیں اگرچہ اس میں اجمال وتفصیل موجود نہیں ہوتی لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس سے ایک ایسا خاکہ ترتیب پاجاتا ہے جس کی تکمیل موجود شعری تصورات کے ذریعے ممکن ہوجاتی ہے شاعری احساسِ جمال کے ایک نامکمل اظہار کا نام ہے نامکمل اظہار اس لیے کہ جس طرح مصور اپنے موئے قلم سے رنگوں کا سہارا لے کر صرف اس شے کی تصویر کشی کرسکتا ہے جو پردۂ بصارت میں سما سکے لیکن وہ اس شے کے پس پشت ہونے والی کیفیات کا مشاہدہ پیش نہیں کرسکتا اس طرح وہ تصویر نامکمل رہتی ہے اسی طرح شاعر وارداتِ قلبی کا مکمل اظہار نہیں کرسکتا لیکن جذبہ کی تحریک اور حرکت جو کسی شعر کی صورت میں ہو کسی بھی دوسرے وجود کی مرہونِ منت ہوتی ہے یعنی محرک کا ہونا اس کے لیے لازم ٹھہرتا ہے اور تھوڑی سی تگ ودو سے ہم شعر کے ذریعے محرک کا ادراک کرسکتے ہیں مگر اس ادراک کے لیے حواس کا ہونا ایک ضروری شرط ہے۔ حضرت ابوطالبؑ کے سامنے محرک موجود تھا جو نہ صرف ان کی آغوش کا پروردہ تھا بلکہ اس محرک کے وجود کی غرض وغایت کا بھی انہیں علم تھا لہٰذا محرک کے سلسلے میں ان کے اپنے تجربات ومشاہدات کے علاوہ وہ تاریخی پس منظر سے بھی آگاہ تھے جو مختلف آسمانی کتب کے ذریعے ان تک پہنچا تھا اس طرح رضائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تحصیل کی شدید خواہش ان کے اندر پیدا ہوگئی یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری صرف مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا احاطہ کرتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک ارفع تخیل کے ساتھ ضمنی تخیلات کا وجود بھی ہوتا ہے جو اصل کے ساتھ متصل ہوتے ہیں اصل تخیل گرفت میں نہیں آسکتا یہ اصل تخیل ہی دراصل وہ حقیقت ہے جس کی حدود لامحدود ہوتی ہیں چنانچہ شاعر ضمنی تخیلات ہی کو اپنے اشعار کا موضوع بنا کر اصل بازیافت کرنے کی کوشش کرتا ہے ہوسکتا ہے اس لا محدودیت کی بنا پر شاید اس کے قریب تو پہنچ جائے مگر ایک مکمل گرفت کرنے سے وہ عاجز رہتا ہے۔

حضرت ابوطالبؑ کی شاعری سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ارفع تخیل ہی وحدتِ مطلق ہے جو ایک لامحدودیت کا مالک ہے ان کے بیان کا دائرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے کیونکہ یہ ان کے مقصد

کے حصول کا واحد ذریعہ ہے وہ جانتے ہیں کہ یہی وجود، حقیقی مظہر کے تحت آتا ہے اگر یہ وجود معدوم ہو جائے تو پھر رضائے خدا کا حصول کسی اور سبب سے متشکل ہوگا وہ دیکھ رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب معبوث نہیں ہوئے تھے تو اس وقت انسان حصولِ مقصد کے لیے اپنی اپنی فکر کے مطابق بتوں کے سامنے جھک رہا تھا۔ حضرت ابوطالبؑ کو اپنے ذریعے کی صداقت پر یقین کامل تھا وہ جانتے تھے کہ اگر یہ ذریعہ ختم ہو گیا تو پھر نہ صرف وہ خود بلکہ بنی نوع انسان مظہرِ حقیقی کو نہیں پا سکیں گے لہذا وہ اور ان کا خاندان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے سینہ سپر نظر آتے ہیں اور ان کا ہر شعر حفاظتِ پیمبر کی تلقین کرتا ہے ان کے اشعار میں ایک ایسی شدت کا اظہار ملتا ہے جو ان کے مشاہداتی اور تجرباتی فیصلے کی تعبیر اور سچائی کی پختگی کا بیان ہے وہ بار بار نہ صرف خود بلکہ خاندان، قبیلہ اور دیگر دوستوں کو نصرت پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ابھارتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ابولہب کو بھی پیمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمایت پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں مثلاً

اَنْتَ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ نَعْلَمُهٗ　　　عَلَیْکَ نُزِّلَ مِنْ ذِی الْعِزَّةِ الْکُتُبُ

آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر یہ کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّداً　　　نَبِیًا الْمُوْسٰی خُصَّ فِی اَوَّلِ الْکُتُبِ

کیا تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی موسیٰ کی طرح بنائے ہیں اور ان کا تذکرہ کتب سابقہ میں جگہ جگہ موجود ہے۔

ایسے لاتعداد اشعار اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت ابوطالبؑ اپنے مقصد کے حصول کے لیے محض قرابت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے نہیں بلکہ پیغامِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق جانتے ہوئے حفاظتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت ابوطالبؑ کی شاعری ہمارے لیے ایک ایسا راستہ ہے جو نہ صرف منزل کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ وہ طریقہ بھی بتاتا ہے کہ جس سے منزل کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

REFULGENCE OF ABU TALIB (A.S) -- ANALYSIS

A man's character and convictions may be judged in the light of his words and deeds.And when deeds are as goog as words, there must remain no doubt as to the sincerity and dedication of that person. Looking at the stalwart personality of Hazrat Abu Talib(a.s) from this vantage point of common sense and logic, one can hardly harbour even as slight as an iota of suspicion regarding his faith. But unfortunately the moving fingers of some of the unwary historians harp on the strings just to produce unharmonious bable of controversy about his faith. The present book is not intended to defend Hazrat Abu Talib's(a.s) position as one of the earliest Muslims of the Holy Prophet's(PBUH&HP) blessed era. Nevertheless, its very subject-matter, the poetry of Hazrat Abu Talib(a.s), tempted me to broach this matter in the passing.

The study of Hazrat Abu Talib's poetry establishes it beyond any fear of contradiction that he is the pioneer of Na'at composition. His poetry bears glorious testimony to his all-out support of the Holy Prophet (PBUH&HP). It seems beyond human ken how one may hoist the banner of Righteousness and articulate Truth so fearlessly in a society like Arabia that had wandered away a great deal from the path of virtue. REFLUGENCE OF ABU TALIB(a.s) is not just verbal expression of truth but a construction of human rectitude and faith. In this respect it can't be termed as conventional poetry but rather a criterion to judge dedication and fidelity of man.

A very easy claim that may be made on the basis of Hazrat Abu

Talib's poetry is that apart from his poems,no other utterance or expression made by any other person of the Period of Ignorance is so surcharged with religious, of course Islamic, and moral convictions. If oral and explicit testification of faith is the pre-requisite for a person to be recognised as a Muslim,who,save Hazrat Abu Talib(a.s) has done so in such a powerful and devoted way?

The poems composed by Hazrat Abu Talib(a.s) reveal a profound and very intimate perception of the Almighty and His Prophet(PBUH&HP) together with his unswerving faith in the Divine Truthfulness of his message.This deep perception leads one to the essence of the Eternal Truth that knows no decline.What Hazrat Abu Talib(a.s) had set as a goal for himself was to serve as a staunch custodian of the Holy Prophet (PBUH&HP) by guarding him against the inimical designs of the pagans of Makkah.He had to encounter hardships of every kind in this path but he, both in words and deeds, remained resolved in his efforts to not only protect the sublime person of the Holy Prophet (PBUH&HP) but also propagate his Message of Truth far and wide. Thus we find among his poems those in which he has dauntlessly challenged and warned the Makkans against any action that might bring harm to the Holy Prophet (PBUH&HP) as well as those in which he invites others to accept the religion his nephew is so painstakingly preaching.

What his poetry actually and ultimately achieves is that it succeeds in drawing a dividing line between the 'Good' & 'Evil', which helps mainly the people of his own clan as well as many others to decide which path to tread to attain the eternal success. He fully realises the

innate weakness of 'Evil' that can never hope to survive eternally. So though man may be drawn towards it out of his ignorance and weakness,the deeper his vision and understanding of life and its manifold facets develops, the more he tends to distance himself from it.Thus through his poetry he strives very sincerely to persuade those whose conscience has not yet turned completely blunt or dead,to take the path of righteousness and shun their evil ways.

In short, Hazrat Abu Talib's(a.s) role in the propagation of nascent Islam,at the earliest and most arduous days of preaching, is so conspicuous, and his poetry so vividly demonstrates it that one cannot but only pay a very humble tribute to him for all his efforts that he made physically as well as verbally.May Allah keep on showering his interminable blessings on Muhammad(pbuh&hp),his progeny and his ancestors.

Prof. Hasan Hamid Naqvi

☆☆☆☆☆☆☆

جب بھی کسی تحریک ابتداء ہوتی ہے تو سب سے پہلے وہی لوگ اس کی حمایت کرتے ہیں جو یا تو محرک کے خاندان سے متعلق ہوں یا پھر رشتہ دار قریبی عزیز اور یا پھر وہ لوگ جو دوستی کے زمرے میں آتے ہوں۔ انہی کی حمایت و تائید سے نظریہ یا مذہب پروان چڑھتا ہے لیکن یہ تائید وحمایت اس وقت ممکن ہوتی ہے جب حامیوں کو اس نظرئے کی صداقت کا یقین ہو۔ چنانچہ جب ہم حضرت ابوطالب کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم انہیں ہر مقام پر پیغمبراکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سینہ سپری پاتے ہیں۔ وہ بار بار اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تک کوئی بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ وہ ہر لمحے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری طاقت سے اپنی بات کریں۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق بھی ہیں اور امین بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام ادیان عالم سے بہتر دین ہے۔ چنانچہ درج ذیل قصیدہ حضرت ابوطالب کے دلی جذبات واحساسات کا آئینہ دار ہے۔

At the initial stages of a movement, first of all only those people support it who belong to the progenitor's family, his kinfolk and his circle of friends. It is this support that makes the propagation and promotion of a certain ideology or religion possible. But this support is extended only when they are fully convinced of the truth of that ideology. That's why we see Hazrat Abu Talib (A.S) standing shoulder to shoulder with the Holy Prophet (PBUH& HP) reiterating forcefully that no one could ever inflict any harm on the Holy Prophet (PBUH&HP) so long as he was alive. He encourages him all the time to convey his message to the people without any restraint as he is the truthful and trustworthy, he is the last Prophet of Allah and his religion is the best of all.

(1)

والله لن يصلوا اليک بجمعهم

حتی أوسد فی التراب دفينا

خدا کی قسم! یہ مشرک اور کفار سب کے سب اگر باہم مل بھی جائیں تب بھی آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے تا وقتیکہ میں زمین میں گاڑ نہ دیا جاؤں۔

By Allah! Even if all these polytheists and infidels join their forces, they can never bring you (Muhammad PBUH&HP) any harm unless I am laid low in the earth.

(2)

فانفذ لأمرک ما عليک غضاضة

فکفی بنا دنيا لديک و دينا

خدا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری طاقت وطلاقت سے اپنی بات کہیے میرے ہوتے ہوئے کوئی بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

May Allah bless you with joy. Do continue preaching your message with all might. So long as I live, no one can harm you in any way.

(3)

ودعوتنی و زعمت انک ناصح

فلقد صدقت وکنت قبل أمينا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (اسلام لانے کی) دعوت دی ہے میں بالیقین کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے بھی ہیں اور امین بھی۔

You have invited me (to Islam). I declare with profound faith that you are truthful as well as trustworthy.

(4)

وعرضت دیناً قد علمت بانّه

من خیر أدیان البریة دینا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس دین کی تبلیغ کی ہے میں (ابوطالب) جانتا ہوں کہ وہ دین ادیانِ عالم میں سب سے بہترین دین ہے۔

I know that the religion preached by you is the best of the religions of the world.

(5)

لولا الملامة أو حذاری سُبّة

لوجدتنی سمحاً بذاک مبینا

(میں اس دین پر ایمان لاتا ہوں) مجھے کسی بے عزتی یا ملامت کا ڈر نہیں کیونکہ میرے اسلاف سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔

(I declare my faith in it) I am not afraid of being scoffed at or taunted as my ancestors had no parallel in munificence.

☆☆☆☆☆☆☆

ابولہب، حضرت عبدالمطلب اور لبنیٰ بنت حاجر الخزاعیہ کا بیٹا حضرت عبداللہ کا سوتیلا بھائی تھا اس کی کنیت ابو عتبہ تھی۔ ابولہب (یعنی شعلے کا باپ) اسکا لقب تھا۔ ربیعہ بن عباد کے مطابق ابولہب بھینگا اور پاؤں سے لنگڑا بھی تھا۔ جنگ بدر کے بعد ابولہب چیچک میں مبتلا ہو کر مر گیا اس کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ جسے سورۃ الہب میں حمالۃ الحطب کہا گیا ہے وہ بھی عبرتناک انجام سے دوچار ہوئی۔ حضرت ابوطالبؑ اس سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

Abu Lahab was the uncle of the Holy Prophet (PBUH&HP) but a sworn enemy of Islam. His real name was Abdul Uzza and attributive name Abu Utba. In the Holy Quran a chapter (Surah) has been revealed in his name in which he has been cursed. Abu Lahab means "Afflamed one".

When the Holy prophet (PBUH&HP) invited the Makkahs to Islam, Abu Lahab stood up and hurled at him his wrathful words thus, "(God Forbidding) may you perish and be disgraced! Had you gathered us only for this purpose!" The Holy Prophet (PBUH&HP) kept his peace at this but the chapter III (Surah Lahab) of the Quran was revealed:

May the hands of Abu Lahab parish! May he himself perish! Nothing shall his wealth and gains avail him. He shall be burnt in a flaming fire, and his wife, laden with faggots, shall have a rope of fibre round her neck!" His son utba divorced Hazrat Ruqayya, though he embraced Islam afterwards. The other son Utba was devoured by a lion. When Hazrat Abu Talib (A.S) and his family were confined to a canyon, Abu Lahab kept himself aloof from Banu Hashim.

When he died, his whole body had spots of small pox. No body dared come close to him so that the same cubicle where he had died was made to cave in on his rotting dead body. The death of his wife was also painful and enlightening. She used to strew the path taken by the Holy Prophet (PBUH+HP) with thorns. It has been mentioned in the Holy Quran that angles would drive him with a rope made of date leaves. And it actually happened. She got strangulated with the faggots she used to tie the bundle of sticks and was thus killed.

(1)

قل لعبد العُزى أخي وشقيقي

وبني هاشم جميعاً عزينا

عبدالعزیٰ جو میرا سوتیلا بھائی ہے اسے اور بنو ہاشمؑ واجتماعی وانفرادی طور پر میرا پیغام ہے۔

To Abdul Uzza, my step-brother, and collectivity to Banu Hashim, this message is addressed.

(2)

وصديقي أبي عمارة والاخوان

طُراً وأُسرتي أجمعينا

میرے دوست ابوعمارہ! میرے تمام بھائی اور میرے خاندان کے سب کے سب لوگوں کے لیے میرا یہ پیغام ہے۔

I would like to convey this message to my friend Abu Ammara, all my brothers and all the members of my family.

(3)

وان یکن ما اتی بہ احمد لیوم

سناء وکان فی الحشر دینا

تم سب یاد رکھو کہ میں ہر حالت میں نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و نصرت پر کمر بستہ ہوں اور جو بھی ان کی مدد سے ہاتھ اٹھائے گا میری اس سے بھی جنگ ہوگی۔

All of you must remember that I am keenly willing to help and support Muhammad (PBUH&HP) through thick and thin. Whoever recoils from supporting him, will find me at war with him.

(4)

فاعلموا أننی لہ ناصر"

ومجر" بعضولبی احاذلینا

اور تم سب یہ بات یاد رکھو کہ میں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتا رہوں گا لہذان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں کے خلاف نیاموں سے تلواریں نکال لو اور مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

Remember, all of you, that I will keep on helping the Holy Prophet PBUH&HP. So, draw out your swords from their sheaths against his (Hazrat Muhammad PBUH&HP) enemies and be ready to fight against them.

(5)

فانصروہ للرحم والنسب الأدنی

وکونو لہ یدا مصلتینا

اب تم سب پر یہ لازم ہے کہ تم ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد و حمایت کرو تم یہی خیال کر لو کہ تم سب کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے (اگرچہ تم ان کے نظریات سے اختلاف ہی کیوں نہ رکھتے ہو)

Now it is incumbent upon you to help and support him. If nothing else, at least you must keep in mind that you all belong to the same clan.

☆☆☆☆☆☆☆

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی نیا نظریہ سامنے آتا ہے تو اس کو قبولِ عام کرنے کے لیے یا تو ان لوگوں کا سہارا لیا جاتا ہے جو اپنے اپنے وقت کے اہم افراد ہوں یا پھر خود اس نظریے میں اتنی قوت ہو اور اس کے اصول و ضوابط ایسے ہوں کہ عوام الناس خود بہ خود اس کی طرف کھچے چلے آئیں جہاں تک بادی النظر کا تعلق ہے یہ اس صورت میں تو ہو سکتا ہے کہ عوام پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہ ہو اور وہ معاشرتی، سیاسی، اور مذہبی طور پر آزاد ہوں جبکہ جزیرہ نمائے عرب میں ایسی صورت حال نہیں تھی اصنام پرستی نے قلوب انسانی کو اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ اس سے باہر نکلنے کے لیے بہت حوصلے کی ضرورت تھی اس کے علاوہ معاشرتی اور سیاسی قوتیں لوگوں کی راہ میں حائل تھیں وہ انھیں ہر لمحے صنم پرستی میں مجبور کرتی تھیں اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ برسرِ اقتدار طبقہ اور معاشرے کے سرکردہ لوگ یہ کبھی نہیں چاہتے کوئی بھی شخص ان کے رائج الوقت نظریات کو چیلنج کرے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عرب معاشرے کو چیلنج کرنا وہ اپنے لیے ایک ایسا خطرہ سمجھتے تھے جو نہ صرف ان کے نظریات یعنی صنم پرستی کا خاتمہ کرنے کے درپے تھے بلکہ ان کی مسندِ اقتدار بھی لرزنے لگی تھی لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں زیادہ تر انہیں لوگوں نے اس دعوتِ حق پر لبیک کہی جن کا شمار اس معاشرے کے اہم افراد میں نہیں ہوتا تھا قریشِ مکہ کا خیال تھا کہ وہ ان بے مایہ لوگوں کو طاقت و جبروت کے بل بوتے پر دوبارہ بت پرستی پر مجبور کرلیں گے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان نو اسلامیان پر ظلم و بربریت اور جور و جفا کی انتہا کردی۔

جہاں تک حضرت ابو طالبؑ کی بات ہے، صدائے حق کا تعلق ان کے اپنے ہی خاندان سے تھا لہذا سب سے پہلی دعوت جو دعوتِ ذوالعشیرہ کے نام سے موسوم ہے انہیں ہی دی گئی اس صورت حال میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ دین یا نظریہ کو پھیلانے کے لیے ایسے افراد کو تلاش کر کے مدد لی جائے جو اس معاشرے میں کسی نہ کسی اہمیت کے حامل ہوں اس مقصد براری کے لیے عام طور پر ذاتی تعلقات اور رشتوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ حضرت ابو طالبؑ اس بات کو بخوبی جانتے تھے لہذا انہوں نے اپنے ایک عزیز ''الواردی'' کو اشعار میں لکھا کہ وہ احیائے دین کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کریں اپنی بات میں زور پیدا کرنے لیے وہ اسے بتاتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی تربیت ہی ایسی کی گئی ہے اور وہ نفسِ رسول ہیں لہذا وہ زندگی کے آخری سانس تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصرت و حمایت کرتے رہیں گے۔

By nature, common people may be attracted to a new ideology only in two ways:

1. The ideology itself may be so powerful and its injunctions so impressive that they feel drawn towards it.

2. The services of influential persons of society are obtained to make the ideology acceptable to the common lot.

As far as the former alternative is concerned, it works only when people are not restricted in any way and they enjoy complete freedom in social, political and religious matters. Now, obviously, such was not the case with the inhabitants of the Arabian Peninsula. Idol worshipping had so strong a hold on hearts of people that it was quite a task to shake off these shackles. Moreover social and political forces put hurdles of a hundred kind in the way of the common people; who were then forced to worship idols. Often the ruling class and other power-intoxicated people never allow any one to challenge the established ideology. So the challenge that the Holy Prophet (PBUH&HP) had posed to the Arab society was taken by the Quraish as a serious threat not only to idol worshiping which could be doomed to complete abolition but also to their autocratic rule which was in jeopardy now. So we witness that in the early days of Islam, its invitation was accepted mostly by those who could not be counted among the influential persons of society. That's why the Quraish made the mistake of taking it for granted that the use of coercive means would compel these resourceless and deprived persons to revert to idol worshipping. Hence practically interminable

atrocious and barbaric crimes against these fresh Muslims on their part.

As for Banu Hashim, this invitation to truth had been made from one of their own kins. So Dawat-e-Zul Ashira -------- the first ever formal invitation was made only to them. What becomes inevitable in these circumstances is the search for such people as wield certain importance in society so that they may help in the propagation of a new religion or ideology. Personal contacts and relations are also used for this purpose. Who could realize this better than Hazrat Abu Talib(A.S) So he composed some verses for one of his relatives 'Abu-Arwa' in which he tried to persuade him to come forward to support the Holy Prophet (PBUH&HP) in his mission to revive the pristine religion. To lend his appeal more weight, he tells him that his dear son. Ali (A.S), has been raised as the shadow of the Holy Prophet (PBUH&HP) and so he will keep defending and supporting him till his life lasts.

(1)

أغلم أبا أزوى بأنك ماجد

من صلب شية فانصرن محمدا

ابوا روی! کیا تمہیں علم نہیں کہ تم شیبۃ الحمد کے خاندان کے ایک معزز فرد ہو۔ تمہارے لیے یہ سب سے زیادہ ضروری ہے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ممکن مدد وحمایت کرو

Abu Arwa! Don't you know that you are an honorable man from the family of Shaiba Tul Hamd (Abdul Mutalib). You are obliged, more than others, to come forward to stand by Muhammad (PBUH&HP).

(2)

لِلّٰه دَرُّک اَنْ عرفتَ مکانه

فی قومه وَوهبتَ منک له یدا

تم جانتے ہو کہ انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی کتنی عظمت واہمیت دی گئی ہے (کیا تمہیں علم نہیں کہ) ان کی مدد کرنا کیوں ضروری ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ کام تمہارے لیے ارفعیت کا باعث ہوگا۔

You know how much dignity and greatness he had been endowed with even before his gracing this world with his arrival. Don't you know why it is essential to help him. If you do so, you, too will earn greatness.

(3)

اَمّا علیٌّ فارتَبَعه اُمّه

ونَشا علی مقة له و تزیُدا

جہاں تک حضرت علیؑ (علی ابن ابی طالبؑ) کا تعلق ہے اس کی تو پرورش ہی اس کی ماں (فاطمہؑ بنت اسد) نے انہی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں کی ہے اور اسے (حضرت علیؑ) نے اس انداز سے پروان چڑھایا ہے کہ یہ محبت ہر لحہ بڑھتی جا رہی ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

As for as Ali is concerned, he has been brought up by his mother, Fatima Bint-e-Asad, in his (The Holy Prophet's PBUH&HP) love. She has reared him (Ali) in such a manner that this love is ever on the rise, becoming deeper and deeper with every passing day.

(4)

شَــرفُ الـقِيــامةِ وَالـمـعَــادِ بِـنَـصُــره
وبِـمَـــاجــل الــدُّنيـــا تــحُــوزُ السُّــؤددا

(یہ جان لو) کہ اسے (علیؑ بن ابی طالبؑ) ان کی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محبت کی وجہ سے روز قیامت وہ شرف حاصل ہوگا جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیگا اور اس دنیا (آخرت) میں بھی وہ (علیؑ ابن ابی طالبؑ) عظمت وجلالت کے مقام پر فائز ہوگا۔

(Rest assured) that he (Ali A.S) will be entitled to that dignity on the Day of Judgment which would be out of reach for others just for his (Muhammad PBUH&HP) love. And even in this world he (Ali A.S) would attain the place of honor and grandeur.

(5)

أُكْــرِمْ بِـمَــنْ يَـفْـضِـى الـيــه بِـأَمْــرِه
نَــفْـســـاً اذا عُـــدَّ الــنــفُــوس و مُـحْـتــدا

کتنا لائق صد افتخار اور باعث تکریم ہے میرا لخت جگر (علی ابن ابی طالب) جس نے اپنی جان اور نفس کو ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سپرد کر دیا ہے۔

How highly proud I feel of my son and what a deep reverence he can inspire in others as he has given his life and self over to him (Muhammad PBUH&HP)

(6)

وحــلا نِـفـــاً شــرفــتَ بِـمَـجْـد نِـصَـابِــه
يَـــكْــفِيــک الـيَـــوم مــــا تَـــرْجُــو غَـــدا

وہ (علیؑ ابن ابی طالبؑ) خلائق میں افضلیت واشرفیت کے بلند مقام پر فائز ہے (یہ وہ منصب ہے) جسکی ہر شخص تمنا رکھتا ہے اور ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش یہ بلندی وعظمت اسے آج ہی مل جائے۔

He (Ali A.S) possesses the high seat of superiority and dignity among all creation. It is the status which everyone craves for. Everyone desires to win this honor and dignity in the wink of an eye.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب نے اس قصیدے میں اپنے خاندان کی عزت و حرمت اور اعلیٰ روایات کو بیان کیا ہے اور خاندان بنو ہاشم کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔

In this poem Hazrat Abu Talib (A.S) has described the honour, dignity and high traditions of his family. In this way he has eulogised Banu Hashim.

(1)

الحمد للّٰہ الذی قد شرّفا
قومی و أعلاھم معاً و غطرفا

تمام تعریفیں اس خالق کائنات کے لیے ہیں جس نے میرے خاندان (بنو ہاشم) کو اقوام عالم میں عزت و توقیر سے سرفراز کیا اور سخاوت، فیاضی اور سرداری نعمتوں سے نوازا۔

All praise is for the Creator of the universe Who has honored my family among all the nations of the world with dignity and nobility. He also bestowed on us the blessings of generosity and leadership.

(2)

قد سبقوا بالمجد من تعرّفا
مجداً تلیداً و اصلاً مستطرفا

یہ (بنو ہاشم) تمام دنیا میں عزت و جلالت میں سب سے بڑھ کر ہیں اور پرانے زمانے سے ہی یہ لوگ (بنو ہاشم) اپنی عزت و عظمت کی وجہ سے سردار تھے اور آج بھی سردار ہیں۔

They (Banu Hashim) are superior to all others in honor and majesty. Since olden times, they have been the leaders, and they still retain this position by virtue of their dignity and nobility.

(3)

لَو انَّ أنْفَ الرِّيحِ جَارَاهُم هَفَا

اَوْصَارَ عَن مَسْعَاتِهِم مُخَلَّفَا

اگر تندو تیز آندھی بھی ان (بنو ہاشم) سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو وہ بھی ان (بنو ہاشم) کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور یہ آگے ہی آگے نظر آئیں گے۔

Even if a fast blowing windstorm tries to overtake them, it won't be able to compete with them in their excellence. So they will always be ahead of all others.

(4)

کَفَوا سُعَاةَ المَی مَنْ تَکَلَّفَا

کَانُوا لأَهْلِ الخَافِقَیْنِ سَلَفَا

اگر یہ لوگ (بنو ہاشم) کسی کو ذرا سی مصیبت میں دیکھتے ہیں تو فوراً اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں اس کام میں وہ کسی قسم کی غفلت نہیں کرتے اور ہر کسی کی پریشانی کو دور کرنے میں کوشاں رہتے ہیں خواہ اسکا تعلق کسی بھی خطے سے ہو۔

When they (Banu Hashim) find someone in the lurch, they rush to help him immediately. They never procrastinate in such matters. They make every effort to assuage the troubles of others whatever region of the world they may belong to.

(5)

واصبحوا من کل خلق خلفا

هُم انجم "وابدر" لن تُکسفا

یہ (بنو ہاشم) مخلوقات عالم کے دادگر اور نجوم سماوی اور بدر فلکیہ ہیں جو گرہن سے بالاتر ہیں ان کی روشنی کبھی ماند نہیں پڑی۔

They (Banu Hashim) are the rescuers of all the creations of the world. They are such heavenly stars and moon as can never be eclipsed. Their light never wanes.

(6)

ومــوقف فـــي الـــحَـــرْب اَنْـــن مَـــوقِـــفـــا

أُسَـــد" تهـــدُّ بـــالـــزَّئِـــيـــرات الـــصَّـــفـــا

حالت جنگ میں اپنے اعلیٰ مقصد حیات کی بنا پر انکی شجاعت و بہادری ایک ایسے شیر کی مانند ہوتی ہے جس سے کوہ گراں بھی لرز جاتے ہیں۔

When at war, based on their sublime purpose of life, their courage and valour is comparable to that of a wild lion which may make even stony mountains tremble.

(7)

تُـــرْغِـــمُ مِـــن أعـــدائِهِـــنَّ الآنُـــفـــا

وتُـــدْمَـــغُ الـــدَّهـــرَ الـــذی قـــد اُجْـــحَـــفـــا

ان کی (بنو ہاشم) بہادری دشمنوں کو زمین بوس کر دیتی ہے ان کی شہامت زمانے کے ظلم وستم اور مداومت کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

Their bravery makes the enemy lick the soil. Their valour deals the last blow to the cruelty, tyranny and injustice of the world.

(8)

لَـــوغَـــدُ اَدْنَـــی جُـــودِهِـــم لاَضْـــعَـــفـــا

عـــلـــی الـــبـــحـــارِ والـــسَّـــحَـــابَ اشْـــرْغَـــفـــا

ان (بنو ہاشم) کی جود وسخاوت کا کبھی مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے طرف سے کی گئی چھوٹی سی فیاضی بھی بحور عالم سے عظیم اور ابر باراں سے بھی زیادہ وسعت پذیر نظر آتی ہے۔

Even their least generosity has no parallel as this, too, seems greater and vaster than the world oceans and rain bearing clouds.

☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی بھی معاشرے میں (Decentralization) لوگوں کے مقتدر ہونے کا باعث بنتی ہے اور یہی لوگ خاندانوں کی صورت میں اجتماعیت کے تحت اپنی اپنی فکر اور نقطۂ نظر کا عوام میں اظہار کرتے ہیں نتیجۃً لوگ آہستہ آہستہ ان کے ہمنوا اور ہم خیال بن کر ان کی قوت میں اضافے کا باعث بھی بنتے ہیں اور ان کی فکری تحریک کو پروان بھی چڑھاتے ہیں لیکن راستے کا تعین عوام نہیں کرتی بلکہ وہ مقتدر خاندان کرتے ہیں جن کے زیرِ اثر فکری تحریک کی تفہیم ہوتی ہے اگر ان خاندانوں پر مذہبیت کا اثر ہو تو ان کی عظمت جذبۂ عقیدت کے تابع ہو جاتی ہے اور یہ خاندان بلند مسند پر بیٹھے نظر آتے ہیں اس صورت حال میں ہر متعلق فرد کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خاندانی مزاج کے تحت زندگی گزارنے کے اصول بنائے اور یہی اصول پھر خاندانی روایات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اگر یہ روایات بامقصد ہوں تو پھر ہر خاندان کی وجاہت اور بزرگی کا باعث بن جاتی ہیں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہی روایات تاریخ کا روشن باب بن کر اس خاندان کو امر کر دیتی ہیں اور پھر اس خاندان کا ہر فرد تاریخ کے اس روشن باب پر فخر و مباہات کا اظہار کرتا ہے۔

خاندانِ بنو ہاشم کا اگر جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ارفع روایات پر عمل کرنے کی وجہ سے وہ تاریخ عرب تو دور کی بات ہے تاریخِ انسانی کی درخشاں مثال ہیں حجاج کی سقائی اور خدمت بھوکوں کو کھانا کھلانا، وحوش وطیور کے لیے دانے پانی کا انتظام کرنا، مسافروں کی خبر گیری، اعمال قبیح سے اجتناب، معاشرے سے برائیوں کے خاتمے کے لیے کوشش، ام الخبائث سے بچنے کی تلقین غرضیکہ ہر وہ کام جنہیں دین الٰہی نے اصولِ زندگی قرار دیا تھا کو اپنے خاندان کا ضابطہ حیات بنا دیا یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کے قوانین کو اللہ تعالیٰ نے بھی دین کے قوانین قرار دے دیا مثلاً دیت کے لیے سو اونٹ، باپ کی بیویوں کا بیٹوں پر حرام ہونا، خمس کا طریقہ، طواف کعبہ کے لیے سات چکر وغیرہ مسلم انسانی سماج کے اصول بن گئے ظاہر ہے کہ جو خاندان اس طرح کا ہوگا تو اس کے افراد بجا طور پر فخر کرنے میں حق بجانب ہوں گے لہٰذا درج ذیل کے اشعار میں حضرت ابو طالبؑ اپنی ان ہی روایات پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں۔

جزیرہ نمائے عرب کے باشندے اگرچہ دعویٰ تو یہی کرتے تھے کہ وہ ابراہیمی اقدار کی پاسداری کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کی یہ روایات اور اصول ان کی اپنی خواہشات اور تمناؤں کے مطابق بن چکے تھے ان روایات کی اصلی شکل و صورت اس قدر مسخ ہو چکی تھی کہ سچائی کی تلاش عنقا ہو کر رہ گئی تھی صرف خاندانِ بنو ہاشم ہی ایک ایسا خاندان تھا جس کی فضیلت و عظمت کے سامنے عرب کے کسی اور خاندان کا چراغ نہیں جلتا تھا ان کی اس بزرگی کا اس سے بڑا ثبوت اور کوئی

نہیں ہوسکتا کہ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔

حضرت ابوطالبؑ کا کہنا ہے۔

یــدیــنُ لھــم کــل الـبــریۃ طــاعۃ

ویــکــرمھــم مــلأرضِ عــنــدی ادیــمُھــا

روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگ ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کریں گے، ان کی عظمت کے سامنے سر جھکائیں گے اور زمین کے چپے چپے پر ان کی عزت و حرمت کے نشانات ثبت ہوں گے۔

When decentralization creeps into a society, individuals may find a chance to wield authority and form clans. They propagate their ideas and thoughts among the people so that they gain their support which not only adds to their strength but also promotes their ideology. However, the common people, of necessity , cannot determine which path to take, rather only powerful families and clans enjoying the prerogative of interpreting the ideology lead them. If these families are immersed in religion, the votiveness of the people enhances their reverence and they enjoy a lofty status in society. Now it becomes incumbent on everyone to discipline his life in accordance with the general bent of the family. Norms developed in this way, then, become the family traditions which, provided they are purposeful and positive, bring the family more dignity and honour so much so that casting a glowing radiance on the whole family, they lend it an immortal glory. As a result every individual related to this family feels proud and elated at such attainments.

Banu Hashim enjoyed a very prominent status in the history of the Arab as they followed the sublime traditions as the custodians of the Holy Kaaba. That's why Hazrat Abu Talib (A.S) expresses his pride in his clan.

(1)

اذا اجتمعت یوماً قریش لمفخر

فعبد مناف سرها صمیمها

اگر کسی دن اہل قریش اپنے ان کارہائے نمایاں کو اکٹھا کر کے جائزہ لیں جن پر انہیں ناز ہے تو عبد مناف (حضرت ہاشم کے والدِ گرامی) کے کارہائے نمایاں کے سامنے سب ہیچ اور کمتر دکھائی دیں گے۔

If some day the people of Quraish take stock of their deeds which they feel proud of, they will find all others inferior and worthless in comparison with the sublime deeds of Abd-e-Manaf (Hazrat Hashim's father).

(2)

وان خصلت اشراف کُلّ قبیلة

ففی هاشم اشرافها و قدیمها

اگر خاندان (عبد مناف) کے ممتاز لوگوں کو مجتمع کر کے موازنہ کیا جائے تو ہاشم سب سے عظیم المرتبہ دکھائی دیں گے۔

When the eminent persons of the family of Abd-e-Manaf are assembled for comparison, Hashim will stand out among them all.

(3)

وان فخرت یوماً فانّ محمداً

هو المصطفی من سرها و کریمها

اب اگر اولادِ ہاشم کسی پر فخر و مباہات کر سکتی ہے تو وہ ذات مصطفےٰ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے جو سب سے محترم و مکرم ہستی ہیں۔

And the person who merits the pride and high opinion of the progeny of Hashim is no other than Muhammad (PBUH&HP) who is honorable and blessed one.

(4)

تَداعَتْ قُرَيْشٌ غَثُّها وَسَمِينُها
عَلَيْنا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطاشَتْ حُلُومُها

آج قریش کے چھوٹوں بڑوں سب نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) دشمنی پر ایکا کرلیا ہے یہ بے عقل لوگ اپنے حواس میں نہیں ہیں یہ کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

Today all the Quraish, the good ones as well as the evil ones, have joined hands to oppose Muhammad (PBUH&HP). These fools are not in their right senses. However they can never succeed.

(5)

وَكُنّا قَدِيماً لا نُقِرُّ ظُلامَةً
إذا ما ثَنَوْا صُعْرَ الخُدُودِ نُقِيمُها

ہم ان (قریش) کے جبڑوں کی کجی نکالنا جانتے ہیں زمانہ قدیم میں بھی ہم نے کسی ظالم کا ظلم برداشت نہیں کیا اور نہ ہی حال میں برداشت کریں گے، ہم انہیں سیدھا کردیں گے۔

We know well how to set aright the awry jaws of the Quraish. Even in the olden days, we never tolerated the cruelty of any tyrants. Nor will we do so now. We will mend them all.

(6)

وَنَحْمِي حِماها كُلَّ يَوْمِ كَرِيهَةٍ
وَنَضْرِبُ عَنْ أَحْجارِها مَنْ يَرُومُها

ہم ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حمایت میں اور شدت آلام دور کرنے کے لیے ہمہ وقت جنگ پر تیار رہتے ہیں اور جو پتھر بھی ان (حضرت محمد ﷺ) کی طرف آتا ہے اسے ہم مارنے والے کی طرف ہی پلٹا دیتے ہیں۔

We are always ready to wage war to support him and to alleviate his miseries. Every stone that is flung on him is returned to the thrower with the same force.

(7)

بِنَا انتَعَشَ العُودُ الذَّوِىُ وَانَّمَا

بِاَكْنَافِنَا تَنْدِى وَتَنْمِى اُرُومُهَا

ہماری اس جانثاری سے (قریش کے) برگ سوختہ میں بھی زندگی کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور بے برگ و بار نخل بھی ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔

This spirit of sacrifice on our part lends even the burnt leaves (of the Quraish) the heat of life. It renders even the leafless and fruitless trees green.

(8)

هُمُ السَّادَةُ الأَعْلَوْنَ فِى كُلُّ حَالَة

لَهُمْ صِرْمَةٌ لا يُسْتَطَاعُ قُرُومُهَا

ہر زمانے میں ہمارے ہی خاندان کے لوگ مسند سرداری پر متمکن اور جلوہ افروز رہے ہیں ان کی اس صفت کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

In every age only the persons belonging to our family have enjoyed the high seat of leadership and rule. No one can ever match them in this prerogative.

(9)

يَدِيْنُ لَهُمْ كُلُّ البَرِيَة طَاعَةً

وَيُكْرِمُهُم بِلاَرْضِ عِنْدِى اَدِيْمُهَا

(میں مستقبل کے دریچوں میں جھانک کر دیکھ رہا ہوں) کہ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب پوری دنیا ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے گی اور اس زمین کے ہر چپے پر ان کی عظمت و جلالت کے نشانات ثبت ہونگے۔

The time is nigh when the whole world will become subservient to them and every corner of the earth will have the stamp of their grandeur and majesty.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی شاعری اوران کا عمل ایک مقصد کے تابع نظر آتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جو دینِ حق کی فعالیت کو تسلیم کر چکے ہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہیں بالخصوص وہ جو ہمت وطاقت کا بھی سرچشمہ خیال کیے جاتے ہوں خواہ یہ لوگ ان کے اپنے خاندان سے متعلق ہوں یا کسی دوسرے سے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جونہی حضرت حمزہ اسلام لائے توانہیں (حضرت ابوطالبؑ) بے حد مسرت ہوئی وہ جانتے تھے کہ قریش جو ایک قوت ہیں کو حضرت حمزہ کی شکل میں ہی جواب دیا جا سکتا ہے لہذا وہ اپنے اشعار کے ذریعے حضرت حمزہ کو ثابت قدم رہنے ،حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی برحق ہونے اوران کی نصرت کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

صَبراً أبا یَعْلِی عَلٰی دینِ احمدٍ
وَکُنْ مُظهِراً لِلدِّیْنِ وَفَقْتَ صابِراً

ابوالعلی (حضرت حمزہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین پر ثابت قدم رہنا اوراس کا اعلان کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

حضرت ابوطالبؑ کی شاعری میں مختلف مقامات پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لفظ احمد استعمال ہوا ہے یہ لفظ احمد" عہد نامہ عتیق کے" فارقلیط" کے ہم معنی ٹھہرایا جاتا ہے اس کے معنیٰ" خدا کی زیادہ سے زیادہ تعریف کرنے والا کے ہیں قرآن میں اس کا ذکر انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے آیا ہے۔

اور جب عیسیٰؑ ابن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل: میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرتا ہوں، جو میرے سامنے توریت سے ہے اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے، سو جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ صریح جادو ہے(۶۱:۶)

حضرت عیسیٰؑ کی بشارت کا ذکر انجیل میں متعدد بار آیا ہے مثلاً" اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں مددگار بخشے گا کہ وہ ابد تک تم تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا ۱۴۔۱۶) میں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا ہے۔ (انجیل، ۲۰۰۵ ایڈیشن میں اس کا ترجمہ مددگار کی بجائے وکیل کردیا گیا ہے۔) اسے یونانی میں فارقلیط کہتے ہیں جس کا مسلمانوں کے نزدیک مطلب" احمد" ہے۔ اسم علم کی حیثیت سے لفظِ احمد کا استعمال ۴۰ ء سے شروع ہوا جبکہ مسلمانوں کے ہاں یہ لفظ نسبتی حوالے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور سے ہی شروع ہو گیا لفظِ اللہ بھی آپ کی شاعری

میں بار بار آیا ہے۔

حضرت ابوطالب کی شاعری میں حضرت حمزہ کو دین اسلام پر ثابت قدم رہنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرنے کی نصیحت ملتی ہے۔ حضرت حمزہ حضرت عبد المطلب کے بیٹے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے جن کی کنیت ابوعمارہ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ ہالہ بنت وہب تھیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھیں حضرت عبد المطلب کا جب انتقال ہوا تو حضرت حمزہ کی عمر صرف دس سال تھی اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت ننھیال میں ہوئی۔ عرب میں اس وقت شاعری اور انساب کا علم ہی تعلیم کے زمرے میں آتا تھا جنگی مہارت، گھڑ سواری اور شکار وغیرہ فنون میں شامل تھے اس لیے ان سب میں حضرت حمزہ مہارت رکھتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد آپ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے دو ہجری میں غزوۂ بدر کے آغاز میں جب قریش کا سردار عتبہ اور اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید میدان میں نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہؓ حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور حضرت ابوعبیدہؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا تو انہوں نے اپنے دشمنوں کا صفایا کر دیا تین ہجری میں غزوۂ احد میں آپ حبشی غلام کے نیزے سے آپ شہید ہو گئے جس کو ابوسفیان اور اس کی بیوی نے آزادی کا لالچ دے کر کسی جگہ تاک میں بٹھا رکھا تھا جب آپ شہید ہو گئے تو ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کے جگر کے ٹکڑے کیے اور انہیں چبا کر تھوک دیا بعد میں ناک، کان کاٹ کر ان کا ہار بنایا اور گلے میں ڈال دیا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس محبوب چچا کی لاش دیکھی تو آپکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

Among the verses of Hazrat Abu Talib (A.S), there are a few addressed to Hazrat Hamza (A.S) in which the former advises the latter to hold fast to Islam and extended all out support to the Holy Prophet (PBUH&HP).

Hazrat Hamza (A.S) was a skillful swordsman and horse rider after embracing Islam he migrated to Madina. He participated in the Battle of Badr in 2 A.H. The next year he was martyred by Habshi, The slave of Abu Sufyan's wife. Afterwards Hinda, Abu Sufyan's wife took out his liver and chewed it. His dead body was also brutally

mutilated. The Holy Prophet was deeply moved when he saw his uncle's dead body.

Hazrat Abu Talib's (A.S) actions, including his composing verses, present a clear contrast with the attitude adopted by the Quraish as all he does is completely in keeping with the damands of his sublime purpose. So he urges on those who had acknowledged the truthfulness of the straight path to ramain steadfast and resolute. In this respect he lays more stess on those who appear to be the source of inspiration for their valour and dauntlessness, whether they are members of his family or outside its circle. That's why we see that his euphoric feelings touched the heavens when Hazrat Hamza (A.S) embraced Islam as he fully realised that the ferociousness and aggressiveness of the Quraish could be contained and countered only by such persons as Hazrat Hamza(A.S).

The word "Ahmed" occurs at many places as an alternative of the name Muhammad (PBUH&HP) in the poetry of Hazrat Abu Talib (A.S). "Ahmad" is said to be an Arabic counterpart of "Paraclete", a word found in the Old Testament meaning, one who praises God extensively. The Holy Quran has used the word "Ahmad" with reference to the Bible and Jesus Christ (A.S).

"And remember Isa (Jesus Christ) who said to the children of Isreal, I am sent forth to you by Allah to confirm the Torah already revealed and to give good tidings of an apostle who will come after me, whose name is Ahamd, yet when he came to them with clear signs, they said: This is plain magic." (66:06)

This good tiding of Jesus Christ (A.S) has been reiteratd many times in the Bible e.g. "I will ask the father, and he will give

you another helper, who will stay with you forever (John 14:16). The Greek synonym of the English word "Helper" is "Paraclete" which to the Muslims stands for 'Ahmad'. Among the Muslims this word had gained currency in the attributive sense even in the Holy Prophet's (PBUH&HP) lifetime.

(1)

صَبراً أبا يَعلى على دِينِ أحمدٍ
وكُنْ مُظهِراً للدِّينِ وُفِّقتَ صابرا

اے ابوالعلی (حضرت حمزہ) حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر قائم رہنا اور اس کو ظاہر بھی کرنا تائید الٰہی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

O Abul Ali (Hamza A.S) keep to the religion of Muhammad (PBUH&HP) and let it be known, too. You will ever enjoy the support of Allah.

(2)

وحُطْ مَنْ أتى بالحقِّ مِنْ عندِ ربِّهِ
بِصدقٍ وعزمٍ لا تكُنْ حمزةُ كافرا

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی طرف سے حق کا یہ پیغام لے کر آئے ہیں لہذا صدق وارادے سے ان کی مدد کرنا خبردار! کفر اختیار نہ کر لینا۔

He (The Holy Prophet (PBUH&HP) has brought the message of truth from Allah. So you must help him sincerely and resoluterly. I warn you against turning to falsehood.

(3)

فَقَدْ سَرَّنِي اِذْ قُلْتَ اِنَّكَ مُؤْمِنٌ

فَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فِي اللّٰهِ نَاصِرًا

جب تم نے (حضرت حمزہ) یہ کہا کہ میں ایمان لے آیا ہوں تو مجھے بے پایاں مسرت ہوئی اب تمہارا فرض یہ ہے کہ راہ خدا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے رہو۔

When you (Hamza .A.S) told me that you had embraced Islam, my joy knew no bounds. Now it has become incumbent on you to keep helping the Prophet of Allah (PBUH&HP) for ever.

(4)

وَنَادِ قُرَيْشًا بِالَّذِي قَدْ اَتَيْتَهُ

جِهَارًا وَقُلْ: مَا كَانَ اَحْمَدُ سَاحِرًا

(اور دیکھو) جس راستے کو تم نے اپنایا ہے اس کا ببانگ دہل اعلان کرو اور سب کو بتا دو کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادوگر نہیں ہیں۔

Declare it openly what path you have taken. Do declare it loud and clear to all that Muhammad (PBUH&HP) is not a magician.

☆☆☆☆☆☆☆

خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو اجتماعیت کا پرچارک ہے عام طور پر کسی بھی معاشرے میں یہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ کسی بھی خاندان کا سربراہ افراد کو ایک ضابطے کا پابند بناتا ہے اور یہ ضابطہ بہت محکم ہوتا ہے وہ تصورات جو کسی خاندان کی مضبوطی کو اساس فراہم کرتے ہیں وہ ہے خونی رشتے کا تصور، چنانچہ کسی بھی خون کے رشتے کو بچانے کے لیے افہام و تفہیم کا طریقہ اپنایا جاتا ہے پہلے پہل حضرت ابوطالب نے اسی انداز فکر کے تحت قریش مکہ کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی مگر قریش کا خیال تھا کہ انہیں مذہبی معاملات میں کسی رہنما کی ضرورت نہیں ان (قریش مکہ) کے خیال کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لایا ہوا دین عرب اتحاد کی شکست و ریخت کا باعث بن رہا تھا وہ (قریش) اپنے رواج اور رسومات کو ہر حال میں برقرار رکھنا چاہتے تھے تا کہ ان کی تہذیب و ثقافت باقی رہے وہ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام قبول کر لینے سے زندگی کے ہر شعبے میں تبدیلی پیدا ہوگی وہ اپنی بقا کا ضامن صنم پرستی کو سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف ہر ممکنہ پیش بندی کرنے کی کوشش کی ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ انسان کی تخلیق میں کوئی مقصد کارفرما نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ جو شے انہیں اچھی لگتی وہ اس کے سامنے جھک جاتے چنانچہ پسندیدہ اشیاء کی پرستش قریش مکہ کے اسی ذہن کی عکاسی کرتی ہے اسی اعتقادی فکر نے ان کی جبلت میں تخریبی قوت پیدا کر دی اس کے برعکس خاندانِ بنو ہاشم رائج الوقت مذہب یعنی دینِ ابراہیمی کا پیروکار تھا اور اس مذہب کے باقاعدہ اصول تھے جن کا تعلق انبیاء سے تھا دینِ اسلام الہیاتی مذاہب کی آخری کڑی تھا اور اس کے علاوہ یہ دین انسانوں کو ایک ضابطے کے تحت زندگی بسر کرنے کا پابند بناتا تھا لہٰذا عرب معاشرے میں جو ایک ابتر اور منتشر الخیال معاشرہ تھا ایک ایسی تبدیلی کی طرف گامزن ہو گیا جو اجتماعیت اور ایک مرکز پر ہونے کا اشارہ تھا چنانچہ یہی وہ قوتیں تھیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے پیغامِ توحید کو ختم کرنے کے درپے ہو گئیں تاریخ بتاتی ہے کہ اگر مخالفانہ قوتیں ایک نظامِ فکر کے تحت متحد ہو جائیں تو ان کے ہاں تہذیبی اصول دم توڑ جاتے ہیں اور پھر وہ صرف ایک قوت کی صورت بن جاتے ہیں اور ان کا مقصد محض مخالفانہ نظریے کا خاتمہ ہی بن کے رہ جاتا ہے۔

The family is an institution that preaches collectiveness.It serves as the heart of society.The head of the family makes its members abide by some firm and strict codes.The deep foundation for the cohesiveness of the family is provided by the concept of blood-relation,and to save such a relation from any damage, the way of mutual understanding is always adopted.It was the spirit with

which Hazrat Abu Talib (A.S) strove hard to bring the Quraish round to his point of view regarding the Holy Prophet (PBUH&HP) and his message.But the Quraish thought that they didn't require any guide or leader in religious matters,and that the religion preached by the Holy Prophet(PBUH&HP) was causing serious damage to the Arab unity.They were keen to keep their customs and traditions intact so that their culture and civilization could survive.They had understood that embracing Islam would bring about fundamental changes in every walk of life.They saw their survival in idol-worshipping. All this drifted them to taking prophylactic measures against Holy Prophet's (PBUH&HP) message.They served to attach no special purpose to the creation of man and they felt no harm in prostrating to a thing which they had taken a fancy to.It was this tendency to worship the favourite objects which stimulated their instinctive destructive powers.On the other hand the Banu Hashim were the followers of the Abrahamic relegion which had its own tanets based on the Divine Inspiration.In fact Islam itself was to be the last rung of the ladder of Divine religions revealed to bring human life within the folds of a certain code .The Arab society was a directionless and confused one and any change that could lead it to collectiveness and centralism was repulsive to the forces which were now aggressively bent on dealing a final and fatal blow to the Holy Prophet(PBUH&HP) and his message of monotheism.Even a cursory look at history is sufficient to know that when diverse antagonistic forces gather under the banner of an ideology,they tend to throw all civilized mannerisms and ettiquates to the four winds, and assuming the dimensions of a power blindly act to sweep away the conflicting Ideology.

(1)

أوصي بنصر أمين الله مشهده

بعدي: عليا صنو الخير عباسا

(اے خاندان بنو ہاشم) تمھیں بالعموم اور چار اشخاص اپنے بیٹے علی اور خاندان کے بڑے عباس (عباس بن عبدالمطلب) کو بالخصوص وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد نبی خیر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہر ممکن مدد کریں۔

(O Banu Hashim) this will of mine is for all of you in general and for four persons in particular. To Ali, my son, and the elder of the family, Abbas, my will is that they must support the messenger of good tidings.

(2)

وحمزة الأسد المخشي صولته

وجعفراً أن تذودوا دونه الناسا

حمزہ جیسے شیر ببر کو، جو حق وصداقت کی حمایت کرنے والا ہے اور جعفر کو کہ تم دونوں ان کے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دشمنوں کو ان سے دور رکھنا۔

And to Hamza, the lion, who is ever on the side of the truth and to Jafar (I advise) to beat back his (The Holy Prophet's (PBUH&HP) enemies.

(3)

وهاشماً كلها أوصي بنصرته

أن يأخذوا دون حرب القوم أمراسا

اے بنو ہاشم میری وصیت تم سب کے لیے ہے کہ دشمن جنگ کے لیے تیار بیٹھا ہے تم ہر حالت میں ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نصرت کرنا۔

O Banu Hashim! My word to you all is that the enemy is bent on war. All of you must come to defend him through thick and thin.

(4)

كُونُوا فِدًى، لَكُمْ أُمِّي وَمَا وَلَدَتْ
مِنْ دُونِ أَحْمَدَ عِنْدَ الرَّوْعِ أَتْرَاسَا

میری ماں اور میری اولاد تم پر قربان ہو تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سینہ سپر ہو کر اپنی جان نچھاور کرنا۔

May my mother and my children die for you. Let all of you protect Muhammad (PBUH&HP) valiantly even by lying down your lives for him.

(5)

بِكُلِّ أَبْيَضَ مَصْقُولٍ عَوَارِضُهُ
تَخَالُهُ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ مِقْبَاسَا

تم ایسی چمکدار تلواریں لے کر میدانِ جنگ میں جانا جن کی چمک شبِ سیاہ میں شعلے کی طرح نظر آئے۔

You must take with you the glittering swords whose brilliance looks like the flame in the dark of night.

☆☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابوطالبؑ، ابولہب کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر آ جائیں۔ انسانی نفسیات کے پیشِ نظر وہ اسے پہلے یہ کہتے ہیں کہ جس کا تم جیسا چچا ہو وہ ہمیشہ ظلم وستم سے محفوظ رہتا ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ تعریف کرنے سے شاید یہ (ابولہب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ترک کر دے۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وہ اس کی قبائلی غیرت کو بھی جگاتے ہیں کہتے ہیں کہ تو عاجزی کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ تو قریش کا ساتھ چھوڑ دے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوطالبؑ ''رشتہ'' کو بھی ذریعہ بناتے اور کہتے ہیں کہ تو اپنوں کی مخالفت پر کمربستہ ہے حالانکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی تجھے کوئی تکلیف دی ہے۔ بہر حال آپ کی یہ شاعری انسانی نفسیات کو ظاہر کرتی ہے۔

In these verses Hazrat Abu Talib (A.S) advises Abu Lahab to turn to the straight path. In his effort to exploit human psychology, he, at first wonders whether a person who has an uncle like he, shouldn't be protected against oppression. He thinks that such praise may lure him to renounce his hostility to the Holy Prophet (PBUH&HP). He also tries to spur his tribal sense of honour by reminding him that he is not bron to impose on himself humbleness and so he must get himself free from the clutches of the Quraish. Moreover, Hazrat Abu Talib (A.S) also reminds him that he has actually turned against his own kin though Hazrat Muhammad (PBUH&HP) has not done anything against him. In short the following verses deal deeply with human psychology.

(1)

وانّ امــــــرءً أبــــوُ عُتَيْبَةَ عـــــمُّــــــهُ

لــفِـــى مَبْــذَخٍ مـــنْ أن يُسَـــام الــمُـظـــالِـمـــا

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس کا چچا ابوعتیبہ (ابولہب) ہو وہ ہمیشہ ظلم وستم سے محفوظ رہتا ہے۔

The one whose uncle is Abu Utaiba (Abu Lahab) always remains immune from oppression.

(2)

أقُــول لَـــــه، وأيْـــنَ مِـنْـــــه نَـصِيْـحَتــى

أبَـــا مُـعْـتَـــبٍ ثَـبِّـتْ سَـواذكَ قَـــائِـمـــا

اگر چہ میری نصیحت کا اثر اس پر (ابولہب) نہیں ہوتا لیکن میں پھر بھی اسے کہتا ہوں اے معتب کے باپ (ابولہب) سیدھی راہ پر آ جاؤ (تمہارے لیے یہی بہتر ہے)

Though my advice falls flat on him, yet I do ask him, "O father of Mo'atib! Mend your ways.

(3)

فلاَ تَـــقْـبَـلَـــنْ الــدَّهْـــرَ مَـــا عِشْـــتَ خُـطَّةً

تُـسَـــبُّ بهــــاِ إمّــــا هـبــطــتَ الـمَـــوَاسِـمَـــا

(اے ابولہب) زندگی میں کوئی ایسا کام نہ کر کہ جب بھی تو عربوں میں کسی جگہ پر بھی جائے تو لوگ تجھے برا کہیں۔

Don't indulge in any activity which lets the Arabs speak ill of you.

(4)

وَوَلِّ سَبِيلَ الْعَجْزِ وَيْكَ بِمِنْهُمُ
فَإِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْزِ لَجَائِمَا

عاجزی کی راہ دوسروں کے لیے رہنے دے کیونکہ تو عاجزی کے لیے پیدا نہیں ہوا (تو یہ کہتا ہے کہ اہل قریش کا ساتھ چھوڑنے سے عاجز ہے حالانکہ تو عاجز نہیں ہے)

Let this excuse of being helpless be left for others as you are not born helpless (you put forward the excuse that it is beyond your capacity to withdraw your support of the Quraish whereas you are not so helpless.)

(5)

وَحَارِبْ فَإِنَّ الْحَرْبَ نِصْفٌ" ، وَلَنْ تَرَى
أَخَا الْحَرْبِ يُعْطِي الْخَسْفَ حَتَّى يُسَالِمَا

ہماری طرح ان سے (قریش) جنگ کر یہی انصاف کا تقاضا ہے جنگجو اس وقت تک ذلیل نہیں ہوتا جب تک وہ دشمن کے سامنے ہتھیار نہ ڈال دے۔

Fight against them (The Quraish) as we are doing because the sense of justice demands it. A warrior is never disgraced unless he lays down his arms before the enemy.

(6)

وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوا عَلَيْكَ جِنَايَةً
وَلَمْ يَخْذُلُوكَ غَارِمًا أَوْ مُغَارِمَا

تو (ابولہب) اپنوں کی مخالفت پر کمربستہ ہے انہوں نے نہ تو تجھ پر کوئی ظلم عظیم کیا ہے اور نہ ہی کسی سود و زیاں میں تیرا ساتھ چھوڑا ہے۔

You have turned against your own kith and kim though they have never tyrannized you. Nor have they ever left you in the lurch.

(7)

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلاً

وَتَيْمًا وَمَخْزُومًا عُقُوقًا وَمَأْثَمًا

اللہ بنو عبد شمس، بنی نوفل، بنو تیم اور بنو مخزوم کی مجرمانہ سرگرمیوں پر یقیناً سخت سزا دیگا۔

Allah will surely bring a most miserable punishment on Banu Abd-e-Shams, Bani Nauphal, Bani Tayyam and Bani Makhzoom for their criminal deeds.

(8)

بِتَفْرِيْقِهِمْ مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ

جَمَاعَتَنَا كَيْمَا يَنَالُوا الْمَحَارِمَا

یہ وہ (مندرجہ بالا قبائل) ہیں جنہوں نے ہم سے پیمان الفت کے بعد ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور ہم میں افتراق پیدا کرنے کی کوشش کی تا کہ ہماری عزت وحرمت ختم ہو جائے

These are the tribes who, though bonded in love with us, left us unsupported and tried to sow the seeds of discord among us to bring our honor to nothing.

(9)

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا

وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا لَدَى الشِّعْبِ قَائِمًا

تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سے زبردستی چھین لو گے بیت اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا چاہے ہمیں شعب میں ہی قیام کیوں نہ کرنا پڑے۔

Do you think that you will snatch away Muhammad (PBUH&HP) from us with force. By the House of Allah! You can never do so though we may have to be confined to the canyon for a very long time.

☆☆☆☆☆☆☆☆

خاندانِ بنو ہاشم سے بنو امیہ کی دشمنی (بالخصوص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے) تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت دینے کا کوئی بھی موقع نہ جانے دیتے ان کا خیال تھا کہ مزاحمتی قوتیں انہیں زندہ رکھ سکتی ہیں اور آویزش ہی ایک ایسا جذبہ ہے جس سے وہ آنے والی اس عظیم تبدیلی کو روک سکتے ہیں جو بنو ہاشم کے ذریعے انجام پذیر ہونے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی ہونے والے واقعے کے اسباب و علل ہوتے ہیں بنو امیہ کی مخاصمت اتفاقی نہیں بلکہ شعوری تھی اگرچہ ان کا لاشعور بھی دشمنی کے جذبات سے عبارت تھا۔ بنو ہاشم کی عزت و حرمت اور تقدیم وہ کسی صورت برداشت نہیں کرتے تھے ان کے لاشعور میں شدید خواہش تھی کہ بنو ہاشم کا ہر حالت میں خاتمہ ہونا چاہئے حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے بعد ان کا نشانہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن گئے لیکن ان سب کا مقصد ان کی اپنی ذات کا تحفظ تھا ان کا خیال تھا کہ اگر دین حق کی تبلیغ اسی طرح سے جاری رہی تو وہ معاشرے بالخصوص عرب میں وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے جو بنو ہاشم کا ہے۔ چنانچہ عرب کی ثقافتی زندگی میں مقام و مرتبہ پانے کے لیے انہوں نے جارحیت کو اپنا شعار بنا لیا لیکن وہ یہ بھول گئے کہ عرب میں بنو امیہ کے علاوہ اور بھی قبائل موجود ہیں جو دعوتِ حق قبول کر کے بنو ہاشم کے معاون ہو سکتے ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ امویوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ ان لوگوں کو بھی اپنی مخالفت اور اذیت کا نشانہ بنایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد و حمایت کرتے تھے ان لوگوں کا تعلق دیگر قبائل سے تھا چنانچہ ان اشعار میں حضرت ابوطالبؑ ان کو تنبیہ کر کے آنے والے وقت کے بارے میں نصیحت کرتے ہیں۔

Banu Ummayya's hostility to Banu Hashim in general,and to the Holy Prophet (P.B.U.H & HP) in particular,constitutes the darkest chapter of Islamic history.They let go no opportunities to torture the Holy Prophet (P.B.U.H.& H.P).They were under the illusion that their resistance could keep them alive and only the ever going conflict could hamper the process of the great change that seemed imminent and inevitable owing to the struggle put up by Banu Hashim. That every happening is prompted by certain causes and reasons cannot be denied.The hostility on the part of Banu

Ummayya was not incidental but perfectly conscious, though it had its roots even in their unconscious.That Banu Hashim enjoyed honour,dignity and preference pricked them unbearably. Their unconscious strongly longed for the complete eradication of Banu Hashim.After the demise of Hazrat Abu Talib(A.S), they more vigorously made Hazrat Muhammad (P.B.U.H.& H.P.) their target.However all this was an expression of their urge to protect themselves.What they feared was that if the propogation of Islam continued with the same pace,they would never be able to gain the status enjoyed by Banu Hashim in society,particularly in the Arab society. So they took recourse to aggression to gain the cultural leadership of the Arab.They lost sight of the fact that many tribes other than Ummayad were also integrated in the Arab society and having embraced Islam could stand by Banu Hashim.History reveals to us that Banu Ummayya tormented not only the Holy Prophet (P.B.U.H.&H.P) but also all those who supported and helped him (P.B.U.H.&H.P.) no matter if they belonged to the other tribes.In these verses Hazrat Abu Talib(A.S.) warns them and puts in a piece of advice regarding the time to come.

(1)

وَمَا إنْ جَنَيْنَا فِى قُرَيْشٍ عَظِيمَةً
سِوَى ان مَنَعْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّربا

ہم (بنو ہاشم) وہ لوگ ہیں جن کا اہل قریش میں سے انتخاب کیا گیا ہے ہم ہی درست سمت کی طرف لے جانے والے ہیں لیکن اب ہمیں محروم کر کے ہماری شان کو گھٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

We (Banu Hashim) have been chosen from among the Quraish.We lead people to the straight path.But now we are being oppressed in an effort by the enemy to humiliate us.

(2)

أخَالِقَة لِلنَّائِبَات مُرزَأ
كَرِيْمًا نثَاهُ لا لَئِيمًا وَلا ذَرِبًا

تمہاری (اولاد عبد الشمس و بنی نوفل) مثال کم ہمت اور بزدل عورتوں کی مانند ہے جو نہ تو جنگ و جدل کر سکتی ہیں اور نہ ہی ان کے ہاتھ تلوار کی دھار کو تیز کرنا جانتے ہیں۔

You may be compared with the chicken hearted and cowardly women who know not how to engage in war: Nor do they know how to whet the edges of their swords.

(3)

فَيَا أخَوَيْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوفَلاً
فَإِيَّا كُمَا أن تُسْعِرَا بَيْنَنَا حَرْبَا

اے بنو عبد شمس اور بنو نوفل! تم تو اس بات کے دعویدار تھے کہ تم ہمارے بھائی ہو لیکن کیا ہوا کہ اب تمہاری تلواریں ہر وقت ہمارے ہی خلاف بلند رہتی ہیں۔

O Banu Abd e Shams & Banu Nofal; You were loudly vocal of the claim that you were our brethern. But now what has happened; Now your swords are always flourished against us.

(4)

وانْ تُـصْبِـحـوا مِـن بَـعْـدِ وُدٍّ وَأُلْـفَةٍ
أحَـابِيْـشَ فيهـا ، كُـلُّـكـم يشتكي النَّكبَا

ہمارے (بنو ہاشم) اور تمہارے درمیان ایک بہت بڑا فرق ہے وہ یہ کہ ہماری صبح تو محبت والفت کا پیغام لاتی ہے جبکہ تمہاری ہر صبح وشام نکبت اور بربادی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

In one respect we are diagonally apart i.e., whereas our dawn brings the message of love and kindness, your mornings and evenings reveal only meanness and ruin.

(5)

ألَـمْ تـعْـلَـمُـوا مـا كـانَ فِي حـربِ دَاحِـسٍ
ورَهْـطِ أبـي يَـكْـسُـوم اذْ مـلأوا الشِّـعْـبَا

تم (عبد شمس اور نوفل) اس بات سے بخوبی واقف ہو کہ تم ایک ایسے فسادی کی طرح ہو جو محض اس لیے جنگ پر آمادہ رہتا ہے تا کہ فتنہ پھیلے اور اے قبیلہ ابی یکسوم! تم نے تو مالدار ہونے کے باوجود بھی شعب میں ہماری کوئی مدد نہیں کی تھی۔

You must be well aware that you are such saboteurs as are always bent on waging war just to fan disorder. O Bani Abi Yaksoam; Despite your being prosperous ,you didn't come out to help us in the ravine.

(6)

فَـوَالـلّٰـهِ لَـوْ لا الـلّٰـهُ لا شـيءَ غـيـرُهُ
لأصبَـحْـتُـمْ لا تَـمْـلِـكـونَ لَـنـا سَـرَبـا

میں قسم کھاتا ہوں اس خالق کائنات کی کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا ہے۔ ہمارا اس گروہ (بنو عبد شمس اور بنو نوفل) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہم ان کی ملک ہیں۔

I swear by the Creator of the universe, other than whom none exists, we have nothing to do with them. Nor are we in their possession.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ کے یہ اشعار حضرت جعفر طیار کے لیے ہیں جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ جناب حضرت ابوطالب نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز ادا کر رہے تھے اور ان کے دائیں طرف حضرت علی بھی آپ کی تقلید کر رہے تھے چنانچہ انہوں نے حضرت جعفر طیار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم بھی ان کی اتباع کرو۔ ایسا کہنے کا مقصد ایک تو یہ تھا کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت دعوتِ خیر ہے اور پھر آپ کے سامنے وہ تجربات بھی موجود تھے جن سے آپ گزرے تھے مثلاً راہب بحیرہ سے گفتگو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضرت ابوطالبؑ کے لیے اشارے سے زمین سے پانی نکالنا، بارانِ رحمت کا نزول اور اسی طرح کے دیگر واقعات ان کے ذہن میں موجود تھے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی برحق ہیں لہٰذا آپ نے حضرت جعفر طیار کو بائیں طرف کھڑا ہونے کا حکم دیا آپ انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ زندگی کے کسی مرحلے پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑنا اور نہ ہی ان کی مدد سے دستبردار ہونا کیونکہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

The backdrop of the given verses by Hazrat Abu Talib (AS) about Hazrat Jafar e Tayyar(A.S) is that one day Hazrat Abu Talib(AS) saw that the Holy Prophet(PBUH&HP) was offering prayers and at his right,Hazrat Ali (AS) was also following him.At this He advised Hazrat Jaffar (AS) to follow the Holy Prophet (PBUH&HP).What his attitude reveals is that he fully knew that The Holy Prophet (PBUH&HP) invited only to virtue and success.Moreover,all previous experiences like conversation with Buhira, the monk,theHoly Prophet's (PBUH&HP) making water ooze out of the ground for Hazrat Abu Talib(AS) just by beckoning,downpour of rain and other similar miraculous incidents were an indeliable and pleasant part of his memory. And above all he knew that Hazrat Muhammad (PBUH&HP) was the rightful

prophet.That's why he asked Hazrat Jaffar (AS) to start at his left. He advises him never to desert Hazrat Muhammad(PBUH&HP) at any stage and never to withhold his support as by Allah,he himself could never even think of leaving him in the lurch.

إنَّ الوثيقة في لزوم محمد

فاشدد بصحبته على يديكا

اے میرے لخت جگر (حضرت جعفر طیار) یہ جان لو کہ ہر حالت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ وابستہ رہو۔ کیوں یہی بات قابل تکریم بھی ہے اور قابل عزت بھی (لہذا ہر ممکن ان کی مدد کرتے رہو۔)

O my beloved son! Beware and keep yourself attached to The Holy Prophet (PBUH&HP) as only this link is worthy of honor and respect.

❀❀❀❀❀

محمد" تفدِ نفسک کلّ نفس

اذا ما خفت من شیءٍ تبالا

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو کوئی خطرہ لاحق ہو تو ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک پر اپنی زندگی قربان کردی جائے۔

If some harm looms over Muhammad(pbuh&hp), all of us must feel obliged to lay down our lives in his blessed feet .

☆☆☆☆☆☆☆

یہ مصرعہ بھی حضرت ابوطالبؑ کا ہے۔

This verse was also composed by Hazrat Abu Talib(A.S).

(1)

نَحْنُ بَنَيْنَا طَائِفاً حَصِيْناً

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے طائف کو مضبوطی اور استحکام عطا کیا۔

We are those who fortified and stabalized Taif.

☆☆☆☆☆☆☆

تاریخ اسلام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تبلیغِ اسلام جب ابتدائی خاندانی مراحل سے گزر کر عوام الناس تک آ پہنچی تو قریش کے ظلم وستم اپنی انتہا کو پہنچ گئے اسلام تیزی سے قبائلِ عرب میں پھیلنے لگا چنانچہ کفارانِ قریش اور بت پرستوں کی نیندیں حرام ہو گئیں تو ان سب نے ایک مجلسِ مشاورت منعقد کی اور یہ قرار پایا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف ایک تحریری معاہدہ کیا جائے جس میں ہر قبیلہ یہ عہد کرے۔

1۔ بنو ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے کسی قسم کی کوئی خرید وفروخت نہیں کی جائے گی۔

2۔ کسی قسم کا میل جول نہیں رکھا جائے گا۔

3۔ شادی بیاہ، دیگر سماجی اور معاشرتی تعلقات ختم کر دیئے جائیں گے۔

4۔ سامانِ خورد ونوش اور دیگر اشیائے ضروریہ روک دی جائیں۔

5۔ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے کسی قسم کی کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی۔

6۔ یہ معاہدہ اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے سپرد نہیں کر دیتے۔

اس معاہدے کو یکم محرم ۷ نبوی ۶۱۷ء کو بغیض بن عامر نے تحریر کیا جسے بہت سے کپڑوں میں لپیٹ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا تاکہ کوئی اس میں تبدیلی نہ کر سکے قریشِ مکہ کے اس معاہدے کے بعد حضرت ابوطالبؑ، بنو ہاشم بنو عبدالمطلب کو لے کر شعبِ ابی طالب میں داخل ہو گئے قریش نے ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء کو روک لیا اب بنو ہاشم حج کے علاوہ کسی موسم میں باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ شعبِ ابی طالب حضرت ابوطالبؑ میں چمنستانِ رسالت کی آبیاری کے لیے ہر وقت فکر میں غلطاں رہتے جذبات کا ایک تموج سیلِ بلاخیز کی طرح دل ودماغ سے نکل کر صفحہ قرطاس پر منتقل ہو جاتا یہ اشعار غم کا اظہار بھی ہوتے اور محافظِ رسالت کا عہد وپیمان بھی۔ الجاحظ کا کہنا ہے کہ

''ہمارے سینوں میں جو جوش پیدا ہوتا ہے اور جسے ہم اپنی زبان کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں وہ شعر ہے''

شیلے (SHELLEY) شاعری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''شاعری ایک قسم کی ربانی چیز ہے اور تمام علوم کا مرکز ومحیط شاعری ہے''

بہر حال مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو ادب انسانی تہذیب کی مکمل تاریخ کا نام ہے اگرچہ اس سے براہ راست حقیقت اظہار تو نہیں ہوتا لیکن تعمیرِ معاشرہ اور معلومات کی اعانت بھی ہو تو یہ ادب کے الوہی مزاج اور بلندئ مقصد کا اوج کمال بن جاتا ہے۔

حضرت ابوطالب کے یہ اشعار اپنے اندر تسلیم ورضا کا جوہر بھی لیے ہوئے ہیں اور کفار مکہ کے احمقانہ آدرش پر تنبیہ بھی ان کا ہر شعر قریش کے انجام حیات کی آگاہی کا درجہ رکھتا ہے وہ ہر بات کو سمجھتے ہیں، دیکھتے ہیں، اس پر نگاہِ بصیرت ڈالتے اور پھر اس کا تجزیہ کرتے ہیں کسی بھی بات کا اشعار کے ذریعے تجزیہ سب سے مشکل ترین امر ہوتا ہے کیونکہ تجزیے میں تلخی وشیرینی کے علاوہ اپنی رائے بھی شامل ہوتی ہے حضرت ابوطالب محاسن کو بھی پہچانتے ہیں اور معائب سے بھی واقف ہیں لہٰذا وہ شاعری میں اپنے خیالات واحساسات کی ترتیب وتدوین اس طرح کرتے ہیں کہ تشبیہات کے باوجود وہ تاریخ بن جاتی ہے اس سے صرف وہی قارئین لطف اندوز نہیں ہوتے جو تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ وہ بھی جو زبان و بیان کی لطافتوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان اشعار میں تاریخی تہذیب، سماجی زندگی، اور اک حقیقت اور انسانی جذبات وخیالات کی ایک ایسی تفسیر ملتی ہے جس سے جستجو کو روحانی تمنا اور معلومات کا ذخیرہ حاصل ہوتا ہے۔

ونـفـی قـصـیّ بـن هـاشـم

کـنـفـی الـطـهـاه لـطـاف الـخـشـب

آل قصیٰ نے خاندان بنو ہاشم سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے وہ ہم سے اس طرح جدا ہو گئے ہیں جیسے تندور چی لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بڑی لکڑیوں سے جدا کر لیتا ہے۔

وقـول لاحـمـد انـت امـرو

خـلـوف الـحـدیـث ضـعیف الـسـبـب

(اہل قریش) احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہتے ہیں کہ تم غلط کہتے ہو۔ حالانکہ ان کی اپنی باتیں فضول اور احمقانہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی کوئی بات غلط نہیں کہتے۔

حضرت ابوطالب کی شاعری میں قصی کا بار بار تذکرہ ملتا ہے قصی پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جد امجد اور مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے انتظامات کی تنظیم تو کرنے والے تھے ان کا سلسلہ نسب کتب انساب میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر۔ ان کی سوانح حیات کی روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے قریش کے قبیلوں کو جو اس سے پہلے منتشر تھے انہوں نے ہی مکہ کے اردگرد بسایا اور انہیں ایک منظم جماعت کی شکل میں متحد کر دیا جس کی وجہ سے آئندہ کے لیے شہر پر ان کا قبضہ ہو گیا اسی لیے انہیں ''قصی المجمع'' متحد کرنے والا کہا جاتا ہے۔ قصی نے اپنے لیے کعبہ کے قرب میں جو مکان بنایا تھا وہ دارالندوہ کے نام سے قریش کی تقریبات کا مرکز بن گیا بہر حال قریش قصی کو اپنا حقیقی مورثِ اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت ابوطالبؑ کا یہ قصیدہ اپنی تشبیہات و استعارات کی وجہ سے ایک لازوال قصیدہ ہے اس کے رموز و نکات تاریخ عرب کا ایک ایسا پس منظر ہیں جس سے نہ صرف انسانی فکر کی وضاحت ہوتی ہے بلکہ ان حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے قریش مکہ نے توحید حق کے پیغام کو روکنا چاہا جناب ابوطالبؑ نے اپنے عزم و ہمت کے تحت خاندانِ قریش کو یہ باور کرادیا کہ اگر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی گزند پہنچا تو بنو ہاشم ان کا دفاع کرتے ہوئے اپنی زندگیاں قربان کر دیں گے۔ حضرت ابوطالبؑ یہ جانتے تھے کہ اس وقت تمام قبائل متحد ہو گئے ہیں لہذا ان (حضرت ابوطالبؑ) کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے چنانچہ اس مقصد براری کے لیے انہوں نے یہ قصیدہ لکھا جو عربی شاعری کا ایک بے مثال قصیدہ ہے:

تطاول لیلی بھمّ وصبّ

ودمع کسح السقاء السرب

مصائب و آلام کے تسلسل اور غم دوراں نے شب ہائے ہجر کو طویل کر دیا ہے یہ راتیں اب ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی میری چشم حیراں سے اشک اس طرح جاری ہیں جیسے مشک سے پانی بہتا ہے

اس قصیدے میں ادبی چاشنی اور تشبیہات انتہائی پر اثر ہونے کے علاوہ ذہنِ انسانی کی نفسیات پر بھی روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب غم اور تفکرات بڑھ جاتے ہیں تو راتیں کٹتے نہیں کٹتیں بہرحال قریش کے عہد نامہ عدمِ تعاون کی وجہ سے حضرت ابوطالبؑ کو اپنے خاندان کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی میں ایک طرح کی قید سے گزرنا پڑا لیکن انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور جناب سرورِ کائنات کی مدد و حمایت کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہے۔

جہاں تک شعب ابی طالب کا تعلق ہے مکہ معظمہ کے قریب یہ ایک درہ ہے جو بنو ہاشم کی ملکیت تھا جس کے وارث حضرت ابوطالبؑ بنے ۷ نبوی میں مکہ والوں نے آپس میں عہد کیا کہ بنو ہاشم سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیے جائیں تاکہ وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے سپرد کر دیں لیکن خاندانِ بنو ہاشم بالخصوص اسے کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لیے تمام بنو ہاشم ماسوائے ابولہب کے سب کو شعب ابی طالب میں پناہ لینی پڑی آخرِ کار تین سال کے بعد اس مقاطع کا خاتمہ ہوا کیونکہ اس عہد نامہ عدم تعاون کو دیمک نے کھالیا تھا اور آخرِ کار بنو ہاشم شعب ابی طالب سے باہر آ گئے۔

Persual of the history of Islam reveals to us that when after passing through the phase of invitation to kith and kin, the preaching of Islam expanded to the common people, atrocities of Quraish knew no bounds.When propogation of islam in the Arab tribes gathered

momentem,the idol worshippers of Quraish felt extremely uncomfortable.It led them to convening an advisory council which came up with a resolution that a treaty in black and white must be signed by each tribe to take the pledge that:

1-No transaction with Bani Hashim or Bani Abdul Muttalib would be made.

2-No social contacts with them would be maintained.

3-Mutual marriages and other social relations would be forbidden.

4-The supply of foodstuff and other commodities would be cut off.

5-No leniency would be extended to Bani Hashim and Banu Abdul Muttalib.

6-This agreement would stand valid unless they handed over Muhammad (PBUH&HP) to them be put to death.

This treaty was written down by Aneez bin Aamir on 1st Muharram, 7Nabwi / 617 A.D and was hung in Ka'aba after having been wrapped in many pieces of cloth so that it might not be altered by anyone.After this treaty had been concluded by the Quraish, Abu Talib (A.S) got Banu Hashim and Banu Abdul Muttalib confined to the ravine which later came to be known as Shaib e Abi Talib. Now all necessities of life had been withheld. Banu Hashim could never come out other than the Hajj season. Hazrat Abu Talib (A.S) ever remained immersed in thoughts as to how Prophethood could flourish. The mighty flood of his emotions swept through his heart

and mind and ultimately descended on the writing parchment. These verses are simultaneously an expression of his sorrow as well as an oath to guard Prophethood at all costs.

Al Jahiz says, "The zeal and zest that rises in our hearts and which makes its expression on our tongues is called poetry."

Shelley defines poetry in these words ,"In a way poetry is something Divine."

On the whole we may say that literature depicts the whole history of human civilization.Though it doesn't tend to express reality in a direct way ,yet even the help it affords to the construction of society and dissemination of knowledge places it in the realm of the divine and sublime.

These verses of Hazrat Abu Talib (A.S) on the one hand reflect his submission and patience and on the other hand serve as a warning against the imprudent path trod by the pagans of Makkah. Every line of his poetry is charged with the vision of the ultimate failure of the life of the Quraish.Hazrat Abu Talib(A.S) observes everything, percieves it deeply and analyses it in its entirety. This analysis poses difficulties of a very high magnitude as it involves personal opinion alongwith admiration and condemnation of whatever is under discussion.Hazrat Abu Talib(A.S) is fully conscious of the merits and demerits of poetic description.So he puts his thoughts and feelings in so appropriate an order that despite frequent recurrence of metaphors and similies,history seems to be transmigrating into it. However, it lends it a finesse which can be

perfectly appreciated only by those readers whose sphere of interest takes history within its compass and whose power of discernment of linguistic and rhetoric delicacies is at its zenith.Through his verses we come across such an interpretation of history, culture, social life, perception of fact and human sentiments as not only extinguishes our thirst for knowledge but also whets our spiritual longing for more and more discoveries.

Qusay, son of Kilab:

Qusay was the fourth ancestor of our Holy Prophet Muhammad (PBUH&HP).

Qusay was generous and brave and he was popular because he had very good manners and treated people kindly. He became the chief of the Quraish.

Qusay took over all the responsibilities of the tribe of Quraish, like being in charge of the Ka'ba and the looking after the pilgrims as well as being the commander in the army.

Qusay died in 5 A.D. and left behind two sons, Abdud Daar and Abd Manaaf.

(1)

تَطَاوَلَ لَيْلِي بِهَمٍّ وَصِبْ

وَدَمْعٍ كَسَحِّ السِّقَاءِ السَّرِبْ

مصائب والام کے تسلسل اور غم دوراں نے شب ہائے ہجر کو طویل کر دیا ہے یہ راتیں اب ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں میری چشم حیراں سے اشک اس طرح جاری ہیں جیسے مشک سے پانی بہتا ہے۔

The constancy of sorrows and sufferings and ever present grief has stretched my nights of separation which now seem to have no end. So my shocked eyes are shedding tears as water gushes out of a goatskin.

(2)

لِلَعْبِ قُصَيٍّ بِأَحْلَامِهَا

وَهَلْ يَرْجِعُ الْحِلْمُ بَعْدَ اللَّعِبْ

آل قصیٰ کی دانشمندی ختم ہو چکی ہے وہ اپنی عقل سے کھلواڑ کر رہے ہیں اگر ان کا چلن یہی رہا تو ان کی کھوئی ہوئی عقل کیسے واپس لوٹ سکتی ہے؟

Wisdom has said adieu to the progeny of Qusa. They seem to be toying with their reason. If they continue treading this path, how can their reason return to them?

(3)

وَنَفْيِ قُصَيٍّ بَنِي هَاشِمٍ

كَنَفْيِ الطُّهَاةِ لِطَافَ الْخَشَبْ

آل قصیٰ نے خاندان بنو ہاشم سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے وہ ہم سے اس طرح جدا ہو گئے ہیں جیسے تندور چی لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بڑی لکڑیوں سے جدا کر لیتا ہے۔

The descendents of Qusa have deserted Banu Hashim. They have seperated from us as a cook separates the small splinters of wood from big logs.

(4)

وقــــولٍ لأحــــمــــد: أنــــتَ امــــرُؤ"
خــــلُــــوفُ الــــحــــديــــثِ ضــــعيفُ النَّسبُ

(اہل قریش) احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہتے ہیں کہ تم غلط کہتے ہو۔ حالانکہ ان (قریش) کی اپنی باتیں فضول اور احمقانہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی کوئی بات غلط نہیں کہتے۔

The Quraish tell Muhammad (PBUH&HP) that he is wrong whereas their own words are futile and foolish.

(5)

وان كــــان أحــــمــــدُ قــــد جــــاءهُــــمُ
بــــحــــقٍّ ولــــم يــــأتِهم بــــالــــكَــــذِبْ

حالانکہ احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ان کے پاس سچائی، صداقت اور حق (توحید) کا پیغام لے کر آئے ہیں اور انہوں نے نہ تو پہلے کبھی مبالغہ کیا ہے اور وہ ہی ان کی یہ باتیں مبالغہ آمیز ہیں۔

Muhammad (PBUH&HP) has brought only the message of truthfulness, honesty and oneness of Allah. He exaggerated never before; nor is he inflating things now.

(6)

عــــلــــى أنَّ أخــــوَانَــــنَــــا وَازَرُوا
بَــــنِــــي هــــاشــــم و بــــنــــي الــــمــــطَّــــلِــــبْ

اس معاملے میں (توحید حق کا پیغام پہنچانے کے سلسلے میں) آل ہاشم اور خاندان عبدالمطلب نے ہمارا ساتھ نبھایا ہے (وہ ایسا کیوں نہ کرتے) کیونکہ وہ تو ہمارے بھائی ہیں۔

In this respect (preaching the message of oneness of Allah) only the progeny of Hashim and family of Abdul Muttalib have stood by us as they are our brothers.

(7)

هُـــمَـــا اَخــوان كَــعَـــظْـــمِ الــيَـــمِـيْـــنِ

اُمِـــرَّا عـــلَـــيْـــنــا بِـــعَـــقْـــدِ الـــكَـــرَبْ

ہمارے یہ چچازاد بھائی ہمارے لیے داہنے بازو کی مانند ہیں ہم پر جب بھی کوئی مصیبت آئی تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہماری مدد کر کے ہماری قوت میں اضافہ کیا۔

These are our cousins who are like our right hand. Whenever a calamity struck us, these people fortified us by extending their support to us.

(8)

فَـــيَـــا لَــــقُـــصَــــيٍّ اَلَــــمْ تُــــخْـــبَـــرُوا

بِــــمَـــا (قَـــدْ) خَـــلا مِــنْ شُـــؤُونِ الـــعَـــرَبْ

اے آل قصی کیا تم نہیں جانتے کہ آج اہل عرب کن مراحل سے گزر رہے ہیں اور ان کی کیا صورت حال ہے۔

O children of Qusa! Don't you know through which exigencies the people of Arabia are now passing and what circumstances have prevailed here.

(9)

فَلا تُـــمْـــسِـــكُـــنْ بِـــاَيْـــدِيْـــكُـــمْ

بُـــعَـــيْـــدَ الأُنُـــوفِ بِـــعَـــجْـــبِ الـــذَّنَـــبْ

تمہارے لیے (آل قصی) یہ ضروری ہے کہ تم ان رذیل اور کمتر لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھو کیونکہ یہ لوگ تو ارفعیت اور اخلاقیات سے کوسوں دور ہیں۔

You oughtn't to have anything to do with these mean and base people as they have strayed miles away from nobility and ethics.

(10)

فَكَيْفَ تُعَادُونَ أَبْنَاءَهُ

وَ أَهْلَ الدِّيَانَةِ بَيْتَ الحَسَبْ

پھر تم کیسے ان سے دشمنی کر رہے ہو جبکہ وہ (تمہارے رشتہ دار ہی کی اولاد ہیں) حسب نسب کے لحاظ سے تم سے قریب ہیں۔

Just tell me why you have nursed hostility against him (The Holy Prophet PBUH&HP) when he is closer to you in blood relation.

(11)

زَعَمْتُمْ بِأَنَّكُمْ جِيْرَةٌ"

وأَنَّكُمْ إِخْوَةٌ" فِي النَّسَبْ

تمہارا گمان یہ ہے کہ تم ہمارے ہمسائے نہیں بلکہ حسب و نسب میں خونی رشتہ بھی رکھتے ہو۔

You consider us not only your neighbours but also your blood-relations.

(12)

إِلَى مَ إِلَى مَا تَلَافِيكُمْ

بِأَمْرٍ مُزَاحٍ وحِلْمٍ عَزَبْ

جب یہ سب ایسے ہی ہے تو تم اپنے بیٹوں سے کیسے عداوت و دشمنی رکھ رہے ہو جبکہ تم نے ہمارے دشمنوں سے عقد موافقت باندھ کر پستی اور گراوٹ کا ثبوت دیا ہے

If all this is true, how can you nurse grudge and hostility against your own sons. You have indeed exposed your depravity and meanness by entering into a pact of friendship with our rivals.

(13)

فَإِنِّي وَمَنْ حَجَّ مِنْ رَاكِبٍ
وَكَعْبَةِ مَكَّةَ ذَاتِ الْحُجُبْ

پس ہم اور لوگ سوار ہو کر حج کے لیے آتے ہیں اس خانہ کعبہ کی طرف جو خود اپنا محافظ آپ ہے۔

We hie toward the House of Allah on our beasts. It is its own custodian.

(14)

تَنَالُونَ احمدَ أَوْ تَصْطَلُوا
ظُبَاتِ الرِّمَاحِ وَحَدَّ الْقُضُبْ

یاد رکھو اگر تم نے احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو ہمارے چمکدار نیزوں کی انیاں مقابلے کے لیے آزاد ہوں گی اور ہماری شمشیرِ آبدار تمہاری گردنوں کی فصل کاٹنے کے لیے بے چین ہوگی۔

Beware if someone of you ever dared to harbour grudge against Muhammad (PBUH&HP), our piercing spears won't hesitate to confront them and our sharp-edged swords will be only pleased to chop off their heads.

☆☆☆☆☆☆☆

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ حالات انسان کو منزلِ یقین کی طرف لے جاتے ہیں کیونکہ جسمانی حرکات ہی کے زیرِ اثر کسی کے اعتقادات کی صداقت کو جانچا جا سکتا ہے اگر انسانی عادات کو اظہار کا موقع ملے تو پھر وہ اپنی موجودگی کو ظاہر کرتی ہے اور اس کا اثر سماج یا سوسائٹی پر منفی یا مثبت صورت میں نظر آتا ہے لوگ بلاشبہ اس کے اثر کو تسلیم کر لیتے ہیں ۔ہماری خواہش یہی ہوتی ہے کہ وجود نگاہی میں کسی قسم کی کوئی تشکیک نہ ہو بسا اوقات انسانی رویوں میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ عینی سچائی ہے مگر محض اپنی ہٹ دھرمی کی بنا پر اسے سچائی کہنے سے گریز کرتے ہیں۔اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ بنو ہاشم کے مقاطعے کو تین سال کا عرصہ گزر گیا لیکن انہوں نے قریشِ مکہ کے سامنے سر نہ جھکایا آخر کار خالق کائنات نے اس ''عہد نامہ عدمِ تعاون'' پر دیمک مسلط کر دی جس نے سوائے اللہ کے پاک نام کے باقی سارے عہد نامے کو چاٹ لیا اس کی اطلاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو طالبؑ کو دی حضرت ابو طالب کعبہ میں قریشِ مکہ کی محفل میں آئے اور کہا اے قریشِ مکہ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارا معاہدہ کیڑوں نے کھا لیا ہے اور اس میں صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے اگر یہ بات سچ ہے جو کہ یقیناً سچ ہے تو پھر ہمارے مقاطعے کا کوئی جواز نہیں اور اگر یہ بات غلط نکلے تو ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد و اعانت سے ہاتھ اٹھا لیں گے اور انہیں تمہارے سپرد کر دیں گے۔قریشِ مکہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا چنانچہ معاہدے کے کاغذات جو کپڑے میں لپیٹ کر خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے تھے کو کھولا گیا تو اس کو واقعی کیڑوں نے کھا لیا تھا اور اس میں اللہ کے نام کے علاوہ اور کچھ نہیں بچا تھا قریش اس بات کو جانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مذاقاً بھی کبھی جھوٹ نہیں بولتے وہ انہیں صادق اور امین کہتے تھے لیکن محض اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ کہنے لگے کہ یہ سب کچھ محض جادو کی وجہ سے ہوا ہے اب حالتِ موجود انہیں یقین کی طرف لے جا رہی تھی اور اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صادق و امین ہونے کی وجہ سے سوسائٹی پر اثر بھی اس میں شامل تھا مگر انہوں نے اس عینی سچائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا قریشِ مکہ یہ جانتے تھے کہ یقین کو استدلال اور شواہد کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے سامنے تھا اور پھر استدلال اور شواہد قابلِ اعتماد بھی تھے جن کا وہ عملی مظاہرہ دیکھ رہے تھے جبکہ حضرت ابو طالبؑ کے لیے یہ سچائی ایک شعوری سچائی تھی جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے قریش سے یہ کہہ دیا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات درست نہ نکلے تو ہم انہیں تمہارے سپرد کر دیں گے حضرت ابو طالبؑ یہ جانتے تھے اور انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بتائی ہوئی سچائی پر ناقابلِ حد تک یقین تھا لہٰذا یہ سچائی ایک شعوری سچائی تھی جس میں صرف الفاظ ہی نہیں، عمل بھی تھا جبکہ اس کے برعکس قریشِ مکہ کا زاویہ نگاہ ان کی خواہش کے تابع تھا ایک ایسی خواہش جو صرف سوچ تک محدود تھی کہ ''ایسا نہیں ہوا ہوگا'' لیکن ''ایسا ہو گیا'' حضرت ابو طالبؑ نے اپنے اشعار میں

''ایسا ہو جانے'' کی بات کی ہے یعنی معاہدے کو دیمک کا کھا جانا ہی ''ایسا ہو گیا'' ہے حالانکہ قریشِ مکہ اس قسم کے ماحول سے ناواقف نہیں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت عبدالمطلب کے زمانے میں قحطِ مکہ کے دوران بطفیلِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارانِ رحمت کا مشاہدہ بھی کیا تھا اور یہ واقعہ انہوں نے حضرت ابوطالبؑ کے زمانے میں بھی دیکھا تھا لہٰذا اس بات کو ان کے تجربے میں ہونا چاہیے تھا کہ حضرت ابوطالب جو کہہ رہے ہیں وہ یقیناً سچ ہوگا یہ سچ حضرت ابوطالبؑ سے رشتے کی وابستگی کی وجہ سے ظہور پذیر نہیں ہوا تھا بلکہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہونے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا تھا۔ معاہدے کا ختم ہو جانا قریشِ مکہ کے لیے استعجاب کا باعث تھا لیکن اس کے باوجود ان کے اذہان عقیدۂ صنم پرستی سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے انکاری تھے اس کی ایک وجہ تو ایک جیسی خاندانی اور مانوس عبادات تھیں یعنی خدائے مجسم سے ہی ان کی فکر کو تشفی حاصل ہوتی تھی اور دوسرے ان کی ادراک خدا کے جسمانی تجربے سے عاری تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا وجودِ جسمانی کے بغیر علیم بھی ہو اور بصیر بھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عربی سماج کے بالکل برعکس خداوندِ عالم کی وحدانیت کی طرف بلانا، نیکی اور پرہیزگاری کی دعوت، اور رسالت کی گواہی دینا ان (قریشِ مکہ) کے غیض وغضب اور دشمنی میں مزید اضافے کا باعث بنا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوطالبؑ قریشِ مکہ کو نہ صرف امکانی صورتحال سے آگاہ کرتے ہیں بلکہ انہیں یہ بھی باور کراتے ہیں کہ دشمنی کا انجام کیا ہوگا اور وہ کسی صورت بھی اپنے خدائی موقف سے دستبردار نہیں ہوں گے اگر ہمیں قبائلی ظلم وستم سے ڈرانے کی کوشش کی گئی تو پھر ہمارے غضب سے بھی کوئی نہیں بچ سکے گا ہم پر اپنے ظلم کی ابتدا مت کرو اگر یہ جاری رہا تو تم سب کو اس کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ خدا کی قسم! ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ وہ اللہ کے نبی ہیں لہٰذا ان کی حمایت میں ہمارے سر ہی کیوں نہ قلم ہو جائیں مگر ان کی مدد ہمارے قتل تک جاری رہے گی۔

حضرت ابوطالبؑ اپنی اس شاعری میں قریش کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم لوگ ہر لمحے تکلیف دینے کی کوشش کر رہے ہو یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تمہارا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور لوئی بن غالب کے متعلقین میں نا صرف اخلاقی اقدار ختم ہو چکی ہیں بلکہ ان کی عقل بھی مفلوج ہو چکی ہے۔ حالانکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمہیں توحیدِ الٰہی کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ تم پر کوئی ظلم نہیں کر رہے بلکہ تمہیں پاکیزگی وطہارت اور تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دے رہے ہیں حالانکہ تم نے تو ان کی عادات واطوار کا بچپن سے مشاہدہ کیا ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ صادق اور امین ہیں اور ان کی ہر کہی ہوئی بات ہمیشہ سچ ثابت ہوتی ہے۔ یاد رکھو اگر تم نے اپنی حرکات کو ترک نہ کیا تو ہم اپنے بازوؤں کی طاقت سے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کریں گے اور خدا ہمارا حامی وناصر ہے۔

It is a common observation that circumstances lead man to firm convictions. Man's actions help in determining the veracity of his beliefs.Whenever habits are translated into action not only their presence but also their positive or negative effects on society become quite visible to the acknowledgement of other persons. What one strives for is to make one's optical experiences absolutely free from doubts. But often it also happens that ,out of stubborness, one tends to deny even what his observation proves to be true. The best example of such a fallacy is the attitude of the Quraish at termites' corrosive action on the parchment of boycott

.At the close of the third year of the Interdict, Muhammad (PBUH&HP) told his uncle Abu Talib(a.s)that Allah had sent termites to eat every word of the document placed in the Kaaba, except His own Name written thereon.

On hearing this Abu Talib(a.s) went to the Quraish and told them what Muhammad(PBUH&HP) had reaveled to him. He demanded that if it was true , they must consider lifting all sanctions against Banu Hashim.However if Muhammad(PBUH&HP) proved to be wrong in his words, then they would surrender the Holy Prophet(PBUH&HP) to the Quraish unconditionally.The Quraish agreed and brought out the document for inspection., and to their ashtonishment they found it having been consumed by termites exactly as narrated by Abu Talib(a.s). Now though the Quraish knew well that the Holy Prophet(PBUH&HP)could never tell a lie, and themselves had recognised him as the Truthful and Trustworthy,

they took a very strange and obdurate stand saying that it was only an enchantment of Muhammad (PBUH&HP).

Now their latest observation must have led them to perfect belief but they refused to do so though both the evidences and arguments were in every respect highly reliable.On the other hand Hazrat Abu Talib(a.s) was an immaculate percipient of this truth as he unhesitatingly showed his readiness to hand over the Holy Prophet(PBUH&HP) to the pagans in case his words proved only hoax.

The Quraish towed only their base wishes which unreasonably prattled "it couldn't have happened" whereas "it had already happened".Now for the Quraish all this must not have been surprising as they had already witnessed the blessed rain being showered in the name of Hazrat Muhammad(PBUH&HP) during Hazrat Abdul Muttalib's(a.s) times and again more recently in Hazrat Abu Talib's(a.s) days.But their hearts were so prone to idoltary that they could never be content with an abstract concept of god, and so they found it utterly impossible to break loose of their tribal and family traditions of taking idols as their gods.

(1)

أَلَا مَنْ لِهَمٍّ آخِرَ اللَّيْلِ مُنْصِبِ
وَشَعْبِ الْعَصَا مِنْ قَوْمِكَ الْمُتَشَعِّبِ

لیلائے شب کا آخری پہر میرے سود و زیاں کے لیے باعث اندیشہ ہوتا ہے۔ وقت کے یہ مراحل بہت کٹھن ہوتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میری قوم (قریش) کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور ہمارے ساتھ ان کا ہر لحہ ناانصافی پر مبنی ہے۔

The dead hours of night brought worries to my mind regarding my profit and loss. These hours used to be very tough for me as I realised that the unity of my nation (The Quraish) had been badly shattered and every moment their injustice to us was becoming more and more serious.

(2)

وَجَرْبَى أَرَاهَا مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ
مَتَى مَا تُزَاجِمْهَا الصَّحِيحَةُ تَجْرَبِ

لوئی بن غالب کے متعلقین میں اخلاقی اقدار دن بدن تیزی کے ساتھ روبہ زوال ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ ذہنی طور پر بیمار ہو چکے ہیں بلکہ ان کے صحیح الدماغ لوگ بھی اخلاقیات سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔

The moral values of those who are related to Lui Bin Ghalib are in decadence. They have become psychopaths and even their right minded people have thrown ethical values to the four winds.

(3)

اذا قــائـم فـي الـقـوم قـام بـخـطّة

أقــامـوا جـمـيـعـاً ثـم صـاحـوا وأجـلـبـوا

جب ان کے درمیان وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہوئے اور انہوں نے انہیں دعوت (توحید الٰہی) دی تو یہ سب اس کے شدید مخالف ہو گئے۔

When he (The Holy Prophet PBUH&HP) rose among them to invite them (to monotheism) they turned against him tooth and nail.

(4)

ومـا ذنـبُ مـن يـدعـوا الـى الـلّـه وحـده

ودیـن قـدیـم أهـلُـه غـیـر خُـيّـب

(سوال یہ ہے کہ) یہ لوگ ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت پر کیوں کمربستہ ہیں۔ انہوں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کا کونسا ایسا قصور کر دیا ہے کہ یہ لوگ انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دکھ دے رہے ہیں۔ وہ تو انہیں توحید الٰہی کی طرف بلا رہے ہیں حالانکہ یہاں پر تو پرانا مذہب (دین ابراہیمی) بھی اپنی پہچان کے ساتھ موجود ہے۔ (اس مذہب کو حضرت ابراہیم نے بھی اسی طرح پھیلایا تھا جس طرح آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین اسلام کی دعوت دے رہے ہیں)

(The question arises) why have they bent on opposing him (The Holy Prophet PBUH&HP)? What wrong has been done to them that they are tormenting him? He is inviting them only to the Oneness of Allah (which must not sound so starange as) even the old religion (The Abrahamic religion) is still recognized here.

(5)

وما ظلم من یدعو الی البرّ والتُقی
وراْبِ الثأی بالرأی لا جِیْن مشعب

آج (معاشرے میں) ہر طرف برائیاں ہی برائیاں نظر آرہی ہیں ہر نیکی بدی کے سانچے میں ڈھلتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ اس عالم میں اگر وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاکیزگی وطہارت اور تقویٰ اختیار کرنے کا کہہ رہے ہیں تو وہ یہ ظلم تو نہیں کر رہے۔

Today society seems bristled with evils. Corruption in the guise of virtue may be witnessed all around. Now if in such conditions he (The Holy Prophet PBUH&HP) advises them to adopt the way of purity and asceticism , he is not doing any injustice.

(6)

وقد جرّبوا فیما مضی غبّ امرهم
وما عالم" امراً کمن لم یجرّب

ان لوگوں کو پہلے بھی آزمایا جا چکا ہے اور ان کا ہمیں تجربہ ہے۔ تجربے سے گزرنا بہت ضروری ہے۔ ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ بغیر کسی آزمائش و تجربے کے وہ اس کو (دین) نہیں سمجھ سکتے۔

These peo:le have been put to trial even before and we have the experience of dealing with them. Undergoing experience is really essential. They must understand it that without trial and experience they cannot absorb this religion.

(7)

وقد كان في أمر الصَّحِيفة عِبْرَة"

أتاك بِها من غائبٍ مُتَغَضِّبِ

جو دستاویز انہوں نے (قریش مکہ) محض دشمنی کی وجہ سے تیار کی تھی اسے تو بفضل خدا دیمک کھا گئی اور اس میں اللہ کے نام کے علاوہ کچھ باقی نہ بچا چنانچہ اہل عقل کے لیے اس میں چند نصائح موجود ہیں۔

The document prepared by them (the Quraish) just because of their enmity has, by the grace of God, been consumed by termites. Nothing other than the name of Allah has survived in it. Indeed there are many lessons in it for those who have brains.

(8)

مَحَا اللّٰه منها كفْرَهم وعقوقَهم

وما نَقَمُوا مِنْ صادقِ القول مُنْجِبِ

خالق کائنات نے ان کی (قریش مکہ) اس تحریر کا خاتمہ کر دیا جس کی اساس بغض و عناد پر تھی۔ یہ لوگ (سب کچھ دیکھنے کے باوجود) ابھی تک اس صادق اور امین شخص (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ دشمنی پر کمربستہ اور ڈٹے ہوئے ہیں۔

The Creator of the universe erased their (The Quraish) writing which was based on hate and grudge. (Despite witnessing all this) they are still resolved to be inimical to the Truthful and Honest person (Hazrat Muhammad PBUH&HP).

(9)

واَصْبَحَ ما قالُوا مِنَ الأمرِ باطلاً

ومن يَختَلِقْ ما ليسَ بِالحقِ يُكذِبِ

انہوں نے جو آپس میں پیمان وفا باندھا تھا وہ سارے کا سارا غلط ثابت ہو چکا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جو حق کے خلاف بات کرے گا اس کی دروغ گوئی کو خدا آشکار کر دے گا۔

The pact they had signed has been proved totally wrong. No doubt whoever goes against righteousness Allah will disclose his falsehood.

(10)

فامسى ابن عبد اللّٰه فِينا مصدّقاً

علىٰ ساخطٍ من قومِنا غيرِ مُعتَبِ

یہ بات سمجھ لو کہ ابن عبداللہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بچپن ہی سے صادق اور امین ہیں چنانچہ قوم (قریش مکہ) کی مخالفت، دشمنی اور ناراضی کے باوجود ان کی کہی ہوئی ہر بات سچ ثابت ہوئی۔

Bear it in mind that son of Abdullah (The Holy Prophet PBUH&HP) has been truthful and honest since his childhood. So despite the opposition, hostility and anger of his community, whatever he said proved to be true.

(11)

فلا تحسبُونا خاذِلين محمداً

لَدى غُربةٍ منا ولا مُتقرّبِ

اے لوگوں (قریش مکہ) یہ خیال بھی ذہن میں نہ آنے پائے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی چھوڑ دیں گے ہم چاہے دور ہوں یا نزدیک ہمیشہ ان کا ساتھ دیتے رہیں گے۔

O people (The Quraish), you must not ever be under the illusion that we will ever desert (The Holy Prophet PBUH&HP). Come what may, we will always continue supporting him whether we are close or far.

(12)

سَتَمْنَعُهُ مِنَّا يَدٌ "هَاشِمِيَّةٌ"

مُرَكَّبُهَا فِي الْمَجْدِ خَيْرُ مُرَكَّبِ

بنو ہاشم کے جوان اپنے سڈول اور طاقت ور بازوؤں سے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کریں گے جن کی تزئین اس ذات نے اپنی بزرگی سے کی ہے جو کائنات کا سب سے بڑا تزئین کار ہے۔

The youth of Banu Hashim will defend him with their strong and sinewy arms. (The Holy Prophet PBUH&HP) has been adorned by that Almighty Being Who is the Greatest Artist of the universe.

(13)

وَيَنْصُرُهُ اللّٰهُ الَّذِي هُوَ رَبُّهُ

بِأَهْلِ الْغَفْيَرِ أَوْ بِسُكَّانِ يَثْرِبِ

وہ خالق کائنات جو ہر شے کی پرورش کرنے والا ہے وہ اہل دین کے قلوب ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف مائل کردے گا اور پھر اہل بحرین ویثرب ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پوری توانائیوں کے ساتھ مدد وحمایت کریں گے۔

The same Creator of the universe Who lets everything grow, will turn the hearts of the people of the world towards him (The Holy Prophet PBUH&HP). Thus the people of Bahrain and Yathrab will support him with all their might.

(14)

فَلَا وَالَّذِي يَخْدِي لَهُ كُلُّ مُرْتَمٍ

طَلِيحٍ بِجَنْبَي نَخْلَةٍ فَالْمُحَصَّبِ

خالق کائنات کی قسم وہ وقت دور نہیں جب نہ صرف مکہ کی وادیاں بلکہ محصب کا علاقہ بھی ان کے ہاتھوں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تسخیر ہو جائے گا۔

By Allah! The time is not very far when not only the vales of Makkah but also the land of Mohsab will fall to him (The Holy Prophet PBUH&HP).

(15)

يميناً صدقنا الله فيها ولم نكن

لنحلف بطلاً بالعتيق المحجب

(تم اچھی طرح جانتے ہو کہ) ہم بلاوجہ عتیق، بیت اللہ کی قسم نہیں اٹھاتے لیکن اگر ہم ان کی قسم اٹھا کر کوئی بات کر بھی دیں تو پھر پروردگار عالم بھی ہماری اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے۔

(You know well) we never swear by the Old House, the House of Allah, for nothing. But when we declare something having sworn by this House, even Allah confirms our word.

(16)

نفارقه حتى نصرع حوله

وما بال تكذيب النبي المقرب

ہم کبھی بھی آپ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہمیں مدد سے روکنے کے لیے خواہ قتل ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ ان کو دیکھو یہ لوگ ایک مقرب نبی کو جھٹلا رہے ہیں (حالانکہ یہ جانتے ہیں وہ صادق وامین ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا!)

We will never withhold our support for him, though, we may be killed so that we may not help him. Just look at them (The Quraish) that they are denying a dear Prophet of Allah.

(17)

فيا قومنا لا تظلمونا فإننا

متى ما نخف ظلم العشيرة نغضب

اے قوم قریش! اپنے دست تطاول کو مت دراز کرو کیونکہ اگر ہم پر اسی طرح سے ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے رہے اور ہمیں ظلم سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تو پھر جان لو کہ کوئی بھی ہمارے غضب سے نہیں بچ سکے گا۔

O people of Quraish! Don't let your atrocity cross all limits as if this oppressing treatment goes on like this and machinations to turn us traumatic continue, beware that no one will be able to escape our wrath then.

(18)

وكُفُّوا اليكم من فضول حلومكم

ولا تذهبوا من رأيكم كلّ مذهبِ

(لہذا) اپنے بے ہودہ خیالات سے باز آجاؤ اور ان تمناؤں کو ترک کردو جو (تمہارے دلوں) صراط مستقیم کی طرف آنے سے روک رہی ہیں ایسے تصورات سے پرہیز کرو جو تمہیں بھٹکا رہے ہیں۔

So you must renounce your silly ideas and shake off the desires which have become a hurdle to your turning to the Right Path. You must refrain from thoughts which are leading you astray.

(19)

ولا تبدأُوْنَا بالظلامة وَالأذىٰ

فنجزيكم جعفاً مع الأمِّ والأبِ

(اے میری قوم کے لوگو) ہمیں مصائب و آلام میں مبتلا مت کرو لیکن تم تو وہ لوگ ہو جو ظالمین میں بھی اولین ہیں اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو ہم بھی خونی رشتہ نظر انداز کر دیں گے اور تمہیں وہ سزا دیں گے کہ تم یاد کروگے۔

Do not target us with your tortures and torments. But alas! You occupy an eminent position among the atrocious people. If you do not mend your ways, we will also ignore our blood relation and bring you the punishment which won't erase from your memory for a long time to come.

☆☆☆☆☆☆☆

******

ان اشعار میں حضرت ابوطالب آنے والے زمانے کے بارے میں قریش کو آگاہ کرتے ہیں کہ میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہو رہے ہو اور وہ دور بہت جلد آنے والا ہے جب تم سب کے سب قعر مذلت میں جا گرو گے اور رسوائی تمہارا مقدر بن جائے گی لہٰذا اگر تم اس رسوائی سے بچنا چاہتے ہو تو تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کو ترک کرنا ہوگا۔ حضرت ابوطالب بنو امیہ کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ تم اپنے اس وطیرے کو ترک کر دو۔ خاندان بنوامیہ ہر وہ حربہ اختیار کرتے تھے جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس خاندان نے خاندان بنو ہاشم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہلبیت کو قبل از اسلام اور بعد اسلام بھی جن جن مصائب و آلام میں مبتلا کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلاء کے اثرات ہر نظریہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ نینوا کی سرزمین کی خاندان رسالت کے لہو سے جس طرح آبیاری کی گئی اس کی ریت کے ہر ذرے سے ایک نیا رنگ ابھرتا ہے چنانچہ حضرت ابوطالب نے یہ اشعار بنوامیہ کو اپنی روش بدلنے کے لیے لکھے ہیں۔

The following verses by Hazrat Abu Talib(a.s) serve as a warning to the Quraish regarding their falling into the abyss of humiliation and disgrace as a result of their opposition to the Holy Prophet(PBUH&HP).He also offers the Quraish,especially Banu Ummayya, a piece of advice to change their hostile attitude for the better to avoid such ignominy. Banu Ummayya let go no opportunity to torture the Holy Prophet(PBUH&HP) and Muslims. Unfortunately , their antagonism could not de-escalate even after their embracing Islam,which caused scores of tragedies and troubles for Islam and Muslims,the most brutal and unconscionable being the sanguinary Tragedy of Karbala more than half century later.

(1)

وما كنتُ أخشى أن يُرى الذُّلُّ فيكم

بَني عَبدِ شمسٍ جيرَتي والأقاربِ

اے ابن عبدِ شمس! چونکہ تم لوگ ہمارے ہمسائے بھی ہو اور قریبی بھی لہذا میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اگر تم نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) مخالفت ترک نہ کی تو وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جب تم ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے اور ذلت تمہارا مقدر بن جائے گی۔

O the people of Abd-e-Shams! As you are our neighbors as well as relatives, I would like to warn you that (if you do not give up opposing the Holy Prophet PBUH&HP) the time is not very far when you will have to lick the dust, and humiliation will become your fate.

(2)

جميعاً فلا زالت عليكم عظيمةٌ

تَغمُّ وتُذعر اهلها بالجَبَاجِبِ

یہ ذلت و رسوائی اتنی وسعت پذیر ہوگی کہ ان پہاڑیوں کے دامن میں رہنے والا ہر شخص اس کی لپیٹ میں آجائے گا اور یہ تم سب کو اپنے دامن میں لے لے گی۔

This humiliation will be so widespread that every family abiding here in the feet of these mountains will fall a prey to it.

(3)

أراكُم جميعاً خاذِلينَ : فذاهبٌ

عن النَّصرِ منّا أو غوٍ مُتجانِبِ

میں آنے والے زمانے کو اپنی مستقبل بین نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم سب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت وجہ سے) ذلیل و رسوا ہونے والے ہو تم صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر گمراہ ہو چکے ہو یاد رکھو (اگر تم نے روش نہ بدلی) تمہارا کوئی بھی حامی و ناصر نہ ہوگا۔

My future piercing eyes are witnessing that all of you are going to taste abject humiliation and debasement. You are a strayed lot as you have lost the straight path. Remember, that (if you do not mend your ways) you will find no succor or support.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابوطالب نے حضرت علی اور حضرت جعفر پر اپنے مکمل یقین کا اظہار کیا ہے کہ وہ ہر حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے اور ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے آمادۂ پیکار رہیں گے جہاں تک جعفرؓ بن ابی طالب کا تعلق ہے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب (کنیت: ابوعبداللہ والدہ کا نام فاطمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی، وہ حضرت علی کے سگے بھائی تھے اور ان سے دس سال بڑے تھے۔ جب ابوطالب تنگ دست ہو گئے تو جعفرؓ کے چچا حضرت عباسؓ انہیں اپنے گھر لے گئے تاکہ اپنے بھائی کے سر سے کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کو اور حضرت حمزہؓ نے حضرت عقیلؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ تھوڑے ہی دن بعد جعفرؓ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا مقام چوبیسواں، اکتیسواں یا بتیسواں ہے۔

حضرت جعفرؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے (مشرکین قریش کی ستم آرائیوں سے تنگ آکر) حبشہ کی طرف ہجرت کی (ان کا نام مہاجرین کی دوسری فہرست میں جو ابن ہشام نے ص ۲۰۹ پر دی ہے سب سے اول ہے) ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس بھی ان کے پیچھے ہجرت کر گئیں۔ جب قریش نے سنا کہ یہ مہاجر حبشہ میں امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے ابوربیعہ، ابن المغیرہ والمخزومی اور عمرو بن العاص کو گراں قدر تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ مہاجرین کو واپس کر دینے کا مطالبہ کریں۔

بادشاہ کے طلب کرنے پر مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے عربوں کی جہالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر ایک فصیح و بلیغ تقریر کی اور سورۃ مریم کی کچھ آیت تلاوت کیں، جنہیں سن کر نجاشی نے کہا: خدا کی قسم! یہ اور تورات تو ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ دوسرے روز سفرائے قریش نے نجاشی سے درخواست کی کہ مسلمانوں سے پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق ان کا کیا خیال ہے؟ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا کہ ہم انہیں خدا کا بندہ پیغمبر اور کلمۃ اللہ مانتے ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا: "واللہ! جو کچھ تم نے کہا عیسیٰ ابن مریم اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں اور مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی ہجرت کے دوران میں انہوں نے نجاشی کو مشرف باسلام بھی کر لیا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت جعفرؓ ہجرت کے چھٹے سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے اور اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب مسلمانوں نے خیبر پر قبضہ کیا اور عین فتح خیبر کے دن (۷ھ/۶۲۸ء) آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت محبت سے انہیں گلے سے لگا لیا اور پیشانی چوم کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفرؓ کے

آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے۔

جمادی الاولیٰ ۸ھ/۶۲۹ء میں غزوۂ موتہ پیش آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیصر روم، خسرو ایران، عزیز مصر اور دوسرے فرمانرواؤں اور روسا کے نام دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے تو ایک خط شرجیل بن عمرو کے نام بھی بھیجا گیا جو عرب وشام کی سرحد پر علاقہ بلقا کا رئیس اور قیصر کا ماتحت تھا۔ شرجیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد حارثؓ ابن عمیر کو قتل کر دیا۔ اس کے قصاص کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین ہزار فوج تیار کر کے شام کی طرف کی اس کا سپہ سالار زیدؓ بن حارثہ کو مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ کو دولت شہادت نصیب ہو تو ان کے جانشین جعفرؓ ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ ان کی جگہ سنبھالیں موتہ پہنچ کر ان کا مقابلہ شرجیل کی ایک لاکھ فوج سے ہوا۔ امیر لشکر زیدؓ شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے علم سنبھالا اور غنیم کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ دشمنوں کا ہر طرف سے زغہ تھا۔ ان کا تمام بدن زخمیوں سے چھلنی ہو گیا، دونوں ہاتھ کٹ گئے، مگر انہوں نے علم سرنگوں نہ ہونے دیا اور کٹے ہوئے بازوں میں لے کر سینے سے چمٹائے رکھا۔ بالاخر وہ شہید ہو کر گر گئے تو عبداللہؓ بن رواحہ نے علم سنبھالا۔ موتہ میں ایک قبر موجود ہے، جس پر جعفرؓ کے نام کا ایک کتبہ کوفی خط میں تھوڑا سا باقی ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ جو اس جنگ میں شریک تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے جعفرؓ کی لاش کو تلاش کر کے دیکھا تو صرف سامنے کی طرف پچاس زخم تھے۔ تمام بدن کے زخموں کا شمار نوے سے زیادہ تھا، لیکن کوئی زخم پشت پر نہ تھا۔ میدان جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا خدا کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا، چنانچہ خبر آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفرؓ وغیرہ کی شہادت کا حال بیان فرما دیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرصے تک شدید غم رہا یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ خدا نے جعفرؓ کو دو کٹے ہوئے بازوں کے بدلے میں دو نئے پَر عطا کیے ہیں، جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ مصروف پرواز رہتے ہیں۔ چنانچہ ذوالجناحین اور طیار اُن کا لقب ہو گیا۔

جعفرؓ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان رشتہ داروں میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: کہ جعفرؓ تم میری صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو۔ انہیں کو ابوالساکن کا لقب بھی دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ بہت کشادہ دست اور فیاض تھے اور غربا و مساکین کو کھانا کھلانے میں ان کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا، اسد الغابہ اور عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ وہ ذوالہجرتین بھی کہلاتے ہیں، کیونکہ انہوں نے دو بار ہجرت کی: ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینے کی طرف۔ حضرت جعفرؓ کے فضائل ومناقب کا پایہ نہایت بلند تھا۔

Ja'far ibn Abu Talib, also known as Ja'far at-Tayyar, was the son of Abu Talib ibn Abdul Muttalib (the uncle of the Holy Prophe (PBUH&HP), and the elder brother of the first Imam, Ali ibn Abi Talib (A.S). Jafar was raised by his uncle, Abbas ibn 'Abdul Muttalib, for his father was a poor man and had to support a big family.

There was a great resemblance between Jafar and Muhammad, both in his appearance and ethics. Muhammad called him, "The father of the poor", because he used to help and support the poor with all he had.

Jafar left his uncle Abbas ibn Abd al-Muttalib's house when he became a young man and got married to Asma bint Umays. They were among the very first persons to embrace Islam, and as a result suffered greatly at the hands of the Quraish. The Quraish restricted their movements and freedom until they could not bear it anymore. That is why Jafar went to Muhammed and took his permission to immigrate to Ethiopia along with a small group of Sahabas.

They settled down in this new land under the protection of Negus Ashama ibn Abjar, and for the first time since they had become Muslims they knew what freedom was, and could worship Allah without any hindrances. However, Quraish would not let them enjoy freedom and peace for long; soon they sent Amr ibn al-Aas and Abdullah ibn Abu Rabiah (who became Muslims later)- in order to negotiate with Negus and get all the Muslims back to Mecca.

They took a lot of presents to the Negus, which pleased him a lot, and then told him that there is a group of wicked men moving about

freely in his country and asked him to capture them before they cause any harm to his kingship as they did in Quraish. But the Negus refused to do that until he called them and questioned them regarding Quraish's allegations. So he asked the group of Muslims, among which was Jafar ibn Abu Talib, to come and meet him and the Muslims chose Jafar to be their spokesman.

The Negus asked Jafar to read out a part from what Muhammed (PBUH&HP) had brought concerning Allah. Jafar recited for him the first portion of Surah Maryam, which narrates the story of Jesus and his mother Mary. On hearing the words of the Quran, the Negus was moved, and said that he will never harm them.

However the two Quraish emissaries did not stop at that, they went to the Negus again and told him that the Muslims say that Jesus is a slave, and asked him to call them and ask them what they think of Jesus.

The Negus called the Muslims and asked them, so Jafar answered him saying, "Our Prophet says that Jesus is Allah's prophet." The Negus gave back the gifts to Amr so he and his companion left broken and frustrated.

Jafar and his wife Asma spent about ten years in Ethiopia, which became a second home for them. There Asma gave birth to three children whom they named Abdullah, Muhammad and Awn. In the seventh year of the Hijra, Jafar and his family left Abyssinia with a group of Muslims and headed for Medina.

On their arrival at Medina, The Holy Prophet (PBUH&HP) was

returning from the Battle of Khaybar and on seeing Jafar he was very happy and said, "I don't know which event is more cheerful - Jafar's coming or the Conquest of Khaybar!"

Jafar did not stay in Medina for long. In the eighth year of the Hijra, Muhammed mobilized an army to confront Byzantine forces in Syria, because a Byzantine governor had treacherously killed one of his emissaries. He appointed Zayd ibn Harithah as commander of the army and gave the following instructions: "If Zayd is wounded or killed, Jafar ibn Abu Talib would take over the command. If Jafar ibn Abu Talib is killed or wounded, then your commander would be Abdullah ibn Rawahah. If Abdullah ibn Rawahah is killed, then let the Muslims choose for themselves a commander."

Despite all the hardship they faced, the Muslim army battled with Byzantines. Zayd ibn Harithah, the beloved companion of Muhammed, was among the first Muslims who got killed in the battle. Jafar ibn Abu Talib then assumed command. Mounted on his horse, he penetrated deep into the Byzantine ranks. As he spurred his horse on, he called out: "How wonderful is Paradise as it draws near! How pleasant and cool is its drink! Punishment for the Byzantines is not far away!" Jafar continued to fight vigorously but was eventually slain.

In the battle of Mauta, Ja'far-e-Tayyar carried the Banner of Islam and in that battle he was out-numbered by the enemies and killed. When the two arms of one of the Muhammad's bravest followers and his army's standard-bearer Jafar-e-Tayyar, the brother of Ali ibn

Abi Talib were cut off in the battle of Mu'tah and he was martyred, and the news reached the The Holy Prophet (PBUH&HP) he cried and prayed for Jafar's soul and the angel Gabriel came down and consoled him, saying "Jafar was a brave and loyal soldier. God has given him everlasting life, and in place of two arms which were cut off in the battle, the Lord has given him a pair of wings".

(1)

انّ علیّا وجعفرا ثقتی

عند احتدام الأمور والکرب

مجھے علی اور جعفر پر مکمل یقین ہے کہ جب بوجہ مرور ایام مصائب وآلام حد سے بڑھ جائیں گے تو یہی دونوں ان کا (زمانے کا مقابلہ) کریں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔

I have absolute trust in Ali (A.S.) and Jafar (A.S) that when with the passage of time the torments and sufferings have crossed every limit, the two will fight against it and defend (The Holy Prophet Muhammad (PBUH&HP).

(2)

أراهما عُرضة اللقاء اذا

نابتُ أو أنتمی الی نسب

مجھے یقین واثق ہے کہ میں جب بھی انہیں پکاروں گا تو یہ اپنی خاندانی نجابت وشرافت کی بنا پر میرے لیے آمادہ جنگ ہوں گے۔

I have unswerving faith that whenever I call them, I will find them ready to fight for me owing to their purity and nobility of their family.

(3)

لا تخذلا وانصرا ابن عمكما

أخي لأمي من بينهم وأبي

میرے بچو! اپنے چچازاد بھائی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہر حالت میں نصرت کرنا اور کبھی بھی گریزپا نہ ہونا وہ میرے سگے بھائی (حضرت عبداللہ) کے لختِ جگر ہیں۔

O my children! Do support your cousin (The Holy Prophet Muhammad (PBUH&HP) in all circumstances and never step back from it as he is the son of my real brother (Hazrat Abdullah).

(4)

واللہ لا أخذل النبي ولا

يخذله من بني ذو حسب

مجھے قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی! میں کسی صورت بھی نبی اکرم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہیں چھوڑ سکتا اور پھر وہ جو خاندانی نجابت کا حامل ہو وہ ان ساتھ کیسے چھوڑے گا۔

I swear by Allah Almighty I can never leave him (The Holy Prophet PBUH&HP), come what may. How can one in whose veins runs the pure blood desert him after all.

حضرت ابوطالب کے ان اشعار کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ شاعری کے علاوہ ایک تاریخ بھی ہے اور انسانی نفسیات کی ژرف نگاہی بھی ۔۔۔۔۔۔ مکہ میں ظلم و ستم کی بناء پر مسلمانوں کا شعائرِ اسلامی کے مطابق زندگی بسر کرنا انتہائی مشکل ہو گیا تو وہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ان ہجرت کرنے والوں کے ساتھ حضرت جعفر بن ابوطالب بھی تھے۔

ایک ایسا ملک جہاں حکومت اور عوام سماجی، معاشرتی اور مذہبی غرضیکہ ہر لحاظ سے غیر ہوں تو وہاں نئے سرے سے زندگی کی ابتداء کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ محبت ایک روحانی عنصر ہے کیونکہ اس کا تعلق اولاد سے ہوتا ہے ہم خارجی دنیا کے مکانی روابط اور ذہنی دنیا کے لامکانی روابط کے درمیان محض اولاد کی وجہ سے فاصلے خود بخود مٹا دیتے ہیں ہمارے تصورات میں ہر لمحے کمی و زیادتی ہوتی ہے انسان جس شے کے متعلق بار بار غور کرتا ہے وہ عمل کے فقدان کی وجہ سے مجسم ہو جاتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوطالب عالم تخیل میں جعفر بن ابوطالب اور ان کے دشمن عمرو کو دیکھتے ہیں اور نجاشی سے حسن سلوک کی خواہش رکھتے ہیں اس کی وجہ ایک تو جعفر کا باپ ہونا اور دوسرے دشمن کی دشمنی کے نقصان سے بچنے کی بناء پر ہے آخر وہ خارجی امکانات کے ازالے اور ذہن کے لامکانی تعلق کی بناء پر بادشاہ کو خط لکھتے ہیں یہ خط اگرچہ نثر میں بھی ہو سکتا تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا لیکن ابوطالب شاعری کا سہارا لیتے ہیں کیونکہ زبان و بیان کی صناعی اور تغزل طریقوں پر حسن معنی کی خوشگوار فضا قائم کرتی ہے چنانچہ وہ نجاشی کو اشعار میں اپنے جذبات و احساسات پہنچاتے ہیں۔

انسانی نفسیات کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ''تعریف'' انسان کی فطرت کو بدل دیتی ہے اگر کسی شخص کی فطرت طبع پہلے ہی حق و صداقت کی پرستار ہو اور وہ صادقانہ خصوصیات کا حامل ہو اور آپ اس کی ان خصوصیات کو مزید اجاگر کر دیں تو وہ لامحالہ اپنی ان صفات کا اظہار عملی صورت میں کرے گا۔

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوطالب اس کا بہت اچھی طرح ادراک رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ بلا شک وشبہ نجاشی کو صاحب مجد اور برائیوں سے دور ہونے کی خصوصیات کا مصداق ٹھہرا کر یہ تلقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہاں آنے والے مسلمانوں کے حقوق کی نگہبانی و پاسداری کرے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور نجاشی نے حضرت ابوطالب کے کہنے کے مطابق ہی عمل کیا۔

نجاشی: عربی میں شاہ حبش کا لقب ہے اس کی اصل حبشہ زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنی ''بادشاہ، شہزادہ'' وغیرہ کے ہیں عربی میں یہ کبھی اسم علم کے طور پر استعمال ہوا ہے تو کبھی لقب کے طور پر۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ کہیں نہیں آیا

مگر حدیث میں اسے شاہِ حبش کے لقب کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں نجاشی کو یک گونہ اہمیت حاصل ہے اس کا نام واقعاتِ ذیل کے سلسلے میں آتا ہے حبشہ کی جانب مسلمانوں کی دو دفعہ ہجرت، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ارسالِ مکتوب، اس کا عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کرنا اور مسلمان مہاجرین کے واسطے عرب کو مراجعت کے لیے دو جہاز مہیا کرنا اور حضرت ام حبیبہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنا۔

حدیث میں نجاشی کا ذکر اس طور بھی آتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں کسی بیرونی اطلاع کے بغیر اس کی وفات کی خبر سنائی اور اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ بھی پڑھائی تھی۔

On analysis these verses of Hazrat Abu Talib(A.S) reveal that they depict not only history but also the indepth study of human psychology.When atrocities committed in Makkah made it extremely hard for the Muslims to lead their life in accordance with the islamic injunctions ,they felt compelled to emigrate to Abassynia. Among the migrants were also Hazrat Jaffar Bin Abu Talib (A.S). Now in a country where the natives and their rulers are aliens in all conceivable ways, social,cultural and religious, it is never quite comfortable to start life anew. Another undeniable fact is that affection is a spiritual feeling very intimately associated with children. We tend to replinish the gulf that exists between the spatial connections of the external world and non-spatial internal mental world just in love of our children. Our fancy soars high and low in turns.The more we are haunted by some thought,the more concrete form it assumes for our lack or inability of action.So we see that Hazrat Abu Talib(A.S)conjures up Hazrat Jaffar(a.s)and his enemy Amr in his imagination and strongly wishes that Najashi be kind to the former. These sentiments are quite natural and becoming of a

father who is anxious to protect his son from any possible harm inflicted by the enemy. To ward off these external perils, and driven by supra-spatial connection, he writes a letter to Najashi which might have been, rather should have been, in prose, but which he preferred to commit in verse form as he was fully conscious of the fact that lyrical expressiveness of language creates a pleasant atmosphere of inspiring meaningfulness. In the light of the human psychology "appreciation" has the power to bring about fundamental changes in man's nature. And when a man's nature is already led and guided by truthfulness and honesty,and these virtues are also sincerely and clearly acknowledged, he will leave no stone unturned to cunduct himself up to the demands of these virtues. The given verses show that Hazrat Abu Talib(A.S) was fully aware of this aspect of human psychlogy.

Najashi

Negus was the title of the emperor of Abyssinia. This word does not occur in the Holy Quran, though in the sayings of the Holy Prophet it is found. The Holy Prophet (PBUH&HP) invited him to Islam through a letter. To this call he responded positively. He sent Hazrat Umme Habiba to the Holy Prophet (PBUH&HP) whom he married. When the Holy Prophet (PBUH&HP) was apprised of his death, he offered his funeral prayer in absentia.

(1)

الا ليت شعرى كيف فى النأى جعفر

وعمرو و أعداء النبى الأقارب

کاش مجھے پتہ چل سکتا کہ میرے لخت جگر جعفر (جعفر طیار) حبشہ میں کیسے زندگی بسر کر رہے ہیں اور عمرو کس حال میں ہے۔ یہ لوگ رشتہ دار بھی ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسے کیسے دشمنی کر رہے ہیں

If only I could know how my son Jaffar is faring in Abbasynia, and how Amr is doing. These people (The Quraish) are our kinsmen but how relentlessly they have turned against Muhammad (PBUH&HP).

(2)

فهل نال أفعال النجاشى جعفرا

واصحابه أو غاق ذلك شاغب

(کاش مجھے علم ہو جائے کہ) نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) نے جعفر (جعفر طیار) کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بدطینت (عمرو) نے (بادشاہ کو ان سے) اچھا سلوک کرنے سے بہکا دیا ہو۔

(Would that I could know) what treatment Negus had extended to Jaffar. God forbidding the evil natured (Amro) might not have led the king astray by persuading him not to treat them (Jaffar and other Muslims) well.

(3)

تعلّم أبيت اللعن انك ماجد

كريم، فلا يشقى لديك المجانب

میری دعا ہے کہ اللہ کرے (بادشاہ نجاشی) ہمیشہ برائیوں سے پاک رہے (اے بادشاہ) تم عزت و وقار کے مالک ہو لیکن ایسا نہ ہو کہ تمہارے یہاں پناہ لینے والے (قریش مکہ کی وجہ سے) مصیبتوں کا شکار ہو جائیں۔

I pray for you (O, Najashi) that may you keep yourself away from evils as you are a noble and generous king. May the refugees not face hardships (because of the Quraish).

(4)

تعلّم بأنّ اللّه زادک بسطةً
وأفعال خیرٍ کلّها بک لازبٌ

بادشاہ ہونے کے ناطے خدا کے فضل سے تمہارے اختیارات بہت وسیع ہیں۔ تمہیں چاہیے کہ تم ایسے کام کرو جو نیک نامی کا باعث ہوں (یعنی تمہاری حکومت میں پناہ حاصل کرنے والے برباد نہ ہو جائیں)۔

By the grace of Allah, as a king, you enjoy vast authority. So you ought to act in a way which may bring you good name.

(5)

وانک فیضٌ ذو سجالٍ غزیرةٍ
ینال الأعادی نفعها والأقاربُ

تم (نجاشی) ایک رحم دل اور سخی انسان ہو جس کی سخاوت کا بادل ہر دوست دشمن پر یکساں برستا ہے۔

You are a gracious and generous person the cloud of whose generosity showers on all------the freinds as well as enemies.

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالبؑ کی شاعری میں لفظ کتاب کا بار بار تذکرہ ملتا ہے۔ کتاب کی جمع کتب ہے۔ عربوں نے لکھنے کا فن اپنے سامی النسل پڑوسیوں سے سیکھا اور انہی سے کتاب اور کتابت سے متعلق اصطلاحیں اخذ کیں۔ ان کی ابتدائی عبارتوں میں ہر تحریر شدہ چیز ''کتاب'' کہلاتی تھیں۔ ہمارے سامنے قرآن مجید سے پہلے کوئی کتاب نہیں۔

قرآن مجید میں لفظ ''کتاب'' اکثر جگہ مختلف معنی میں آیا ہے لیکن اپنے نمایاں ترین مفہوم میں ''کتاب'' عبارت ہے اس مقدس نوشتے سے جو وحی الٰہی پر مشتمل ہو اور اللہ نے اپنے بندوں کے لیے اسے نازل کیا ہو۔ لہٰذا ان تین مذاہب کے پیرو، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے نصاریٰ، یہود اور مجوسی ''اہل الکتاب'' کہلائے۔ نصاریٰ کی کتاب سے مراد انجیل یعنی عہدنامہ جدید اور یہود کی کتاب سے مراد حضرت موسیٰؑ کے ''اسفار الخمسہ (Pentatruch)''، نیز مزامیر ہیں۔ مجوسیوں کی کسی کتاب کا ذکر نہیں البتہ قرآن مجید میں ایک اور کتاب یعنی لوح محفوظ کا ذکر ملتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تقدیر لکھ دی ہے اور کوئی شخص اپنی زندگی میں جو بھی اچھے برے کام کرتا ہے وہ اس میں لکھ دیئے جاتے ہیں تاکہ بطور شہادت پیش ہو سکیں اور قیامت کے دن اسی کے مطابق جزاء اور سزا ملے۔

بہرحال سب سے ارفع و اعلیٰ کتاب (الکتاب) قرآن مجید ہے یہ وحی منجانب اللہ ہے جو تمام ایسی تحریفات سے ممرّا و منزہ ہے جو بدنیتی یا انسانی سہو کا نتیجہ ہوں۔ خود قرآن مجید کا بھی یہی دعوہ ہے کہ دنیا میں کوئی کتاب نہ تو اس کی ہمسری کر سکتی ہے اور نہ ہی کر سکے گی۔

اگر ہم عہد جاہلیت کے عرب شعراء کے کلام میں اس لفظ کے معنی تلاش کریں تو اس لفظ کا استعمال کتاب ہی کے معنوں میں ہمیں ملتا ہے لیکن اگر وحی الٰہی کے معنوں میں ہو تو پھر ہمیں حضرت ابو طالبؑ کی مستقبل بیں نگاہ اور بصیرت کو ماننا پڑے گا جو قرآن مجید کو بصورت کتاب نازل ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اس کا اشعار وہ اپنی درج ذیل شاعری میں کر رہے ہیں۔

In the poetry of Hazrat Abu Talib (A.S) the word "KITAB" occurs at a number of places. In the Holy Quran this word is used in different meanings but the most prominent thing it signifies is the written revelation. So the Muslims, Christians, Jews & Parsis are called "The People of the Book". The book for Christians is the Bible

whereas the Jews believe in the Torah. However another book that is mentioned in the Holy Quran is "the Preserved Tablet". The Quran itself is the sublimest book which is free from all faults, distortions & interpolations.

(1)

أنتَ الأمِينُ أمِينُ اللّٰهِ لا كَذِبٌ
والصّادقُ القِيلِ لا لهوٌ" ولا لَعِبُ

آپ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امین ہیں اور امین اللہ بھی ہیں آپ سچے اور صادق القول بھی ہیں اور آپ لہو ولعب سے مبرّا ہیں۔

You (The Holy Prophet PBUH&HP) are trustworthy, who has been endowed with trusts by Allah. You are trustful and your words are always true. You have nothing to do with frivolities of life.

(2)

أنتَ الرَّسُولُ رسولُ اللّٰهِ نَعْلَمُهُ
عَليكَ نَزَلَ مِنْ ذِی العِزَّةِ الكُتُبُ

مجھے یقین واثق ہے کہ آپ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول برحق ہیں جنہیں خالق کائنات نے رسالت پر مبعوث فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب (قرآن) نازل کی ہے۔

I firmly believe that you are the True Prophet who has been blessed with this status of Prophethood by Allah Who has revealed the book (The Holy Quran) to you.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عبدالمطلب کی والدہ کا نام سلمٰی بنت زید النجاریہؔ تھا آپ کا نام شیبۃ الحمد تھا کیونکہ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے بال سفید تھے چنانچہ یہ خیال کیا گیا کہ لوگ آپ کی تعریف کیا کریں گے اس لیے آپکا نام شیبۃ الحمد رکھا گیا آپ وحوش وطیور کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانا بھی رکھا کرتے تھے جس سے چرند پرند سے آپ کی محبت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے دس بیٹے اور چھے بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

العباس، ضرار، زبیر، عبدالعزیٰ (ابولہب)، الحارث، الغیداق (حجل)، حمزہ، مقوم، ابوطالب، عبداللہ اور بیٹیاں صفیہ، ام حکیم البیضاء، عاتکہ، امیمہ، اردی اور برہ تھیں۔

ابن اسحاق، طبری، ابن اثیر اور ابن سعد نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ چاہ زم زم جسے عبدالمطلب نے تلاش کرنے کے لیے کھدائی شروع کی تو قریش کو اسے بے حد تکلیف پہنچی اس وقت صرف آپ کا ایک ہی بیٹا الحارث تھا جو آپ کی مدد کر رہا تھا چنانچہ قریش کی مزاحمت کو دیکھتے ہوئے آپ نے نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں دس لڑکے ہوئے تو وہ ایک لڑکے کو اللہ کی راہ میں کعبہ کے پاس قربان کریں گے جب آپ کی اولاد دس ہوگئی تو آپ انہیں لے کر خانہ کعبہ کے پاس آئے اور قربانی کے لیے قرعہ اندازی کی اس میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا حضرت عبدالمطلب انہیں قربان کرنا چاہتے تھے تو سب نے انہیں ایسا کرنے سے روکا لیکن آپ نہ مانے روایت کے مطابق یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت عبداللہ کے مقابلے میں دس اونٹ رکھے جائیں اور قرعہ اندازی کی جائے اگر قرعہ پھر بھی حضرت عبداللہ کے نام نکلے تو دس کا اضافہ کرتے جائیں یہ اضافہ بڑھتے بڑھتے سو اونٹوں تک پہنچ گیا اب قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا لیکن حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں تین دفعہ قرعہ نکالوں گا اگر ہر بار ایسا ہی ہوا تو پھر اونٹوں کی قربانی کی جائے گی آخر اس قرعہ اندازی میں ہر بار قرعہ اونٹوں ہی کے نام نکلا چنانچہ سب اونٹ ذبح کر دیے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصیٰ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد ماجد، ان کی اور ابوطالب کی والدہ فاطمہ بنتِ عمرو بن عائذ بن عمران مخذوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ جناب عبداللہ اور ام الحکیم البیضاء توام پیدا ہوئے تھے حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کی آخری اولاد تھے ان میں زبیر، ابوطالب، ابو لہب، حمزہ اور عباس کسی نہ کسی خصوصیت اسلام یا کفر کی وجہ سے مشہور تھے حضرت عبداللہ کی ولادت غالباً ۵۵۴ء میں ہوئی تھی ان کی زندگی کے اہم واقعات میں ان کی قربانی کا واقعہ ہے جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے حضرت عبداللہ کی شادی قبیلہ زہرہ کی ممتاز خاتون حضرت آمنہ بنتِ وہب بن عبدِ مناف سے ہوئی اس وقت حضرت عبداللہ کی عمر ۱۷ برس

سے کچھ زیادتی تھی۔ قریش تجارت پیشہ لوگ تھے حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں کا بھی یہی مشغلہ تھا۔ الزرقانی کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ نکاح کے بعد قریش کے قافلے کے ساتھ شام گئے جہاں قریش سوما جایا کرتے تھے مگر واپسی پر بیمار ہو گئے اور زیادہ کمزوری کی وجہ سے مدینے میں ہی ٹھہر گئے ایک مہینے تک علیل رہے یہاں بنو نجار نے تیمارداری کی ادھر قافلے والوں نے مکے آ کر حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دی جنہوں نے اپنے بڑے صاحبزادے حارث کو مدینے روانہ کیا لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا یہ واقعہ اکتوبر ۵۷۰ء عام الفیل سے چار ماہ ۷ دن بیشتر مدینے میں پیش آیا اور وہ وہیں دفن ہوئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ ابواء میں مدفون ہیں لیکن طبری کی روایت کے مطابق ان کی قبر مدینے میں موجود ہے۔

وفات کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر تقریباً ۱۸ سال تھی البلاذری وغیرہ نے ۲۵، ۲۸ اور ۳۰ سال لکھی ہے حضرت عبداللہ کی واحد اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے جو وفات کے چھے ماہ بعد پیدا ہوئے حضرت عبداللہ نے ترکے میں پانچ اونٹ کچھ بکریاں ایک تلوار اور ایک لونڈی (اُمِ ایمن) چھوڑی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ورثے میں ملی۔

حضرت ابو طالب اپنے ان اشعار میں حضرت عبداللہ کی قربانی کے اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عبداللہ کی قربانی دے دی گئی تو قوم کے جذبات واحساسات اس وقت کیا ہوں گے۔ آپ کے یہ اشعار انسانی جذبوں اور نفسیاتی رویوں کا بھرپور اظہار ہیں۔

The name of Hazrat Abdul Muttalib's mother was Saleema Bint-e-Zainab Al-Tajjariya. When he was born, he was chiristend as " "Shaiba-tul-Hamd." for white hair adornd his head which was taken as an omen of his winning high praise of the people. He was fond of placing edibles for beasts and birds on mountain peaks which throws a light on his love for them. He was blessed with ten sons: Al-Abbas, Zarrar, Abdul Uzza (Abu Lahab), Al-Haris, Al-Ghidaq (Hajal), Hamza, Maqom, Abu Talib, Abdullah, and six daughers: Safia, Um-e-Hakim Al-Baiza, Atika, Amima, Ardi and Barra.

According to the traditions found in the tomes compiled by Ibn-e-Ishaq, Tabari, Ibn-e-Aseer and Ibn-e-Saad, the Quraish felt

deeply annoyed at Hazrat Abdul Muttalib's(a.s) efforts to dig up anew the lost well of Zam Zam. At that time his only son, Al-Harris was lending him a helping hand. Undergoing this resistance of the Quraish, he made a devotional pledge that if he was blessed with ten sons, he would sacrifice one of them in Allah's path in the vicinity of Ka'ba. When his prayer was duly answered , he brought his children to Ka'ba and drew lot for the offering. The drawn name was of Hazrat Abdullah's. Now Hazrat Abdul Muttalib was ready to sacrifice him but all others tried to dissuade him from this. However he persisted. At last the council of Hajar was consulted and at their decision it was agreed upon that lots might be drawn by putting Abdullah against ten camels but if Abdullah's name was again drawn,ten more camels must be added and so on. So it was done. Every time ten more camels were added until the number of camels reached 100 and the odds turned in favor of Abdullah. But Hazrat Abdul Mutalib stressed that the lot be drawn three times at this stage and only if every time the same result came up,the camels would be sacrificed. It was done so and every time camels were drawn; So 100 camels were offered as sacrifice.

In these verses Hazrat Abu Talib narrates this incident with the comments that if Hazrat Abdullah (a.s) had been sacrificed, what might have been the feelings of the people. In this respect these verses are a vigorous expression of human sentiments and psychological attitudes.

Hazrat Abdullah (A.S)

Hazrat Abdullah (A.S) was the last son of Hazrat Abdul Muttalib. He was born in 554 A.D.

His father chose for him Aminah daughter of Wahb ibn 'Abd Munaf who was the grandson of Zuhrah, the brother of his great great grandfather Qusayy ibn Kialb. Wahb had been the chief of Bani Zuhrah as well as its eldest and noblest member but had died some previously and Aminah became a ward of his brother Wuhaib who had succeeded him as chief of the clan.

'Abdullah lived with Aminah among her relatives the first three days of the marriage. Afterwards, they moved together to the quarter of 'Abd al-Mutalib.

Soon after their marriage 'Abdullah would be called to Palestine and al-Sham (present day Syria) on a trading caravan trip, when he left Aminah was pregnant. 'Abdullah was absent for several months in Gaza. On his way back he stopped for a longer rest with the family of his maternal grandmother (Sahrah bint Tahmar ibn 'Ubayd ibn Qusayy) in Madinah, where his maternal uncles also lived. While preparing to join a caravan to Makkah when he fell ill before the caravan left.

The caravan went on without him to Makkah with news of his absence and disease. 'Abd al-Muttalib immediately sent his eldest son Harith to Madinah in order to accompany 'Abdullah on the trip back to Makkah after his recovery. However upon arriving at Madinah Harith learned that his brother had died and that he had been buried there .

'Abdull?h left five camels, a herd of sheep and goats, and a slave nurse, called Umm Ayman, who was to take care of his son Muhammad.

(1)

كلّا وربُّ البيتِ ذی الأنصاب

رب کعبہ کی قسم وہ (حضرت عبداللہ) صاحب نصاب شخص ہے

By the lord of Kaaba ! It was he (Hazrat Abdullah A.S) who determined the amount.

(2)

وربُّ ما أنضی من الرکاب

خدا کی قسم ان کے بدلے (حضرت عبداللہ) دس دس اونٹوں کا اضافہ ہوتا گیا۔

By God! Every time ten more camels were added to replace his sacrifice.

(3)

کُلّ قریب الدّار أوْمنتاب

دور و نزدیک کے رہنے والے لوگ

People from far and wide

(4)

یزوْر بیت اللّٰه ذالحجاب

حجاب والے گھر کی زیارت کرتے ہیں

Come for pilgrimage to this veiled House.

(5)

ما قتلُ عبداللّٰه باللعاب

عبداللہ کی قربانی کوئی کھیل نہیں ہے

Abdullah's sacrifice couldn't be a petty affair.

(6)

مِنْ بَيْنِ رَهْطٍ عِصبةٍ شَبَاب

(بوقتِ قربانی) قوم اس کی جوانی کو دیکھ کر اس کے (حضرت عبداللہ) گرد اکٹھی ہو گئی

When his people considered his youth, they flocked around him.

(7)

ابْنِ نِسَاءٍ بِسطَةِ الأَنْسَاب

اس کی والدہ کا نسب انساب عرب میں یکتا ہے

The pedigree of his mother stands out in the whole Arabia.

(8)

اغَرُّ بَيْنَ البِيضِ مِنْ كِلَاب

یہ (حضرت عبداللہ) بنو کلاب کے درمیان روشن ستارہ ہے

He is a bright star among Banu Kalab

(9)

وَبَيْنَ مَخْزُومٍ ذَوِي الأَحْسَاب

بنو مخزوم میں یہ (حضرت عبداللہ) صاحب حسب ہے

Among Banu Makhzoom he deservedly boasts of his pure blood

(10)

أهلِ الجِيَادِ القُبُّ والقُبَاب

اس کا حسن خوبصورت لوگوں کے لیے ایک روشن منارہ ہے۔

His handsomeness serves as a beacon house for all the beautiful people.

(11)

لَشتُمْ غلَی ذلک بِالأذْنَاب

تم کبھی بھی اس راستے پر نہیں چلے (جو بت پرستی کا راستہ ہے)

He never trod the way(of idol-worshipping)

(12)

حتّی تذُوقُوا خمسَ الضَّرّاب

تمہاری تلوار کی ایک ضرب دشمن کو مزہ (موت کا) چکھا دیتی ہے۔

Just one blow of his sword is enough to let his enemy taste death

(13)

بِکُل غضب ذَابِب اللّغاب

کھیل تماشے اس کی زندگی میں کبھی داخل نہیں ہو سکتے۔

Fanfare can't ever make its way in-to his life

(14)

ذِی رونق فِی الکفّ کالشّهاب

اس کے حسن کی آب و تاب شہاب ثاقب کی مانند ہے۔

The glamour of his beauty equals that of a comet.

(15)

تلقاهُ فِی الأفْرَانِ ذا أنْذاب

اس کی (حضرت عبداللہ) زندگی اونٹوں کے ساتھ مشروط تھی۔

His life now hinged on camels.

(16)

ان لم يعجلُ أجلُ الكتاب

اگر فیصلے میں تاخیر نہ کی جاتی تو موت فیصلہ کر دیتی (یعنی اگر اونٹ مقابلے میں نہ ڈالے جاتے تو حضرت عبداللہ کی قربانی دے دی جاتی)

Had the decision been deferred, death might have struck its blow

(17)

قُلتُ وما قَولِي بِالمُعَاب

مجھے کہنے میں یہ باک نہیں کہ میرے کلام میں کوئی کجی نہیں۔

I don't fight shy of declaring that my verse is free from fault of any kind

(18)

يَا شَيْبَ أنَّ الجور ذُو عِقَاب

اے شیبۃ الحمد اگر ایسا ہوا تو سیاہ آندھیاں چلنے لگیں گی۔

O Shaibatul Hamd, if it so happens, a thunderstorm will hit us

(19)

انَّ لَنَا ان جُرتُ فِي الخَطَابِ

اور لوگوں کی باتیں ہمارے لیے بیشک ایک پھندا بن جائیں گی۔

And the pinching words of the people will ensnare us

(20)

أخوَال صِدق كَأُسودِ الغَاب

ہمارے نھیال پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔

Our maternal kins will feel deeply grief-stricken.

(21)

لن ينتلموا الدهر للعذاب

اس دکھ کو زمانے کے رحم و کرم مت چھوڑیے۔

Don't leave this grief for the world to suffer.

(22)

حتى يمصّ الفاغ ذو الثراب

کہیں مجھے اس (حضرت عبداللہ) کی قبر کا کڑوا گھونٹ نہ پینا پڑ جائے۔

Lest I should have to feel the bitterness of seeing him in the grave

(23)

دماء قوم خيرة الأسلاب

اور قوم (قریش مکہ) کو ان کے خون کی وجہ سے غم نہ منانا پڑ جائے۔

And our people should mourn his bloodshed.

حضرت عبدالمطلب نے اپنی وفات سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری حضرت ابوطالبؑ کے سپرد کی ان اشعار میں حضرت ابوطالبؑ اپنے والد حضرت عبدالمطلب سے کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور حفاظت کا جو فریضہ آپ نے میرے سپرد کیا ہے۔ میں اسے ہر حالت میں پورا کروں گا اور اس کی انجام دہی مجھ پر واجب ہو چکی ہے لہٰذا اس سلسلے میں بالکل فکرمند نہ ہوں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوطالبؑ نے اس فرض کو ادا کرنے میں وہ بے مثال کردار ادا کیا کہ تاریخ اسلام اور دین اسلام ہمیشہ آپؑ کے مداح رہیں گے۔

Before his departure for his heavenly home, Hazrat Abdul Muttalib(a.s) assigned the duty of rearing the Holy Prophet(PBUH&HP) to Hazrat Abu Talib(a.s). In the present verses he assures his reverend father that he would carry out his bidding under all circumstances as now it has become incumbent on him, and so he must not feel worried about it.What we witness is that Hazrat Abu Talib's(a.s) scrupulosity in this regard was so matchlessly magnanimous that Islam and its history shall ever sing panegyrics for him

(1)

لا توصني بلازم وواجب

إني سمعت أعجب العجائب

اے والد گرامی!

وہ کام جو میرے لیے پہلے ہی واجبات میں سے ہے میں اسے کیسے ترک کر سکتا ہوں اس کی مجھے یاددہانی کی بھی ضرورت نہیں اور پھر میں نے تو خود اپنے کانوں سے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں عجیب و غریب باتیں سنی ہیں۔

O my reverend Father! How can I ignore the task that was already obligatory for me. Even no reminder to this effect is needed by me as my own ears have heard a number of mysterious things about him (The Holy Prophet PBUH&HP).

(2)

من كل حبر عالم وكاتب

بأن بحمد الله قول الراهب

(وہ باتیں) جن کا تذکرہ کتب سماوی کے مفسرین نے بھی کیا ہے اور راہب نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی نبوت) کے متعلق وضاحت کی ہے۔

(These are the points) which have been narrated by the exponents of heavenly books. The monk has also thrown ample light on Muhammad's(PBUH&HP) Prophethood.

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت ابوطالبؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کفالت کا فریضہ سنبھالا کیونکہ حضرت ابوطالبؑ حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اتنی محبت کرتے تھے کہ اپنی اولاد کی محبت بھی اس کے سامنے ہیچ تھی۔ قریشِ مکہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت ابوطالبؑ اس حمایت ونصرت سے ہاتھ اٹھالیں لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی چنانچہ تیسری دفعہ قریشِ مکہ کا ایک وفد عتبہ، شیبہ، ابوالبختری بن ہشام، ابو ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، فرزندانِ ربیعہ اور مطعم بن عدی بن عبدِ مناف اپنے ساتھ ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ بن ولید کو ساتھ لے کر حضرت ابوطالبؑ کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالبؑ! یہ مکہ کے سردار ولید کا بیٹا ہے جو انتہائی حسین وجمیل اور تنومند ہے اور پورے علاقے میں ضرب المثل ہے آپ اسے اپنی فرزندی میں لے لیں یہ ہر میدان اور ہر معرکے میں آپ کا دستِ بازو ہوگا اور آج کے بعد ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا لیکن آپ اس کے بدلے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمارے سپرد کردیں جو ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے اور ہمیں احمق اور بیوقوف بھی سمجھتا ہے اور جس نے قریشی اتحاد کو پارہ پارہ کردیا ہے تاکہ ہم اس کا خاتمہ کردیں یہ سن کر حضرت ابوطالبؑ نے جواب دیا

والله لبس ماتسومونني اتقطونی ابنکم اغدوه لکم
واُعطیکم اِبنی تقتلونه هذا والله مالا یکون عبداً.

"خدا کی قسم! تم تو میرے ساتھ بہت ہی برا سودا کرنے آئے ہو مجھے اپنا بیٹا دے کر کہتے ہو کہ میں اس کی پرورش کروں اور اس کے بدلے اپنالختِ جگر تمہیں دے دوں تاکہ تم اسے قتل کردو خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا"۔

یہ سن کر مطعم بن عدی جو آپ کا دوست بھی تھا بولا! اے ابوطالبؑ تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کی تاکہ تم اس مصیبت سے نکل آؤ لیکن تم نے یہ بات نہ مان کر ثابت کردیا ہے کہ تم مفاہمت کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔

حضرت ابوطالبؑ نے کہا اے مطعم یہ تو ہرگز انصاف نہیں ہے ہاں البتہ میرا دوست ہونے کے باوجود تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان کی مدد کررہے ہو۔

چنانچہ آپ نے قریش کے سودے کو پائے حقارت سے ٹھکرادیا اور درج ذیل اشعار کے ذریعے انہیں بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا اور ان کی یہ خواہش کسی صورت پوری نہیں ہوگی اور لوی بن غالب کی اولاد سے جو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف اٹھے گا بنوہاشم اس کا مقابلہ کریں گے اور خدا ہمارا مددگار ہوگا۔

After Hazrat Abdul Muttalib (a.s) had passed away, the responsibility of rearing the Holy Prophet (PBUH&HP) fell on the shoulders of Hazrat Abu Talib (a.s) who was the real brother of Hazrat Abdullah (a.s) and thus was capable of showering sincere love more on him than even on his own children. The Quraish left no stone unturned to persude Hazrat Abu Talib(a.s) to go back on his pledge to support and help the Holy Prophet (PBUH&HP) but to no avail. It was the third time that the Quraish had sent a delegation comparising Utba, Shaiba, Abul Jafri Bin Hasham, Abu Laid Bin Mughaira, Abu Jahal Bin Hasham, Rabia's sons, Mutaiam Bin Adi Bin Abd-e-Manaf. They had brought Ammara Bin Walid Bin Mughaira with them. They addressed Abu Talib(a.s) thus; "O Abu Talib(a.s) here is the son of Walid, the chief of Makkah and he is so attractive, handsome and strong. His valour is proverbial. You may adopt him as your son and he will be a source of support and courage in all expeditions and conflicts. We won't have anything to do with him from now on. What you are supposed to do is to barter Muhammad (PBUH&HP) with him so that we may put him to death. He(the Holy Prophet) speaks ill of our gods and considers us foolish and stupid. He is also guilty of sowing the seeds of discord among the Quraish". At this Abu Talib(a.s) retorted: "By Allah ! You want to lure me into a very mean bargain. You want me to raise your son and hand over my own dear son to you to be murdered by you. By God, it can never be so." Reacting to this Mutaiam Bin Adi who was one of his friends said," O Abu Talib ! Your people tried to be fair

with you to bring you out of this perilous situation but by rejecting it you have given us to understand that you are not at all interested in compromise of any kind." Hazrat Abu Talib (a.s) replied," O Mutaiam ! I can see no fairness in it. However, what I see is that despite your being my friend, you have left me in the lurch and are on the side of my enemies."

It's how he crushed under his feet this offer of compromise in a contemptuous way. The following verses make it clear to them that nothing of the sort would ever happen and their wish to harm the Holy Prophet (PBUH&HP) would never be materialised. Whoever from among the children of Lui Bin Ghalib rises against the Holy Prophet (PBUH&HP), would, by the grace of Allah, have to confort Banu Hashim at every step.

(1)

يقولون لي: دَعْ نَصْرَ مَنْ جَاءَ بالهُدى

وغَالِبْ لنا غلّاب كُلّ مُغالب

ان لوگوں (قریش) کا کہنا ہے کہ میں ان کی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدد وحمایت سے ہاتھ اٹھا لوں۔ (یہ کیسے ہوسکتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خدا کا پیغام ہدایت لے کر آئے ہیں (بھلا میں ان کی مدد کیسے ترک کرسکتا ہوں)

These people (The Quraish) demand that I must recoil from supporting and helping him (The Holy Prophet PBUH&HP) (How can it be so when) he has brought the guidance from God.

(2)

وسلّم إلينا أحمداً وأكفلن لنا

بنيا، ولا تحفل بقول المعاتب

یہ لوگ (قریش) مجھ سے تقاضا کر رہے ہیں کہ میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے کر دوں اور کسی غیر کے بچے کو گود لے کر اس کی پرورش کرنے لگوں۔ (ان احمقوں کو علم ہونا چاہیے) یہ کیسے ہوسکتا ہے (کہ میں اپنی روشنی انہیں دے کر تاریکی ان سے لے لوں)

They urge on me to hand over Muhammad (PBUH&HP) to them in return for a boy of some stranger whom I may adapt and bring up. (They must know) how can all this be possible.

(3)

فقلت لهم: الله ربّي وناصري

على كل باغٍ من لؤيّ بن غالب

اے خاندانِ لوئی بن غالب! سن لو! اللہ میرا رب اور مددگار ہے۔ جس کسی نے بھی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کی اسے پہلے ہم سے مقابلہ کرنا ہوگا۔

O' the family of Lui Bin Ghalib! Hearken! Allah is my Lord and Helper. Whoever dares oppose Muhammad (PBUH&HP) will have to confront us first of all.

سلسلۂ موت وحیات اور کشمکش ارتقاء و ابتلاء روز ازل سے جاری ہے۔ موت بظاہر زندگی کے خاتمہ کی دلیل ہے۔ لیکن دوسری طرف تجدید مذاق زندگی بھی ہے۔ انسان موت کا ذائقہ چکھ کر حیات ابدی سے متصل ہو جاتا ہے۔ اگر چہ ہر اٹھتا ہوا قدم فنا کی طرف گامزن ہوتا ہے لیکن اس عارضی حیات کی تڑپ ابدی حیات کو پانے سے روکتی ہے۔ حضرت ابوطالبؑ درج ذیل اشعار میں فلسفۂ موت وحیات پر روشنی ڈالتے ہیں کہ موت سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ ثابت قدم رہا جائے اور جو دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں اسے ہر صورت بقاء ملنی چاہیے خواہ اس کے لیے زندگی ہی قربان کیوں کرنی پڑے۔ وہ (حضرت ابوطالبؑ) اپنے لخت جگر سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں جو شخص بھی قید حیات میں پابند ہوا ہے اس نے یہاں سے جانا ہے۔ خواہ اس کی زندگی صدیوں پر ہی محیط کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ارفع مقصد کے پیش نظر زندگی قربان کی جائے اور یہ ارفع مقصد صرف اور صرف پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین کی حفاظت ہے۔

The cycle of life and death,the conflict between progression and retrogression has ever been on the move since the beginning of time. Death apparently deals a fatal blow to life,but it also paves man's way to eternal life.Though every single step taken by man brings him closer to his end, yet his indulgence in this transient life hinders his way to the attainment of eternal life. In the following verses, Hazrat Abu Talib(a.s) throwing light on the philosophy of life and death, concludes that death mustn't be a frightening affair. Prudence calls for perseverence as the religion propagated by the Holy Prophet (PBUH&HP) must survive forever, even on the peril of life. Addressing his son, he points out that everybody imprisoned in the dungeon of life must one day leave for his heavenly abode, no matter even if after a prolonged life spanning many centuries. So why shouldn't this essentially evanescent life be sacrificed for some sublime purpose which at present is no other than protecting the Holy Prophet(PBUH&HP) and his message.

(1)

اِصْبِرَنْ يَا بُنَيَّ فَالصَّبْرُ أَحْجَى
كُلُّ حَيٍّ مَصِيرُهُ لِشَعُوبِ

(اے میرے نورِ نظر) اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس پر انسان کا ہر قدم راہ فنا کی طرف گامزن ہے لہٰذا دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ خوفزدہ ہونے کی بجائے استقامت سے ثابت قدم رہا جائے۔

No doubt every being is to taste death as every step of man takes him closer to his perishing. So, it will be only wise to be firm and resolute, instead of feeling frightened.

(2)

قَدْ بَلَى الصَّبْرُ وَالْبَلَاءُ شَدِيدٌ
لِفِدَاءِ الْحَبِيبِ وَابْنِ الْحَبِيبِ

یہ وقت آزمائش کا ہے ایک ایسی آزمائش کا جو انتہائی کڑی اور سخت ہے اور یہ اس ہستی کے لیے ہے جو ہم سب کا محبوب اور محبوب (حضرت عبداللہ) ہی کا لختِ جگر ہے۔

It is the moment of trial, a very tough and harsh trial. And it (the trial) is for a person who himself is dear to us and is also the son of a dear one (Hazrat Abdullah).

(3)

النَّبِيُّ الْأَغَرُّ ذِي الْحَسَبِ الثَّاقِبِ
وَالْبَاعِ وَالْكَرِيمِ النَّجِيبِ

وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی جبین سے روشنی جنم لیتی ہے جس کا نسب نجوم و قمر اور شمس فلک کی طرح تاباں و درخشاں ہے، جو عز و وقار میں اوج کمال، جود و سخاوت میں بے مثال اور نجیب و کریم ہے۔

The Prophet (PBUH&HP) whose brow gives out light, whose pedigree is as bright and shining as the stars, the moon and the heavens. He is at the summit of honour and nobility as well as peerless in charity and generosity and also gentle and gracious.

(4)

إِنْ تُصِبْكَ الْمَنُونُ فَالنَّبْلُ تَتْرَى
فَمُصِيبٌ مِنْهَا وَغَيْرُ مُصِيبِ

(اے میرے لخت جگر) اگر تمہیں ایسی ہستی پر جان بھی قربان کرنا پڑی تو بلا حیل و حجت ان پر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قربان ہو جانا موت کے تیروں سے بچنا ممکن نہیں کوئی نہ کوئی اس کا شکار ہو جاتا ہے اور کوئی (وقتی طور پر) اس سے بچ جاتا ہے۔

(O My Son) if you have to lay down your life for such a person (The Holy Prophet PBUH&HP), you must do so unhesitatingly. The arrows of death spare no one though some fall a prey to them (at once) whereas some others escape them (for the time being only).

(5)

كُلُّ حَيٍّ وَإِنْ تَمَلَّى بِعُمْرٍ
آخِذٌ مِنْ مَذَاقِهَا بِنَصِيبِ

یہ ایک امر مسلمہ ہے جو شخص بھی قید حیات میں پابند سلاسل ہوا ہے خواہ اس قید کا وقت صد ہا سالوں پر ہی محیط کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن موت اس کو اس قید سے ضرور نجات دلا دیتی ہے

It is an undeniable fact that a man imprisoned by life, even though for a period of many centuries, ultimately is liberated by death someday.

☆☆☆☆☆☆☆

٭٭٭٭٭

عربی نعت: صفت وثنا، تعریف وتوصیف، مجازاً حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے مسلمانوں کو جو محبت، عقیدت اور شیفتگی و وابستگی رہی ہے اور انہوں نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح، حالات، ارشادات وفرمودات، حلیہ وشمائل، اخلاق و عادات اور معجزات کو محفوظ کر دیا ہے وہ تاریخ عالم کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ ذکر حق کے بعد ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل ترین عبادات کہا گیا ہے کہ اس میں مخلوق ہی نہیں بلکہ خود خالق انس وجاں بھی شریک ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ الم نشرح میں ارشاد ہوا ہے: ورفعنا لک ذکرک "اور یوں باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو زندہ اور بلند رکھنے کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے پھیلانے اور اونچا کرنے کی ضمانت دی ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وتاریخ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف وکمالات اور مقامات وخصوصیات سب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بشیر ونذیر سراج المنیر اور رحمۃ اللعالمین ایسی صفات بیان کی ہیں۔ بعض آیات مقدسہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور احترام کا درس ملتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی ہدایات بھی فرمائی گئی ہے۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والوں تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو:۳۳ (الاحزاب) (۵۶) اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ سے اب تک اکابر محدثین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسم کے فرمودات وارشادات کی تشریح وتوضیح اور ادبا وشعرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتوصیف میں مشغول اور اسے اپنے سعادت اور ذریعہ مغفرت ونجات سمجھتے رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان ملک کسی دور میں ایسے شعرا سے خالی نہیں رہا جنہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں اس بہترین موضوع اور اس ذات کی مدح وتوصیف میں صرف نہ کی ہوں۔

اردو اور فارسی میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اشعار کو نعت کہا جاتا ہے، جو عربی میں مستعمل نہیں۔ عربی میں ایسے کلام کو مدح النبی یا المدائح النبویۃ کہتے ہیں۔ عربی ادب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مداحین نبوی کا مشترک موضوع ممدوح پاک کی عالی نسبی سیرت وشمائل، مکارم اخلاق، حسن سلوک وہمدردی، عفو ودرگزر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج اور معجزات کے بیان کا اظہار ہے۔ سب سے پہلے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مربی اور عم محترم جناب ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کا شرف حاصل کیا اور اس میں بنو ہاشم کو اس بات پر ابھارا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ کی چیرہ دستیوں سے بچائیں۔ اس قصیدے

کے دو اشعار ہیں۔

أذا اجتمعت یوما قریش لمفتخر
فعبد مناف سرها و صمیمها
وان فخرت یوما فان محمداً
هو المصطفی من سرها و کریمها

(جب بھی قریش کسی جگہ فخر و مباہات کے لیے اکٹھے ہوئے تو عبد مناف ہی قبیلے کی جڑ اور اصل ہیں اور اب جب قریش مکہ فخر کے لیے جمع ہوں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان میں پسندیدہ مایہ عزت و افتخار ہیں) قریش کی آتش غضب بڑھتی ہی چلی گئی تو جناب ابو طالب نے اپنا مشہور لامیہ قصیدہ لکھا جو بقول ابن کثیر سبعات معلقہ سے بھی زیادہ بلیغ اور پر معنی تھا۔ سیرت ابن ہشام میں اس کے ایک سو اشعار منقول ہیں، جن سے دلی جذبات و احساسات کی سچی عکاسی ہوتی ہے۔

آنحضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا اہم مداح جاہلیت کا نامور شاعر اعشیٰ بن قیس تھا۔ اس قصیدے کے چند اشعار کا مفہوم یہ ہے۔ وہ نبی ہیں اور وہ جو کچھ دیکھتے ہیں، تم نہیں دیکھتے اور ان کا ذکر خیر، زمین کے ہر نشیب و فراز میں عام ہے۔ ان کی بخششیں متواتر اور پیہم ہیں اور جو کچھ وہ آج دے دیتے ہیں وہ کل دیے جانے والے عطیے کے لیے مانع نہیں ہوتا"۔

عہد رسالت کے مداحین نبوی میں کعب بن زہیر کا نام بہت ممتاز ہے۔ کعبؓ نے اپنے بھائی بجیر کے اسلام لانے پر اس کی مذمت میں ایک قصیدہ لکھا جس میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بھی بے ادبی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب کا خون مباح کر دیا۔ بجیرؓ نے کعب کو اسی قصیدے کی زمین میں چند اشعار لکھ کر بھیجے اور اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کر کے دنیا میں ہلاکت و بربادی اور آخرت میں عذاب کو دعوت دی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہو ورنہ ملک چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ یہ سن کر کعب گھبرا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر مدینہ روانہ ہو گیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ بعد ازاں کعب نے اپنا مشہور قصیدہ پیش کیا جسے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ اپنی چادر مبارک اتار کر انعام میں دے دی۔ اس لیے اس قصیدے کا نام قصیدہ بردہ پڑ گیا۔ چونکہ مطلع کا آغاز "بانت سعاد" کے الفاظ سے ہوتا تھا۔ اس لیے اس قصیدے کو قصیدہ بانت سعاد بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام نے اس کے اٹھاون اشعار نقل کیے ہیں۔

ہجرت کے بعد شعرائے قریش نے اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہجوگوئی کی صورت میں شدید معاندانہ پروپیگنڈا شروع کر دیا تو اس کا جواب دینے حضرت حسانؓ بن ثابت نے اٹھایا اور یوں انہیں شاعر اسلام اور شاعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بننے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنی زندگی اور شاعری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وحمایت کے لیے وقف کر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے دعا فرمائی کہ اے اللہ! روح القدس سے اس کی مدد فرما۔ حضرت حسانؓ نے ابوسفیان کی بدزبانی کا دنداں شکن جواب دیا: "کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی جرأت کرتے ہو" حالانکہ تم ان کے مدمقابل نہیں ہو۔ پس تم میں سے برا اچھے پر قربان ہو جائے اور میری زبان کاٹ دار تلوار کی طرح ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں اور میرے دریا کو ڈول گندا نہیں کرتے۔ میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کی حفاظت پر قربان ہیں۔ ان کا ایک دوسرا قصیدہ سہل ممتنع اور قادر الکلامی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہر نبوت روشن ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے وہ دلیل ہے جو چمکدار اور شاہد ناطق ہے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ شامل کر لیا، اسی لیے مؤذن پانچوں وقت اذان میں اَشھدُ کہتا ہے۔ اللہ نے اپنے نام سے اپنے پیغمبر کا نام نکالا۔ عرش والا محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت حسانؓ نے بہت سے مراثی لکھے جو انتہائی رقت انگیز ہیں۔

مشرکین مکہ کے ساتھ شعری معرکوں میں جن شعرا نے حضرت حسان کا ہاتھ بٹایا ان میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اپنی قادر الکلامی سے کفار کی دریدہ دہنی کا جواب پیش کیا۔ عمرۃ القضا میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ کفار کے بچو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ خالی کر دو ہٹ جاؤ کہ تمام بھلائیاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے غزوہ بدر میں بھی حصہ لیا اور جنگ موتہ میں شہادت پائی مشہور مخضرمی شاعر نابغہ الجعدی، جو ۹ھ میں اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا قصیدہ پیش کیا۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے کہ ہماری بزرگی اور خوش نصیبی آسمان تک جا پہنچی اور بے شک ہم اس سے بھی اوپر رتبہ اور مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: ابولیلیٰ، آسمان سے آگے کہاں پہنچنے کی تمنا اور آرزو ہے! بولے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ اور دعا دی کہ تمہارے دانت کبھی شکستہ نہ ہو، چنانچہ نابغہ نے ایک سو بیس برس عمر پا کر وفات پائی جبکہ ان کے سب دانت صحیح وسالم تھے۔

عہد رسالت کے جن دیگر مادحین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ ملتا ہے ان میں حضرت حمزہؓ بن ابی طالب، مالکؓ بن نمط، حضرت علی علیہ السلام، کعبؓ بن مالک اور خواتین میں حضرت صفیہؓ بنت ابی طالب، حضرت عاتکہؓ بنت عبدالمطلب اور سیدہ فاطمۃ الزہرا، سلام علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس زمانے میں جو نعتیں کہیں گئیں ان کی زبان سادہ، سلیس اور رواں ہے۔ ان میں تکلف و تصنع، نازک خیالی اور مبالغہ آمیزی کا شائبہ تک نہیں اور یہ شعراء کے اخلاص، عقیدت اور دلی جذبات کی ترجمان ہیں۔

علمائے ادب نے اموی دور میں کسی ایسے شاعر کا ذکر نہیں کیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی ہو لیکن عہد بنی عباس میں متعدد شعراء کے نام ملتے ہیں، مثلاً ابو العتاہیہ (م ۲۱۱ھ) نے، جو زہدیات اور کلام کی سادگی کے لیے مشہور ہے، بہت سی نعتیں بھی کہیں اور یہ اس کے محبت آشنا دل کی ترجمان ہیں۔ اسی طرح اس عہد کے مشہور لغوی قطرب (م ۲۰۶ھ) کی بھی ایک نعت خاص طور سے دل آویز اور اثر انگیز ہے۔ "رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ہماری تعریف و توصیف سے بہت زیادہ بلند تھے۔ ہزار کوششوں کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکا۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مسلمانوں کے دینی و روحانی مراکز ہیں، جہاں اکابر علمائے اسلام حج و زیارت سے فراغت کے بعد درس و تدریس یا تصنیف و تالیف کے لیے برسوں مقیم رہتے تھے۔ الغزالیؒ، القشیریؒ، شہاب الدین السہروردیؒ، الزمخشری، ابن عربیؒ وغیرہ۔ ان اکابر میں ابن الفارض، عبداللہ الیافعی، صرصری اور امام البوصیری جیسے مداحین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں، پہنچ جاتی تھیں۔ ابن الفارض (م ۶۳۲ھ) کے کلام میں تاثیر و رقت ہے، مگر تصنع اور آورد بھی ہے۔ اس نے اپنے قصائد میں حجاز اور اہل حجاز کا بڑے اشتیاق سے ذکر کیا ہے جمال الدین الصرصری (ولادت ۵۸۸ھ) کو ابن تغری بردی نے امام الادیب الربانی لکھا اور زہاد میں شمار کیا ہے اور الصفدی کے بیان کے مطابق ان سے زیادہ نعتیں کسی شاعر نے نہیں لکھیں۔ ان کا مجموعہ کلام آٹھ جلدوں میں محفوظ ہے۔ ان کا ایک سلام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اے پیغمبر ہدایت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو جب تک تاریکی کا تعاقب روشنی کرے۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت و عظمت، شان و شوکت اور جلالت قدر کو بڑھایا ہے، جسے کوئی بھی نہیں چھو سکتا۔

ساتویں صدی ہجری میں ایک اور نامور مداح نبی محمد بن سعید البوصیری (۶۰۸ھ تا ۶۹۷ھ) کا نام سامنے آتا ہے انہوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں تقریباً ساڑھے چار سو اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ ہمزیہ لکھا۔ اُن کی شہرت کا اصل ضامن قصیدہ بردہ ہے۔ روایت ہے کہ البوصیری کے نصف جسم پر فالج کا حملہ ہوا۔ اسی حال میں انہوں نے یہ قصیدہ کہا اور خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اپنی چادر (بردہ) ڈال دی اور سر پر دست مبارک پھیرا۔

البوصیری بیدار ہوئے تو فالج سے صحت یاب ہو چکے تھے۔ قصیدے کے مضامین ترتیب یہ ہے (۱) تشبیب کے بعد نفسانی فریب کاریوں سے آگاہی (۲) گریز، مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۰) ولادت نبو صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم اور معجزات کا ذکر (۴) قرآن مجید، واقعہ معراج اور جہاد کا ذکر (۵) توسل اور مناجات۔ سارا قصیدہ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں نعت گوئی نے یمن میں بڑا رواج پایا۔ یمن کے مداحین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روض الریاحین اور حکایات الصالحین کے مصنف عبداللہ بن اسعد الیافعی (۶۹۸ تا ۷۶۸ھ) اور مشہور صوفی منش عبدالرحیم البرعی (م۸۰۳ھ) بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

آٹھویں، نویں اور دسویں صدی ہجری میں عربی زبان وادب پر تکلف وآورد کا رنگ چھا گیا تھا۔ عربی شاعری صنائع وبدائع، رعایت لفظی اور مبالغہ آرائی سے گراں بار ہوگئی۔ اس دور کے نعت گو شعرا میں ابن نباتہ مصری، شہاب الدین محمود الحلبی اور مغاربہ میں ابن جابر الاندلسی اور ابن خلدون نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ متاخرین میں عبداللہ الشرازی (م۱۱۷۳ھ)، حسین دجانی (م۱۲۶۸ھ) اور عبدالغنی النابلسی وغیرہ نعت گو صوفی شعرا کا نام لیا جاسکتا ہے۔ جن کے کلام میں قدیم مضامین دہرائے گئے ہیں۔ البتہ عصر حاضر میں احمد شوق (م۱۳۴۲ء) کے نعتیہ کلام نے بڑی شہرت حاصل کی بقول احمد حسن الزیات وہ ان دس صدیوں کا نعم البدل ہے، جن میں المتنبی کے بعد اس جیسا قادر الکلام شاعر پیدا نہیں ہوا۔ شوق کا کلام قدیم عربی شاعری کے جملہ محاسن کا حاصل ہے شوق نے نعت میں تین قصیدے لکھے ہیں۔ الہمزۃ النبویۃ (۲) ذکر المولد (۳) نہج البردۃ، موخر الذ کر قصیدہ اپنی فنی اور ادبی خوبیوں کے باعث ادب عالی کا شاہکار ہے۔ عہد تیموری کے بلند پایہ ادیب احمد تفاشیری (م۸۴۰ھ) کے بہت سے قصیدے ملتے ہیں۔ جلیل القدر عالم و بزرگ شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ) کی ایک نعت بعنوان "اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم" "نزہۃ الخواطر" میں منقول ہے۔ غلام علی آزاد بلگرامی (م۱۲۰۰ھ) کا عربی کے نعت گو شعرا میں نمایاں مقام ہے اور انہیں حسان الہند کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور عارف عبدالنبی شامی کا ایک قصیدہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی گہری محبت اور عقیدت کا آئنہ دار ہے۔ حبیب الرحمٰن عثمانی (م۱۹۲۹ء) ناظم دار العلوم دیوبند، نے ایک نعتیہ قصیدہ لامیہ "المعجزات" کے نام سے لکھا، جو سلامت زبان اور وضاحت بیان کے علاوہ ذکر معجزات کی معنوی خوبیوں سے بھی ممتاز ہے۔

The very word, Na'aat is Arabic, meaning 'praise, admiration or eulogizing'.Ibn Atheer has defined it thus: "Na'aat is the praise of the Holy Prophet (PBUH&HP)."

For centuries on, the Arabic lexicographers, scholars and poets continued using, Na'aat, for eulogizing the great deeds, character, appearance and life history of the Prophet Muhammad (PBUH&HP).

However, other terms like MAD'H, MADEEH and NASHEED also replaced this most comprehensive term in the Arabic, in later periods of time. Nowadays, Na'aat is more commonly used in other languages like Persian, Urdu and various regional languages of the Sub-continent..

Na'aat in Arabic (Early Islam)

Allah the Almighty is the pioneer of Na'aat, as we find several examples in the Holy Quran of His unique praise of His beloved Prophet (PBUH&HP). Just to refresh your memory, I must say that Na'at was in fact recorded, first, when the Almighty had taken oath from all the souls, even before the creation of the universe, to show their belief in the Lord, the Almighty Allah and His Noblest Prophet (PBUH&HP). Secondly, the tradition continued through the Revelations, unto all Messengers and Prophets of Allah and their advice to their followers, in their times.

If we start thinking over the start of Na'aat tradition, we would come to know that in prose, Abu Talib's (A.S) sermon on the occasion of The Holy Prophet's (PBUH&HP) wedding, Warqah Ibn Naufil's admiration of the Holy Prophet (PBUH&HP), at the time of first Revelation are the earliest examples. Hazrat Abu Talib was also the pioneer of poetic Naat. Then, we know it was the great and foremost believer, Ummul Momineen, Hadhrat Khadija (a.s), to follow the tradition. Hazrat Ali (A.S), Hazrat Jaffar Bin Abu Talib, Malik Bin Namtah etc also composed Naats. Among the women poets Hazrat Safiya Bint-e- Abdul Muttalib, Hazrat Atika Bint-e-Abdul

Muttalib and Hazrat Fatima (A.S) eulogised the Holy Prophe (PBUH&HP).

There are few names of early Na'aat-poets in Sehaba Kraam, the great companions of the Holy Prophet (PBUH&HP), during the Prophet's (PBUH&HP) stay in Makkah. We may, for example, quote the name of his own cousin, a pioneer in Islam, Hadhrat Abu Ahmed Ibn Jahsh (r.a), who was, perhaps, the first blind to have embraced Islam, as well.

After the Hijrah/the Prophet's (PBUH&HP) migration to Madinah, the tradition of Na'at-poetry had begun, under the direct supervision and guidance of the Holy Prophet (PBUH&HP), himself. The most famous and favoured among them was Hadhrat Hassaan Ibn Thaabit (r.a), who enjoyed the full support and guidance of the Holy Prophet (PBUH&HP), more than anyone else did. Then, we have the names like Hadhrat Ka'ab Ibn Maalik, Hadhrat Abdullah Ibn Rawaha, Hadhrat Ka'ab Ibn Zuhair, Hadhrat Naabigha-tul- Ja'adi, there is a list of more than 150 poets in various books.

Hadhrat Ka'ab Ibn Zuhair (R.A) had received an honour of a personal shawl of the Holy Prophet (PBUH&HP), when he presented a Qaseeda in his praise, after he was pardoned, at the juncture of embracing Islam. His Qaseeda is popularly known as the Qaseeda Burdah Sharif. However, the same title became more popular with the Qaseeda, written by Imam Busairi, much later.

The tradition of admiring the Holy Prophet (PBUH&HP) is now time-honoured. Besides Arab world, we also find a few poets from

non-Arabic regions, including the Sub-continent, who have eulogised the life and deeds of the Noblest of all Prophets (PBUH&HP) in Arabic; some of our noted religious scholars of past have been blessed with the Na'at-writing.

(1)

الا أبلغا عني على ذات بيننا

لؤيا وخصا من لؤي بني كعب

خاندان لوئی اور بالخصوص قبیلہ کعب بن لوئی تک میرا یہ سندیہ پہنچا دیں کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں

Let my message be propagated to the clan of Lui, especially the tribe of Kaab bin Lui, that from now on we are one another's enemies.

(2)

ألم تعلموا أنا وجدنا محمداً

نبياً كموسى خط في أول الكتب

کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ تھے اور اس کا تذکرہ صحائف آسمانی میں بھی آیا ہے۔

Do you not believe even now that Muhammad (PBUH&HP) is a Prophet just like Musa (A.S.) This has been mentioned in the Holy Scriptures, too.

(3)

وأنّ عليه في العباد محبّة

ولا خير ممّن خصّه اللّه بالحبّ

جو عالم بشریت میں اللہ کا چنیدہ ہو اور اس پر خدا اپنی محبت مسلسل نازل کر رہا ہو ایسی ہستی سے بزرگی و عظمت میں کوئی نہیں بڑھ سکتا ان کی محبت قلوب انسانیہ میں ہر لمحے بڑھتی ہی رہے گی۔

Who can surpass one in nobility and 'dignity, the one who is the chosen by Allah from among the whole mankind and on whom the love of Allah is ceaselessly being showered. His love will ever grow in the hearts of men.

(4)

وأنّ الذي نمّقتم من كتابكم

لكم كائن نحساً كراغية السّقب

وہ جو (حلف نامہ) تم نے ہمارے خلاف تحریر (بیت اللہ میں) لٹکایا ہے تم سب کے لیے (قریش) اسی طرح انتہائی مہلک ثابت ہوگا جیسے قوم ثمود کے لیے ناقۂ صالح کا بچہ ان کے لیے عذاب کا باعث بنا تھا۔

Your act of putting. on the wall (of Ka'aba), the pact of boycott (against us) will prove as fatal to you as the she-camel of Sauleh for Thamud which brought about a great calamity on them.

(5)

أفيقوا أفيقوا قبل أن يحفر الثّرى

ويصبح من لم يجن ذنباً كذي الذّنب

ابھی وقت نہیں گزرا لہٰذا تم ہوش کرو قبل اس کے کہ قبریں تیار ہو جائیں اور آنے والے عذاب میں گناہگاروں کے ساتھ ساتھ بے گناہ بھی اس کا شکار ہو جائیں۔

Time hasn't yet slipped. So come to your senses before graves are made ready and not only the sinners but also the innocent are swallowed by the impending Divine Calamity.

(6)

ولا تتبعوا أمر الغواة وتقطعوا

أواصرنا بعد المودة والقرب

چغلی کھانے والوں اور دروغ آمیز باتیں کرنے والوں کے جھانسے میں مت آؤ اور محبت و قربت کے تعلقات کا خاتمہ مت کرو۔

Don't let yourselves be trapped by backbiters and promoters of lies to break with us.

(7)

وتستجلبوا حرباً عواناً وربما

أمرّ على من ذاقه حلب الحرب

ہمارے خلاف (بنو ہاشم) ایسی جنگ کے شعلے مت بھڑکاؤ جس کا دورانیہ بہت طویل ہو کیونکہ اس کا پھل بہت تلخ ہوگا۔

Don't fan the flames of a war against us (Banu Hashim) that may prolong for an indefinite period as the consequences of such an act will be rather bitter.

(8)

فلسنا وبيت الله نسلم أحمداً

لعزاء من نكب الزمان ولا كرب

رب کعبہ کی قسم ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عصری شدائد سے تنگ آکر نہ تو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی حمایت سے دستبردار ہو سکتے ہیں۔

By the Lord of Ka'aba, we can never desert Muhammad (PBUH&HP) under the pressure of the present suffering. Nor can we ever shake his support off our shoulders.

(9)

وَلَمَّا تَبِنْ مِنَّا وَمِنْكُم سَوَالِفٌ

وَأَيْدٍ أُتِرَّتْ بِالقَسَابِيَّةِ الشُّهُبِ

یہ جان لو کہ جب بھی دونوں طرف سے تلواریں میانوں سے باہر آئیں گی اور ہاتھ آگے بڑھیں گے تو چمکدار تلواریں انہیں اڑا کر رکھ دیں گی۔

Beware that whenever the swords of the two sides leave their scabbards and hands are stretched forward these glittering swords will make a short work of them.

(10)

بِمُعْتَرَكٍ ضَنْكٍ تَرَى قِصَدَ القَنَا

بِهِ وَالنُّسُورَ الطُّهْمَ يَعْكُفْنَ كَالشَّرْبِ

جب میدان کارزار سجے گا تو چہار جوانب ٹوٹے ہوئے نیزوں، ان کی انیاں اور بڑے بڑے سرداروں کی لاشیں بکھری پڑی ہوں گی اور سیاہ گردنوں والے گدھ ان پر حلقہ باندھے بیٹھے ہوں گے۔

In case a war breaks out, scattered all around will be found the stubs of broken spears as well as corpses of the renowned chiefs whom the dark necked vulturers would surround.

(11)

كَأَنَّ مُجَالَ الخَيْلِ فِي حَجَرَاتِهِ

وَمَعْمَعَةَ الأَبْطَالِ مَعْرَكَةُ الحَرْبِ

میدانِ جنگ اس دن گھوڑوں کے دوڑنے اور ہنہنانے سے گونج رہا ہو گا اور بڑے بڑے بہادروں کے کٹے ہوئے سے قیامت کا سا منظر پیش کر رہے ہوں گے۔

The galloping and neighing sounds of the steeds will be ringing across the battlefield that day whereas the dismembered hands of great warriors will create a sight akin to the Doomsday's.

(12)

أَلَيسَ أَبونا هاشمٌ شَدَّ أَزْرَهُ

وأَوْصى بَنيهِ بالطِّعانِ وبالضَّرْبِ

کیا تم وہ وقت بھول گئے جب ہمارے جد امجد ہاشم نے لڑائی کے لیے کمر ہمت باندھی تھی اور اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی کہ ہم خاندانی شمشیر زن ہیں لہذا دشمن کا مقابلہ اپنی تلواروں اور نیزوں سے کرو۔

Has it been erased from your memory how our great grandfather, Hashim, girded up his loins for the battle and made a will for his children which read that as we had sword fighting in our bones, we must confront the enemy with our sharp swords and spears.

(13)

ولَسْنا نَمَلُّ الحَرْبَ حتى تَمَلَّنا

ولا نَشْتَكي مِمّا نُلاقي مِنَ النَّكْبِ

ہم جنگ سے اس وقت تک تنگ نہیں پڑتے جب تک کہ جنگ ہم سے تنگ نہ آجائے اور نہ ہی ہم جنگی الام سے گھبراتے ہیں، ہماری زبانیں شکوہ و شکایت سے بے نیاز رہتی ہیں۔

No war can ever exhaust us unless we exhaust the war itself. Nor do we feel alarmed and scared amidst the suffering of war. Our tongues know not how to complain!

(14)

ولٰكِنَّنا أَهلُ الحَفائظِ والنُّهى

اذا طارَ أَرْواحُ الكُماةِ مِنَ الرُّعْبِ

جب بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اور جنگ کی ہولناکی سے ان کی عقل ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو اس وقت بھی ہم با ہوش اور غیرت مندی کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔

Even when the mettle of the most valiant ones is shattered, and the horrors of war banish their reason and wisdom, we never lose our senses and keep on fighting with acute sense of honor.

☆☆☆☆☆☆☆

ذیل کے اشعار کے ذریعے حضرت ابوطالب اپنے اس عزم صمیم کو دہراتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حالت میں حفاظت کریں گے۔ وہ اپنے موقف کی مضبوطی کے اظہار کے لیے بیت اللہ، حجاج وغیرہ کی قسمیں کھا کر قریش کو یہ باور کراتے ہیں کہ اگر تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی تکلیف بھی دی تو ہماری تلواریں تمہاری گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گی اور ہم تمہارا مقابلہ اس طرح کریں گے کہ تمہیں بچنے اور بھاگنے کی راہ بھی نہیں ملے گی۔

In the following verses Hazrat Abu Talib(a.s) reiterates his firm resolve to gaurd the Holy Prophet(PBUH&HP) wholeheartedly.Swearing by the House of Allah and pilgrims,he makes it plain very forcefully that if ever they try to bring any harm to the Holy Prophet(PBUH&HP), the Hashmite swords will not hesitate to sever their skulls, and they shall find no way to escape at all.

(1)

وقالوا لأحمد أنت امرؤٌ"
خلوف الحديث ضعيف النسبْ

انہوں (قریش) نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تمہاری باتیں (معاذ اللہ) کم فہمی پر مبنی ہیں اور ان کا ذریعہ ایک کمزور ذریعہ ہے۔

They (the Quraish) say to Ahmed (PBUH&HP) that (God forbidding) his words are based on low-understanding and weak foundations

(2)

وإن كان أحمد قد جاءهم

بصدقٍ ولم يأتهم بالكذبْ

سچی بات تو یہ ہے کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف راہِ حق کی دعوت دیتے ہیں وہ انہیں کسی بھی غلط راہ کی طرف نہیں لے جاتے ان کے پاس صرف سچائی ہی سچائی ہے۔

The truth is that Ahmed (PBUH&HP) invites only to the True path and never leads others to the wrong path. He is all truthful indeed.

(3)

فَإنّا ومَنْ حَجَّ مِنْ رَاكِبٍ

وكَعْبَةِ مكّة ذاتِ الحُجُبْ

مجھے قسم ہے ان سواروں کی جو حج بیت اللہ کے لیے آتے ہیں میں قسم کھاتا ہوں خانہ کعبہ کی اور مکہ کے اس گھر کی جو پردے کے اندر ہے۔

I swear by those pilgrims who come riding to perform the Haj of the House of Lord. I swear by the Ka'aba, the House in Makkah which is wrapped in a sheet of cloth.

(4)

تَنالون أحمد أوْ تَصْطَلوا

ظُباةَ الرِّماح وحَدَّ القُضُبْ

اگر تم لوگوں نے (قریش) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہماری تلواریں اور نیزے تمہارے بدن کاٹ دیں گے۔

If you ever tried to harm Ahmed (PBUH&HP) in any way, our sword and spears would cut your bodies as under.

(5)

تَعْتَرِفُوا بَيْنَ أَبْيَاتِكُم

صُدُوْرَ الْعَوَالِي وَخَيْلاً شُزَّبْ

یاد رکھنا (اگر ایسا ہوا) تو ہمارے لمبے لمبے نیزے اور ہمارے صبا رفتار شہسوار تمہارے گھروں کے درمیان ہوں گے پھر تمہیں بچنے کی راہ بھی نہیں ملے گی۔

Beware! our long spears and our faster than wind horse-riders will be in the the midst of your houses and you would find no way to escape.

(6)

عَلَيْهَا صَنَادِيْدُ مِنْ هَاشِم

هُمُ الْاَنْجَبُوْنَ مَعَ الْمُنْتَجَبْ

(میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں) کہ ہمارے شہسوار بنو ہاشم کے وہ سردار ہوں گے جن کی شرافت پر دنیا ناز کرتی ہے اور وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کی مدد و حمایت کے لیے بیتاب ہوں گے۔

Our cavalry-men will be those leaders of Banu Hashim whose nobility, the world acknowledges with pride. They will be eagerly willing to help and support the prophet chosen by Allah.

☆☆☆☆☆☆☆

اس قصیدے میں حضرت ابوطالبؑ اپنے بیٹوں حضرت علیؑ اور جعفرؑ کی بہادری پر فخر و مباہات کا اظہار کر کے یہ نصیحت بھی کرتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی تنہا نہ چھوڑیں۔ ساتھ ہی وہ خبردار بھی کرتے ہیں کہ ابو لہب ایک کینہ پرور شخص ہے۔ وہ کبھی بھی ملاطفت نہیں کرے گا۔ انہیں اس بات کا مکمل یقین ہے کہ ان کے بیٹے ہر صورت پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی زندگیاں قربان کر دیں گے اور تاریخ نے دیکھا کہ حضرت جعفر نے دین اسلام پر اپنی زندگی نچھاور کر کے جعفر طیار کا لقب پایا اور حضرت علیؑ کی تلوار نے ہر جنگ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کی اس طرح حفاظت کی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

The present poem reflects the exultation of Hazrat Abu Talib(a.s) on the valour of his sons Hazrat Ali(a.s) & Hazrat Jaffar(a.s). He advises them never to leave the Holy Prophet(PBUH&HP) in the lurch. He also warns them that Abu Lahab, being a malignant person, can't be expected to be benign at all. He is fully confident that his sons will remain faithful to the Holy Prophet(PBUH&HP) and won't feel hesitant even to lay down their lives for him. And what history witnessed was that Hazrat Jaffar (a.s) earned the title of Tayyar(the winged one) by sacrificing his life for Islam, and Hazrat Ali's(a.s) sword defended the Holy Prophet(PBUH&HP) and Islam in an unprecedented way.

(1)

انَّ عَلِیًّا وَجَعْفَرًا ثِقَتِی
عِنْدَ مُلِمِّ الزَّمَانِ وَالنُّوَبِ

علی اور جعفر حادثات دہر میں ہمیشہ میرے ممد و معاون رہے ہیں یہی تو ہیں جو میرے دست و بازو ہیں۔

Ali & Jaffar have always been co-operating with me in the uneven journey of life. They are, indeed, my right hand men.

(2)

لَا تَخْذُلَا وَانْصُرَا اِبْنَ عَمِّكُمَا

اَخِي لِاُمِّي مِنْ بَيْنِهِمْ وَاَبِي

(اے علی و جعفر) تم دونوں سے میں کہتا ہوں کہ تم اپنے ابن عم کو کبھی اکیلا نہ چھوڑنا ہر حال میں ان کی مدد و حمایت کرنا وہ میرے سگے بھائی حضرت عبداللہ کا لختِ جگر ہے۔

(O Ali & Jaffar) I remind both of you never to leave your cousin alone but help and support him through thick and thin as he is the son of my real brother (Hazrat Abdullah A.S).

(3)

اِنَّ اَبَا مُعْتَبٍ قَدْ اَسْلَمَنَا

لَيْسَ اَبُو مُعْتَبٍ بِذِي خَدَبٍ

یاد رکھو! ابو معتب (ابولہب) ایک کینہ پرور شخص ہے وہ ہمارے ساتھ کبھی بھی ملاطفت نہیں کرے گا وہ ہم سے قطع تعلق کر چکا ہے۔

Keep in mind that Abu Mut'ab (Abu Lahab) is a grudge-nurturing person. He can never be kind to us as he has cut off with us.

(4)

وَاللّٰهِ لَا اَخْذُلُ النَّبِيَّ وَلَا

يَخْذُلُهُ مِنْ بَنِيَّ ذُو حَسَبٍ

مجھے قسم ہے خالق کائنات کی! میں کبھی بھی نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حمایت سے دستبردار نہیں ہوں گا میں اور میرے بیٹے ہر حالت میں بلند مرتبہ حسب نسب والے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنی جان قربان کریں گے۔

I swear by Allah, I will never recoil from supporting the messanger (Hazrat Muhammad PBUH&HP). I and my sons will lay down our lives for this noble man.

(5)

حتى ترون الرؤوس طائحة

منا ومنكم هناك بالقضب

ہمارے سر ہماری گردنوں سے جدا ہو جائیں ہمارا چراغ حیات ہی کیوں نہ بجھ جائے لیکن ہم انہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

Though our heads are cut off our shoulders and our flame of life is extignished, we won't desert him.

(6)

نحن وهذا النبي أسرته

نضرب عند الاعداء كالشهب

ہم تو ذریت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہیں ہم ان کی فتح ونصرت کے لیے دشمنوں پر بار بار حملہ کریں گے جیسے فضائے بسیط سے شہاب ثاقب تیزی سے گرتا ہے۔

We are the closest kins of the Prophet (PBUH&HP). We will fall on his enemies again and again as thunder-bolts come down speedily from the depths of the firmament.

(7)

إن نلتموه بكل جمعكم

فنحن في الناس الأم العرب

اے قریش مکہ! اگر تمہاری طاغوتی طاقتیں مجتمع ہو کر ان کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نقصان پہنچانے کی تگ ودو کریں اور تم کامیاب ہو جاؤ تو ہم یہاں کے (مکہ مکرمہ) بدترین عرب ہوں گے ہماری زندگی میں ایسا ہونا ناممکن الوجود ہے۔

(O Quraish) who will be mo:e miserable and abject than we, if you with all your evil might, make attempts to harm the Holy Prophet (PBUH&HP), and you succeed, too? But this can never happen in our life.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابوطالب آل قصیٰ کو سرزنش کر رہے ہیں اور انہیں بنو ہاشم کے جوانوں کی بہادری کے متعلق بتا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قسم کا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تمہیں ہماری تلواروں کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہم ہر حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیں گے۔

In these verses Hazrat Abu Talib (A.S) is admonishing the progeny of Qusa, reminding them of the valour of the Hashmite youth. He makes it clear to them that in case they dare harm the Holy Prophet (PBUH&HP) in any way, they will have to incur the wrath of their swords. He reitirates that they would stand by the Holy Prophet (PBUH&HP) through thick and thin.

(1)

أيـــــال قـــصــــيّ ألـــم تـــخْـبَــرُوا

بـــمَـــا قـــدْ خــلا مـــن شــؤونِ الــعَــرَبْ

اے آل قصیٰ کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ قبائل عرب میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے) تنہا رہ جاؤ گے

O Progeny of Qusa! Don't you realise that (your hostility to the Holy Prophet (PBUH&HP) will isclate you from all Arab tribes.

(2)

فـــلا تـــمـــسَّـــكُـــنَّ بــــآبـــائِـــكـــم

لـــتَـــرْكِ الأنـــوف بـــمـــغـــب الـــذَنـــب

(اے آل قصیٰ) تم اپنے اسلاف کی جھوٹی روایت پر اڑے ہوئے ہو اور لکیر کے فقیر بن گئے ہو اپنی اس اندھی تقلید سے باز آجاؤ

You are harping on-the false rituals of your ancestors and towing their line only. Shun this blind following of their ways.

(3)

أَرَدْتُمْ بِأَحْمَدَ ذُلَّ الحَيَاة

عَلَى الآصِرَاتِ وَقُرْبِ النَّسَب

تمہارا یہ ارادہ کہ تم احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کو مشکل بنا دو گے حالانکہ تم (آل قصیٰ) حسب ونسب اور رشتے میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب زیادہ قریب ہو۔

You intend to put hurdles in the way of the Holy Prophet (PBUH&HP), where as your kinship and relation with him is also so intimate.

(4)

فَإِنِّي وَمَا حَجَّ مِنْ رَاكِب

وَكَعْبَةِ مَكَّةَ ذَاتِ الحُجُبْ

مجھے قسم ہے ان سواروں کی جو حج بیت اللہ کے لیے آتے ہیں اور مجھے قسم ہے مکہ مکرمہ کے اس گھر خانہ کعبہ کی جو کہ پردے والا ہے۔

I swear by those riders who come for pilgrimage to ka'aba, I swear by the Honse of Allah with its arras.

(5)

تَنَالُونَ أَحْمَدَ أَوْ تَصْطَلُوا

ظُبَاتِ الرِّمَاحِ وَحَدَّ القُضُبْ

تم (اے اہل قصیٰ) نے اگر احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تمہیں ہمارے نیزوں اور تلواروں کی حدت اپنے جسموں پر برداشت کرنی پڑے گی۔

If you ever try to harm Ahmed (PBUH&HP) in anyway, your bodies will have to taste the intense heat of our swords and spears indeed.

(6)

وتعثر فوا بين أبياتكم
صدور العوالي وخيلا عقب

تم ہمارے لمبے نیزوں کی انیاں اور صبار فتار گھوڑوں کو اپنے گھروں کے درمیان دیکھو گے۔

You shall find our spears and fast-galloping steeds in your own yards.

(7)

تراهن من بين ضافي السبيب
قصير الحزام طويل اللبب

تم بہت جلد دیکھو گے کہ (ہمارے جوانوں) ہمارے گھوڑوں کی دمیں اٹھی ہوئی ہیں اور ان کے پیٹ چھوٹے اور سینے چوڑے ہوں گے۔

Soon you shall see our steeds with their tails in the air, their small belleys and their broad chests.

(8)

وجرداء كالطرف سرحوبة
طواها الرقائع طي الجلب

وہ (گھوڑے) لمبی اور پتلی ٹانگوں والے ہوں گے اور ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتے ہوئے جائیں گے اور وہ میدانِ جنگ میں اپنی مضبوطی کے جوہر دکھائیں گے۔

These (steeds) will bc lanky, galloping like deer displaying their power in the battlefield.

(9)

عليها الغراجيع من هاشم
هم الأنجبون مع المنتجب

(یاد رکھو اے اہلِ قریش) ان گھوڑوں پر بنو ہاشم کے جوان جو نہ صرف شرفا سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ نجیب الطرفین بھی ہیں سوار ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔

The youth of Banu Hashim, themselves noble, and enjoying purity of paternal as well as maternal nobility, shall be riding these steeds to support and defend the Holy Prophet (PBUH&HP).

☆☆☆☆☆☆☆

مذہب کا تصور صداقت حیات کا ایک ایسا مقصد ہے جو ہر انسان کے اندر کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے عام طور پر مسائل کے پس پردہ مذہبیت کا وجود کوئی نہ کوئی کردار ادا کرتا دکھائی دیتا ہے خواہ یہ مسائل خارجی ہوں یا داخلی اس کی اصل غرض و غایت یقین شدہ مسئلہ کا عقلی استعداد کے مطابق حل تلاش کرکے ایک طرح کا سکون حاصل کرنا ہے کسی بھی مسئلے کے درست حل کا اندازہ اس کے مراحل شدہ نتائج سے لگایا جا سکتا ہے۔ اگر مسئلہ کی بنیادیں مذہب پر استوار ہوں اور عام طور پر ہوتی ہیں جیسا کہ میں نے ابتدا میں کہا تو مذہب کی یہ بنیادیں مضبوط ہوں تو مسئلہ کا حل مذہبی حوالوں سے پختگی حاصل کرکے پاکیزہ زندگی کے نظریات کو جنم دیتا ہے۔ پاکیزہ زندگی سے مراد خدا اور انسان کا وہ باہمی تعلق اور رشتہ ہے جسے اپنا کردہ ''من وتو'' کے فرق کو مٹا دیتا ہے اس مقام پر پہنچ کر اسے شواہد و تجربات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اپنے معبود کو سرحد ادراک سے پرے ہونے کے باوجود شہ رگ سے بھی زیادہ قریب پاتا۔ اب اس میں "Skepticism" کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ توحیدی تصور اگرچہ ایک عالمگیریت کا حامل تصور ہے لیکن اس کی شکل کہیں تو شخصیت کے ظہور میں اور کہیں احتیاجات قلبی کے روپ میں موجود خدائی تصور خواہ کسی بھی صورت میں ہو انسان کی ذاتی خواہشات اس میں کارفرما ہوتی ہیں البتہ اسلامی تصور وہ واحد تصور ہے جہاں خواہشات قلبی کے برعکس احکامات ربانی کے تحت تسلیم و رضا کا اطلاق مذہب کا بنیادی اصول ہے اس واحدانی توحیدی تصور کے لیے قلب ولسان اور عمل کے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے کیونکہ انسانی افعال ہی کسی حقیقت کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں حضرت ابو طالب کی شاعری قلبی واردات کے ساتھ ساتھ زبان و عمل کے مرکبات کا ایک ایسا ''کل'' ہے جس کی تہہ میں صداقت و حقیقت کی روح جلوہ افروز ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی تحریک سماجیاتی رویوں کے تغیر و تبدل کے لیے شروع ہوتی ہے تو اس کی حکمت عملی عدم تشدد کے تحت ہوتی ہے عرب قبائل کی عصبیت کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ کوئی ایسا نظام فکر اپنایا جائے جو عصری تقاضوں کے بالکل برعکس ہو مثلاً بدلہ لینے کا جذبہ عرب معاشرے کی روایات کا ایک ایسا اثاثہ تھا جسے کسی صورت تبدیل نہیں کیا جا سکتا تھا یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر روایت جاریہ کے برعکس کام کیا جائے تو اس کا اثر یا تو مثبت اور فوری ہوتا ہے اور یا پھر منفی رویہ جنم لیتا ہے مثلاً جناب ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس گلی سے گزرتے تھے ایک بڑھیا روزانہ اپنا کوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھینکا کرتی تھی جب وہ بیمار ہوگئی تو رحمت اللعالمین اس کی عیادت کے لیے گئے تو بڑھیا نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب میں بیمار ہوگئی ہوں اور بستر پر لیٹی ہوں تو آپ بدلہ لینے آگئے ہیں یہ بات ایک بوڑھی عورت ایک نوجوان سے کہہ رہی ہے حالانکہ نوجوان جب چاہے بدلہ لے

سکتا تھا لیکن اس عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا نہیں میں تو تمہاری عیادت کے لیے آیا ہوں اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب عرب روایات اور نفسیات کے بالکل برعکس تھا وہ عورت سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رائج شدہ روایات کو توڑا تو اس کا نتیجہ مثبت انداز میں فوری طور ظاہر ہوا اور وہ بڑھیا اسلام لے آئی۔

یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ابتداء سے زیر زمین رکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کی شروعات بھی پہلے پہل "Under Ground" تھیں صرف حضرت علی علیہ السلام اور حضرت خدیجہ الکبریٰ نے اسلام قبول کیا لیکن اب حکم الٰہی کے تحت دعوتِ ذوالعشیرہ کا مرحلہ آتا ہے اور اب ہر تحریک خاندان اور پھر عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے حضرت ابو طالب عرب معاشرے کے ایک ایسے نباض ہیں کہ وہ تمام تحریکی معاملات کی کامیابی بخوبی واقف ہین یہی وجہ ہے کہ وہ تحریک کو زیر زمین پھیلانے کے لیے پہلے اپنے خاندان کے قریبیوں کو اعتماد میں لیتے ہیں لیکن جونہی یہ تحریک پھیلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے اس کی مخالفت شروع ہوتی ہے تو آپ اس کی مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں ان کے دیوان کا ہر شعر اس طات کو واضح کر رہا ہے کہ وہ کفاران مکہ سے اس تحریک اور داعیٔ تحریک کی کس کس طرح سے حفاظت کرتے درج ذیل اشعار سے ان کے اس امر کے غماز ہیں۔

The notion of religion is so integral element of the truth of life that it dwells in every human heart in one form or the other. By and large, this concept of religion goes on imprinting its stamp on manifold problems, internal as well as external, engulfing human beings. What it aims at is to bring a sense of tranquility having endeavored to elucidate a given problem. Now, whether this elucidation is convincing or not depends upon the outcome of the suggested solution. If the religion itself has solid foundations, the solution it offers for a particular problem earns strong sanctity and thus paves the way to the ideology of a virtuous life.

What the virtuous life signifies is the reciprocated bond between God and man which expunges all shades of "Thou & I"

which means that man stands in no need of evidences and experiences whatsoever to witness Reality and thus he finds Him Whom he prostrates to even closer than his jugular vein even though He is indeed beyond his power of acuity. There remains even no iota of skepticism now.

The concept of God, undoubtedly, carries a universal streak though it often takes the form of a person or personified whims as this concept is more than often governed by human passions. However Islamic concept of the Divine is unique insofar as it is purely based on the basic principle of total subservience to God's own dictates rather than on human heart's fluctuating yearnings. The development of this consciousness of Absolute Oneness of God takes place only when man undergoes different stages of its acknowledgement through the tongue, the heart and the deeds in that order. Undoubtedly it is human actions which finally articulate the reality of a concept. Read in the light of this discussion. Hazrat Abu Talib's(a.s) poetry, beyond being a testimony to the sincere cry of his spacious heart, stands out as a perfect blend of his unhampered devotion in word and deed which in turn takes its root in perfect Truth and Reality.

It is an undeniable fact that a movement which sets as its goal a change in social attitude always takes the itinerary of ahimsa. To counteract the bigotry so rampant in Arab tribes it was essential to introduce a creed which was diagonally against the prevailing demands of time e.g. the desire for retribution was looked upon as a

very precious asset in the Arab society and any change in it was considered an abominable act. Another fact that we must keep in view is that when a step is taken in contrast to an accepted norm, it may immediately stimulate either a positive or negative reaction. As an elucidating case we may mention the incident of the old woman who used to throw litter on the Holy Prophet(pbuh&hp). When this woman fell ill, the Holy Prophet(pbuh&hp) paid her a visit to enquire after her health. When the woman found the Holy Prophet(pbuh&hp) in her room, she in a weak voice complained that now that she was ill, he had come there to settle his account with her, forgetting the fact that the Holy Prophet(pbuh&hp) was a sturdy young fellow and so he could have paid her back in the same coin even earlier, too. But at this, the Holy Prophet's (PBUH&HP) reply was unexpected as he soothed her saying that he was there just to know how she was. Now his reply was so glaringly against the traditions and psychology of the Arab society that it seemed totally implausible to her. In short the Holy Prophet (PBUH&HP) shattered this prevalent tradition and successfully won over the old woman who was only pleased to embrace Islam.

Here one more point must be mentioned that history affords sufficient proof to show that for the success of a mission, it is kept clandestine, at least in the beginning. This explains why the movement for the propagation of Islam was deliberately kept underground. By that time only Hazrat Ali (a.s) and Hazrat Khadija (a.s) had embraced Islam. Now was the time when, under the Divine

decree, Dawat-e-Zulashira was to be arranged to promote this movement first to the family-folk and then to the masses. Hazrat Abu Talib(a.s) is a perfect connoisseur of the Arab society and knows in depth all the affairs connected with the success of such a movement. So he, first of all, takes his kinsmen in confidence to further this movement for the spread of Islam. And when this movement gathers momentum and hostile reactions start to crop up vehemently, he defies all this vigorously. Many a verse of his anthology throws ample light on his staunch resolve to defend this movement and its progenitor (the Holy Prophet(PBUH&HP) in all possible ways. The following verses also belong to this category of his poetic bent.

(1)

ألا يا لقومٍ للأمورِ العجائبِ

وصرفِ زمانٍ بالأحبّة ذاهبِ

اے محیر العقول امور انجام دینے والی قوم یاد رکھو زمانے میں تغیر و تبدل آ کر رہے گا لہٰذا اس (زمانے) سے محبت کرو۔

O the nation, O the prformer of miraculous tasks beware that great changes are held by the coming time.

(2)

لأقوال أقوام أضلّ حلومهم

مع البغي والعدوان داءُ الضرائبِ

وہی قومیں کامیاب گردانی جاتی ہیں جو دور اندیشی کو اپنا شعار بنالیتی ہیں دشمنی، عناد اور کسی کو دکھ دینے سے

گریز اختیار کرتی ہیں۔

Only those nations are considered successful in the world which hold fast to farsightedness and avoid treating others with hostility, grudge and hurtful ways.

(3)

يقولون: أنّا سوف نُسلِمُ أحمدا

بقولٍ سفيهٍ أو إشارةِ عاتبِ

اے (قریش) یہ کہنا (ہم جلد ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے قبضے میں کرلیں گے ایک احمقانہ

خیال ہے میں (ابوطالب) تمہیں تنبیہ کرتا ہوں۔

(O Quraish) your boasting that you will soon overpower Muhammad (PBUH&HP) is no more than a foolish whim. I warn you about this.

(4)

وقد جاء بالحق الجلي وبيّنتْ

رسائلُ صدقٍ وحيُها غيرُ كاذبِ

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک روشن واضح حق کے پیامبر ہیں ان پر نازل ہونے والا

کلام (قرآن مجید) غلط نہیں ہوسکتا۔

He (The Holy Prophet PBUH&HP) is the messanger of a clear and bright truth. The Book revealed to him cannot be false.

(5)

رسائلُ مِنْ ذي قُوَّةٍ يصطفي بِها

عباداً ذَوِي حقٍّ على اللّٰهِ واجبِ

ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہونے والا کلام (قرآن مجید) ایک ایسی قوت (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہے جس نے اس کلام کو اپنے بندوں کے لیے چنا ہے یہ ایک ایسا حق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر واجب ہے۔

The Book revealed to him is a power from Allah which He has chosen for human beings, It is the truth following which is obligatory for man.

(6)

فإنْ تقبَلُوا ما جاءَ مِنْ عندِ ربِّكم

اليكم وقولُ المُرْسَلِينَ الأطائبِ

اگر تم (قریش) قبول کرلو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ (قرآن مجید) کلامِ مرسل ہے جو تمہیں برائیوں سے نجات دے گا۔

If you accept this (message) sent to you by your God, this written word, it will purge you of evils.

(7)

يكُنْ ذلكُم خيراً لكُم من جزائنا

وشرُّ حلالِ الحربِ شرُّ الأقاربِ

اگر تم نے اس (قرآن مجید) کو قبول کرلیا تو تمہارے لیے اس میں اچھائی ہی اچھائی ہے۔ یہ تمہارے اندر جنگی جنون کا خاتمہ کردے گا اور تمہیں صراطِ مستقیم کی طرف لے جائے گا۔

If you accept it, you will be blessed. It will put an end to your jingoism and lead you to the right path.

(8)

وَ اِلَّا فَلَسْنَا مُسْلِمِيْنَ مُحَمَّدًا

لَكُمْ مَا غَدَتْ عَيْسٌ ذَمُوْلٌ بِرَاكِبِ

اگر تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل نہ کیا اور خیر کی طرف نہ آئے تو تمہاری مثال ایک بیمار اونٹنی کی مانند ہے جو چل نہیں ہو سکتی۔

If you disobey Muhammad (PBUH&HP) and refrain from adopting righteousness, your fate will be just akin to a she-camel's who cannot ever walk.

(9)

لَهُ رَحِمٌ فِيْنَا يَعِزُّ جِوَارُهَا

وَمِنْ دُوْنِهِ ضَرْبُ الطُّلٰى وَالْحَوَاجِبِ

(تمہیں علم ہونا چاہیے کہ) نہ صرف ہماری بلکہ ہمارے متعلقین کی عزت بھی محض ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے رشتے کی وجہ سے قائم ہے۔ اگر ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہمارا رشتہ نہ ہوتو ہمارے عزو وقار کا کوئی پاسبان نہیں ہوگا۔

(You must realise that) Our honour and that of our relatives is high just becasue we are related to him (The Holy Prophet(PBUH&HP)). Without this kinship, there won't be anyone to serve as a custodian of our honour and dignity.

(10)

وَجُرْثُوْمَةٌ مِنْ هَاشِمٍ عَرَفَتْ لَهَا

كِرَامُ مَسَاعِيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ

لوئی ابن غالب کی خدمات اظہر من الشمس ہیں اور خاندان بنو ہاشم اپنی خدمات کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

The services of Lui Bin Ghalib are evident and Banu Hashim are also acknowledged for their own services.

(11)

فَمَهْلاً وَلَمَّا تُبْعَثُ الحَرْبُ بَيْنَنَا
وَيُنْكَرُ فِيهَا رَهْطَهُ كُلَّ رَاكِبِ

جب ہمارے اور تمہارے (قریشِ مکہ) درمیان جنگ چھڑے گی تو تمہارے سوار جنگ سے گریز پا ہوں گے۔

If a war breaks out between us and you (The Quraish), your horse-riders will be having cold feet.

(12)

تُفَرِّقُ شَعْبَ الحَي بعد اجتماعه
وَتُبْدِي جِهَاراً عَن جِذَامِ الكَوَاعِبِ

(یادرکھو) تم نے جو (ہمارے خلاف) ایکا کرلیا ہے تم یقینی طور پر بکھر جاؤ گے اور تمہاری (شکست کے بعد) عورتیں باندیاں بن جائیں گی۔

(Beware) though you have united against us, yet you shall be dispersed and after your humiliation your women shall be made slaves.

(13)

تُذَلِّلُ أَقْوَاماً وَكَانُوا أَعِزَّةً
أَصَابَهُمْ صَرْفُ الدَّهْرِ النَّوَائِبِ

(یادرکھو اگر تمہارا رویہ یہی رہا تو) تغیرات اور مشکلات دہر کی وجہ سے معزز اقوام ذلیل ورسوا ہو جائیں گی۔

(Keep in mind that if you don't mend your ways) The changes amd difficulties hitting the world would leave even the noblest tribes humiliated and stigmatised.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں بھی حضرت ابو طالبؑ نے نجاشی کی تعریف کی ہے، اسے ایک فیاض، سخی اور انسان دوست بادشاہ قرار دیا ہے۔ یہ اشعار پہلے قصیدے سے کچھ تھوڑے سے مختلف ہیں ان میں حضرت ابو طالبؑ مہاجرینِ حبشہ اور اپنے بیٹے حضرت جعفر طیارؑ کے بارے میں فکرمند ہیں کہیں عمرو بن العاص نے نجاشی کو بہکا نہ دیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ ان (مسلمانوں) سے برا سلوک کرے۔

In these verses, too, Hazrat Abu Talib(a.s) has praised Najashi as a generous, charitable and compassionate king. These verses are a little bit different from the first poem. In it Hazrat Abu Talib (a.s) gives vent to his worries about emigrants to Habsha including his son Hazrat Ja'afar e Tayyar (a.s) wondering whether Amr Bin Al'as might have lured Najashi into maltreating the Muislims.

(1)

ألا ليـــت شـــعـــري كَيف فـي الـنَّـــأيِ جـعـفــر
وَعَــــمــــرُو وأعْـــدَاءُ الـــعـــدا والأقـــارب

اے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ حالت غربت و مسافرت میں میرے بیٹے جعفر کا کیا حال ہے؟ اور یہ کہ عمرو عاص اور دوسرے دشمنانِ پیغمبر نے وہاں کیا کیا؟

If only I could know how my son Jaffar is faring during his days away from his motherland. What Amro Bin A'as and other enemies of the Holy Prophet (PBUH&HP) did there?

(2)

وهـل نـالـتْ افـعـالُ الـنّـجـاشي جـعـفـراً
واصـحـابـهُ اَوْعـاق ذلک شـاعِـبُ

(اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ) بادشاہ نجاشی نے جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا اس تفرقہ پسند شخص (یعنی عمرو عاص) نے بادشاہ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

Whether Najashi extended a benign hand to Jaffar and his companions or that sower of discord (Amro Bin Al A'as) disuaded him to do so.

(3)

تَـعـلّـمْ ابـيـتَ الـلّـعـنَ انّک مـاجـدٌ
کـريـمٌ" فـلا يشْـقـىٰ لـديک الـمـجـانِـبُ

اے بادشاہ تجھے یاد رکھنا چاہیے کہ تو صاحب جود و کرم ہے لہذا کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے پاس پناہ لینے والے مصیبت میں پڑ جائیں۔

O King, you must bear in mind that you are generous and compassionate, So those who have sought shelter with you must face no hardship.

(4)

تـعـلّـمْ بـانّ الـلّـٰـه زادک بـسـطةً
واسـبـابَ خـيـر کُـلُّـهـا بک لازبُ

اے بادشاہ تجھے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ نے تجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ وسعتِ مال عطا فرمائی ہے اور نیکی کے تمام اسباب و ذرائع تجھے حاصل ہیں۔

O King, also keep in mind that Allah has bestowed on you more wealth than others so that you possess all the ways and means to show your goodness.

(5)

وانک فیض "ذُو سجال غزیرۃ

ینالُ الْاَعادِی نفعھا والاقاربُ

اور اسی کے ساتھ ساتھ تو انتہائی فیاض ہے۔بڑے بڑے عطیات دینے والا ہے اور تیری سخاوت سے دوست دشمن سب کو نفع پہنچتا ہے۔

And above all, you are so generous , one who bestows precious gifts, one whose beneficence is for all whether friends or enemies.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابو طالب قریش مکہ سے جو عمارہ بن ولید کو لے کر آئے تھے کہ حضرت ابو طالب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدلے اسے رکھ لیں تا کہ قریش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنا لخت جگر دوسرے کو دے دے اور خود کسی اور کے بیٹے کی پرورش کرنے لگے۔

These verses are addressed to the Quraish who had brought Ammara bin Waleed to exchange with the Holy Prophet(PBUH&HP) whom they wanted to kill. He says how it can be possible for him to hand over his own son to others and bring up the son of another man.

(1)

أَبْلِغْ أَبَا قَيْسٍ رِسَالَةَ شَاعِرٍ
عَلِيمٍ بِمَا قَدْ قَالَ جَمُّ التَّجَارِبِ

ابو قیس کو میرا پیغام پہنچا دو کہ تم جو قریش مکہ کے تجربہ کار ہونے کی باتیں کرتے پھرتے ہو اس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مدح خواں اچھی طرح سے واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔

Let my message be conveyed to Abu Qais that I (the eulogiser of Muhammad (PBUH&HP)) is fully aware of this talk about the experience of the Quraish. He knows well where one stands.

(2)

فمحضت قريشاً صفو نصحك جاهداً

وخذّرتهم عصيان ربّ مطالب

تمہارا یہ خیال فاسد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پند ونصائح اور محبت کا درس دے رہے ہیں یہ سب اس کے خلاف ہو جائیں گے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو انہیں (قریش) گناہ آلود زندگی سے روکا ہے اور انہیں خدا سے ڈرایا ہے۔

You have just harboured a false notion that all will turn against the Holy Prophet (PBUH&HP) who is just propagating the message of goodness and love. He has just asked them to shun evil ways and fear Allah.

(3)

أأخزركم ابني وأخفر ذمّتي

وأكفل ابنا لابن عمّي وصاحبي

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے لخت جگر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمہارے حوالے کر دوں تا کہ تم اس کی اہانت کرو اور میں اپنے عہد کو توڑ دوں جبکہ تم اپنے عم زاد اور رشتہ دار کی کفالت کرتے رہو؟

Do you want me to hand over my dear son(The Holy Prophet PBUH&HP) to you to be humiliated by you, and violate my own pledge, whereas you keep on looking after your nephew and other kins?

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ نے یہ شعر اپنے بھائی (زبیر بن عبدالمطلب) کی ناگہانی موت پر لکھا ہے جس سے ان کی بھائی سے محبت کا بھرپور اظہار ہو رہا ہے۔ ان کے اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ محبت ایک فطری امر ہے، قوت بازو کے چلے جانے سے انسان اس کی کس طرح سے کمی محسوس کرتا ہے اور ایسا بھائی جو شجاع بھی ہو اور فیاض بھی اور جس کی شمشیر زنی کا لوہا سب مانتے ہوں کا موت کے منہ میں چلے جانا کس قدر تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

Hazrat Abu Talib(a.s) composed this couplet to mourn the sudden death of his brother, Zubair bin Muttalib. It shows that love is a natural phenomenon, and what a vacuum is created when a dear one who used to be the strength of one's life departs. This feeling of sorrow becomes even more acute when the departed one is a brother celebrated for his valour, generosity and unparalleled sword-fighting.

بَكَيْتُ اخَا الْأَوَاءِ يُحْمَدُ يومُه

كَرِيم رُؤُوسَ الدَّارِ غَيْنَ ضَرُوبُ

میں اپنے بھائی کی موت پر آہ و بکا کر رہا ہوں وہ بھائی جو شجاعت کا پیکر تھا جس کی سخاوت بے مثل تھی، آہ! میرا وہ بھائی جو زرہ بکتر پہننے والوں اور شمشیر زنوں کا سپہ سالار تھا۔

I mourn the demise of my brother who was an epitome of heroism, whose generosity was proverbial. Ah my brother! who was the commander of all armour-clad swordsmen.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ کا یہ شعر جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ صرف مدح وستائش کے سلسلے میں ہے بلکہ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت، خدا کی وحدانیت اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید پر ایمان کامل رکھتے تھے۔

The following couplet of Hazra Abu Talib(a.s) not only eulogises the Holy Prophet(PBUH&HP) but also shows how perfect was his faith in the oneness of Allah, prophethood of the Holy Prophet(PBUH&HP) and the Holy Quran.

أَنْتَ الرَّسُولُ رَسُولُ اللّٰهِ نَعْلَمُهُ
عَلَيکَ نُزِّلَ مِنْ ذِي الْعِزَّةِ الْكُتُبُ

مجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رسول برحق ہیں جنہیں خالق کائنات نے مبعوث فرمایا ہے اور اسی رب ذوالجلال کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے۔

It has dawned upon me that you are the true Prophet whom Allah has appointed and revealed to you His Glorious Book (the Quran).

☆☆☆☆☆☆☆

ذیل کے یہ اشعار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حالت میں مدد و حمایت کی یقین دہانی کے سلسلے میں ہیں آپ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حق و سچ پر مبنی ہے اور کوئی بھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ نہیں روک سکتا۔

The following verses make it clear that Hazrat Abu Talib (A.S) is ready to help and support the Holy Prophet (PBUH&HP) through thick and thin. He says that the Holy Prophet's (PBUH&HP) message is based on truth and so no one can ever hinder his way.

(1)

لا یَمْنَعنک مِنْ حقٍّ تقُومُ بہ

اید تصُوْلُ ولا سَلْقٌ "باصْوَاتِ

(اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حق و صداقت کا پیغام ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ تو وہ زبان روک سکتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں برے برے کلمات ادا کر رہی ہے اور نہ ہی وہ ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ روک سکتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔

O Muhammad (PBUH&HP) let you propagate the message of Truth and Oneness of Allah among the people. The tongues which are uttering imprecations against you and the hands which are tempted to assail you can't stop you at all.

(2)

فإنَّ کفّک کفّی ان مُنیتَ بھم

وَدُونَ نفسِک نفسی فی الملمّات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقین رکھیں کہ زندگی کے ہر کٹھن مرحلے پر میں آپ کے ساتھ ہوں اگر کوئی ایسا وقت آ بھی گیا کہ مجھے اپنی جان کی قربانی دینی پڑی تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔

My hand will always hold your hand.Whenever a difficult situation transpires, I will even lay down my life for you.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ اشعار حضرت ابوطالب نے اپنے ایک بھائی حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی وفات پر لکھے ہیں ایک بھائی کی موت پر جس طرح سے دکھ یا تکلیف کا احساس ہوتا ہے اس کا اظہار ان اشعار سے بخوبی ہو رہا ہے۔

This poem reflects Hazrat Abu Talib's (A.S) deep grief and sorrow at the demise of his brother Hazrat Zubair Bin Abdul Muttalib.

(1)

أبلت عبرةٌ على الوجنات
قد مرتها عظيمة الحسرات

بھائی کی موت کا دکھ ایک بہت بڑا سانحہ ہے اس سانحے نے میری کمر توڑ دی ہے میری آنکھوں سے اشکوں کا ایک سیلاب بلاخیز جاری ہے جو میرے رخساروں پر مسلسل بہہ رہا ہے۔

The grief at the death of my brother (Zubair bin Abdul Muttalib) is too profound. The tragedy has broken my back. A flood of tears flows out of my eyes and my cheeks are continuously being washed up with it.

(2)

لأخٍ سيدٍ نجيبٍ لقرمٍ
سيدٍ في الذرا من الساذات

(ہائے) میرا وہ بھائی جو نہ صرف ایک عظیم المرتبت انسان تھا بلکہ ذریت سادات میں نجیب الطرفین بھی تھا۔

Ah, my brother who was not only a great man himself but also the pure blood in the progeny of leaders.

(3)

سید وابن سادة أخرزوا المجد

قدیماً وشیدوا المکرمات

وہ خود بھی سید ابن سادات تھا اس کے (زبیر بن عبد المطلب) اسلاف رفتہ زمانہ قدیم سے ہی نہ صرف صفاتِ عالیہ کے مالک تھے بلکہ مسند اقتدار پر بھی شروع ہی سے متمکن تھے۔

He, himself, was the leader, the son of a leader. His ancestors emanated glorious virtues even in the past and held the position of the rulers since then.

(4)

جعل اللّٰہ مجدہ وعلاہٗ

فی بنیہ نجابة والبنات

اللہ تعالیٰ نے اس (زبیر بن عبد المطلب) کی ذریت کو بھی وہ تمام شرف وکمالات عطا کر دیے ہیں جن کا وہ خود مالک تھا۔ اس (زبیر بن عبد المطلب) کے اہلِ خانہ (مرد و عورتیں) انہی خصوصیات کے حامل ہیں۔

Allah bestowed on his progeny all the sublime virtues which he possessed. So all the members of his family excelled in such virtues.

(5)

من بنی ھاشم و عبد مناف

وقصیٍ ارباب أھل الخیالة

یہ سب کے سب بنو ہاشم اور عبد مناف کے ارفع خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے مورثِ اعلیٰ قصی ہیں جن کا شرف واحترام پوری دنیا کرتی ہے

All of them belong to the honorable family of Banu Hashim and Abd-e-Manaf. Their great grand ancestor is Qusa who is held in reverence by the whole universe.

خيُّهم سيّدُ الأحياء ذا الخلقِ
ومَن مات سيّدُ الأموات

اس خانوادے کی عظمت وجلالت ایسی ہے کہ اہل حیات میں بھی وہ اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اور اہل ممات میں بھی شرف وبزرگی رکھتے ہیں۔

This family enjoy so much nobility and dignity that their living ones possess high station and their dead are also among the sublime and grand ones.

☆☆☆☆☆☆☆

******

عمارہ بن ولید کو قریش مکہ نے حضرت ابوطالبؑ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ جوان نہایت خوبصورت اور بہادر ہے آپ اس کو لے لیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سپرد کر دیں مگر آپ کے (حضرت ابوطالبؑ) انکار کے بعد قریش مکہ نے عمارہ بن ولید اور عمرو بن العاص کو نجاشی شاہ حبشہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف کر سکیں جو کہ وہاں امن سے رہ رہے تھے عمارہ بن ولید بقول محمد ابن اسحاق ایک نہایت خوبصورت شخص تھا جس پر عورتیں بہت جلد فریفتہ ہو جاتی تھیں عمارہ نے حبشہ پہنچ شاہ نجاشی کی بیوی کو ورغلایا اور اخلاقیات کی تمام حدود پار کر گیا عمرو بن العاص نے جو عمارہ کے بھی خلاف تھا اس کی اطلاع نجاشی کو دے دی جس پر نجاشی نے عمارہ بن ولید کو سخت سزا دی اس سارے واقعہ کا حضرت ابوطالب کو جب علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

The Quraish offered Abu Talib(A.S) to accept Ammara Bin Waleed who was a very handsome and brave youth as a gift in exchange with the Holy Prophet (PBUH&HP) to them.But Hazrat Abu Talib (A.S) refused to do so.Later, the Quraish sent Ammara and Umro Bin Ala's to the emperor of Abyssinia, Negus, to incite him against the Muslims who were enjoying a peaceful life there.According to Muhammad Bin Ishaq, Ammara bin Waleed was so attractive a youth that women soon took fancy to him.Once in the court of Negus, Ammara allured the emperor's wife and crossed all limits of decency. Amr Bin Ala's who had turned against him, informed Negus of this fornication. Negus took Ammara to account very severly.When Hazrat Abu Talib(A.S) came to know of all this ,he composed these verses addressing Amr Bin Ala's;

(1)

أَتَانِي حَدِيثٌ عَنْ عُمَارَةَ مُخْزِي
وفِعْلُكَ يَا عَمْرو الضَلالةِ أقْبَحُ

اے گمراہ عمرو مجھے عمارہ کے رسوا کن قصے اور تیرے فعلِ شنیع سے آگاہی ہوئی ہے

O Amr, the lost soul, I have heard of the shameful deed of Ammara as well as your evil act.

(2)

تَفَاضَحْتُمَا لا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا
عَلَى فَجْرَةٍ تَنْبِي عَلَيْكم وتُفْضِحُ

اللہ تمہاری زندگی دراز نہ کرے تم دونوں نے مل کر ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس نے تمہارے معاملہ کو خوب ظاہر اور واضح کر کے تم دونوں کو رسوا کر دیا ہے۔

May both of you not live long.Both of you have commited a sin which has brought your affair to limelight, bringing you both a disgraceful stigma.

(3)

سَقَيْتَ الفَتَى خَمْراً فَأَفْسَدَتْ عقلَهُ
وزَوْجَتُكَ الحُسْنَى إليه تُلَوِّحُ

تو نے اس جوان کو ایسی شراب پلائی جس نے اس کی عقل کو ماؤف کر دیا اور تو اپنی خوبصورت بیوی کو اس کے سامنے پیش کر رہا تھا۔

You let the youth (Ammara) drink the wine which benumbed his reason, while you didn't hesitate to offer your beautiful wife to him.

(4)

رأتْ رجُلاً مِن اجمَلِ النّاسِ مُنتعِشٍ
وانتَ عنّاءٌ أصفرُ اللّونِ أفلَحُ

اس عورت نے خوبصورت نشے میں مبتلا سب سے زیادہ خوش وخرم شخص کو دیکھا جب کہ تو کمزور زرد رنگ والا اور پھٹے ہونٹوں کا مالک ہے۔

The woman descried a cheerfully vivacious and intoxicated man whereas you are a lean and pale man with ragged lips.

(5)

اذِنْتَ لَها فِى قُبْلَة مِن جَبِينِها
فطَالبَهَا جَهراً بِمَا لَيس يَصلَحُ

تو نے اپنی بیوی کو اجازت دی کہ وہ اپنی پیشانی کا بوسہ دے تو اس (شخص) نے اس سے سرِ عام برائی کا مطالبہ کیا۔

When you pandered to him by allowing your wife to let him kiss her brow, he was so agitated that he openly asked her to go the whole hog.

(6)

فلو كنتَ يَا ابْنَ العاصِ حُرّاً قتلتَه
ولَكِنْ تَداعَاكَ الرِّجَالُ واقْبَحُ

اے ابن العاص! اگر تو شریف ہوتا تو اس کو قتل کر دیتا لیکن لوگوں نے تجھے کمزور سمجھا اور برا جانا۔

O Ibn-Al'as :If you had self respect, you would kill him .But people saw how lowly and evil you were.

(7)

وکـــانَ الـفـتـــی طَبّـــاً بِـمــا کـــان مِـنْهـم

فـــألـقـــاک فِــی التّیــارِ والیَـمُّ یَـطـفـحُ

اور وہ نوجوان ہوشیاروں میں سے تھا پس اس نے تجھے سمندر کی مچلتی لہروں کے حوالے کر دیا

But the youth was one of the cunning persons. So he jettisoned you to the stormy tides of the sea.

(8)

وقَـــال اعتِــذاراً : مـــا أردتُ سَـلامَة

ومـــا کـنـــتَ ذا عــلـــم بــانک تسبـح

اس (عمارہ بن ولید) نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں تیری سلامتی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی میں تیری تیراکی کے فن سے واقف تھا۔

In his apology he made it clear that he didn't bother about your survival and that he didn't know you knew the art of swimming.

(9)

فـــداهَــنْتَهُ فِــعْـــلَ الــذّلیـــل مهـــانَةً

ومَـــا زال لِـلـنّــکـــراء صَــدْرک اَفْــلَـحُ

تو نے اس کے ساتھ ذلیل شخص کی طرح دھوکے سے کام لیا اور تیرا دل مسلسل اس کے برے انجام کے بارے میں حیلہ جوئی کر رہا تھا۔

You betrayed him like a mean person as your heart was ever in setting trap to bring him to his doom.

(10)

فدبّ الی عرس النجاشی بجهده

فضادفه بالبغی للجهل تسمخ

پس اس نے اپنی کوشش سے نجاشی کی بیوی کو ورغلایا اور اس سے جا ملا تو نے اس کو بدکاری پر ابھار کر جاہلانہ کام کیا۔

So he enticed Negus' wife by himself and had rendezvous with her. Then you hoodwinked him into fornication.

(11)

وخبّرک المشئوم ما کان منهما

وجاءک بالدهن الذی کان یمسخ

اور اس منحوس نے تجھے اپنے معاملات سے آگاہ کر دیا اور تیرے پاس وہ تیل لے آیا جو وہ (نجاشی) لگاتا تھا۔

The wretched boy made you his confidant and brought you the oil he applied.

(12)

علی عارضیه حین یدخل بیتها

مساءً وتخبوه به حین یصبح

اپنے رخساروں پر جب شام کو اس کے گھر جاتا تھا اور عورت وہ تیل اس کو صبح دیتی تھی۔

He applied it to his cheeks while going to meet her in the evening though the woman gifted him the oil in the morning.

(13)

فـــاوْرَطْتَـــه عِـنــد الـنَّـجـاشــی سَــاعِـيــاً
اِلَـيـــه بِــــه وانْــــتَ فـــی ذاک مـفـلَـحُ

تو نے اس سے بدلہ لینے کی کوشش میں اس کو نجاشی کے پاس ہلاکت میں ڈال دیا اور تو (عمرو بن العاص) اپنے اس منصوبہ میں کامیاب رہا۔

So you ,in your vengeful efforts , brought him to damnation at the hand of Negus, and your treachry worked.

(14)

فَـــصَيَّـــره بَيْـن الـوُحُــوش بِـسِـحْــره
يُــقَـــطِّـــعُ أجْـــوَازَ الــفَــلاةِ ويــكْــدحُ

پس نجاشی نے اس کو اپنے جادو کے بل بوتے پر وحشی جانوروں میں شامل کر دیا، آج وہ جنگل میں اخروٹ توڑ رہا ہے اور سخت مشقت برداشت کر رہا ہے۔

So Negus turned him into a beast through his magic. He now breaks open wild walnuts and thus leads a very tough purgatorial life.

☆☆☆☆☆☆☆

اس کرۂ ارض پر مخلوقات عالم میں انسان سب سے افضل ترین مخلوق ہے۔ قدرت نے وہ تمام متعلقات جو آج تک زمین پر موجود ہیں یا آئیں گے سب انسان کے لیے پیدا کیے گئے اس شرف آدم کے باوجود فطرت نے کچھ ایسی پابندیاں بھی عائد کی ہیں جن پر عمل درآمد سے ارتقائے حیات کو فائدہ ملتا ہے۔ ایک ایسا انسانی معاشرہ جہاں رسم و رواج کی حکومت ہو اور وہ بھی ایسے کہ جن کے ہونے یا نہ ہونے سے کسی قسم کا فائدہ یا نقصان کا اندیشہ نہ ہو پر عمل کرنا یا بالجبر عمل کرانا ایک مضحکہ خیز کیفیت ہوتی ہے کیونکہ عام طور پر یہ رسوم و رواج اساطیر کے مرہونِ منت ہوتے ہیں اس اساطیری رویے میں اگر جذبات کی شمولیت ہو جائے اور ان کا انداز اجتماعی نوعیت کا ہو تو پھر ظلم و بربریت انسانی عادات کا ایک ایسا حصہ بن جاتے ہیں جن کے بل بوتے پر نظامِ زندگی ترتیب پاتا ہے عرب کے قبائلی نظام میں اسی قسم کے تکلیف دہ حقائق ستم کا جواز مہیا کرتے ہیں مثلاً بتوں کے سامنے کنواری دوشیزاؤں کی قربانی، لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دینا، جنوں کو خدا ماننا، نباتات، جمادات، اجرام فلکیہ اور دیگر مظاہر فطرت کی پرستش اور ان پر بے بنیاد یقین ایذا رسانی کی خواہشات کا اظہار ہیں اگرچہ ان تمام عوامل کے نتائج کتنے ہی اذیت ناک کیوں نہ ہوں عرب معاشرہ ایسا کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا حالانکہ یہ رویے اختیاری اور ذاتی نوعیت کے تھے لیکن ان کو سماوی نظریات کے ساتھ مربوط کر دیا گیا تاکہ انسانی عقائد میں مزید پختگی پیدا ہو جائے ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ذاتی اغراض پر مبنی ہوتا ہے اور یہ اغراض تعصب کا شاخسانہ ہوتی ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا معجزہ بھی اساطیر کی کوئی شکل ہے یا نہیں۔

معجزہ کی جمع معجزات اور مادہ عجز یعنی عدمِ قدرت، قاصر رہنا، طاقت نہ رکھنا، کسی کو عاجز کر دینا، کام کرنے قدرت و طاقت کو سلب کر دینا وغیرہ۔ جہاں تک اصطلاحی معنوں کا تعلق ہے کسی رسول یا نبی کا وہ کام جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و طاقت سے اپنے رسول کی نصرت و تائید کے لیے کرتا ہے اور اس وقت اس جیسا کام کرنے والے دوسرے لوگ قاصر و عاجز رہ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی تائید کے لیے کبھی عجیب و غریب چیزیں بطور دلائل و بینات ظاہر کرتا ہے ان چیزوں کا تعلق زمین سے بھی ہو سکتا ہے اور آسمان سے بھی (اسلامی انسائیکلوپیڈیا پنجاب یونیورسٹی۔ ص 337)

جہاں تک اساطیر کا تعلق ہے اس میں حقیقت نہیں ہوتی اس کا تعلق ذہنی اختراع کے ساتھ ہوتا ہے بصری قوتیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اس کا محرک روایات ہوتی ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا لیکن ذہنی قوتیں چونکہ روایات کے دائرے میں مقید ہوتی ہیں لہٰذا امر محیر العقول چیز کو بلا کسی ثبوت کے تسلیم کر دیا جاتا ہے اس کے برعکس معجزہ باثبوت، بصری اور یقینی ہوتا ہے جس سے فکر کو جلا ملتی ہے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ حقیقت و صداقت ہوتی ہے، جادو اور سحر کو معجزے میں شامل نہیں کیا جا سکتا: جادو عام طور پر دعویٰ کے برعکس ہوتا ہے جبکہ معجزہ دعویٰ کی تائید کرتا ہے کسی بھی سحر کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے مثلاً عصائے موسوی نے جادوگروں کی رسیوں کو جو سانپ بن گئیں تھیں نگل لیا جادو کو ختم کرنا انسانی

طاقت کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے جبکہ معجزہ کا مقابلہ انسانی اختیار میں نہیں۔

اہلِ عرب کا خیال تھا کہ انہیں اپنے بنائے ہوئے معبودوں سے مدد مل سکتی ہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ان سے خوفزدہ نہیں تھے اپنے خداؤں کو محض خوش کرنے کے لیے قربانیاں دیتے تھے کسی خوف کے تحت نہیں بلکہ اس کا مقصد رسوماتی نظر آتا ہے ہاں البتہ انہیں ایک خوف ضرور تھا کہ ان بتوں کے خاتمے سے ان کی حکومت خواہ وہ کسی کاہن کی صورت میں ہو یا مذہبی منصب دار کی شکل میں ختم نہ ہو جائے۔ چنانچہ ذہنی تسکین کے لیے ان کا خدا وجودی حالت میں ان کے ساتھ ہوتا ہر گھر میں یہ بت انفرادی صورت میں موجود تھے وہ گھر میں آتے جاتے ان بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے وہ کسی شعوری کوشش کے بغیر یہ عمل کرتے ان حالات میں جب اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی تو قریشِ مکہ کے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے ان کے اندازِ حیات میں کوئی تبدیلی نہ پیدا ہونے پائے ان کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود کسی خطرے سے کم نہیں تھا لہٰذا انہوں نے اس خطرے کو ختم کرنے کے لیے ہر طریقہ مثلاً لالچ، حکومت، ثروت وغیرہ سب آزما لیا مگر انہیں اس میں ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوئی وہ جانتے تھے کہ یہ خطرہ بالفعل موجود ہے اور رہے گا۔ قریشِ مکہ کے پاس اب اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں تھا کہ وہ حضرت ابوطالبؑ اور بنو ہاشم کا ہر سطح پر بائیکاٹ کر دیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوطالبؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کی خاطر شعب ابی طالبؑ میں منتقل ہو گئے۔

قریشِ مکہ اور دیگر قبائل نے ایک دستاویز تیار کی کہ بنو ہاشم سے ہر طرح کے معاشرتی، معاشی اور سماجی روابط ختم کر دیئے گئے ہیں چنانچہ قبائلی سرداروں کے دستخطوں کے بعد دستاویز کو کپڑے میں لپیٹ کر خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا نتیجۃً بنو ہاشم کو سخت ناسازگار حالات کا سامنا کرنا پڑا فاقوں کی وجہ سے بچوں کے رونے اور بلکنے کی آوازیں بھی قریش کے دلوں میں رحم کا جذبہ نہ پیدا کر سکیں ان کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے ان کا سماجی نظام محفوظ رہے گا ادھر بنو ہاشم حوصلہ مندی سے ان ممکنہ آفات کا صبر و اطمینان سے مقابلہ کر رہے تھے کیونکہ انہیں اپنے مقصد کی صداقت پر پختہ یقین تھا اس مقاطعے کو تین سال گزر گئے تو ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوطالبؑ کو بتایا کہ وہ دستاویز جو قبائل نے مقاطعہ کے بارے میں تیار کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کی تھی خداوند عالم نے اس پر دیمک مسلط کر دی ہے جس نے سوائے اللہ کے نام کے باقی پوری دستاویز کو چاٹ لیا ہے یہاں پر حضرت ابوطالبؑ کا رویہ بتاتا ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس بات پر اتنا یقین کامل تھا کہ وہ خانہ کعبہ میں قریشِ مکہ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ ایسا ہو چکا ہے لہٰذا انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت پر ایمان لے آنا چاہئے یہ یاد رہے کہ ابھی وہ دستاویز کھول کر نہیں دیکھی گئی تھی جب اسے کھولا گیا تو وہ حضرت ابوطالبؑ کے بیان کے عین مطابق تھی یہ ایک ایسا معجزہ تھا جس کے عینی شواہد کفارِ مکہ کو دعوتِ فکر دے رہے تھے یہ معجزہ ایک طرف تو قریشِ مکہ کی ہزیمت کا باعث تھا تو دوسری طرف بنو ہاشم کے

یقین کی پختگی کا باعث بھی تھا چنانچہ اب قریش اپنے اس معاہدے کو ختم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کے بڑھتے ہوئے ظلم و استبداد کے باعث مسلمانوں کا پہلا گروہ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکا تھا حضرت ابو طالبؑ نے قریشِ مکہ کے معاہدے کو دلیل و ثبوت و نبوی سے رد کر دیا تھا اور یہ بات ان کے لیے بہت زیادہ خوشی کا باعث بنی تھی اور پھر قریش کی اس جارحیت کا جواب معجزاتی دانشمندی سے دیا گیا تھا لہٰذا وہ اس خوشی و مسرت کے لمحات میں ان لوگوں کو یاد کرتے ہیں جو ظلم و تعدی کی وجہ سے ہجرت پر مجبور کر دیے گئے تھے حضرت ابو طالبؑ کو ان کے بچھڑنے کا دکھ بھی ہے اور تکلیف بھی۔ اپنے ان اشعار میں وہ حبشہ چلے جانے والے مسلمانوں کو مخاطب کر کے تمام واقعہ بیان کرتے ہیں اور آخر میں اپنی خاندانی نجابت و شرافت اور عزت و وقار پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ انہیں (قریش) للکارتے بھی ہیں کہ آنے والے زمانے میں اپنی حفاظت کی فکر کرو اگر ان پہاڑوں سے پوچھا جائے تو یہ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبیٔ برحق ہونے کی گواہی دیں گے یہ اندازِ تکلم صرف اسی شخص کا ہو سکتا ہے جسے اپنی بات کی صداقت پر ایمان کی حد تک یقین ہو یہی محکم و مضبوط دلائل ان کے عزائم کو مزید پختہ بناتے ہیں۔

Of all the things created by Allah, Man occupies the status of the crown of creation. All the other things which are found in the universe today or all those which will make their appearance in the days to come have been created for man. Notwithstanding all this sublimity showered on man, Nature has brought him within certain confines respecting which spurs the process of evolution of life. Thus the human society where customs and traditions reign supreme, though they be devoid of any inkling of profit or loss yet which are acted upon or by force imposed on others, mirrors only a ridiculous distortion. Such customs and ensuing human sentiments assume collective significance and bring in their wake oppressiveness and barbarism as integral part of human nature which ultimately determines the whole code of life. The primitive tribal system of the Arabs gave justification to some deeply perturbing tyrannical acts

like offering virgins' sacrifice to idols, burying alive newly born girls, believing jinns as gods, worshipping and having baseless trust in plants, stones, heavenly bodies and others etc even though the consequences of all these acts were critically painful. Indulging in all this was a matter of great pride for the Arab society. Despite the undesirable fact that these attitudes were basically self-imposed and personal, they had been amalgamated with the divine ideas to render greater firmness to human beliefs. We know that all this stems from selfish feelings which in turn have their roots in prejudice.

Now the question arises if 'miracle' too isn't another form of myth.

As far as the term's use in theology is concerned, it signifies some thing done by a prophet or messenger through Allah's might to support and help His prophet whereas other people claiming to perform the similar wonder fail to do so. Sometimes Allah Almighty may reveal some strange things belonging to the earth or heavens as clear evidence.

Myths are, in fact, devoid of reality and are only mind-concocted. The ocular faculties can't perceive them. They evolve from baseless traditions. But as the reasoning power is imprisoned in the dungeons of traditions, such paranormal and mysterious happenings are taken for granted even without any proof. On the contrary a miracle always has proof and is perceptible to vision. It whets the power of thinking and cannot be contested with as it is based on reality and truth. However, magic and

necromancy are not complementary to miracle. Magic is generally contrary to the claim whereas miracle testifies to the claim. Moreever all magic may be contested with e.g. Moses' staff devoured the magicians ropes-turned-into-snakes. On the other hand a miracle remains unchallenged. Overcoming magic is within the compass of human powers whereas defeating miracle is beyond human powers.

The Arabs thought that they could get success through their self-made gods. But it seems that they were never scared of them and their offering them sacrifices was more an act of pleasing their gods than their feeling frightened of them. In this respect such acts seem only traditional. However the one fear that gripped them tightly was that the end of the idols was going to be the end of their supremacy as a priest or holder of some other religious post. So they consoled themselves psychologically that their gods were with them in concrete form. They kept them in many individual shapes in their homes and had become accustomed to prostrate to them whenever they happened to be around these idols. All this didn't involve any conscious effort. That's why when the preaching of Islam began, it became necessary for the Quraish of Makkah to adopt a way which could hinder any possible change in their life style. The rise of the Holy Prophet (PBUH&HP) was no less than a threat to them and to ward it off they tried to exploit every possible means including greed, rule and wealth etc but to no avail at all. Now they fully realized that the threat was actually there and would remain there is future too. So the Quraish felt that they were left with no

option other than totally boycotting Hazrat Abu Talib(A.S) and Banu Hashim. As a result of this boycott Hazrat Abu Talib(A.S) felt compelled to take refuge in a fissure which later came to be known as 'Shaib-e-Abi Talib to guard the Holy Prophet(PBUH&HP).

The Quraish and other tribes agreed on a charter to the effect that all social, and economic connections with Banu Hasim were to be severed. After having been signed by the tribal chieftains, this document was wrapped in a piece of cloth and placed on the wall of the Holy Kaaba. This entailed a period of harsh and tormenting conditions for Banu Hashim. The feelings of sympathy and mercy could not well up in the hearts of the pagans despite the crying and wailing of the famished children as they thought that in this way their social system would go to pieces. However, firmly convinced by the truthfulness of their conviction, Banu Hashim kept on facing all these crushing troubles with utmost patience and courage. After a lapse of more than three years, one day the Holy Prophet(PBUH&HP) informed Hazrat Abu Talib(A.S) that the parchment written out by the tribes about the boycott was completely eaten up by termites Allah Almighty had appointed for this very purpose and only the word 'Allah' stood intact in it now . Now at this revelation, the attitude of Hazrat Abu Talib (A.S) speaks volumes for his perfect faith in the Holy Prorhet's(PBUH&HP) word as the former at once approached the Quraish and breaking this news to them demanded that they should readily acknowledge the truthfulness of the Holy prophet (PBUH&HP). At this point let this fact not be ignored that when the

piece of cloth was removed from it, the Quraish witnessed that the situation was exactly as described by Hazrat Abu Talib(A.S). It was a miracle whose lucid proof should have invited the unbelievers to deep pondering. This miracle brought a shameful defeat to the Quraish as well as a stronger conviction to Banu Hashim. In short the Quraish were brought round to abolish this unfair treaty.

The ever increasing preponderance of the atrocities of the Quraish had compelled the first group of the Muslims to migrate to Abyssinia. Hazrat Abu Talib(A.S) felt highly elated at having rebutted the treaty of the Quraish by prophetic arguments and proofs. This response to the aggression of the Quraish had come in the form of miraculous prudence. So on this joyful occasion Abu Talib(A.S) recalls those who were forced to migrate owing to the oppressive measures taken against them. His heart is struck by the pain and sorrow of their parting. He addresses the emigrants and narrates the whole incident expressing his pride at the purity, nobility and dignity of his family at the end. Not only this, he also challenges the Quraish to heed their own security in future. He says that even if these mountains were blessed with the power of speaking, they would also bear testimony to the truthfulness of the prophethood of Hazrat Muhammad(PBUH&HP) .Now the point to be noted is that only a person who has deep delved faith in the veracity of his words, which in turn, render his resolve more strength and firmness with its solid and unrefutable arguments can utter such words.

(1)

ألا انّ خيـــر النـــاس نــفـســـاً ووالــداً

اذا عُـــدَّ ســـاداتُ البـــرّية. أحـــمـــدُ

کیا بحری سفر کرنے والے (مہاجرین حبش) کو طویل مسافت کے باوجود یہ پتہ چل چکا ہے کہ خالق کائنات نے ہم پر کتنا بڑا احسان عظیم کیا ہے، یقیناً اللہ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

Have those who set out on the voyage (The migrants to Abyssinia) realized after this long journey how great has been the mercy of Allah on us. Verily Allah is the most compassionate.

(2)

نبـــيُّ الإلـــه والـكـــريـــم بـــأصـلـــه

وأخـــلاقـــه وهـــو الـــرّشـيـــد الـــمـــؤيّـــد

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں وہ راہ حق پر ثابت قدم، تائید ایزدی سے مکلّف اور اخلاق حمیدہ کے مالک ہیں۔

He (Hazrat Muhammad PBUH&HP) is the prophet of Allah. He is steadfast on the path of truth and enjoys the support of Allah. He possesses adorable manners. too.

(3)

خـــزنـــمٌ عـــلـــى جُـــلّ الأمـــور كـــأنـــه

شهـــابٌ بـــكـــفّـــي قـــابـــسٍ يـتـوقّـــد

یہ لوگ (لوئی بن غالب کی اولاد) عظیم ترین کارہائے نمایاں انجام دینے والے ہیں۔ یہ نجوم فلکیہ کی مانند درخشاں اور شہاب ثاقب کی طرح روشن اور تیز رفتار ہیں۔

They (the descendents of Lui Bin Ghalib) are those who have been performing prominent great deeds. They are as shining as stars in the firmament and as scintillating as speedily falling comets.

(4)

مِنَ الأكرمين من لُوَيّ بن غالب

اذا سِيمَ خسفاً وجهه يتربد

خاندان لوئی بن غالب کی کیفیت یہ ہے کہ جب بھی کوئی معرکہ، جنگ وجدل پیش آتا ہے تو ان کے رخسار قوت جاہ وجلال سے تمتما اٹھتے ہیں۔

Now the situation with the family of Lui Bin Ghalib is that whenever there is a struggle, their cheeks give off radiance of grandeur.

(5)

طويل النجاد خارج" نصف ساقه

على وجهه يسقى الغمام ويسعد

یہ دراز قد اور لمبی تلواریں رکھتے ہیں ان کی چہرے اتنے بابرکت ہیں کہ ابر رواں بھی وجد میں آ کر رقص کرنے لگتا ہے اور قوم ان کو نیک بختی کی علامت سمجھتی ہے۔

They are of tall stature and possess long swords. Their faces are so holy that even the floating clouds start dancing in ecstasy. The whole community takes them as a sign of good fortune.

(6)

عظيم الرماد سيد وابن سيد

يحض على مقرى الضيوف ويحشد

یہ نہ صرف خود سردار ہیں بلکہ ایک سردار کے لخت دل بھی ہیں ان کی سخاوت وفیاضی کا ہر طرف شہرہ ہے ان کی مہمان نوازی کے ہر طرف چرچے ہو رہے ہیں انکی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے (لوگ) بھی ان ہی کی طرح ہو جائیں۔

They are not only themselves the leaders but are also the very flesh of the heart of their chief. Their generosity and charitableness has got very good press and their hospitality is well known. They wish others, too, to be like them.

(7)

وَيَبني لأفناء العشيرة صالحاً

اذا نحنُ طفنا في البلاد. ويمهدُ

اگر ہم قریہ قریہ جا کر جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو دیانت دار، نیکوکار اور دوسروں کے کام آنے والے اور ہر وقت اپنے قبیلے کی بہبود کا خیال رکھنے والے ہیں

Even if we visit towns after towns, we come to know that these are the people who are honest, virtuous and helpful to others. They always keep the welfare of their tribe in view.

(8)

ويبني كثيراً حيثُ كان من العدا

طلاعَ الندى لا غير ذلك ينجدُ

اے لوگو! ہم ہی تو وہ چشمہ ہیں جس کے سوتے کبھی خشک نہیں ہوتے۔ ہم لوگوں کی احتیاجات کی تکمیل میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

O people! We are the spring whose founts never dry up. We always keep busy with satisfying the needs of the people.

(9)

ألظ بهذا الصلح كلُّ مراء

عظيمُ اللواء امرؤ ثمّ بنخمدُ

ہر وہ شخص جس نے بھی امن وامان کی فضا بنانے میں کردار ادا کیا اور بہتری کی ہدایت کی وہ لائق تحسین اور عظیم قرار پایا اور اسے قابل تعریف گردانا گیا۔

Every person who played his role in creating an atmosphere of law and order and showed the way to improvement was considered praiseworthy and great.

(10)

إذا قال قولاً لا يُعاذل قوله

كوَحْيِ الكتاب في صفيحٍ يُخلّدُ

ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کلام ہمیشہ سچا ہوتا ہے اور ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گفتگو پتھر پر لکھی ہوئی تحریر کی طرح ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

The word spoken by him (PBUH&HP) is always true and whatever he says, is eternal as something stamped on a stone.

(11)

بجيشٍ له من هاشمٍ يتبعونه

يمدّهم ربُّ الورى ويؤيّدُ

ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی افواج قاہرہ میں بنو ہاشم کے وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اتباع کرتے ہیں اور خداوند عالم بھی اس لشکر کی مدد و تائید کرتا ہے۔

His charging army consists of those Hashmites who follow him (PBUH&HP) so that God Himself succours it.

(12)

هُمُ رَجَعوا سهل بن بيضاء راضياً

وسُرَّ إمامُ العالمين محمّدُ

سہیل ابن بیضاء نے انہیں (قریش مکہ) کہا کہ اب اس (مقاطعہ) کو ختم کر دینا چاہیے تو انہوں نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا جس کی اطلاع لے کر وہ آئے جسے سن کر عالمین کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

Sohail Ibn-e-Baiza suggested to them (The Quraish) that the boycott should be brought to an end now, and they agreed to him. So he brought the news to us, and on hearing this the leader of the worlds Hazrat Muhammad (PBUH&HP), felt highly elated.

(13)

أعان عليها كل صقر كأنه

اذا ما مشى في رفرف الدرع أحرد

اس میثاق کو غلط قرار دینے کے لیے ان عظیم جانبازوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا جو لمبی زرہیں پہن کر پروقار انداز سے چلتے ہیں۔

These courageous people clad in long armours and walking in an honorable way co-operated with another to nullify this agreement.

(14)

قضوا ما قضوا في ليلهم ثم أصبحوا

على مهل وسائر الناس رقد

وہ جبر و تشدد کی سیاہ ترین رات تھی جس میں انہوں نے (قریش مکہ) اپنی مرضی و منشاء کے مطابق (ہمارے مقاطعہ کا) فیصلہ کرلیا لیکن یہ لوگ (مطعم، زہیر) علی الصباح خواب سے بیدار ہوگئے۔ جبکہ دوسرے (قریش مکہ جو عہد نامہ عدم تعاون کی زور و شور سے حمایت کر رہے تھے) اپنی نیند میں مدہوش پڑے تھے۔

It was the darkest night of oppression and violence when they (The Quraish) had at their free will taken the decision (to boycott us). But the people (Mut'am, Zaheer) woke up early in the morning, whereas the others (those of the Quraish who were enthusiaistcally supporting the pact of boycott) were still lost in dreams.

(15)

متى شرك الأقوام فى جُلّ أمرِنا
وكُنّا قديماً قبلها نتوَدّدُ

ہمارا (بنو ہاشم) مقام و مرتبہ بہت بلند ہے ہم نے اپنی قوم کی مدد کے بغیر کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی کے لوگ بھی ہم سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اور آج بھی ہماری اعلیٰ کارکردگی ہماری عظمت کا ثبوت ہے۔

We (Banu Hashim) enjoy a very high station. We have made great accomplishments even without the support of our community. That's why we were the centre of profound reverence for the people of the past. Even today our lofty performance speaks volumes for our dignity.

(16)

وكُنّا قديماً لا نُقِرُّ ظُلامةً
ونُدرِك ما شِئنا نتشدّدُ

ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ ڈھائے (لہذا ہم ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیتے رہے ہیں) اگر کسی نے کسی پر ظلم کرنے کی کوشش کی تو ہم نے اسے روکنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا، نہ ہی کسی پر سختی کی اور نہ ہی ہونے دی۔

O the progeny of Qusa! We have always been vigilant to keep people from oppressing others. If attempts were made to oppress anyone, we never hesitated to use force against him. Neither did we become cruel, nor did we let others become cruel.

(17)

فیا لقصیٍّ ہل لکم فی نفوسکم
وہل لکم فیما یجیءُ بہ الغد

اے آلِ قصیٰ! کیا تمہارے اندر کوئی غیرت پیدا ہوئی ہے کہ تم آنے والے زمانے میں اپنی حفاظت کی فکر کر سکو کیا اس سے تمہارے کردار میں بھی کوئی بدلاؤ آیا ہے تاکہ مستقبل میں تم اپنی حفاظت کر سکو (البتہ تمہاری حفاظت اسی صورت ممکن ہے کہ تم راہِ حق پر آجاؤ)۔

O the progeny of Qusa! Has your sense of honour been shaken? Has whatever you have been witnessing and hearing brought about any such change in your character as may help you secure you future?

(18)

فانّی وایاکم کما قال قائل
لدیک البیان لو تکلّمت أسود

(اے قریش) ہماری اور تمہاری سوچ میں بعد المشرقین ہے۔ اگر یہ بلند و بالا کوہسار قوت گفتار کے مالک ہوتے تو یہ بھی پکار پکار کر ہماری عزت اور ہمارے شرف کا اعلان کرتے۔

O Quraish! There is a world of difference between your and our thinking. If these lofty mountains possessed the power of speaking, they might speak of our nobility and dignity loud and clear.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ نے ۵۸۲ء میں اپنے تجارتی مقاصد کے لیے شام کے سفر کا ارادہ کیا تو اس وقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر بارہ سال تھی (علامہ ابن خلدون نے پہلے ۱۳ اور پھر ۱۷ سال لکھا ہے) یہ قافلہ سرزمین شام میں بصریٰ کے مقام پر پہنچا جسے "حوران" بھی کہتے ہیں یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کے بارے میں عیسائی راہب نے حضرت ابوطالبؑ سے گفتگو کی اور انہیں کہا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے چلے جائیں تاکہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہیں نقصان نہ پہنچائیں چنانچہ حضرت ابوطالبؑ کے اشعار راہب بحیرا سے ملاقات کے حوالے سے ہیں۔

بصریٰ (BOSTRA) جنوبی شام کا ایک شہر ہے جو صوبہ حوران (Notita dignitatum کا Houranitidis) کے جسے بائبل میں Idumea لکھا ہے، بصریٰ زرخیز میدان نقرہ میں واقع ہے جو نبطی بادشاہوں کا شمال کی جانب مستحکم مقام رہا ہے۔Damascus اسے ایک قدیم شہر بتاتا ہے جس کے گرد عرب بادشاہوں نے دمدمے بنا رکھے تھے تورات کی کتاب Maccabees اس کو بیریا کے بڑے قلعہ بند خطے کے ماتحت بتاتی ہے اور Bossura کے نام سے یاد کرتی ہے نبطیوں (Nabateans) کے دور تک پھیلے ہوئے قبرستان جو اسے گھیرے ہوئے ہیں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ ان کی مملکت میں شامل رہا ہے۔B.Ritter کی رائے میں یہ شہر رومیوں کا بنایا ہوا ہے Damascius اسے رومی شہر بنانے کا باقاعدہ سہرا Severus Alexender کے سر رکھتا ہے بصریٰ میں بڑی بڑی منڈیاں تھیں جن کے کھنڈر اب تک پائے جاتے ہیں اس کا سکہ بھی اپنا تھا یہ ایک سرحدی منڈی کا بھی کام دیتا تھا جہاں عرب کے کاررواں اور چرواہے اپنی ضروریات زندگی خریدنے کے لیے آتے تھے تجارت اور محاصل نے اس کی معیشت میں استحکام پیدا کر دیا تھا جب تک یہاں عیسائیت کا فروغ نہیں ہوا تھا اس عہد کی سلطنت روما کے دیوتاؤں کے ناموں کے یہاں کتبے ملتے ہیں جن کی پرستش کی جاتی تھی عیسائیت کے دور میں ان دو خانقاہوں کا بھی ذکر ہے جن میں سے ایک راہب سیری کوس کے نام پر وقف کی گئی تھی اور لڑکیوں کے لیے تھی ۔اس میں ایک بڑا گرجا بھی تھا جس کی دیواریں اور محراب ابھی تک باقی ہیں یہی وہ مقام ہے جو بحیرا راہب کی اقامت گاہ تھی وہی بحیرا جو عیسائیوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے والوں میں سے تھا آج کل بصریٰ ایک چھوٹی بستی کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کا گزارہ اپنی زراعت پر ہے بشرطیکہ بارش ہو جائے۔

When in 582 A.D Hazrat Abu Talib(a.s) travelled to Syria for trade, the Holy Prophet (PBUH&tHP) was 12 (Allama Ibn e Khuldun has given two different ages, 13 &17).At length their caravan arrived at Bosra, also known as Huran, the place where the Christian monk conversed with Hazrat Abu Talib(a.s) and advised him to leave that place as soon as possible so that the Jews might not harm the Holy Prophet (PBUH&tHP).

Bosra (also called Bozrah or Bostra; Arabic: Busra ash-Sham) is an ancient city 67 miles (108 km) south of Damascus. Once the capital of the Roman province of Arabia, Bosra was an important stopover on the ancient caravan route to Makkah.

Bosra's most impressive feature is its superbly well-preserved Roman theater, complete with tall stage buildings. And there are also early Christian ruins and several old mosques to be found within its great walls.

Lying south of Damascus, it was first a Nabataean city and was later conquered by the Romans (see Roman Republic and Empire) under Trajan. It was the capital of the Roman province of Arabia and served as a fortress east of the Jordan River. It became the see of a bishop early in the 4th century AD but fell to the Muslims in the 7th century. Crusaders captured the city in the 12th century but failed to hold it, and it quickly fell into decline. It is the site of monumental remains of temples, triumphal arches, aqueducts, churches, and mosques.

Bosra became a Christian bishopric early in the 4th century and ruins of two early churches can still be seen today. The city fell to the Muslims in 634/635; the ruins of ancient mosques can be

seen from this period. As it was situated at the crossroads of trade routes, Bosra was a stop-off point for Muslim pilgrims heading to Makkah and Medina.

(1)

إنَّ الأمينَ محمداً في قومِهِ

عندي يفوقُ منازلَ الأولادِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم (قریش مکہ) کے اندر امین ہیں (قوم نے انہیں صادق وامین کا لقب دیا ہوا ہے) وہ میرے لیے میری اولاد سے بڑھ کر ہیں اور میں ان سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت رکھتا ہوں۔

Muhammad (PBUH&HP) is trustworthy of the Quraish. He is nearer and dearer to me than my own children.

(2)

لمّا تعلّق بالزمامِ ضممتُهُ

والعيسُ قد قلّصن بالأزوادِ

زادِ سفر اور اسباب تیار کیا جا چکا تو وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے اور مجھ (ابوطالبؑ) سے چمٹ گئے میں نے انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرطِ محبت سے سینے سے لگا لیا۔

When the luggage had been packed and the goods had been loaded, he (The Holy Prophet PBUH&HP) came forward and clung to me. I embraced him out of love.

(3)

فَــــارْفَــضَّ مِــن عَيْـنَـــيَّ دَمــعٌ ذَارِفٌ

مِثــلَ الــجُـمَـــانِ مُــفَــرَّقُ بِـبَـدَادِ

محبت کے جذبات کی وجہ سے میری آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہہ رہے تھے اور گوہر آبدار کی طرح سواریوں، زینوں اور کاٹھیوں پر گر رہے تھے (یعنی گھوڑوں اور اونٹوں کی کاٹھیاں اور زینیں میرے آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں)۔

The warmth of love made my eyes shed countless tears which began to drop like glittering pearls on the saddles.

(4)

رَاعَيْـــتُ فِيـــهِ قَــرَابَةً مَــوْصُــولَةً

وحَــفِــظْــتُ فِيـــهِ وَصِيَّةَ الأَجْــدَادِ

میں نے اپنی گہری محبت کا اظہار کیا جو مجھے ان سے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھی میں نے (ابوطالب) اپنی محبت کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف رفتہ (حضرت عبدالمطلب) کی وصیت کو بھی مدنظر رکھا۔

It was an expression of my love for him. Not only was it my personal love but also the urge to abide by the will of my ancestors (Hazrat Abdul Muttalib & others).

(5)

وَدَعَــوْتُـــهُ لِــلــشُّــبُــرِ بَيْــنَ غَـمُــومَةٍ

بِيْـضِ الــوُجُــوهِ مَــصَــالِــتٍ أَنْـجَــادِ

ان سے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بچھڑنے کا خیال (اس سفر کی وجہ سے) میرے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ بھی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے چچا (ابوطالب) کے ہمراہ چل کر اس کی (ابوطالب) عزت افزائی فرمائیں۔

The thought of separation from him was really soul tormenting for me. So I implored him to honour me with his company in this journey.

(6)

سَارُوا لِأَبْعَدِ طِيَّةٍ مَعْلُومَةٍ

فَلَقَدْ تَبَاعَدَ طِيَّةُ الْمُرْتَادِ

ہمارا یہ سفر ایک مخصوص منزل اور مخصوص وقت کے لیے تھا جس کا پروگرام ہم نے پہلے ہی بنایا ہوا تھا لیکن توقعات کے مطابق نتائج سے ہم ناواقف ہوتے تھے۔

This journey had a fixed destination and was planned to have been completed within a specific time. But how future may unfold is always out of our sight.

(7)

حَتَّى إِذَا مَا الْقَوْمُ بُصْرَى عَايَنُوا

لَاقَوْا عَلَى شَرَفٍ مِنَ الْمِرْصَادِ

آخر وہ وقت بھی آ گیا جب اہل کارواں کے سامنے ایک طویل اور دشوار سفر کے بعد مقررہ منزل کے ٹیلے نمودار ہونے لگے اور ہم قریہ بصریٰ (بیت المقدس کے شمال میں دمشق کے قریب منڈی کا نام) پہنچ گئے۔

At last the mounds of the destination started getting visible to the farers after a long and tortuous journey, and we reached the town of Busra (A market place to the north of Jerusalam close to Damascus)

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عبداللہ حضرت ابوطالبؑ کے سگے چھوٹے بھائی تھے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو المخزومیہ تھا جناب عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبرو اور پاک طینت تھے آپ کی وفات مدینے میں ہوئی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی واحد اولاد تھے جو ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے بوقتِ وفات حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ سال تھی حضرت ابوطالبؑ نے یہ اشعار اپنے جواں سال بھائی کی موت پر کہے تھے اس نظم کا ہر شعر جذبات واحساسات کی ترجمانی کر رہا ہے۔

Hazrat Abdullah (a.s) was the real younger brother of Hazrat Abu Talib (a.s). Their mother was Hazrat Fatima Bint-e-Amro Almakhzoomia (a.s). Hazrat Abdullah (a.s) was the most handsome and best natured in Banu Hashim. He left for his heavenly home in 545 A.D at the age of 18, or according to some other sources 23 or 24 years. The Holy Prophet was his only son who was born posthumously. The given verses written by Hazrat Abu Talib (a.s) are elegiac in nature and mournfully express the heart-felt loss and grief at the demise of his youthful brother.

(1)

عَيْنِي اُنْذُبِي بِبُكَاءِ آخِرَ الأَبَدِ
وَلَا تَمَلِّي عَلَى قَرْمٍ لَنَا سَنَدِ

اے میری چشم گریہ! میری خواہش ہے کہ میری حیات کا ہر لمحہ اس سید وسردار (حضرت عبداللہ) کے اس کارگہ ہستی سے چلے جانے کے غم میں ہمیشہ نوحہ کناں رہے جس کا وجود ہمارے لیے باعث سند تھا میری آنکھیں ان کے لیے ہمیشہ آنسو بہاتی رہیں۔

O my weeping eyes! Would that I could devote every moment of my life to the mourning for the leader's (Hazrat Abdullah) demise from this world as his presence was a good omen for us. Would that my eyes could always weep for him.

(2)

أشكو الذي بي من الوجد الشديد له
وما بقلبي من الآلام والكمد

ان (حضرت عبداللہ) کے بچھڑنے سے ہم پر غم کے بادل چھا گئے ہیں ان کے چلے جانے سے ہم پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور اس جدائی سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر فریاد سے چھلنی ہو رہا ہے۔

The clouds of sorrow have engulfed us after his demise. His separation has been like a bolt from the blue for us. My heart has shattered and my whole being has felt the pangs of his separation.

(3)

أضحى أبوه له، يبكي وإخوته
بكل دمع على الخدين مطرد

(میں وہ وقت یاد کر رہا ہوں) جب وہ عظیم ہستی (حضرت عبدالمطلب) ان کے (حضرت عبداللہ) فدیہ کے لیے راہ خدا میں قربانی دے رہی تھی، اس وقت انتہائے محبت کی بنا پر ہم سب بھائیوں (حضرت عبداللہ کے بھائیوں) کے رخسار شدت گریہ سے بھیگ رہے تھے۔

(Now I recall the time) when he (Hazrat Abdul Mutalib) offered sacrifice in the way of Allah for Hazrat Abdullah. At that time the cheeks of all of us (Hazrat Abdullah's brothers) were damp because of the intensity of weeping in the love (of Hazrat Abdullah).

(4)

لو عاش كان لفهر كلها علماً
اذ كان منها مكان الروح في الجسد

ان کا وجود (حضرت عبداللہ) ہمارے لیے جسم و روح کی مانند تھا۔ کاش! وہ زندہ رہتے تو وہ پورے قبیلے (قریش) کے سردار اعلیٰ ہوتے۔

His person was both the body and soul for us. Would that he were alive, he was to be the chieftain of the whole tribe (of Quraish).

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب اس نظم میں اپنے سفر شام پر جانے کی تیاری کے حالات بیان کرتے ہیں ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہونا ان کے لیے کتنا مشکل تھا اس سفر کا مختلف انداز اور ان کے مسلسل بیان سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوطالب کی زندگی کا وہ اہم واقعہ تھا جس نے ان کی زندگی کے رخ کو بدل دیا کیونکہ انسان عام طور پر انہیں واقعات کو بار بار دہراتا ہے جو اس کی زندگی میں بہت ہی اہمیت کے حامل ہوں اگرچہ حضرت ابوطالب کو پہلے سے علم تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخرالزمان ہیں اور وہ اس کے بارے میں حضرت عبدالمطلب سے بھی سن چکے تھے لیکن سفر شام نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی اس واقعے کا بار بار ذکر غالباً اس بنا پر بھی ہے کہ انہیں یہ علم ہو گیا تھا کہ دوسرے لوگ مثلاً بحیرا راہب، یہودی علماء، دریس، تمام اور زریر وغیرہ بھی یہ جانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جن کا تذکرہ کتب آسمانی اور صحف سماوی میں کیا گیا ہے لہذا جب حضرت ابوطالب سفر کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو ہیں تو یہ بات انہیں ساری رات بے چین رکھتی ہے اور وہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اس واقعہ کو آپ نے انہی اشعار میں قلم بند کیا ہے۔

In this poem Hazrat Abu Talib (A.S) is narrating the circumstances related to his journey to Syria. These verses show how difficult it was for him to part from the Holy Prophet (PBUH+HP). The recurrence of this incident in different ways continually establishes the fact that it was a significant incident in his life as only such things are generally repeated so vehemently as cast considerable effect on one's life. This incident actually gave his life a new turn. He already knew that Hazrat Muhammad (PBUH+HP) was the last Prophet of Allah as he had been apprised of it by Hazrat Abdul Muttalib (A.S), but his journey to Syria placed a stamp of confirmation on it. Moreover this repetition may be the outcome of his pleasant awareness that other people like Buhira, the monk and

Jewish rabbies Darees, Hamem and Zareer also knew it that Hazrat Muhammad (PBUH+HP) was the Prophet who had been mentioned in Holy scriptures.

(1)

بَكَى طَرَباً لَمَّا رَآنِي مُحَمَّدٌ"

كَأَنْ لَا يَرَانِي رَاجِعاً لِمَعَادِ

میں (حضرت ابوطالبؑ) نے جب بغرض تجارت سفر کا ارادہ کیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اس طرح آنسو برسانے لگیں جیسے میں (اس سفر سے) واپس پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

When I made up my mind to set out on a journey (for trade), the eyes of Muhammad (PBUH&HP) flowed tears as if I were not to return from the journey.

(2)

فَبِتُّ يُجَافِينِي تَهَلُّلُ دَمْعِهِ

وَعَبْرَتُهُ عَنْ مَضْجَعِي وَوِسَادِي

ان کے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رخساروں پر بہتے ہوئے آنسوؤں سے میں (ابوطالبؑ) بہت بے چین ہو گیا اور میں نے ساری رات جاگ کر گزاری۔

The tears running down his cheeks made me deeply uncomfortable and I couldn't sleep the whole night.

(3)

فَقُلْتُ لَهُ: قَرِّبْ قُتُودَكَ وَارْتَحِلْ

وَلَا تَخْشَ مِنِّي جَفْوَةً بِبِلَادِ

میں نے (ابوطالبؑ) ان سے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا کہ وہ فوراً اپنا سامان سفر تیار کریں اور میرے ہمراہ چلیں کیونکہ اس طرح ان کی ہمراہی میں مجھے کوئی بھی شہر اجنبی محسوس نہیں ہوگا۔

I asked him to pack his luggage at once to accompany me. In his company I couldn't feel myself a stranger in any city.

(4)

وَخَلِّ زِمَامَ الْعَنْسِ وَارْحَلْ بِنَا مَعاً

عَلَى عَزْمَةٍ مِنْ أَمْرِنَا وَرَشَادِ

میں نے کہا کہ آپ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اونٹ کی مہار چھوڑ دیں اور میرے اونٹ پر میرے ہی ساتھ بیٹھ جائیں اور ہم بعزم استقلال وارادہ اکٹھے چلیں گے۔

I asked him to let go the reins of his camel and instead ride with me on my camel to resolutely move forward together.

(5)

وَرُحْ رَائِحاً فِي الرَّائِحِينَ مُشَيِّعاً

لِذِي رَحِمٍ وَالْقَوْمُ غَيْرُ بُعَادِ

اپنے عزیز واقارب کو الوداع کہہ کر میرے ہمراہ چلیں کیونکہ قوم کے لوگ (اہل قافلہ) ابھی زیادہ دور نہیں گئے تا کہ ہم جلدی ان سے (اہل قافلہ) سے جا ملیں۔

(I asked him) to say good bye to relatives and accompany me as the travelers hadn't traversed much farther and we could soon catch up with them.

(6)

فَرُحْنَا مَعَ الْعِيرِ الَّتِي رَاحَ رَكْبُهَا

يَؤُمُّونَ مِنْ غَوْرَيْنِ أَرْضَ إِيَادِ

ہم جلدی اپنی سواریوں پر بیٹھ کر اہل کارواں کی طرف چل پڑے جن کے اونٹ (مکہ سے نکل کر) سرسبز و شاداب سرزمین کی طرف محوِ سفر تھے۔

Astride our camels, we soon headed towards the caravan whose camels had already taken the route to the land lavishly covered with greenery.

(7)

خبراً فأخبرهم حديثاً صادقاً

عنه وردّ معاشر الحسّاد

وہاں (بصریٰ میں) میں نے (بحیرا راہب سے) سچی اور صداقت پذیر خبر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں سنا جسے اہل قافلہ نے اپنے حسد کی وجہ سے کوئی اہمیت نہ دی۔

There I was apprised (by Buhira, the monk) of true prediction (about Muhammad PBUH&HP) though other people of the caravan generally totally ignored it out of jealousy.

(8)

قوم يهود قد رأوا ما قد رأوا

ظل الغمامة ناغری الأكباد

قوم یہود کے لوگوں نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ ابر باراں ان پر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سایہ فگن ہے۔

The Jewish people also witnessed that a mass of cloud kept shading him (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP.)

(9)

ثاروا لقتل محمد فنهاهم

عنه وجاهد أحسن التجهاد

انہوں نے (قوم یہود نے) انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) قتل کر دینا چاہا لیکن اس (بحیرا راہب) نے بہت اچھے طریقے سے ان سے (قوم یہود سے) بحث کی اور انہیں قائل کیا۔

They were resolved to kill him, but he (Buhira) discussed the whole matter with them in a good manner and finally convinced them.

(10)

وثنــــى بـــحيـــراء زبيـــراً فـــانثـنـــى

فـــى الـــقـــوم بـــعـــد تـجـــاول وتـــعـــاد

راہب بحیرا نے بڑی بحث وتمحیص کے بعد انہیں (قوم یہود کو) روکا اور کہا کہ وہ آپ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھیوں کو قتل نہ کریں۔

It was only after a great deal of arguementation that Buhira, the monk, succeeded in persuading them not to kill Muhammad (PBUH&HP) and his co-travellers.

(11)

ونهـــى دريســـاً فـــانتهـــى لـــمـــا نهـــى

عـــن قـــول حبـــر نـــــاطـــق بـــســـداد

دریس (ذریر اور ہمام، یہودی علماء) کو اس (بحیرا راہب) نے مضبوط ومحکم دلائل دیے اور ان سب کو (دریس ذریر اور اس کے ساتھی) انہیں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے سے) روکا (چنانچہ وہ اپنے ارادے سے باز آگئے۔)

He (Buhira) confronted Darees with very short and solid arguments and thus he successfully forced them to refrain from it (Killing the Holy Prophet Muhammad PBUH&HP).

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

فارسی نعت: نعت وہ کلام ہے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری اور باطنی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے شاعر کی محبت، عقیدت اور قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ کلام نظم میں ہو یا غزل میں، قصیدے کی صورت میں ہو یا مثنوی کی صورت میں، قطعہ و رباعی کی شکل میں ہو یا مخمس، مسدس وغیرہ کی شکل میں، نعت کی نوعیت اور خصوصیت میں فرق نہیں آتا۔

نعت کے لیے اولین خصوصیت جس کا ہونا ضروری ہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے دوسرا عنصر قرآن مجید اور احادیث نبوی سے پوری آگاہی ہونی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر شعراء کعب بن زہیر، حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ وغیرہ اور مابعد کے شعراء کی نعتوں کی گونج ایران پہنچی تو ایرانی شعراء الگ نعت لکھنے کی بجائے اپنے قصائد کی ابتدا نعتیہ اشعار سے کرنے لگے۔ ایران میں نعت گوئی کا یہ عبوری دور تھا جس میں عرب شعراء کی تقلید کی گئی۔ ابوالحسن علی بن جولوغ فرخی سیستانی (م۔۱۰۳۷ء) کو غزل میں کمال حاصل تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار انہوں نے اس طرح کیا ہے:

شگفت نیست کہ از مدح او بزرگ شوم
کہ از مدیح محمدؐ بزرگ شد حسان

عبوری دور میں منقبت کا آغاز ہو چکا تھا جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرکزی حیثیت حاصل تھی چنانچہ سامانی دور کے شاعر حکیم کسائی مروزی (م۔۹۵۲ء) کہتے ہیں

ابن دین حدیٰ را بمثل دائرہ دان
پیغمبرؐ مامرکز و حیدرؓ خطِ پُرکار

غزنوی دور کے نامور شعراء عنصری (م۔۱۰۳۹ء) اور فردوسی (م۔۱۰۲۰ء) نے بھی نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ سلجوقی دور میں شیخ ابوسعید ابوالخیر (م۔۱۰۴۸ء) کی بعض رباعیات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کے متعلق اشارات ملتے ہیں۔ نعتیہ اشعار کچھ وقت تک قصائد میں لکھے جاتے رہے۔ لیکن رفتہ رفتہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ نعتیں بھی لکھنا شروع کر دیں۔

فارسی زبان میں نعت گوئی کا گراں مایہ سرمایہ موجود ہے جو بہت پُر زور، پُر تاثیر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بہت پُر زور قصیدے بصورت نعت کہے۔

خاقانی (م۔۱۱۹۸ء) کے دیوان میں حمد کے بعد چار نعتیں ہیں۔ نظامی گنجوی (م۔۱۱۹۸ء) کی شہرت کا

سرمایہ اگرچہ ان کی پانچ مثنویاں ہیں لیکن انہوں نے ہر مثنوی کا آغاز حمد اور نعت کے ساتھ کیا ہے۔ان کی ہر نعت کے ہر شعر میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری طرح جلوہ فگن ہے۔خواجہ فرید الدین عطار کے اکثر قصائد نعت اور معرفت پر مشتمل ہیں۔مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی معنوی اور دیوان شمس تبریزی میں انہوں نے اگرچہ براہ راست نعت نہیں لکھی لیکن مثنوی کے دفتر اور اس کے ہر باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے متعلق خلوص وعقیدت کا اظہار ملتا ہے۔عراقی (م۔۱۲۸۹ع) نے اپنے دیوان میں ایک پر عقیدت نعت لکھی ہے۔شیخ سعدی شیرازی فارسی کے ایک عظیم شاعر تھے ان کی بوستان میں جو نعت ملتی ہے اس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے ذات و صفات بیان کئے ہیں۔امیر خسرو (م۔۱۳۲۵ع) نے بھی اپنی ہر مثنوی کی ابتدا حمد کے بعد نعت سے کی ہے۔

اوحدی مراغہ ای (م۔۱۳۳۷ع) کے دیوان میں ایک نعت ”در آرزوئے کعبہ وزیارت مرقد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ بڑے جذب وشوق کی نعت ہے۔خواجہ کرمانی (م۔۱۳۵۲ع) کے دیوان کے آغاز میں بھی نعتیں موجود ہیں۔سلمان ساوجی (م۔۱۳۷۶ع) کی مثنوی فراق نامہ میں ایک نہایت دلآویز نعت موجود ہے۔

جامی (م۔۱۴۹۲ع) کا مرتبہ بحیثیت نعت گو بہت بلند ہے۔انہوں نے عشق نبویؐ سے سرشار ہو کر نعتیں لکھی ہیں۔ان کی نعتوں میں سلاست وروانی اور واردات قلبی کی ترجمانی ہوتی ہے۔فیضی (م۔۱۵۹۵ع) کی نعتوں میں محبت اور عقیدت جھلکتی نظر آتی ہے۔عرفی (م۔۱۵۹۰ع) بھی اسی دور کا شاعر ہے اس کی نعتیں بھی شدت جذبات کا اظہار ہیں۔محمد جان قدسی (م۔۱۶۴۶ع) سے منسوب ایک نعت ”مرحبا سید مکی مدنی العربی“ ہے۔موضوع بحر کے علاوہ ہم آہنگ الفاظ نے اس میں ایک غنائیت پیدا کر دی ہے۔بیدل (م۔۱۷۲۰ع) کی مثنوی طلسم حیرت میں موجود نعت سے شاعر کی عقیدت نمایاں نظر آتی ہے۔مرزا اسد اللہ خان غالب (م۔۱۸۶۹ع) کے فارسی کلیات میں موجود نعتوں میں حد درجہ کی عقیدت پائی جاتی ہے۔غلام قادر گرامی (م۔۱۹۲۷ع) کا نعتیہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عقیدت سے معمور نظر آتا ہے۔علامہ اقبال (م۔۱۹۳۸ع) کا سارا کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا بھرپور اظہار ہے۔

Na'aat in Persian poetry

According to research, the foremost traces of writing Na'aat were found in the MATHNAVI, WE-O-RAAMEEN, penned by Fakhruddin As' ad Gurgaani (1054AD/446AH). Amazingly, no regular tradition of Na'aat has been noticed in earlier periods. Just a few, brief mentions in Shahnaama (Shahnaameh to be specific in

Persian pronunciation) of Firdausi and Asadi Tusi are exceptions.

As' ad Gurgaani says, the Holy Prophet (PBUH&HP) is the 'Sun of Truth-speakers'. He has depicted the scenes of pre-Islam bravery and gallantry of the Arabs, adding that they would embrace Islam, as it was the only way to enlighten the soul.

Senai, the saint-poet of the sixth century (12th century AD) made use of Arabic compositions, quotes, terms and phrases, in his Na'atiya Qasaayed, quite impressively. He came out with the most devoted mindset of a true believer in his poesy. Maulana Rumi has termed him as his leader in this type of devotional poetry.

A few couplets of the leading Qaseeda-poet, Anwari (died 587AH) and Jamaluddin Esphahani (died 588AH) are true exceptions among the lot of Qaseeda-poets, known otherwise for eulogising the elite class or some other routine poetic subjects.

Jamal has successfully quoted few Quranic verses regarding the Holy Prophet (PBUH&HP).

Khaaqaani (died 595AH) is the greatest Qaseeda-poet, scholar of the sixth century AH, from the Azerbaijani school of poetry. For his impeccable Na'aat-poems, he has been given the title, 'HASSAAN of AJAM ', (Hassaan of the non-Arab world). His Na'aatiya poetry offers a lot to admire and follow to the devotees, readers/listeners, as well as, critics.

Among the MATHNAVI-poets, Nizami (died 614AH) is the icon, with his five famous MATHNAVIS, 'Khamsa'a. He was followed in writing, 'Khamsa'a, by his noted successors, Amir Khusrau and

Jami. Nizami is well known for his best use of diction, evolving new subjects and compositions.

Fariduddin Attaar (died 627AH), the saint-poet is a renowned saint, famous for his MATHNAVI, 'MANTIQUT-TAIR', in the classics of Persian. His Na'atiya poetry is the true reflection of a devotee, lost deep down in the ocean of fondness to the Noblest of all Prophets (PBUH&HP).

Among the saints of the Sub-continent, Khawja Qutbuddin Bakhtiyar Kaaki is not usually considered as an established poet, yet, he proves to be a natural Na'aat-poet.

Jalaluddin Rumi or the Maulana Rumi ,(died 672AH), is yet another great, saint-poet, scholar and the real trend-setter, who has blessed the Persian poetry, with his unmatched, MATHNAVI, called, 'MATHNAVI-E-MAULAVI-E-MA'ANAVI'. It is also termed as, the 'Quran-in-Pehlavi'. He has remembered the Holy Prophet (PBUH&HP), by various qualitative names and titles. However, the Mathnavi, itself, is not treated as the Na'aat in whole.

To name a few greats of the Persian Na'at to sum up, I must quote Iraqi Hamadani, Sa'adi, Humaam Tabrizi, Amir Khusrau, Hassan Dehlvi, Khawju Kirmani, Hafez, Jami and Qudsi.

(1)

أَنْتَ النَّبِيُّ مُحَمَّدُ

قَرْمٌ أَغَرُّ مُسَوَّدُ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں، صاحب عز و شرف اور قدر و منزلت میں ممتاز ترین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قوم کی سرداری کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

O Muhammad (PBUH&PH) you are the Prophet, the possersor of sublimest position & dignity. You have been chosen to be the leader of your nation.

(2)

لِمُسَوَّدِينَ أَكَارِمِ

طَابُوا وَطَابَ الْمَوْلِدُ

آپ ایک باعزت اور مطہر سردار کے لخت جگر ہیں آپ کی خلقت، عادت اور جبلت پاکیزہ ہے۔

You are the son of noble and pure leader. You are pure in your creation, habits and instincts.

(3)

نِعْمَ الْأَرُوْمَةُ أَصْلُهَا

عَمْرُو الْخِضَمُّ الْأَوْحَدُ

کیا کہنے اس خاندان کے جس کا عمرو (ہاشم بن عبد مناف) جیسا بے نظیر اور بے مثل سردار ہو۔

How noble is the family whose head is as peerless as Umro(Hashim Bin Abd-e-Manaf).

(4)

هَشَمَ الثَّرِيدَةَ فِي الجِفَانِ

وَعَيْشُ مَكَّةَ أَنْكَدُ

وہ (ہاشم) جس نے قحط مکہ کے زمانے میں روٹیوں کے ٹکڑے شوربے میں ڈلوا کر کھلائے اور یہ پیالے سائز میں بہت بڑے تھے۔

(Hashim) Who offered people loaves of bread in large bowls of gravy in the famine that had struck Makkah.

(5)

فَجَرَتْ بِذٰلِکَ سُنَّةٌ

فِیهَا الخُبْزَةُ تُثْرَدُ

شوربے اور دودھ کے پیالوں میں روٹی کھلانے کا انداز آپ کے خاندان کی سنت بن گیا۔

It became a way for your family to let others satisfy their hunger with loaves dipped in gravy and milk.

(6)

وَلَنَا السِّقَایَةُ لِلْحَجِیجِ

بِهَا یُمَاثُ العُنْجُدُ

حجاج کی سقائی کا منصب بھی آپ کے پاس ہے اور آپ پانی کے دریا بہا دیتے ہیں۔

And ours is the station of quenching the thirst of the pilgrims so that we let the streams of water flow.

(7)

وَالـمَأْزَمَانِ وَمَا حَوَتْ

عَرَفَاتُهَا وَالـمَسْجِدُ

میدانِ عرفات، مازمان کا مقام، مسجد الحرام کی ذمہ داری سب آپ کے سپرد ہے۔

We are the trustees of the field of Arafat, Mazman and the mosque here.

(8)

أَنَّى تُضَامُ وَلَمْ أَمُتْ

وَأَنَا الشُّجَاعُ الْعِرْبِدُ

پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کون ظلم کرسکتا ہے اور پھر میں (حضرت ابو طالبؑ) ابھی زندہ ہوں اور مجھے اپنی شجاعت پر ناز ہے۔

So who can oppress you (The Holy Prophet PBUH&HP) while I live and feel proud of my valour.

(9)

وَبِطَاحُ مَكَّةَ لَا يُرَى

فِيهَا نَجِيعٌ أَسْوَدُ

وادیٔ مکہ میں بہتا ہوا خون نہیں دیکھا جا سکتا (کیونکہ وہاں خون بہانا حرام ہے)۔

The blood flowing in Makkah is the sore of my eye.

(10)

وَبَنُو أَبِيكَ كَأَنَّهُمْ

أُسْدُ الْعَرِينِ تَوَقَّدُ

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی آپ کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا کیونکہ آپ کے چچازاد بہادری میں بے مثل اور شیر نیستاں کی مانند حملہ کرنے میں نہایت تیز ہیں۔

(O Prophet PBUH&HP) No one can dare harm you at all as your cousins are unique in bravery and fall quickly (on the enemies) like the lions of the jungle.

(11)

وَلَقَدْ عَهِدْتُكَ صَادِقاً

فِي الْقَوْلِ لَا تَتَزَيَّدُ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمیشہ سے ہی صادق القول ہیں۔

You have always been truthful in whatever you say.

(12)

مَا زِلْتَ تَنْطِقُ بِالصَّوَابِ

وَأَنْتَ طِفْلٌ أَمْرَدُ

اس وقت بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد طفولیت میں تھے۔

Even at the time when you were passing through your childhood (you were so)

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ معبودِ حقیقی، خالق و مالکِ کائنات، جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اللہ اس عظیم ہستی کا اسمِ ذات ہے جو دونوں جہانوں کو پالنے والی اور جو زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے قرآن مجید میں جا بجا یہ اسم موجود ہے اور یہ ۲۶۹۷ بار مذکور ہوا ہے اس لفظ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کوئی بھی حرف الگ کر دیں اس کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑے گا مثلاً الف دور کرنے سے لِلہ باقی رہے گا الف لام دور کر دینے سے لہٗ باقی رہے گا اور الف لام لام دور کرنے سے ہُو باقی رہے گا ہر حالت میں اس میں سے خدا کے پاک نام کا ہی پتہ چلتا ہے۔

یہ صرف اس لفظ کی خوبی ہے کہ دنیا کی کسی بھی زبان میں خدا کی ہستی کا مفہوم دینے والا کوئی لفظ نہیں اور عربی زبان میں بھی یہ لفظ کسی اور ہستی کے لیے کبھی استعمال نہیں ہوا قدیم عربوں کے ہاں بھی اللہ اسی عظیم ہستی کے لیے مستعمل تھا یہ بھی اس لفظ کا اعزاز ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے تمام حروف اسی سے نکلتے ہیں۔

تفسیرِ کبیر کی رو سے اللہ کا لفظ اول الحت سے مشتق ہے، جس کے معنی ''تسکین دینے'' کے ہیں دوم الہٰ سے مشتق ہے جس کے معنی ''وارفتگی'' کے ہیں سوم الہٰ لاہ سے مشتق ہے، جس کے معنی ''بلند شان'' ہیں چہارم لاہ یلوہ سے مشتق ہے، جس کے معنی ''احتجاب'' کے ہیں پنجم الہٰ الفصیل سے مشتق ہے، جس کے معنی ''احتیاج مند'' کے ہیں اور ششم الہٰ اللہ سے بنا ہے، جس کے معنی ''اس سے ڈرتا رہا'' کے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ کا لفظ اسمِ ذات کے طور پر استعمال ہوا ہے اسلام سے پہلے معبود کے لیے الہٰ کا لفظ مستعمل تھا یہ معبود خواہ باطل ہو یا حقیقی قرآن مجید میں بھی ذاتِ باری کے لیے الہٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ درج ذیل الفاظ میں حضرت ابو طالب کہتے ہیں کہ خدا کائنات کا مالک ہے اور وہی انسان کو زندگی اور موت عطا کرنے والا ہے۔

اللہ کا لفظ مالکِ کائنات کے لیے استعمال ہوتا تھا کلمہ طیبہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا ایک ایسا مکمل اور صحیح تصور ملتا ہے، جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں کہیں اسے صرف محبت کہا گیا اور کہیں یہ صرف رافع حاجات ہے اور کہیں اس کی ذات کو تقسیم کیا گیا کسی مذہب کی رو سے اس نے انسانی بھیس اختیار کر لیا ہے ان تمام تصورات کی نفی قرآنِ مجید نے اس طرح سے کر دی ہے کہ الہٰ صرف وہی ہو سکتا ہے جو بے نیاز بلند مرتبہ، ہمیشہ قائم، ہمیشہ رہنے والا، قادرِ مطلق اور حاکمِ اعلیٰ ہو جس کا علم سب پر محیط جس کی رحمت سب پر وسیع، جس کی طاقت سب پر غالب، جس کی حکمت میں کوئی نقص نہ ہو، جس

کے عدل میں ظلم کا شائبہ تک نہ ہو، جو نفع و ضرر کی ساری قوتوں کا مالک ہو اس کی بخشش اور نگہبانی کے سب محتاج ہوں۔
حضرت ابو طالب کے یہ اشعار اللہ کی حاکمیت اور اس کے واحد ہونے کے بارے میں ہیں۔

Derivation of the Word "Allah"

Some say that the word "Allah" is derived from the verb walaha (past tense), yawlahu (present tense), from the root noun walah. The waw was replaced with a hamza, Walah is extreme love. Prophet Yahya (John the Baptist) used to be forlorn most of the time whereas Jesus used to be mostly merry and always wearing a smile on his face. They both sought the judgment of the Almighty in their regard, whereupon Allah inspired them, "The nearest of you to Me is the one who thinks best of Me." And surely Allah knows best.

The Almighty is Endless regarding His essence, perpetuity, eternity, Attributes, qualities and blessings. His creation, on the other hand, are described as reaching the end of their life terms, being limited in their characteristics, thoughts, and spheres. The one who is incapacitated cannot reach the Endless One. No wonder, then, that the minds are forever overcome by the lights of His Independence, and the reasons are too feeble to realize the brightness of His Greatness. He is as He describes Himself when He says in 6:18 and 6:61, "He is the Supreme above His servants."

The Creator is the One Who is adored, and He is worthy of it; hence, He is called ilah. He has made it clear for us that He is the

One who bestows His blessings upon those whom He creates in sundry ways. Adoring is the ultimate form of glorifying. Reason testifies that the ultimate end of glorification suits only to the One Who is the source of benevolence and bliss. It is to this fact that the Almighty refers when He says, "How do you deny Allah while you were dead and He gave you Life"? (2:28).

Nobody knows Allah as He deserves to be known except Allah Himself.

The proper noun "Allah" solely belongs to The Almighty God, the Truth. Anything succeeding it is regarded as an adjective describing it, while it remains a noun indicative of the True God. It combines all His Attributes, and it needs no introduction from others, whereas the other Attributes attain recognition when added thereto. "Allah" is not given to anyone other than Him, nor should it ever be used for anyone besides Him.

"Allah" is the ever-Existent, the One Who causes existence, Who maintains existence, Who creates everything that exists. Whatever He creates shall perish; He never will: "... say: `Allah!' then leave them sporting in their vain discourses" (Qura'n, 6:91).

(1)

مَـلِکُ الـنَّـاسِ لَیْـسَ لَـهُ شَـرِیکٌ

هُـوَ الْـوَهَّـابُ وَالْـمُبْـدِی الْـمُعِیـدُ

خدا کی حاکمیت ہر انسان پر ہے وہ لاشریک ہے، نعمتیں عطا کرنے والا، دنیا کا خالق اور (بعد موت) دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔

Allah rules every man. He has no partner. He has created the world and death too. He is the one who will ressurrect.

(2)

وَمَـنْ تَـحْـتَ الـسَّـمَـاءِ لَـهُ بِـحَـقٍّ

وَمَـنْ فَـوْقَ الـسَّـمَـاءِ لَـهُ عَبِیْـدُ

ارض وسماوات کے درمیان مخلوقات اور آسمانوں پر رہنے والے سب کے سب اسی کے بندے ہیں۔

All the creatrions of the earth and skies including the denizens of the heaven all are his slaves.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ اشعار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ستائش کے بارے میں ہیں۔ ان سے فصاحت و بلاغت اور تشبیہات کے وہ سوتے پھوٹتے ہیں کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

These verses eulogise the Holy Prophet (PBUH&HP) which reflect unprecedented eloquence, rhetoric and similes.

(1)

لَقَدْ أَكْرَمَ اللّٰهُ النَّبِيَّ مُحَمَّداً

فَأَكْرَمُ خَلْقِ اللّٰهِ فِي النَّاسِ أَحْمَدُ

بلاشبہ خلاق عالم نے اپنے نبی کو مکرم و محترم بنایا ہے اور تمام مخلوقاتِ ارضی و سماوی میں سب سے برتر ذات احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

Indeed the creator of the universe has bestowed grace and honour on His Prophet (PBUH&HP) so that the sublimest being on the earth and in the heavens is Ahmed (PBUH&HP).

(2)

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

خالقِ کائنات نے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جلالتِ قدر کے اظہار کے لیے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے پس وہ مالکِ عرشِ محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

The creator of the universe, to manifest the height of his dignity, derived his name from His own Holy Name so that He is the Master of Arsh-e-Mehmood and he is Muhammad (PBUH&HP).

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالبؑ کا یہ قصیدہ سفر شام کے حوالے سے ہے جس میں ذریر، ہمام اور دریس یہودی علماء جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننے سے انکاری تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دینا چاہتے تھے کے بارے میں ہے۔ آخر کار بحیرہ راہب نے انہیں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں اور اس کا تذکرہ پرانی کتابوں یعنی توریت اور انجیل میں موجود ہے۔ چنانچہ ان کو راہب کی بات پر یقین کرنا پڑا اور وہ اپنے اس ارادے سے باز آ گئے۔

This poem of Hazrat Abu Talib(a.s) deals with his journey to Syria during which some Jewish rabbies like Zareer, Hamam and Darees, who denied the prophethood of Hazrat Muhammad(PBUH&HP) were bent on killing him. However when Buhira, the Christian monk, emphatically told them that his (The Holy Prophet's PBUH&HP) prophethood was clearly mentioned in the Torah and the Bible, they were convinced and thus changed their mind.

(1)

فَمَا رَجَعُوا حَتَّى رَأَوْا مِنْ مُحَمَّدٍ
أَحَادِيثَ تَجْلُو غَمَّ كُلِّ فُؤَادِ

ان لوگوں کی اس وقت مراجعت نہیں ہوئی جب تک کہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتوں کا نتیجہ نہیں دیکھ لیا جو دلوں کو مزید جلا بخشنے والی ہیں۔

These people didn't go back unless they witnessed with their own eyes the effects of his words, which bring more spiritual vision to hearts.

(2)

وَحَتّٰی رَاَوْا اَحْبَارَ کُلِّ مَدِیْنَةٍ

سُجُوْدًا لَّهٗ مِنْ عُصْبَةٍ وَّ فُرَادٖ

انہوں (کفار مکہ) نے دیکھا کہ ہر ذی علم انفرادی طور پر بھی اور من حیث القوم بھی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے سر تسلیم خم کر رہے ہیں۔

What they witnessed was that every knowledgeable being individually as well as collectively, was prostrating before Muhammad (PBUH&HP).

(3)

زَرِیْرًا وَتَمَّامًا وَقَدْ کَانَ شَاهِدًا

دَرِیْسٌ" وَهَمُّوْا کُلُّهُمْ بِفَسَادٖ

زریر، ہمام اور دریس (علمائے یہود) جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح سے مخالفت کر رہے تھے ان سب نے آثار نبوت کے شواہد کا مشاہدہ خود اپنی آنکھوں سے کیا۔

Zareer, Hamam and Drees (The Jewish rabbies) who had been opposing him (The Holy Prophet PBUH&HP), witnessed all the signs of his prophethood.

(4)

فَقَالَ لَهُمْ قَوْلًا بَحِیْرَا وَاَیْقَنُوْا

لَهٗ بَعْدَ تَکْذِیْبٍ وَطُوْلِ بِعَادٖ

یہ لوگ (یہودی علماء) ایک طویل عرصے تک (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) آمد سے انکاری تھے لیکن آخر کار انہیں بحیرا راہب کی کہی ہوئی بات کو دہرانا پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی نبوت) پر یقین کرنا پڑا۔

They had been denying his advent for a long time. But at last they had to repeat what Buhira, the monk, had said, and believe in the prophethood of Muhammad (PBUH&HP)

(5)

كَمَا قَالَ لِلرَّهْطِ الَّذِينَ تَهَوَّدُوا
وَجَاهَدَهُمْ فِي اللَّهِ كُلَّ جِهَادِ

اس نے (بحیرا راہب) یہودیوں کے سامنے گواہی دی یہ دراصل خدا کی راہ میں ایک طرح سے جہاد تھا کہ جو وہ جانتا تھا اسے مکمل کر بتا دیا تھا

He (Buhira) gave testimony before the jews---which was indeed, a dangerous effort in the way of Allah, as he openly declared whatever he knew.

(6)

فَقَالَ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ النُّصْحَ رِدَّةً
فَإِنَّ لَهُ أَرْصَادَ كُلِّ مُصَادِ

اس (بحیرا راہب) نے کہا کہ تمام کتابوں (آسمانی کتب) میں یہ لکھا ہوا ہے یقیناً سب ان کا کلمہ پڑھیں گے۔

He said that all the heavenly books had these words that indeed all would have faith in him.

(7)

فَإِنِّي أَخَافُ الْحَاسِدِينَ، وَإِنَّهُ
لَفِي الْكُتْبِ مَكْتُوبٌ بِكُلِّ مِدَادِ

مجھے حاسدوں کا ڈر ہے کہ وہ بغض و عناد کی وجہ سے کہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) نقصان نہ پہنچائیں۔

(He said) he feared those who felt jealous, and who out of their grudge and enmity could harm the Holy Prophet(PBUH&HP).

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالب کے یہ اشعار اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین (اسلام) کے پیروکار تھے انہیں اس بات کا مکمل یقین تھا کہ یہی راہ ہدایت ہے۔

These verses of Hazrat Abu Talib (A.S) are a very strong testimony to the fact that he was the follower of Islam and had firm faith that it was the straight path.

(1)

يَا شَاهِدَ اللّٰهِ الخَلقِ عَلَيَّ فَاشْهَدِ

اے مخلوقاتِ عالم تو ایک معتبر گواہ ہے لہذا یہ گواہی دے کہ

O trustworthy witness of the creation bear witness

أَنِّي عَلَى دِيْنِ النَّبِي أَحْمَد

میں حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا پیروکار ہوں

That I am the follower of the religion propagated by Ahmed (PBUH&HP)

مَنْ ضَلَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنِّي مُهْتَدٍ

کئی لوگ دین میں گمراہی پر ہیں لیکن میں بالیقین راہ ہدایت پر ہوں

There are many of those who have gone astray in religious matters, but indeed I follow the True Path.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالبؑ کا خاندان دنیائے عرب کا ایک باعظمت خاندان تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ عرب کے اطراف و جوانب میں رہنے والے سب لوگ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان اشعار میں حضرت ابو طالبؑ اپنے دو ماموؤں کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کا مقابلہ ابوسفیان کے ماموں عمرو بن مرثد سے کر کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کا (ابو طالبؑ) ننھیال بھی بہت زیادہ صاحب توقیر ہے۔

Hazrat AbuTalib's(a.s) clan was the noblest one in whole of Arabia. The fact that all other tribes and clans inhabiting Arabia and the surrounding areas looked up to Banu Hashim is a sufficient proof to substantiate this claim.In the present poem Hazrat AbuTalib(a.s) describes two of his maternal uncles and comparing them with Abu Sufyan's uncle, Amr bin Marthad, proves that his (Hazrat AbuTalib's a.s) maternal side is also highly honourable.

(1)

وَخَالِي هِشَامُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ثَاقِبٌ
إِذَا هَمَّ يَوْماً كَالْحُسَامِ الْمُهَنَّدِ

میرا ماموں ہشام ایک انجم درخشاں کی مانند تھا وہ جس بات کا ارادہ کر لیتا اسے پورا کیے بغیر نہ رہتا۔

My maternal uncle Hasham was like a bright star. Whatever he intended to do, he carried it to its conclusion.

(2)

وَخَالِيَ الْوَلِيدُ الْعَدْلُ عَالٍ مَكَانُهُ
وَخَالُ أَبِي سُفْيَانَ عَمْرُو بْنُ مَرْثَدِ

میرا دوسرا ماموں الولید العادل تھا وہ بھی نہایت ذی مرتبہ شخص تھا جبکہ ابوسفیان کا ماموں عمرو بن مرثد تھا جو ایک نابکار اور بدشعار شخص تھا۔

My other paternal Uncle was Alwalid-Al-Aadl. He, too, was a man of dignity, whereas Abu Sufyan's paternal uncle was Amro Bin Mursad who was an ill-mannered rascal.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عبدالمطلب نے جب حضرت عبداللہؑ کو بچانے کے لیے سو اونٹ قربان کیے تو یہ عمل اہل عرب کے لیے ایک سنت بن گیا لہذا ایک انسان کے قتل کی دیت سو اونٹ قرار پائی چنانچہ خالق کائنات اور اسلام نے اسی کو برقرار رکھا اور فی زمانہ بھی یہی دیت موجود ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے ان قربان کیے گئے سو اونٹوں کو اہل عرب کو کھلایا یہاں تک کہ بچا ہوا گوشت وحوش وطیور نے بھی جی بھر کر کھایا چنانچہ اسی واقعہ کے بارے میں حضرت ابوطالب فرماتے ہیں۔

Hazrat Abdul Muttalib (A.S) sacrificed 100 camels to compensate for Hazrat Abdullah (A.S), and this act of his became a custom for the people of Arabia so that the compensation for one human life was agreed upon on 100 camels. Allah Almighty kept it so in Islam, and it is still practiced. Hazrat Abdul Muttalib (A.S) offered the meat thus obtained to the people of Arabia so much so that even the beasts and birds partook to their fill of the remains of it. It is this incident that finds expression in the following verses of Hazrat Abu Talib (A.S).

(1)

نَشَأْنَا بِهَا وَالنَّاسُ فِيهَا (قَلَائِل)

فَلَمْ نَنْفَكِكْ نَزْدَادُ خَيراً وَنَحْمَدُ

اس عمل کو ہم نے ہی شروع کیا لیکن لوگ ہم سے بغض رکھتے ہیں (کیونکہ اللہ تعالی نے بھی اس سنت کو برقرار رکھا ہے)۔ پس ہم اس سنت سے جدا نہیں ہوں گے بلکہ ہم اس عمل خیر میں اضافہ کریں گے اور ہم اپنے اس کام کی تعریف بھی کرتے رہیں گے۔

We are the progenator of this tradition though people feel jealous of us. We won't shun this way. Rather we shall make additions to this noble act and keep on admiring it, too.

(2)

وَنُطْعِمُ حَتَّى يُنْزِلَ النَّاسُ سُورَنَا

إذَا جُعِلَتْ أَيْدِي الْمُفِيضِينَ تُرْعَدُ

ہم اس وقت بھی عوام الناس کو کھانا کھلاتے تھے جب دوسرے لوگ (امراء) اس میں بخل کرتے تھے اور ہمارے بچے ہوئے کھانے سے بھی لوگ فیض اٹھاتے تھے۔

We fed the people while the wealthy ones acted in a miserly way; even the left-over crumps of it benefitted people.

☆☆☆☆☆☆☆

روایت کے مطابق یہ اشعار عبدالرحمن بن حکم کے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اشعار حضرت ابوطالبؑ کے ہی ہیں۔

A tradition ascribes the following verses to Abdul Rahman Bin Hakam, but in fact these are Hazrat Abu Talib's(A.S).

(1)

أَلا أَبلِغ أَبا وَهبٍ رَسُولاً
فَإِنَّکَ قَد ذَأَبتَ لِما تُرِیدُ

میری طرف سے وہب (بن عمرو بن عائذ المخزومی جو کہ حضرت عبداللہ کے ماموں تھے) کو بتادو کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے دستِ نگر ہو جائیں گے۔

Let Wahab (Bin Amro Aaiz-ul-Makhzoomi, uncle of Hazrat Abdullah) be asked whether he thinks that the Holy Prophet (PBUH&HP) will become dependent on him.

(2)

یَبَرُّ اللّٰهُ ثُمَّ یَبَرُّ قَومٌ
بِلا ذَحلٍ وَلا ذَنبٍ أُقِیدُوا

اللہ نے ان کے (اہلِ قریش) ساتھ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں) صلۂ رحمی کیا لیکن انہوں نے (قریش) انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) بغیر کسی قصور کے پابندِ سلاسل کرنے کی کوشش کی۔

Allah wanted to be beneficent to the Quraish (through Muhammad PBUH&HP) but they tried to put him into chains for nothing.

(3)

فَیجزیک اللہ لہ جزاء صدق
وحالفک السلامۃ والسعود

اللہ تعالیٰ ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جزائے خیر عطا فرمائے مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ نے ان کے ساتھ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلندی اور سلامتی کا عہد کر رکھا ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں ضرور جزائے خیر عطا کرے گا۔

May Allah grant Muhammad (PBUH&HP) a good reward. By Allah, He has promised to bestow on Muhammad (PBUH&HP) sublimity and peace.

(4)

وأیدہ أبو العاصی بخیر
وذلک ماجد" قرم" مجید

ابو العاص (ایاس بن معبد حضرت ابوطالبؑ کے ماموں تھے جن کا ذکر مستدرک کے اندر اشعار میں موجود ہے) نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) بہترین انداز میں حمایت کی اور اس طرح کی حمایت کرنا کسی بھی عظیم قوم کی نشانی ہے۔

Abula's (Hazrat Abu Talib's(A.S) maternal Uncle) supported the Holy Prophet (PBUH&HP) in the best possible way, which is the sign of a glorified tribe.

(5)

ومن یصبغ أبو العاصی أخاہ
فلا تخزی أخوہ ولا وجید

جو بھی ابو العاص کا انداز حمایت اختیار کرے گا وہ کبھی بھی مغلوب و مقہور اور تنہا نہیں رہے گا۔

Whoever follows Abula's' way of support, will never be subdued. Nor will he ever incur wrath or feel alone.

(6)

اعــــانَ غــلـــی صــلاحِ بَـنِـــی قُـصـــیٍّ
بِــعَـــونِ الـلّٰــــهِ فَـــاغْـتَــدَلَ الـعَـمُــودُ

آلِ قصیٰ جو صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے تھے خالقِ کائنات نے ان کی اصلاح (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے) کی یہاں تک کہ ان (آلِ قصی) کے احساسات میں توازن پیدا ہو گیا۔

The pregeny of Qusa, who had gone astray, were blessed with Muhammad (PBUH&HP) by Allah so that their perceptions attained balance.

(7)

وشُبِـــهٖ اُلـــی الـخُـبَــاب فَـلَـمْ یـرِبِــنَــا
غَـــدی اَنَّــــــــــهُ نَـهُـــــمَ وَدُوْدُ

یہ لوگ (آلِ قصیٰ) اگرچہ ذکی الفہم اور ہر ایک سے محبت کا سلوک کرنے کے دعویدار ہیں لیکن ان کی مثال ایک ایسے بلبلے کی طرح ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔

They claim to be possessing ready wit and treating all with love, but they are just like a bubble which has no reality.

(8)

جَــرِیْ سَــابِــق" بِـــالــخَـیْــر جهْـــراً
مُـــقِـیْــم فِیهِـم قَــدمَـــاً تَـــلِـیْــدُ

یہ لوگ (آلِ قصیٰ) اپنے آپ کو خیر پر سمجھتے ہوئے بڑے شاہانہ انداز سے جنگ کے لیے تو نکلتے ہیں لیکن ان کے قدم ہمیشہ پیچھے ہی رہتے ہیں۔

They think they are treading the right path and so set out for war in a royal fashion but their steps ever feel reluctant (to march forward).

(9)

فَسَادٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَاكَ نُكْراً
لِأَبْنَاءِ الْكِرَامِ بِأَنْ يَسُودُوا

یہ (آلِ قصیٰ) اگرچہ ایک باعظمت انسان کی اولاد ہیں جو ہمیشہ عوام الناس کے لیے سہولیات کا باعث تھا لیکن یہ (آلِ قصیٰ) بغیر کسی وجہ کے ہمیشہ فساد برپا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

Though they are the progeny of a man of dignity who always made efforts for the welfare of people, yet now they are always bent on creating troubles for nothing.

(10)

مَشَى فِيهِم وَقَامَ قِيَامَ صِدْقٍ
أَخُو ثِقَةٍ لَهُ رُكْنٌ شَدِيدُ

ان کے ایک بھائی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دن رات دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے ساتھ رہے اور ہمیشہ ان کی معاونت کرتے رہے

One of their brothers (The Holy Prophet PBUH&HP) always co-operated with them from depths of his heart.

(11)

فَنِيعُ النَّجَارِ مُتَّبَعٌ أَبِيٌّ
لِمَا يَأْبَى وَفِي الْمَقْرِي حُشُودُ

(لیکن) یہ سب جو میرے والد (حضرت عبدالمطلب) کے پیروکار تھے لیکن انہوں نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) انکار کرکے ہمارے مخالف ہمسائیوں کو پناہ دی اور ہماری دشمنی میں مقامِ قریٰ میں اکٹھے ہو گئے (اور سازشیں کرنے لگے)۔

All of them used to be the followers of my father (Hazrat Abdul Muttalib), but now, by denying Muhammad (PBUH&HP), providing shelter to our rivals and gatheing at Qura in our hostility, (they have begun to conspire against us)

☆☆☆☆☆☆☆

منزل کا شعور ذاتی تجربات کا مرہون منت ہوتا ہے کوئی بھی خیال امکانی دنیا کی وسعت پذیری کو نہ صرف کشادگی عطا کرتا ہے بلکہ جذبات کو بھی کسی سچائی کی جستجو کا ذریعہ بتاتا ہے، سچائی کی ایک ایسی جستجو جو آفاقیت کی اساس بن سکے، اگر اس جستجو میں کوئی غیر یقینی کیفیت شامل ہو جائے تو ذاتی تجربہ روحانی مشاہدے کے ذریعے نہ صرف ان امکانات کا خاتمہ کر دیتا ہے جو اس کے شعور میں شکوک کا باعث بنتے ہیں بلکہ حقانیت زمانی فضاؤں میں واضح طور پر اپنے وجود اور موجودگی کا احساس بھی دلاتی ہے اور اس حقانی وجود کا احساس انسانی ذہن اس طرح قبول کرتا ہے کہ پھر وہ تصور، حقائق سے باہر نہیں نکل پاتا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ اسے چھوڑ دینے کے عمل سے دور ہو جاتا ہے یہ یاد رہے کہ کوئی بھی روحانی مشاہدہ مذہبی عقائد کی بنا پر ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں نفی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کسی بھی سچائی کے حصول کی معراج اس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہمارا وجود لا محدود ہستی کے مکمل طور پر تابع ہو جائے کسی ہستی کی غلامی انسان کو ایک نئی دنیا سے روشناس کرتی ہے۔ یہ غلامی بظاہر ذات سے ایک طرح کی محرومی بھی جا سکتی ہے مگر یہ حقیقتاً ذات کی محرومی نہیں ہوتی بلکہ ذات کی پہچان ہوتی ہے اگر یہ پہچان مذہب کے زیر اثر ہو تو انسان خدا شناس بن جاتا ہے۔ حضرت ابو طالبؑ کی شاعری خدا شناسی کا ذریعہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود حضرت ابو طالبؑ کی امکانی دنیا کو وسعت دینے کے ساتھ ساتھ سچائی کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے انہیں کسی استدلال کی ضرورت نہیں ان کا شخصی تجربہ حقانیت کی اساس اور ایمان کی پختگی کی وجہ سے ان کے لیے ایک باثبوت امر ہے جہاں نفی نہیں بلکہ اثبات ہی اثبات ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کا طرز اظہار سچائی کے قوی امکانات پر مبنی ہے واحدنیت کی منزل کا شعور ان کے ہاں پہلے ہی سے موجود ہے اب رسالت کی تجلی ان کے نامکمل دائرے کی تکمیل کر دیتی ہے۔ اور وہ توحید و رسالت کے اتصال سے منزل یقین سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نبی برحق ہیں اور صاحب کتاب ہیں۔

اگر حضرت ابو طالبؑ کے پاس یہ سچائی نہ ہوتی تو وہ اپنی شاعری میں کبھی تو اصنامِ عرب کی تعریف یا مدح کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں اگر ان کے بتوں کا تذکرہ آیا بھی ہے تو انہوں نے (حضرت ابو طالبؑ) ان کی مذمت کی ہے اور ان سے بیزاری کا اظہار بھی کیا ہے مثلاً

وعن عائب الاتِ فی قولہ
ولولا رضا الاتِ لم غطر

وافـــی لأنـــا قـــریشـــا لـــه

وان کـــان کـــالـــذهـــب الأحـــمـــر

وہ لوگ لات کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اگر لات خوش نہیں ہوگا تو بارش بھی نہیں ہوگی۔

میں قریش کی اس بات سے از حد نفرت کرتا ہوں چاہے یہ سونے جیسی قیمتی کیوں نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کا قریش کی اس بات کو مسترد کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اصنام پرستی سے اور اس کی عبادت کرنے والوں سے نفرت کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ غیر مصدقہ ذات کو مصدقہ قرار دینا نہ صرف مذہبی حوالوں کے منافی ہے بلکہ عقل وخرد اور بصیرت وشعور کے بھی خلاف ہے۔ صنم کا وجود دست انسان کی قدرت کا کرشمہ ہے اور اس کے گرد تقدس کا ہالہ ذہنی اختراع کا باعث ہے جس کا دائرہ اتنا محدود ہے کہ بیک جنبش ذہن ختم کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کے صرف تین مقاصد دکھائی دیتے ہیں۔

۱۔ مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ اعلانِ توحید ورسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ حفاظتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کی شاعری عصری تقاضوں کا ایک ایسا مرقع ہے جس میں ہمیں ان تینوں مقاصد کی تکمیل کا رجحان نظر آتا ہے ان کا ہر شعر صنم پرستی کے خاتمے کا اظہار ہے ان کا یہ انداز تہذیب عصر کے خلاف ایک ایسا موثر ہتھیار ہے جو اس دور کے سماجی نظام جو بت پرستی کے ساتھ ساتھ لسانی وضاحت کے کمال پر تھا کے خاتمے کا واحد ذریعہ تھا جسے بعد میں آنے والے شعراء نے بھی موثر طور پر استعمال کیا۔

The consciousness of the ġoal stems from personal experiences. A certain idea widens the panorama of the possible world as well as guides emotions to the path of discovering truth---a search for truth that provides the base for a cosmic veiw of life.

We must not lose sight of the fact that the spiritual experience can only be undergone on the basis of religious faith which leaves no scope for denying it. The pinnacle of truth is attained only when the our being becomes absolutely subservient to the Infinite Being. The subservience to a being brings man into the realms of a new

universe which may, in a way, be considered loss of self.

But in fact, it is not the loss but awareness of the self. When this awareness comes through religion, man develops awareness of God, too.

The poetry of Hazrat Abu Talib (A.S) leads one to the awareness of God. The person of Hazrat Muhammad (PBUH&HP) expands the horizons of the possible world of Abu Talib (A.S) as well as paves the way for his accepting the truth for which he needs no arguments now. His personal experience mingled with the maturity of his feelings serves as an evidence in itself for him so that there remains no room for negation but only affirmation. So we notice that his poetic style is based on strong possibilities of truth. He already had the consciousness of monotheism and now the luminance of Prophethood lends his incomplete orbit a perfection. It is this juncture of monotheism and Prophethood that shows him the way even beyond the perfect faith. That's why we find him reiterating continually "O Muhammad (PBUH&HP) you are the true Prophet with the Book."

If he had not drunk deep into this reality, he must have adored the idols of the Arabia in his poetry. But what we see is that even when he mentions these idols he does so only to condemn and disparage them e.g.

"They say about Lat that unless he is pleased, it would never rain at all, I abhor such words of the Quraish, though they be considered as precious as gold."

It is quite evident from his refutation of the claim of Quraish that he hated idoltory and idol worshippers. He very clearly held that believing false deities to be a match for the true God was not only against religious tenets but also a sign of lack of reasoning and vision as their existence was indebted to the work of human hand, and the halo of reverence that surrounded them was due to the fanciful innovation of mind. It was so dim that just a whiff of the spirit could extinguish it for good. It is this thinking that makes his poetry revolve round only three motifs:

1. Adoration of the Prophet (PBUH&HP)
2. Declartion of monotheism and Prophet hood
3. Guarding and Defending the Holy Prophet (PBUH&HP)

His poetry reflects the exigencies of the time in a manner that seems to be achieving these three goals. His verses pronounce the end of Idol worshiping.

(1)

تَقُولُ ابْنَتِي: أَيْنَ أَيْنَ الرَّحِيلُ؟

وَمَا الْبَيْنُ مِنِّي بِمُسْتَنْكَرِ

میری لختِ جگر مجھ سے سوال کرتی ہے کہ میں کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں حالانکہ سفر کرنا میرے لیے کوئی انوکھی بات نہیں۔

My dear daughter asks me where I intend to go though it's not a new thing for me to go on a journey.

(2)

فَقُلتُ: دَعِيني، فَإنّي امْرُؤٌ

أُرِيدُ النَّجاشِي فِي جَعْفَرِ

میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ میں جعفر کے لیے نجاشی (شاہ حبشہ) کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

I told my daughter that I had a mind to call on Negus to inquire about Jaffar.

(3)

لِأُكْوِيَهُ عِنْدَهُ كَيَّةً

أُقِيمُ بِها نَخْوَةَ الأَصْعَرِ

میری خواہش ہے کہ میں وہاں جا کر عمرو کے فریب کا پردہ چاک کر کے اس کے غرور وتکبر کا خاتمہ کر سکوں۔

My intention is to go there to expose the guile of Amr and deal a fatal blow to his haughtiness.

(4)

وأنّ انْثِنائي عَنْ هاشِمٍ

بِمَا اسْطَعْتُ فِي الغَيْبِ وَالمَحْضَرِ

میری نسبت ہاشم سے ہے اور میں ہر مرحلے پر اس مناسبت اور رشتے کا خیال رکھتا ہوں

I am related to Hashim and at every juncture I remain fully conscious of this fact.

(5)

وعن عائب اللاتِ فی قوله

ولولا رضا اللاتِ لم نُمطَر

وہ جو تحویل (لات) کی بات کرتے ہیں کہ لات کی ناخوشی سے ہمارے ہاں ابرِ باراں بھی نہیں برستے

They say of Lat that unless he is pleased, clouds cannot bring shower.

(6)

وانّی لانفنا قُریشاً لهٔ

وانْ کان کالذّهبِ الأحمر

ان کی (قریش) یہ بات میرے لیے قابلِ نفرین ہے چاہے وہ سونے جیسی قیمتی ہی کیوں نہ ہو۔

These words of theirs are abhoring for me though they be as preciuos as gold.

☆☆☆☆☆☆☆

******

اس قصیدے میں حضرت ابو طالب قریش مکہ کو بانگ دہل بتاتے ہیں کہ میں خاندان نبوت کا محافظ ہوں۔ میں ہر ممکن ان کی حفاظت کروں گا۔ خواہ مجھ پر کتنے ہی مصائب و آلام کیوں نہ آئیں۔ قریش نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں کسی قسم کی سلامتی نہیں اور یہ کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتا ہوں۔

In this poem Hazrat Abu Talib(a.s) thunderingly declares to the Quraish that he is the custodian of the Family of the Holy Prophet (PBUH&HP), and he is ready to face any hardships and sufferings that may come his way in gaurding the Holy Prophet(PBUH&HP). He further warns them that the course taken by them doesn't lead to peace.

(1)

الا ابلغ قریشاً حیث حلّت

وکلُّ سرائر منها غرورُ

قریش جہاں کہیں بھی ہوں ان تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہاری یہ سازشیں صرف اور صرف ایک خود فریبی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

Wherever the Quraish may be, convey my message to them that all their conspiracies are no more than acts of self deception.

(2)

فانی والضّوابح غادیات

وما تتلو السفابرۃ الشُّهُورْ

مجھے قسم ہے بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی اور ان نشانیوں کی جسے کتب قدیم کے مفسرین بیان کرتے ہیں

I swear by the galloping steeds and the signs narrated by the exponents of the ancient books.

(3)

لأنْ محمّدٌ راعٍ حفیظٌ

وَوُدُّ الصّدرِ منّی والضّمیرُ

میں خاندانِ نبوت کا محافظ ہوں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہوں

I am the custodian of the family of the Prophet (PBUH&HP) and love him from the depths of my heart.

(4)

فلستُ بقاطعٍ رحمی وولدی

ولو جرتْ مظالمها الجزورْ

میں اپنے لختِ جگر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کسی بھی صورت الگ نہیں ہو سکتا چاہے مجھے کتنے ہی مظالم و شدائد کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔

I can never part from my son(The Holy Prophet (PBUH&HP) though I may have to be crushed under heavy atrocities.

(5)

أيــا أمْــرُ جَــمْــعِهِــم أفْــنَــاءُ فِهْــرِ

لِــقَتْــلِ مُــحَــمَّــدٍ وَالأمْــرُ زُورُ

ان کی جماعت (قریش) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جبکہ ان کا یہ ارادہ ہی غلط ہے۔

This party (The Quraish) have plotted against the life of Muhammad (PBUH&HP) but this intention of theirs is only futile.

(6)

فلا وأبيك لا ظَــفَــرَتْ قُــرَيْــشٌ

ولا لَــقِــيَــتْ رَشَــاداً إذْ تُشِيْــرُ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے قسم ہے آپ کے والد گرامی (حضرت عبداللہ) کی: قریش اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ان (قریش) کا راستہ سلامتی کا راستہ نہیں

O Muhammad (PBUH&HP) I swear by your father (Abdullah A.S), the Quraish can never succeed in their aims. The path they have taken does not lead to peace.

(7)

بُــنَــيُّ أخِــي وَنَــوطُ قَــلْــبِ مِــنِّــي

وأبْــيَــضُ مَــاؤُهُ غَــدَقٌ كَثِــيْــرُ

میرے بھائی کا بیٹا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا پارۂ دل، ایسا فیاض ہے کہ اس کے فیوض و برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے۔

The son of my brother (The Holy Prophet PBUH&HP) is my soul and is so generous that the spring of his blessings keeps gushing forth ever and ever.

(8)

وَتَشْرَبُ بَعْدَهُ الشُّبَّانُ رِيًّا
وَأَحْمَدُ قَدْ تَضَمَّنَهُ الْقُبُورُ

یہ ناممکن الوجود امر ہے کہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میری اولاد سیر ہو کر پانی پی سکے۔

It is uttely impossible for my progeny to be able to slake their thirst completely after the Holy Prophet (PBUH&HP).

(9)

أَيَا ابْنَ الْأَنْفِ بَيْتِي قُصَيٍّ
كَأَنَّ جَبِينَكَ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ

اے وہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو اس (حضرت عبداللہ) کا لختِ جگر ہے جو خاندانِ قصیٰ کی آبرو ہے، تیری جبینِ تاباں، مہرِ درخشاں کی طرح ضیا بار و ضو فشاں ہے۔

O the one (The Holy Prophet PBUH&HP) who is the son of the one (Abdullah A.S), the pride of the clan of Qussa, your (The Holy Prophet's PBUH&HP) scintillating brow is as bright and brilliant as the shining sun.

☆☆☆☆☆☆☆

عربی مرثیہ: مرثیہ (ع) جمع مراثی: مادہ (ث ی)

نیز رث: رثی: یرثی، رث و، نیز رثا یرثو بمعنی میت پر رونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا: میت کے اوصاف و محاسن کو اشعار میں بیان کرنا اصناف سخن میں مرثیہ ایک اہم صنف ہے۔ عربوں کے ہاں مرثیہ گوئی اتنی ہی قدیم ہے جتنی ان کی شاعری۔ عرب شعراء مرنے والے کے مناقب و محاسن اور اوصاف و کمالات بیان کرتے اور اس کی موت پر اپنے حزن و غم، رنج والم اور درد و کرب کا اظہار کرتے اور اسے بہت بڑا صدمہ ظاہر کرتے تھے۔ قدیم ادب میں مھلھل بن ربیعہ کے مرثیے بہت مشہور ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عرب شعرا اپنے بہادروں کے مرثیے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی کہتے تھے کہ اپنے قبیلے کو مقتول کا بدلہ لینے پر اکسائیں اور آتش انتقام برافروختہ کریں وہ مرنے والوں کے مناقب و محاسن کے ساتھ ان کی بہادری اور جرأت و حمایت کو بھی بیان کرتے۔ مرثیہ گوئی میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں۔ عورتیں مرثیہ گوئی کے علاوہ مقتولوں پر نوحہ و ماتم بھی کرتیں اور یہ سلسلہ برسوں تک جاری رہتا: وہ قبروں پر قبیلے کی مجالس میں بڑے بڑے میلے ٹھیلوں میں گریہ وزاری اور نوحہ خوانی کے علاوہ، سینہ کوبی کرتیں اور اپنے منہ پیٹتیں۔

ابن رشیق نے العمدۃ میں بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عرب شعراء کا دستور تھا کہ وہ مرثیے میں شاہان عظام کی موت، مختلف سلطنتوں کی بربادی اور طاقتور اور مضبوط قوموں کی تباہی و ہلاکت کی مثالیں بیان کرتے: پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والے بکروں اور بنوں اور کچھاروں میں بسنے والے شیروں کی ہلاکت کا ذکر کرتے۔ میدان جنگ میں قتل ہونے والوں کا نوحہ بکثرت کیا جاتا اور ایسے مرثیوں میں دشمنوں کو ہدف ہجو بنایا جاتا اور مقتول کے قبیلے اور خاندان کے لیے اس کے کارناموں کو باعث عزت و شرف قرار دیا جاتا تھا۔ مثلاً الرقش کا قصیدہ۔

کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا تھا کہ مرثیے کا آغاز غزلیہ اشعار سے کیا جاتا؛ پھر کسی بادشاہ کی مدح ہوتی: اس کے بعد مرنے والے کی قوم پر فخر کا اظہار ہوتا اور دشمنوں کی ہجو کے بعد مقتول کا مرثیہ، مثلاً درید بن الصمۃ کا اپنے بھائی عبداللہ پر مرثیہ۔ عرب شعرا نے اپنے اشراف و سادات کی طبعی موت پر بھی مرثیے کہے اور ان کے اوصاف حمیدہ اور اعمال جمیلہ کی دل کھول کر داد دی، مثلاً فضالۃ بن کلدۃ الاسعدی کی موت پر اوس بن حجر کا مرثیہ۔ اسلام کے ابتدائی عہد، بالخصوص عہد نبوی میں بھی مرثیہ گوئی ملتی ہے۔ مشرکین نے اپنے مقتولوں پر اور مسلمان شعرا نے اپنے شہیدوں پر بھی مرثیے کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر بھی مرثیے کہے گئے۔ خلفائے راشدین کے دور میں مالک بن نویرہ کی موت پر اس کے بھائی کا مرثیہ بہت مشہور ہے۔ عہد عباسی میں کسی بڑے سپہ سالار اور قائد عساکر کی موت پر شعرا نے اس

کے صبر و استقلال، عزم و ہمت اور جرات و شجاعت کے خوب گن گائے اور قوم و ملت کے لیے اس کی موت کو جانگاہ صدمہ قرار دیا مگر اس کے ساتھ جذبہ دفاعِ وطن کو خوب ابھارا اور میدانِ جہاد میں بہادری کے جوہر دکھانے کے جذبات کو برافروختہ کیا خوارج کے ہاتھوں مارے جانے والے یزید بن مزید کی موت پر بھی بکثرت مرثیے کہے گئے۔ شاعرات میں الخنساء اور لیلی کے مرثیے عربی ادب میں بڑی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ شعراء نے مرثیے میں تعزیت و تسلی کے لیے یہ اسلوب بھی اپنایا کہ موت ایک ایسی حقیقت ہے، جس سے کوئی مفر نہیں: موت نے ہر انسان کو بہر حال آلینا ہے؛ اللہ تعالی کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا، مثلاً عبدالمجید الشقفی پر ابن مناذر کا مرثیہ، شعراء مرثیوں میں اعزہ و اقارب کی موت کے باعث جدائی کو فراق کی آتش سوزاں اور شعلۂ آگ سے تشبیہ دینے لگے۔ عباسی عہد میں مرثیہ نگاری نے ایک نیا رنگ اختیار کیا جو اس سے پہلے عربی ادب میں معروف نہ تھا اور یہ تھا شہر آشوب، یعنی کسی شہر یا علاقے کے اجڑنے اور ویران و برباد ہونے پر شعراء اس شہر یا بستی کا مرثیہ لکھتے۔

مرثیے میں ایک نیا روپ یہ آیا کہ چہچہانے والے پرندوں اور پالتوں جانوروں اور چوپایوں کی موت یا فقدان یا فراق پر شعراء نے مرثیے کہنے شروع کر دیے۔ بعض شعراء نے اپنی افلاس پر اور بعض نے شباب یا بصارت کی محرومی پر بھی مرثیے لکھے ہیں۔ مرثیے کی روایات اب تک قائم ہیں: مثال کے طور پر جتنی نظمیں مصری سیاستدان سعد زغلول پاشا کی موت پر لکھی گئیں، ان کی تعداد سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ایسی نظموں کے ذوق میں ابھی تک کوئی کمی واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس کا تعلق انسان کے فطری جذبات سے ہے۔ عربوں کی طرح دوسری مسلم اقوام میں بھی شعرا نے مرثیہ نگاری کی ہے۔ خصوصیت سے ترکی فارسی اور اردو میں مرثیہ کی صنف کو بڑی وسعت نصیب ہوئی۔ کسی قومی المیہ پر اظہارِ غم عربی (مثلاً ابن بدرون) میں بھی ملتا ہے، اور فارسی (مثلاً سعدی کا مرثیہ سقوط بغداد وغیرہ) اور اردو میں بھی، لیکن فارسی سے شروع ہو کر اردو تک پہنچتے پہنچتے مرثیہ اہل بیت نے ایک منظم صنف کی صورت اختیار کر لی۔ حضرت ابو طالب نے یہ مرثیہ زاد الرکب کی موت پر لکھا ہے۔

The tradition of elegiac poetry known in Arabic as marthiya had its roots, as regards themes as well as form, in pre-Islamic times.

The Arabic elegy, in the sometimes lengthy monorhyme qasidaform, was like all pre-Islamic poetry highly conventionalized. The virtues of the deceased and the loss of the mourner are described, which then provides an opportunity to dwell on the pathos

of this transitory life in the face of fate, always unalterable. Often the mourner curses the enemy and calls for vengeance. While the pre-Islamic elegy was conventionalized, it was also highly specific, or occasional: reflections on mortality only serve to frame a threnodic tribute to a specified personality.

If we express 'marthiya' as 'elegy', then it should be kept in mind that what we mean is not the elegy of Western tradition, which may designate any poem of a subjective kind, and one quite generally connected with the question of mortality. Most of even the earliest forms of the Greek elegiac couplet (from which the Latin and then Western languages take the genre and the name) do not display exclusively themes of death or loss.

If I bring up this point - which may seem somewhat distant from the question of elegy on Hussain in Arabic and Persian-it is to emphasize that the literature of marathi has but weak parallels in Western tradition. More particularly, it is not paralleled in Western Christian tradition, despite an extensive martyrology. Some of the social and attendant historical factors in this contrasting development may be surmised: for one thing, the influence of poetic tradition has been comparatively much stronger among the Arab-speaking peoples and among the once much wider circle of Persian speakers than in the West. What is of relevance here is that it has clearly been the event of Karbala' which allowed this pre-Islamic Arabic tradition to continue into Islamic times and take its central place in the languages of the Islamic tradition. Any elegy (in

the restricted sense in which we are speaking here) may strike a universal note; in fact that is one of the requirements of an elegy, but very few examples tend to survive as poetry or as something which would continue to evoke deep emotion. Practically our whole tradition of funeral elegy in English, for example, seems to be quite dead, in the poetical sense. In contrast to this, we have the tradition of Hussain and those martyred with him: the sacrifice of Hussain has provided a vital and meaningful subject for authors (both Shia and Sunni) for all of fourteen centuries (and into the future, God willing). Thus we see that even in Arabic, although the strong tradition of secular elegy continued into this century, that too has declined with other forms and themes considered 'artificial' by modern movements, while marthiya on Hussain and the other martyrs of Karbala' continues in both formal and popular language.

Alongside this, the event of Karbala' has provided a continuing ritual context for elegiac poetry. The marthiya in pre-Islamic times has a ritual function as a lamentation (nawh), often recited by women (and the best of its earliest practitioners known to us were women). Not only would the listener be invited to dwell in the virtues of the deceased, but the pathos of the situation was also revealed, and it may be assumed that those present were then moved to weep.

In Arabic poems on Hussain, the elegy, the marthiya proper, becomes very soon only part of a larger developed narrative in which the deeds and nobility of the martyrs of Karbala' are

described. This development of narrative can be seen already in the poetry of Di'bil b. 'Ali al-Khuza'i (d. 246) and in the large body of poetry composed by Ibn Hammad al-'Abdi (end of the 4th cent). However, the marthiya form can still be seen intact within these longer qasidas, and the lament for Hussain still provides the emotional high point; it is often placed at the beginning of the composition.

(1)

أَلا إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ حَيًّا وَمَيِّتاً
بِوَادِي أُشَيٍّ غَيَّبَتْهُ الْمَقَابِرُ

وادیٔ اشی (یمن) کے زندہ اور مردہ لوگوں میں سب سے بہترین شخص (ابوامیہ مخزومی جو اپنی فیاضی کی وجہ سے زادالرکب کے لقب سے مشہور تھے) کو قبر نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔

Of all the living and dead people of the valley of Ashi (Yemen) the best one (Abu Ummaya Makhzoomi who was known by the title of Zad because of his generosity) has now been laid low in his grave.

(2)

تُبَكِّي أَبَاهَا أُمُّ وَهْبٍ وَقَدْ نَأَى
وَرَيْمَانُ أَضْحَى دُونَهُ وَيُحَابِرُ

اس کی بیٹی ام وہب اپنے باپ کی موت پر آہ و بکا کر رہی ہے لیکن وہ ہم سے بہت دور جا چکا ہے اور ریشان کی پہاڑیاں اس کے بغیر سونی ہو گئی ہیں۔

His daughter Umm-e-Wahab is mourning the death of his father. But he has gone far away from us and the mountains of Reshan have turned forlorn.

(3)

تَــزَلَّــوا ولا أبُــو أميّة فيهم

لَقد بلغتْ كظ النُّفوسِ الحَناجرُ

لوگوں کا غم ان کے گلے تک آ گیا ہے اور وہ تہی دست واپس آ گئے ہیں کیونکہ آج ان میں ابوامیہ موجود نہیں ہے۔

The grief has welled up in the hearts of people. They have to return empty handed as today Abu Ummaya is no more among them.

(4)

تَرى دارَه لا يَبرحُ الثّغر وَسْطها

مُكلّلة" أُدمٌ" بِسَمانٍ وبَاقِرُ

اس کے گھر سے اونٹوں اور گائیوں کی آوازیں آتی رہتی تھیں کیونکہ یہ مہمان نوازی کے لیے رکھی ہوئی تھیں۔

There kept rising from his house the ululation of camels and cows which he had reared for hospitality.

(5)

ضَرُوب بِنَصْل السَّيف سُوْق سمانها

اذا أرْمَلُوا زاداً فَإنّك عَاقِرُ

مسافروں کے زادِراہ کے ختم ہو جانے پر ان اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت اور پایوں کو کاٹ کر ان کی دعوت کی جاتی۔

When travelers were left with no money, these camels were slaughtered and their meat and legs were offered in the feast.

(6)

وانْ لَمْ يَكُنْ لَحْمٌ "غَرِيضٌ" فَإنَّه
تُمَرِّى لَهُم أخلافُهُنَّ الدَّرائِرُ

جب گوشت ختم ہو جاتا تو اونٹنیاں اپنے تھنوں سے ان (بھوکے مسافروں) کا پیٹ بھرتیں۔

When this meat was consumed, the milk from the teats of she-camels fed them.

(7)

فيُضْبِح آل اللّه بِيْضاً كأنَّما
كَسَتْهُم حُبُوراً رَيْدَةٌ" ومُعَافِرُ

اہل مکہ کی توقیر محض اسی کی وجہ سے قائم تھی کیونکہ وہ ریدہ اور معافر کے قیمتی کپڑوں سے اہل شہر کا تن ڈھانپتا تھا۔

The honor of the people of Makkah remained intact only because he clothed the people of the city with the precious cloth of Raida & Muafir.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب نے یہ مرثیہ اپنے ایک ماموں ہشام کی موت پر لکھا ہے۔ ہشام اپنی قوم کے رئیس تھے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ بیوائیں، یتیم اور مسافر ہمیشہ انہی کا سہارا لیتے۔ حضرت ابوطالب اپنے اشعار میں کہتے ہیں کہ آج قوم اپنے سردار سے محروم ہوگئی ہے یہی وجہ ہے کہ خانۂ خدا، حجر اسود اور رکن ومقام سب افسردہ ہیں۔ حضرت ابوطالب ہشام کے بیٹے عمرو بن ہشام کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے کیوں کہ لوگوں کی توقعات اسی سے وابستہ ہیں۔

Hazrat Abu Talib(a.s) composed this elegy to mourn the death of one of his maternal uncles, Hasham, who was the cheiftain of his clan and who was always willing to help the needy so that the widows, orphans and travellers usually fell back upon him. In these verses Hazrat Abu Talib(a.s) laments that the people were bereaved of their leader. So profound was this sorrow that the House of Allah, the Black Stone and Rukn o Maqam, all seemed mournful. At the end he advises Hasham's son, Amr, to follow the footsteps of his father as that is what all the people expect of him.

(1)

فَقَدْنَا عَمِيدَ الْحَيِّ فَالرُّكْنُ خَاشِعٌ
لِفَقْدِ أَبِي عُثْمَانَ وَالْبَيْتُ وَالْحَجَرُ

آہ! ابوعثمان (ہشام) ایک ایسا سردار تھا کہ جس کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے پر بیت اللہ، حجر اسود اور رکن ومقام سب ہی افسردہ ہیں افسوس وہ آج ہم میں نہیں ہے۔

Ah! Abu Usman (Hasham) was a chief whose departure from this world made the House of Allah, the Black Stone and Rukn o Maqam deeply sorrowful. Alas! He is no longer with us now.

(2)

وكان هشام بن المغيرة عصمة

اذا غرك الناس المخاوف والفقر

یہی وہ ہشام تھا جو مصائب وآلام، تنگی وغربت اور تنگدستی کے ہر دور میں عوام کی بہترین پناہ گاہ تھا۔

It was Hasham who was the best refuge for common lot in times of suffering and misery, poverty and deprivation.

(3)

بأبياته كانت أرامل قومه

تلوذ وأيتام العشيرة والسفر

قوم کی بیوگان، یتامیٰ اور مسافر سب ہی کے لیے ان کے گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔

His doors remained ever open to the widows, orphans and travelers.

(4)

فودت قريش لو فدته بشطرها

وقل لعمري لو فدوه به الشطر

اگر اہل قریش اپنی عمر کا نصف حصہ بھی ان کو پیش کر دیتے تو پھر بھی یہ کم تھا۔

Even if the Quraish had offered him half of their life, it could not have compensated (for his generosity).

(5)

نقول لعمرو: أنت منه وأننا

لنرجوك في جل الملمات يا عمرو

اب میں عمرو سے کہتا ہوں کہ اے عمرو! تم ہشام کے لخت جگر ہو لہذا ہمیں امید ہے کہ تم مہمات حیات کا مقابلہ دانشمندی سے کرو گے۔

Now I say to Amr, O Amr, you are the son of Hasham. So you must face the struggle of life wisely.

☆☆☆☆☆☆☆

قریش نے حضرت ابوطالبؑ سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ اے ابوطالبؑ تم نے اور تمہارے باپ کے بیٹوں نے یہ عظیم کام کیا تھا کیا تم نہیں دیکھتے اس گھر (بیت اللہ) کی حرمت اسلحے کے بل بوتے پر باقی رکھو اس کے جواب میں حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا:

The Quraish expressed their displeasure to Hazrat Abu Talib(A.S) and reminded him of how grandly they had performed earlier but now he was reluctant to defend the sanctity of Ka'aba with arms. Hazrat Abu Talib(A.S) responded thus:

(1)

لقد کان منّی ما رأیتم وانّنی

لأعظم حقّ البیت والرّکن والحجر

تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اس گھر (بیت اللہ) کی حرمت کا خیال کروں حالانکہ اس کی حرمت پہلے ہی میرے اندر موجود ہے البتہ اس گھر (بیت اللہ)، رکن اور حجر کی حرمت کا میں تم سے زیادہ ادراک رکھتا ہوں.

You ask me to take care of the sanctity of this house, whereas I already have that awareness. Moreover, I have far greater regard for Rukn and Hajr than you.

(2)

ولیس اختراط السّیف یا قوم فاعلموا

بأعظم عند اللّٰہ جرماً من الغدر

تم (قریش) جو مجھ سے اس بات کے متقاضی ہو کہ میں اسلحے کے زور پر اس گھر (بیت اللہ) کی عظمت میں اضافہ کروں اے قوم ایسا نہیں ہو سکتا جان لو کہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا بہت بڑی خیانت ہوگی.

Now, what you demand of me regarding augmenting the glory of Ka'aba with weapons, O my nation, it will indeed be a great crime in Allah's estimation.

☆☆☆☆☆☆☆

فارسی مرثیہ: مرثیہ نگاری کو ہم مندرجہ ذیل تین مدارج میں تقسیم کر سکتے ہیں: (۱) شخصی مرثیہ: (۲) قومی یا اجتماعی مرثیہ اور (۳) مذہبی مرثیہ فارسی مرثیہ کی روایات عربی مرثیہ سے فارسی شاعری میں آئی ہیں۔ تاریخ اور ادبی شواہد کے مطابق ظہور اسلام کے بعد ہمیں سب سے پہلے ایران میں فارسی مرثیہ کی پہلی صورت شخصی مرثیہ کی صورت میں سامانی دور میں دکھائی دیتی ہے۔

سامانی دور (۲۶۱-۳۸۹ھ) اور شخصی مرثیہ ایران میں فارسی شاعری کا آغاز سامانی دور سے ہوتا ہے اور فارسی کا پہلا نامور شاعر رودکی ہے، جس نے اپنے ایک ہمعصر شاعر ابوالحسن شہید بلخی کی موت پر شخصی مرثیہ کہا جس کا مطلع یہ ہے۔

کاروان شہید رفت از پیش
زان ما رفتہ گیروی اندیش

سلجوقی دور میں ہمیں قومی یا اجتماعی مرثیے کا وجود نظر آتا ہے، مثلاً جب خاقونی (م حدود ۵۹۵ھ) نے ایوان مدائن کے کھنڈرات دیکھے تو ایک بڑا پر سوز اور غمناک قصیدہ کہا۔ اس قصیدے میں ایک قوم کی عظمت کے تباہ حال کھنڈروں پر المناک اشعار کہے ہیں۔ لہٰذا اس قصیدے کو ہم قومی یا اجتماعی مرثیے کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں، اس مشہور مرثیے کا آغاز یوں ہوتا ہے:

ہاں ای دل عبرت بین از دیدہ نظر کن ہان
ایوان مدائن را آئینہ عبرت دان

سلجوقی دور کے وہ شعرا جنہوں نے شخصی یا قومی یا اجتماعی مرثیے کہے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ امیر معزی، سنائی، انوری، عمق بخاری، جمال الدین، عبدالرزاق، رشید الدین وطواط اور نظامی گنجوی۔

انوری (م حدود ۵۸۷ھ) نے "اشک ہائے خراسان" کے عنوان سے ایک قصیدہ کہا جس میں اس نے اہل خراساں کی نمائندگی کرتے ہوئے "فریدنامہ" منظوم کیا۔ لہٰذا اس اعتبار سے ہم انوری کے اس قصیدے کو ایک "قومی مرثیے" کا نام دے سکتے ہیں۔

شیخ سعدی نے ایک مرثیہ خلیفہ مستعصم باللہ کے زوال کے بارے میں لکھا ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند میں امیر خسرو نے غیاث الدین بلبن کے فرزند شہزادہ محمد کی وفات پر ایک مرثیہ کہا۔

دور صفویہ میں مذہبی مرثیہ نگاری کا آغاز:۔ ادبیات ایران کی تاریخ شاہد ہے کہ جب شاہ اسمٰعیل صفوی (۹۰۷ھ/۱۵۰۲-۹۳۰ھ/۱۵۲۴ء) نے صفوی خاندان کی بنیاد رکھی تو اس نے شیعہ مذہب کو سرکاری مذہب قرار دینے کا اعلان کیا اہل تشیع کے عقیدے کے مطابق صفوی بادشاہوں نے اپنے قصائد کہلوانے کی بجائے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات پرسوز انداز میں کہنے کی ترغیب دی، ایران کے بہترین قصیدہ گو اور غزل گو شعراء سرزمین ایران کو الوداع کہہ کر برصغیر پاکستان وہند آ کر جلال الدین اکبر کے دربار سے منسلک ہو گئے جن میں نظیری نیشاپوری اور عرفی شیرازی خاص طور پر قابل ذکر ہیں لیکن ایران میں صفوی دربار میں مذہبی مرثیہ نگاری کی بنیاد رکھی گئی جس کی رو سے مرثیہ گو شعراء کا ایک جم غفیر معرض وجود میں آیا، جنہوں نے یا تو سانحہ کربلا سے آغاز کیا، یا اہل بیت کی منقبت میں قصیدے کہے اور اس طرح ایران میں مذہبی مرثیہ نگاری کا آغاز ہوا۔ پھر صفوی دور سے لے کر قاجاری اور پہلوی دور اور عصر حاضر تک کئی مرثیہ نگار منصۂ شہود پر آئے جن میں محتشم کاشی کا نام سرفہرست ہے۔ اس کے ایک مرثیے کا مطلع یہ ہے۔

باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است

باز این چہ نوحہ وچہ عزا و چہ ماتم است

مذہبی مرثیہ کی روایت ایران کی سرزمین سے نکل کر پاکستان وہند کی ادبیات میں داخل ہو گئی اور اہل بیت کا مرثیہ خصوصیت سے اردو شاعری کا ایک اہم حصہ بن گیا۔ حضرت ابو طالب کا درج ذیل مرثیہ ان کے دلی جذبات کا بہترین عکاس ہے۔

The great impetus for the vast literature of elegy and dirge for Hussain in the Persian language, a literature which is now much larger than the Arabic, which includes a much greater element of elegy on the other martyrs of Karbala', and which has many more forms and recognized ritual uses than in the Arabic tradition, came with the establishment of the Safavid dynasty and the consequent consolidation for Shi'ism of the larger part of the Persian-speaking world. Here as an example from the beginning of the Safavid period,

an elegiac qasida by Muhtasham-i Kashani, a favourite court poet may be mentioned. It shows some of the typical themes and imagery of the Persian genre, as well as imaginative expressions of the favourite elegiac theme of what later came to be known in Europe as 'pathetic fallacy'.

Muhtasham's tarkib-band, a long strophic poem of twelve parts, is much more well known than any other of his numerous elegies on Hussain, and was imitated for centuries after him. Each strophe ends with a refrain, which is particularly effective in elegy. As an example of a modern tarkib-band, a very popular contemporary poet, Ansari, 'Poet of the House of the Prophet' may be alluded to. It seems that the poet may have been inspired not only by the differing circumstances surrounding the martyrdoms of 'Ali and Hussain, but by the contrast between Najaf and Karbala' as well (Najaf is fairly well watered, but Karbala' is like a desert).

(1)

لــــه ذراــةٌ" لا تَبْــرحُ الــدَّهْــر عِـنْــدها

مُـــجَــعْـــجَــعةٌ أُدْمٌ بِـــمَــــانٌ "مَـخـــايِــرُ

ان کے (زادالرکب) دروازے پر فربہ اونٹ اور گائیوں کی بڑی تعداد ہمیشہ بندھی رہتی تھی جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ آنے والے مہمانوں کی مہمان داری کا حق ادا کرسکیں

A number of corpulent camels and cows used to be there at his (Zad ul Rakab's) door with a view to extending hospitality to the expected guests.

(2)

اذا نُحِرت يوماً أتى الغدَا مِثلها

ذَوَاهِقُ خُمٌّ" أوْ مَخَاض" بهازِرُ

عام طور پر یہی ہوتا کہ لوگ ایک دن کھانا کھا کے چلے جاتے تو دوسرے دن ویسے ہی جسیم وفربہ جانور اونٹ وگائے وغیرہ وہاں موجود ہوتے

Ganerally what happened was that when one day people left after having been served food, the next day as corpulent camels and cows took the place of the former ones.

(3)

ضَرُوبٌ بِنَصْلِ السَّيفِ سُوقَ سِمَانِها

اذا أرْمَلُوا زاداً فَإِنّي لَعَاقِرُ

جب لوگوں کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو جاتیں تو پھر وہ (زاد الراکب) اپنے ان جسیم وکبیر اونٹوں کو ذبح کرتے اور لوگوں کی بھوک مٹاتے۔

When people had consumed the whole supply of their foodstuff, he (Zad ul Rakab) slaughtered these fleshy camels to satisfy the people's appetite.

(4)

وأن لَمْ يَكُنْ لَحْمٌ" طَرِيٌّ" فَإنَّما

تُمَرّى لَهُمْ أخلافُهنَّ الدَّرائِرُ

جب گوشت موجود نہ ہوتا تو پھر بھی ان کے دسترخوان پر طرح طرح کی روٹیاں اور دودھ موجود ہوتے۔

When there was no meat, his table offered milk alongwith, loaves of bread of a variety of kind.

☆☆☆☆☆☆☆

شاعری انسان کی فکری تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں اس کا تعلق قوت متخیلہ سے ہوتا ہے اور یہی وہ قوت ہے جس کے ذریعے شاعر کائنات کی ہر شئے اور ریگستان کے ہر ذرّے سے محو کلام ہوتا ہے۔ ایڈون گرین اپنی کتاب ''دی پراونس آف لٹریری ہسٹری'' میں لکھتا ہے

''انسانی معلومات کی وسعت کے لیے تاریخ

تہذیب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ادب ہے۔''

یعنی ادب انسانی تہذیب کی مکمل تاریخ اور یہ تعمیر معاشرہ کے مقدس کام میں اعانت کرتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان غلطیوں سے بچ سکتا ہے۔ حضرت ابو طالبؑ کی شاعری نہ صرف اس دور کے قبائلی نظام فکر کی تاریخ مرتب کرتی ہے بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے عربی کلچر کی شکست وریخت کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ ان کی شاعری انسانی نفسیات کا وہ بیان ہے جس سے باطنی کیفیات مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ عربوں کے مزاج کا یہ خاصہ تھا کہ وہ ایفائے عہد کے لیے اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضرت ابو طالبؑ کی اس شاعری سے اس حیران کن امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ جوں ہی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت حق کی صدا بلند کی اہل عرب اپنی سماجی روایات کو پس پشت ڈال کر خاندان بنو ہاشم کے مخالف ہو گئے۔ آپ (ابو طالبؑ) فرماتے ہیں۔

أَلَا لَيْتَ حَظِّي مِنْ حِيَاطَةِ نَصْرِكُمْ

بِأَنْ لَيْسَ لِي نَفْعٌ لَدَيْكُمْ وَلَا ضَرّ''

تم لوگوں کی مدد اور جاں سپاری پر میں نے یقین کر لیا کاش میں ایسا نہ کرتا اور اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ تم لوگ ایسے ہو کہ جن سے نفع ونقصان کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت ابو طالبؑ کی ذیل کی شاعری سے عربوں کا اپنی روایات کو ترک کر دینا، قبیلہ قریش کا ظلم وستم اور اہل عرب (حامیوں) کی کمزوریوں کا پتہ چلتا ہے۔ وہ (حضرت ابو طالبؑ) ان لوگوں کی جنھوں نے مدد کا وعدہ کیا تھا ایسی سواری سے تشبیہ دیتے ہیں جو چلنے سے عاجز ہو اور قافلے سے ہمیشہ پیچھے رہ جاتی ہو۔

حضرت ابو طالبؑ کے یہ اشعار اس عہد کے عربی سماج پر ایک ایسا طمانچہ ہیں جس کی گونج آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ یہ شاعری فصاحت وبلاغت اور عرب زبان دانی کا ایک ایسا اظہار ہے جس کا تسلسل حضرت علیؑ کے دیوان اور نہج البلاغہ میں دکھائی دیتا ہے۔

Poetry plays an important role in the history of intellectual progress of man. Poetry basically generates from power of imagination with the help of which a poet may converse with every thing of the universe, even a grain of sand in a desert. Edwin Green in his book " The Province of Literary History" writes "what ever has been described in the history of civilization expands human knowledge is literature"

In other words literature forms the complete history of human civilization, and its function is no less sacred than helping in the construction of society. It also guards man against repeating errors. Hazrat Abu Talib's(a.s) poetry not only encompasses the tribal lives of thinking but also traces the course of disintegration the Arab culture found itself treading on as a result of the pronouncement of prophethood of Hazrat Muhammad (PBUH&HP). His poetry so deeply explores the human psychology that all introvert thoughts and feelings are precipitated into concrete forms. Keeping one's promise was such an integral element of the Arab disposition that they felt no hesitation to die for it. But Hazrat Abu Talib's (a.s) poetry reveals an astonishing change that no sooner had the Holy Prophet (PBUH&HP) called the people to Truth than, totally ignoring their social traditions, they turned against Banu Hashim. In this way we come to know how the Quraish trampled their own traditions under their feet, how they started a cruel campaign against Banu Hashim and other Muslims. He compares them with a riding beast who is unable to walk and so who always lags behind the whole caravan.

These verses of Hazrat Abu Tailib deal a heavy blow to the Arab Society of that era the reverberations of which may be heard even today. Moreover this poetry is surcharged with Arabic rhetoric and semantics to an extent which may be found in Hazrat Ali's "Peak of Eloquence" and his poetry.

(1)

ألا ليت حظي من حياطة نصركم
بأن ليس لي نفع لديكم ولا ضرُّ

تم لوگوں کی مدد اور جان سپاری پر میں نے یقین کرلیا۔ کاش میں ایسا نہ کرتا اور مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ تم لوگ تو ایسے ہو کہ جن سے کسی نفع و نقصان کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

I trusted your(The Quraish's) support and spirit of sacrifice. If only I had not done so. Would that I knew before hand that you are those who couldn't be expected to cause any profit or loss.

(2)

وسار برحلي فاطرُ الناب جاثم
ضعيف القُصَيْرى لا كبيرٌ ولا بكرُ

میرا سامان سفر ایک ایسی سواری پر لدا ہوا ہے جس کے سم ضعف پیری سے گھس گئے ہیں جو اپنی کمزور پسلیوں کی وجہ سے چلنے سے بھی عاجز ہے۔

(Alas) my luggage is loaded on a beast who has worn out hoofs because of the weakness of old age. It even finds it impossible to move as its rib cage has deteriorated.

(3)

مِنَ الخُورِ خَنْخَاتٌ" كَثِيرٌ رُغَاؤُهُ
يُرِشُّ عَلَى الحَاذَيْنِ مِن بَوْلِهِ قَطْرُ

میری یہ سواری بہت کمزور، ست اور بدشکل ہے۔ یہ بلبلاتی بھی بہت ہے (اپنی ناطاقتی کی بنا پر) جب یہ پیشاب کرتی ہے تو اس کے قطرات اس کی پنڈلیوں سے ٹپکتے ہیں۔

This beast is too weak, dull and haggardly. It also groans too often. When it urinates, the drops fall down its shins.

(4)

يُخَلَّفُ خَلْفَ الوِرْدِ لَيْسَ بِلَاحِقٍ
اذا مَا عَلَا الفَيْفَاءَ قِيلَ لَهُ: وَبْرُ

یہ ایک ایسی سواری ہے جو اہل قافلہ کا ساتھ نہیں دے سکتی اور ہمیشہ سب کے پیچھے رہ جاتی ہے اگر کسی بے آب گیاہ وادی میں اترنا پڑے تو یہ بھیگی بلی بن جاتی ہے۔

So it can't keep pace with the caravan and is always left in the rear of all. If we are to traverse a waterless and grassless desert, it behaves like a helplessly bleating sheep.

(5)

أَرَى أخْوَتَنَا مِنْ أَبِينَا وأُمِّنَا
اذا سُئِلَا قَالَا: إِلَى غَيْرِنَا الأَمْرُ

یہ لوگ میرے ہی ہم قبیلہ ہونے کے ناطے میرے بھائی تھے لیکن جب انہیں مدد کے لیے کہا گیا تو کہتے ہیں کہ اسکا دوسروں سے تعلق ہوگا۔

Being my co-tribe, they (The Quraish) were my brethren but when I called them out for help they replied that only others could tender such help.

(6)

بَلٰى لَهُمَا اَمْرٌ وَلٰكِنْ تَرَجَّمَا

كَمَا رُجِمَتْ مِنْ رَأْسِ ذِي الْعَلَقِ الصَّخْرُ

یہ جانتے تھے کہ تعلق ان ہی سے تھا مگر یہ اس طرح گر پڑے جیسے کسی پہاڑ سے چٹان ٹوٹ کر گرتی ہے۔

They were fully aware of the relation which existed with them but they collapsed just as a boulder breaks off a mountain.

(7)

اَخُصُّ خُصُوصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا

هُمَا نَبَذَانَا مِثْلَ مَا نُبِذَ الْجَمْرُ

میں صاف صاف بتا رہا ہوں کہ بنی عبدالشمس اور بنی نوفل (قریش کے بڑے خاندان) نے ہمیں (بنو ہاشم کو) اکیلا اور تنہا چھوڑ دیا ہے جیسے کوئی شخص کسی چنگاری کو چھوڑ دیتا ہے۔

I may declare it without hesitation that Bani Abd e Shams and Bani Naufal (Two great clans of the Quraish) have so deserted us (Banu Hashim) as if we were glowing coal.

(8)

وَمَا ذَاكَ اِلَّا سُؤْدَدٌ خَصَّنَا بِهِ

اِلٰهُ الْعِبَادِ وَاصْطَفَانَا لَهُ الْفَخْرُ

میں ان کے اس رویے سے بخوبی واقف ہوں اور اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے) ہمیں بزرگی و عظمت عطا کی ہے۔ لہذا یہ لوگ ہم سے حسد کرنے لگے ہیں۔

I can understand their behavior very clearly. Allah has bestowed dignity and honor on us through Muhammad (PBUH&HP) and so these people have become jealous of us.

(9)

هُمَا غَمَزَا لِلْقَومِ فِي أَخَوَيْهِمَا
فَقَدْ أَصْبَحَا مِنْهُم أَكُفُّهُم صِفْرُ

انہوں نے نہ تو قرابت داری کا لحاظ رکھا اور نہ ہی کسی بھائی چارے کے رشتے کو خاطر میں لائے اور ایسی کمزوری دکھائی کہ ہمارے ہاتھ خالی رہ گئے۔

They kept in view neither the close relationship nor brotherhood. They rather displayed so abject weakness that we were left empty handed.

(10)

هُمَا أَشْرَكَا فِي الْمَجْدِ مَنْ لَا أَبَا لَهُ
مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يُرَسَّ لَهُ ذِكْرُ

حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو خاندان عز و شرف کے مالک تھے اور ایک دوسرے کے شریک کار تھے اس کے علاوہ ان میں کسی طرح کی بھی کوئی خصوصیت نہیں

Indeed these two clans possessed great dignity and were partners in many ways.But they didn't have any other virtue.

(11)

رِجَالٌ" تَمَالَوْا حَاسِدِيْنَ وَبِغْضَةً
لِأَهْلِ الْعُلَا فِيْنَهُمْ أَبَداً وِتْرُ

یہ وہ لوگ (بنو شمس اور بنو نوفل) ہیں جنہوں نے محض اپنے حسد کی بنا پر مخالفت کی حالانکہ ان سے بڑھ کر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوری دنیا میں عزت و وقار کے مالک ہیں انہوں نے اپنے بغض کی وجہ سے (ہمارے خلاف) اکٹھ کر لیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں یہ بھی ہمیشہ آپس میں دشمن رہیں گے

They opposed him (Holy Prophet PBUH&HP) only because of their jealousy as he possesses more honor and dignity in the world than they. They have formed alliance against us just because they have nursed grudge against us. But beware! Even they will turn hostile to each other for ever and ever.

(12)

وَلِيدٌ أَبُوهُ كَانَ عَبْداً لِجَدِّنَا
إِلَى عِلْجَةٍ زَرْقَاءَ جَالَ بِهَا السِّحْرُ

ولید کا والد میرے دادا (حضرت ہاشم) کا غلام تھا لیکن اس نے اس وقت کفر اختیار کر لیا جب اس نے روم کا رخ کیا (شاید) رومی جادوگروں نے اس پر جادو کر دیا تھا

Walid is the person whose father was a slave of my grandfather. But he turned to apostasy when he went to Rome. He might have been under the spell of Roman magicians.

(13)

وَتَيْمٌ وَمَخْزُومٌ وَزُهْرَةُ مِنْهُمُ
وَكَانُوا لَنَا أَوْلَى إِذَا بُغِيَ النَّصْرُ

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بنی تیم، بنی مخزوم اور بنی زہرہ اس وقت جبکہ لوگ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) مدد کرنے کی وجہ سے ہمارے خلاف ہو چکے ہیں یہ ہماری مدد کرتے۔

Bani Tamim, Bani Makhzoom and Bani Zohra ought to have helped us when the people had turned against us (because of helping the Holy Prophet PBUH&HP).

(14)

وَزُهْرَةُ كَانُوا أَوْلِيَائِي وَنَاصِرِي
وَأَنْتُمْ إِذَا تُدْعَوْنَ فِي سَمْعِكُمْ وَقْرُ

بنی زہرہ تو ہمارے حامی اور مددگار ہوتے تھے لیکن اب جب ہم ان کو مدد کے لیے پکارتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے انہوں نے اپنے کان بند کر لیے ہوں اور ہماری آواز بھی ان تک نہیں پہنچتی۔

Bani Zahra used to be our allies and supporter but now when we call them out for help, it seems as if they have turned stone deaf and are unable to hear us.

(15)

فَقَدْ سَفِهَتْ أحلامُها وعُقُولُها

وكانوا كَجَعْفرٍ بِئْسَ ما صَنَعتْ جَعْفَرُ

یہ سب لوگ اخلاق گراوٹ کا شکار ہو چکے ہیں ان کی فہم فراست دم توڑ چکی ہے۔ یہ اب جانور بن چکے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنی قبریں کھود رہے ہیں۔

Now all these people are seeing moral decadence. Their wisdom and prudence has become blunt. Now they have become beastly. They are now digging their own graves.

(16)

فَوَ اللّٰه لا تَنْفَكُّ مِنَّا عِداوةٌ

ولا مِنْهُم مَا دَامَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

مجھے قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جب تک ہم سے کوئی ایک بھی باقی رہیگا یہ دشمنی باقی رہے گی (کیونکہ اس دشمنی کی وجہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت ہے)

I swear by Allah Almighty that this antagonism will last as long as even only a single man from among us survives.

☆☆☆☆☆☆☆

اردو مرثیہ: اردو میں مرثیے کی مختلف اقسام موجود ہیں، یعنی (الف) کسی شخص کی موت پر ماتمی نظم یا (ب) قومی مرثیہ یا (ج) اہل بیت کا مرثیہ۔ بعض اوقات کسی معاشرے یا شہر کی بربادی کا مرثیہ بھی لکھا گیا۔ جیسا کہ حالی نے تذکرہ ''دہلی مرحوم'' والی نظم میں اظہارِ غم کیا ہے۔ اس لحاظ سے بعض شہر آشوب بھی مرثیہ میں آجاتے ہیں۔

شخصی مرثیہ: اردو شاعری کی ابتدا ہی میں شخصی مرثیے مل جاتے ہیں۔ ذاتی مرثیوں کی تعداد اردو شاعری میں خاصی ہے لیکن سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے، صرف چند مثالیں کافی ہوں گی۔ عبدالحی تاباں کا سال وفات ۱۷۴۷-۱۷۵۱ء کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ ان کے دیوان میں ان کے استاد حشمت کا مرثیہ موجود ہے جو ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں مارے گئے تھے۔ تاباں جب عین عالم جوانی میں فوت ہوئے تو میر تقی میر نے بھی غم کا اظہار اپنی ایک غزل کے مقطع میں کیا جو محمد حسین آزاد نے آب حیات میں بھی درج کیا ہے اور میر کے دیوان میں موجود ہے اور مرزا اسد اللہ خاں غالب (م ۱۷۹۹ء) نے بھی دو شخصی مرثیے لکھے ہیں۔ ایک زین العابدین خان عارف کا مرثیہ اور دوسرا مرثیہ محبوبۂ دلنواز کے لیے، لیکن درد و غم سے لبریز مرثیہ خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنے باکمال استاد مرزا غالب کی وفات پر لکھا جس کے دس بند ہیں اور سو اشعار۔ ایک ایک شعر میں تلخیٔ غم پائی جاتی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اس قسم کے مرثیے لکھے ہیں۔ ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' انہوں نے جو طویل نظم لکھی ہے، اس میں انہوں نے فلسفی ہونے کی بنا پر اپنے ماتم کو ماتم عالم بنادیا ہے۔

قومی مرثیہ: اورنگ زیب عالمگیر کا انتقال ۱۷۰۷ء میں ہوا۔ ان کے بعد مغلوں کا اقتدار آہستہ آہستہ دم توڑنے لگا۔ متاخر مغل شہنشاہوں کے زمانے میں گرفت ڈھیلی پڑتی گئی۔ اقتصادی اور سیاسی اختلال رونما ہوا۔ اخلاقی اقدار بھی اس انتشار کی زد میں آگئیں۔ شعراء نے ان حالات کا ذکر اپنے کلام میں کرنا شروع کردیا انہوں نے شہر آشوب نظمیں لکھیں۔ ترکی اور فارسی زبانوں میں اس صنف شعر کا رواج مدت سے چلا آتا تھا۔ اردو میں شفیق اورنگ آبادی، شاکر ناجی، شاہ حاتم، میر تقی میر اور میرزا محمد رفیع سودا وغیرہ نے متاخر مغلوں کے ایام میں ابتر ملکی اور سماجی حالات کا بیان درد دل کے ساتھ شہر آشوبوں میں کیا۔ ۱۸۵۷ء کا خونی انقلاب آیا تو گویا جس معاشرے کی اصلاح کے لیے یہ شہر آشوب نظمیں لکھی جارہی تھیں انہیں تلوار کی ضرب سے ختم کردیا گیا۔ اس لیے اس سانحہ پر جو شہر آشوبیں کہی گئیں، ان میں مرثیے کا رنگ نمایاں ہے۔ دہلی کی تباہی پر مرزا داغ دہلوی نے جو شہر آشوب مسدس لکھی وہ ایسا زہرہ گداز مرثیہ ہے کہ دل تھام کر ہی پڑھا جاسکتا ہے۔ سعدی نے بغداد کی تباہی پر فارسی میں جو مرثیہ لکھا تھا علامہ اقبال نے داغ کے مرثیۂ دہلی کو اس کا بدل قرار دیا ہے۔ حالات عالم کے باعث ملی ادبار کا احساس روز بروز سوہان روح بنتا چلا جارہا تھا۔ اس لیے بہت سی نظمیں

ایسی تخلیق ہوئیں جو قومی مرثیے کے تحت آتی ہیں۔ خواجہ الطاف حسین حالی (م۱۹۱۴ء) کی نظمیں شکوہ ہند اور مسدس مدوجزر اسلام اسی سلسلے کی مثالیں ہیں۔ شبلی نعمانی (م۱۹۱۴ء) کی شہر آشوب اسلام بھی قومی مرثیہ ہے۔ حادثہ مسجد کان پور کے متعلق ان کی چھوٹی سی نظم بھی ایک دلفگار مرثیۂ قومی ہے۔ کلام اقبال میں اس کی دو نمایاں مثالیں "صقلیہ" اور "گورستان شاہی" ہیں جو بانگ درا میں موجود ہیں۔ صقلیہ (جزیرہ سسلی) کو علامہ اقبال (م۱۹۳۸ء) تہذیب حجازی کا مزار کہہ کر اپنے غم کا اظہار کرتے ہیں جو ظاہر ہے ملی غم ہے۔ ان کی نظم گورستان شاہی بھی قومی اور ملی مرثیہ ہے اور ان کا جذبۂ غم اس قدر گہرا ہے کہ انہیں ہر ذرۂ عالم کا باطن سراپا درد نظر آتا ہے قومی اور ملی المیے ہی قومی مرثیوں کی تخلیق کا باعث بنتے ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ کا المناک حادثہ ہوا۔ عبدالعزیز خالد نے اس وقت "یارحمۃ اللعالمین" اور "بان گروہ" کے عنوان سے دو نظمیں لکھیں ان میں قومی مرثیے کے عناصر موجود ہیں۔

محمد قلی قطب شاہ (۱۶۱۱ـ۱۶۶۵ء) دکنی اردو میں صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس نے اہل بیت کرام کے کئی مراثی لکھے ہیں۔ گویا ابھی مغل شہنشاہ نورالدین جہانگیر کا زمانہ (۱۶۰۵ءـ۱۶۲۷ء) ہی تھا کہ دکن میں مرثیہ گوئی شروع ہوگئی۔ اس دور میں شجاع الدین نوری، ہاشم برہان پوری اور کاظم وغیرہ نے مرثیے لکھے۔

مزید تحقیق بتاتی ہے کہ دکن میں اہل بیت کی عزاداری ہند میں مغلوں کی آمد سے بھی پہلے شروع ہو چکی تھی اشرف بھابانی نے واقعہ کربلا اور شہادت امام حسین کو مثنوی نوسرہار (۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء) میں بیان کیا۔ جمیل جالبی لکھتے ہیں کہ تاریخ ادب اردو میں اس مثنوی کی حیثیت روضۃ الشہداء اور کربل کتھا والی ہے۔ گولکنڈے میں غواصی، عبداللہ قطب شاہ (۱۶۱۱ـ۱۶۷۲ء) اور دوسرے شعراء نے بھی مراثی کہے ہیں۔ عہد عالمگیری میں ابوالحسن تانا شاہ کا ندیم شاہ قلی خان شاہی مرثیہ ہی کہا کرتا تھا۔ لیکن مرثیہ گوئی کے لحاظ سے جو کام دکنی ریاست بیجاپور میں ہوا وہ زیادہ قابل قدر ہے۔ گولکنڈہ کی طرح بیجاپور کے بادشاہ بھی زیادہ تر شیعہ تھے۔ محرم کے ایام میں عزاداری کا باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا۔ شعراء پڑھنے کے لیے مرثیہ نظمیں اور سلام، عام لکھا کرتے تھے۔ محمد عادل شاہ کی ملکہ خدیجہ سلطان کی فرمائش سے رستمی نے ابن حسام کی مثنوی خاور نامہ کا ترجمہ کیا جس میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارناموں کا ذکر ہے۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں پڑھنے کے لیے ولی ویلوری نے حسین الواعظ الکاشفی کے روضۃ الشہداء کا ترجمہ کیا۔ اگرچہ بیجاپور میں علی عادل شاہ شاہی اور سید میران ہاشمی بھی مرثیہ گوئی کے لحاظ سے مشہور ہوئے ہیں مگر مرزا بیجاپوری سب سے ممتاز ہے۔ مرزا بیجاپوری نے اپنے آپ کو حمد ونعت ومنقبت آئمہ طاہرین کے لیے وقف کر رکھا تھا اور خافی خان کا بیان ہے کہ اس نے شہدائے کربلا کے ماتم میں بے شمار مرثیے لکھے۔ یہ دور دکنی ادب کے عروج کا دور ہے۔ اس کا اثر صنف مرثیہ پر بھی پڑا۔ قدیم مرثیہ اپنے واضح خدوخال کے ساتھ مرزا کے ہاں ابھرتا ہے۔ اس کے کسی مرثیے میں سوز کا اور کسی میں سلام کا رنگ ملتا ہے۔ یہاں سے جدید مرثیے کے نقوش شروع ہو جاتے ہیں۔ ان مرثیوں میں بیان واقعہ کی بجائے غنائی رنگ غالب ہے

گولکنڈہ میں مرثیہ کے لیے غزل کی ہیئت کا رواج تھا لیکن بیجاپور میں نوحہ سلام، درود، مثلث، مربع، مخمس، مسدس سب پہلو برتے گئے۔ شیریں زبان، مکالمے کی قدرت رفعتِ تخیل میں بھی کافی ترقی ہوئی۔ مسدس کی صورت میں پہلا مرثیہ میر مہدی متین برہان پوری شاگرد سید سراج الدین سراج اورنگ آبادی (م ۱۱۷۷ھ/ ۱۷۶۳ء) کا ہے۔ دکن میں صنف مرثیہ نے تسلسل اور باقاعدگی سے ترقی کی اور ہیئت اور اسلوب کے لحاظ سے اس نے وہ مقام حاصل کرلیا کہ شمالی ہند میں میر وسودا اسے اگلے مدارج کی طرف لے جاسکتے تھے۔

شمالی ہند میں مرثیہ: دکن میں مرثیہ بعد میں بھی جاری رہا لیکن اس کے ارتقا کی اگلی کڑیاں اب شمالی ہند میں ملتی ہیں اس لیے اس طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے دکن میں نالہ وفغاں کے لیے روضۃ الشہداء کے ترجمے مجالس عزا میں پڑھے جاتے تھے۔ شمالی ہند میں بھی اسی طرح ہوا۔ عزاداری کی غرض سے حسین الواعظ الکاشفی کی تصنیف کردہ اس کتاب کے ترجمے یہاں بھی ہوئے۔ ان میں مشہور ترین ترجمہ کربل کتھا یا دہ مجلس کے نام سے فضل علی فضلی کا کیا ہوا ہے۔ جو محمد شاہی دور (۱۱۴۵ھ/ ۱۷۳۲ء) میں ہوا۔ شمالی ہند میں یہ مرثیوں کی اولین کتاب ہے جو نثر میں ہے اور لسانی اعتبار سے قدیم اردو کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس میں روضۃ الشہداء کے فارسی اشعار کے علاوہ طبع زاد نوحے اور مراثی بھی شامل ہیں۔ فضلی نے اس پر ۱۱۶۸ھ/ ۱۷۴۸ء میں نظر ثانی کی تھی۔ اس دور میں ۱۷۳۸ء۔ ۱۷۴۱ء کے مابین نواب درگاہ قلی خان نے کتاب مرقع دہلی فارسی زبان میں تصنیف کی جس میں انہوں نے دیگر باتوں کے علاوہ دہلی کے متعدد عاشور خانوں اور عزاداری کے رواج کا بھرپور ذکر کیا ہے۔ جس سے مجالس میں مرثیہ گوئی اور سوز خوانی کی تصویر کھنچ جاتی ہے اور یہ پتا چلتا ہے کہ کربل کتھا معاشرے کی ایک حقیقی ضرورت پوری کرنے کے لیے تصنیف ہوئی تھی۔ اہل بیتؑ سے عقیدت لوگوں کے دلوں میں موجود تھی چنانچہ اسمٰعیل امروہی نے اپنی مثنوی تولد نامہ ووفات نامہ بی بی فاطمہؓ اردو میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے تیرہ سال پہلے (۱۱۰۵/۱۶۹۳ء میں) تصنیف کی ۔ میر جعفر نارنولی (معاصر اورنگ زیب عالمگیر) نے بھی منقبت کی نظم کہی ہے مرقع دہلی میں تین مرثیہ گو بھائیوں مسکین، حزین اور غمگین کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے ان کے مرثیے غم انگیز اور الم آور ہوتے تھے۔ اس سے بقول ابواللیث صدیقی یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ محمد شاہ کے عہد میں سودا سے کچھ پہلے ہی مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی کا فن بہت کچھ ترقی کرچکا تھا۔ مرزا محمد رفیع سودا ۱۱۹۵ھ۔ ۱۷۸۰/۱۷۸۱ء میں فوت ہوئے۔ ان کی وجہ سے مرثیہ نے ارتقاء کے نئے مدارج طے کیے ان کے مرثیوں میں دل سوزی سے زیادہ ہنر مندی ہے انہوں نے اپنے مرثیوں کے دیوان میں اپنے فن کے مثبت پہلو بھی پیش کیے ہیں اور رسالہ سبیل ہدایت میں تنقید کرکے معاصرانہ مرثیہ سرائی کے متعلق مستند معلومات دی ہیں سودا نے اپنے ۱۲ سلاموں اور ۷۲ مرثیوں میں مفرد سے لے کر مسدس تک ہیئت کے تجربے کیے۔ کسی شاعر کے مرثیے اتنی صورتوں میں اب تک دستیاب نہیں ہوئے۔ وہ ایک پختہ مشق شاعر تھے، صنف مرثیہ کے لیے انہوں نے نئے راستے نکالے۔ انہوں نے مضمون آفرینی، جدت طرازی اور

ندرت تخیل سے کام لیا۔ رزمیہ مناظر کی تصویر کھینچی، واقعہ نگاری اور کردار نگاری کی اور مرثیہ کی پاکیزگی کو ملحوظ رکھا۔ ان کے کلام میں تاثیر، غم انگیز جذبات، اچھوتے خیالات اور حسن بیان سے پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات ان کے اشعار کیفیت کے اعتبار سے کلام انیس کے نقیب معلوم ہوتے ہیں۔ سودا نے مرثیہ کو پستی سے نکالنے کے لیے نہ صرف معیار تجویز کیا بلکہ اس کا اعلیٰ نمونہ بھی پیش کیا، لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود وہ میر تقی میر کی سادگی اور پرکاری تک نہیں پہنچ سکے۔ میر کے ہاں جذبے کی شدت زیادہ ہے۔ میر نے خلوص، صدق، جذبات اور عقیدت سے مرثیہ کو رفعت عطا کی اس میں سوز و گداز پیدا کیا اور بین کو پر تاثیر بنایا۔ میر و سودا کا دور مرثیہ کی تاریخ میں ان تمام فنی اور ادبی محاسن کی وجہ سے ممتاز رہے گا۔ اسی دور میں اور بھی مرثیہ گو گزرے ہیں مثلاً قائم چاند پوری اور خلیفہ محمد علی سکندر پنجابی وغیرہ۔

لکھنؤ میں مرثیہ گوئی: لکھنؤ میں مرثیہ اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں لکھنؤ کی عام تہذیبی، علمی اور ادبی زندگی کا بڑا دخل ہے۔ لکھنؤ کے حکمران شیعہ تھے، انہوں نے مراسم عزاداری کی سرپرستی کی، امام باڑے بنوائے اور کربلائیں اور شہیدوں کے مقابر کی نقول تعمیر کرائیں، خود سوگ منایا، درباریوں اور عوام نے بھی عزاداری کی رسمیں اختیار کیں۔ گلی گلی کوچے کوچے میں علم نصب ہوتے اور مجالس منعقد ہوتی تھیں۔ لکھنوی تمدن نے مجالس عزا کے آداب میں نفاست کا مزید رنگ بھرا۔ سامعین میں سے صاحب علم وفضل لوگوں نے خاص طور پر مرثیے کے معاملے میں عوام کو متاثر کر کے اجتماعی ذوق شعری کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ سوز خوانی نے ایک مستقل فن کی صورت اختیار کر لی، مرثیہ خوانی سوز خوانی ہی تھی۔ لکھنؤ میں اسے خاص طور پر ترقی حاصل ہوئی۔ سوز خوانوں اور ان کے شاگردوں کا ایک مجمع پیدا ہو گیا اور اس فن کی باضابطہ اور باقاعدہ تعلیم دی جانے لگی۔ اظہار حزن و ملال اور بین کے لیے موزوں دھنوں کا انتخاب کیا گیا اور سوز خوانی اعلیٰ درجے کی راگ داری شمار ہونے لگی۔ عورتوں نے بھی سوز خوانی اختیار کی اور اس میں بلا کی دلسوزی پیدا ہو گئی۔ چالیس دن تک لکھنؤ کے گلی کوچے آہ و بکا سے گونجتے رہتے تھے۔ جس رفتار سے عوام کا ادبی، تہذیبی اور ثقافتی شعور بیدار ہوا تھا، اسی کے مطابق مرثیہ میں وسعت اور رفعت پیدا ہوئی۔ قدرتی طور پر شاہانہ سرپرستی اور عوام میں مقبولیت کے باعث مرثیہ نے بے انتہا ترقی کی۔

لکھنؤ کے اس ماحول نے مرثیہ گویوں کی کثیر تعداد پیدا کر دی تھی۔ ان میں خلیق، فصیح، ضمیر اور دلگیر زیادہ اہم ہیں، لیکن زمانے نے خاص طور پر خلیق و ضمیر کو قبول عام کی سند عطا کی، غالباً اسی لیے کہ ان کے سلسلے سے انیس و دبیر جیسے کاملین فن پیدا ہوئے ورنہ فصیح اور دلگیر نے بھی مرثیہ کی تشکیل جدید میں قابل قدر حصہ لیا ہے، مثلاً فصیح نے ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء سے پہلے ایک مرثیہ کہا جس میں انہوں نے مرثیے کے تمام اجزا، چہرہ، رخصت، رزم، شہادت جمع کر دیے۔ ضمیر کی عمر اس وقت ستائیس سال کے قریب تھی جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مرثیہ کو موجودہ ترقی یافتہ طرز دی اور فصیح کی عمر پچیس سے متجاوز ہو چکی تھی۔ میر خلیق (م ۱۲۶۰ھ) میر حسن جیسے فصیح البیان شاعر کے فرزند اور

میر انیس جیسے قادر الکلام مرثیہ گو کے والد تھے۔ ان کی زبان بڑی فصیح اور با اثر ہے۔ میر مظفر حسین ضمیر نے رزمیہ لکھا، سر اپا ایجاد کیا، گھوڑے، تلوار اور اسلحہ جنگ کے الگ الگ اوصاف بیان کیے، واقعہ نگاری کی اور ایک ایک جزئی واقعہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کلام میں زور اور بندش میں چستی اور صفائی پیدا کی۔ علاوہ ازیں میر ضمیر غالباً پہلا شخص ہے جس نے سوز کے لہجے میں پڑھنے کے بجائے مرثیہ منبر پر بیٹھ کر تحت اللفظ پڑھنا شروع کیا۔ مرثیہ گوئی کی تاریخ میں خلیق و ضمیر کا دور بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ فصیح و دلگیر کے علاوہ خاص طور پر ان دونوں نے اپنی اعلیٰ ادبی اور فنی صلاحیتوں سے مرثیہ کو ایک مستقل فن کی حیثیت دے دی۔

مرزا سلامت علی دبیر لکھنوی، میر مظفر حسین ضمیر کے شاگرد تھے۔ ان کی تاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۲۹۲ھ / ۸ مارچ ۱۸۷۵ء ہے، کم و بیش ساٹھ برس انہوں نے مرثیہ گوئی کی، پرہیزگار، متقی، کریم النفس اور مسافر نواز بزرگ تھے۔ شخصیت میں خاص عظمت تھی۔ ان کے استاد میر ضمیر کو مضمون آفرینی کا شوق تھا اور یہی وصف مرزا دبیر کے مراثی کا جوہر بنا۔ انہیں فارسی، عربی، صرف و نحو، حدیث و فقہ اور ادب و حکمت میں دسترس حاصل تھی۔ اسی لیے ان کے مرثیوں میں علمیت پائی جاتی ہے۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ خیال آفرینی، دقت پسندی، جدتِ استعارات، اختراعِ تشبیہات، شاعرانہ استدلال اور شدتِ مبالغہ میں ان کا جواب نہیں۔ مناظر کی تصویر کھینچنے میں اپنی پرواز تخیل، صنائع کی مہارت اور خلاقی طبع سے نئے سے نئے مضامین پیدا کرتے چلے جاتے تھے۔ اور جذبات کی مصوری کرتے ہوئے وہ اعلیٰ درجے کی سادگی اور صحیح تاثر بلکہ صداقت اظہار کے بھی عمدہ نمونے پیش کیا کرتے تھے۔ ذی علم سامعین ان کے شکوہ الفاظ، رفعت تخیل اور مضمون آفرینی کو پسند کرتے تھے اور عوام الناس ان کے درد انگیز اور پر تاثیر انداز بیان کے شیدائی تھے۔ انہوں نے چار سو سے زائد مرثیے تین سو سے زائد سلام اور ساٹھ سے زائد خمسے کہے ہیں۔ رباعیات وغیرہ علیحدہ ہیں۔ میر ببر علی انیس ۱۲۱۶ھ / ۱۸۰۱ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور بیالیس سال کی عمر تک زیادہ تر وہیں قیام رہا۔ پھر لکھنؤ چلے آئے جہاں ۲۹ شوال ۱۲۹۱ھ / ۱۰ دسمبر ۱۸۷۴ء کو فوت ہوئے سوز ولی طبع اور فصاحت انہوں نے ورثے میں پائی تھی۔ والد میر خلیق معروف مرثیہ گو تھے۔ جب میر انیس لکھنؤ پہنچے تو مرزا دبیر کی عظمت کا سکہ رواں تھا لیکن خداداد صلاحیتوں کی بنا پر امیر انیس بھی بہت جلد ماحول پر چھا گئے۔ مرزا دبیر کی طرح انہوں نے مسدس کی صورت میں مرثیے کہے لیکن انہیں تکلف، تصنع، مبالغہ و اغراق اور دقت پسندی سے پاک رکھا اور شاعری کا مصفا اور منزہ نمونہ پیش کیا، جس میں عمیق ترین خیالات و جذبات کا اظہار اور نازک اور لطیف کیفیات کا ابلاغ دل آویز سادگی کے ساتھ کیا گیا ہے انہوں نے اپنے مرثیوں میں ہزاروں واقعات سہولت اور قدرت کے ساتھ بیان کیے، ان میں ترتیب و تسلسل کو ملحوظ رکھا متعلقہ اشخاص کے کردار اور سیرت و جذبات کے صحیح عرفان کے ساتھ واقعے کی تصویر کشی کی اور نفسیاتی لحاظ سے ایسا انداز اختیار کیا کہ شہادت سامعین کو ذاتی المیہ نظر آتی تھی۔ تحت اللفظ پڑھتے تھے۔ داستان کربلا کے بیسیوں افراد ہیں اور ہر ایک کی کردار نگاری اور

جذبات نگاری انہوں نے اس طرح عمدگی سے کی کہ ہر ایک کی بشری اور روحانی خصوصیات الگ الگ نگاہوں کے سامنے آجاتی ہیں اور ہر ایک کی تصویر جذبات، عمر، مزاج اور کردار کے مطابق سامنے آتی ہے۔ منظر نگاری کے لحاظ سے تمام جزئیات اپنی جگہ پر مکمل ہیں اور میر انیس نے رزمیہ عناصر سے اردو شاعری میں ایک نئی جہت کا اضافہ کیا ہے۔ اسلحہ کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ گھوڑے کی تفصیل نگاری کی ہے اور جنگ کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لے آتے ہیں۔ رزمیہ عناصر کے جلال رجز خوانی کے ہیمے اور قوت بیان کے دبدبے سے انہوں نے اپنے کلام میں تموج پیدا کیا ہے جو فی الواقعہ اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہے ان کے موضوع میں عظمت تھی، اپنے تابدار اسلوب سے انہوں نے اسے رزمیہ سے ہم آہنگ کر دیا اور اسلامی اخلاق و کردار کا دلوں پر سکہ بٹھایا۔ اس طرح اخلاقی لحاظ سے ان مرثیوں کی فضا خیر کامل کی طرف مائل کرتی نظر آتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صنف مرثیہ میں جس قدر ممکنات تھیں وہ مراثی انیس میں بدرجۂ کمال موجود ہیں۔ ان کے کلام کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں کم و بیش ایک سو چھبیس مراثی شامل ہیں۔

دبیر و انیس کے بعد مرثیہ: ان دو مرثیہ گو شعراء کے پائے کا بعد میں کوئی مرثیہ کہنے والا نظر نہیں آتا۔ خانوادہ انیس میں کچھ مرثیہ کہنے والے نظر آتے ہیں، مثلاً ان کے چھوٹے بھائی میر مونس اور بڑے صاحبزادے میر خورشید علی نفیس وغیرہ۔ یہ بھی صاحب دیوان تھے اور انہوں نے اچھے مرثیے کہے ہیں۔ سید میرزا تعشق (م ۱۳۰۹ھ) اور شاد عظیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) وغیرہ نے بھی شہید کربلا سے عقیدت کی بنا پر مستحسن مرثیہ گوئی کی مگر دبیر و انیس والی بات کہاں۔ تاہم ملک کے سیاسی اور اقتصادی حالات، ادب و زیست کے بدلتے ہوئے تصورات اور تغیر اقدار نے جدید مرثیہ میں کچھ خصوصیات پیدا کی ہیں۔ اس سلسلے میں اثر لکھنوی، نسیم امروہوی، عزیز لکھنوی اور جوش ملیح آبادی، قیصر بارہوی، نیساں اکبر آبادی اور ڈاکٹر صفدر حسین کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ مؤخر الذکر کے مجموعۂ کلام میں متعدد نظمیں ایسی ہیں جو مرثیہ ہونے کے باوجود روایتی مرثیوں سے منفرد ہیں۔ ان نظموں میں شہادت کو ایک وسیع استعارہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اسے زندگی کے گوناگوں مسائل سے ہم آہنگ کیا گیا ہے اور حضرت امام حسینؓ کی ذات کے حوالے سے حیات و کائنات کی گتھیاں سلجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مرثیہ مسدس تک محدود نہیں رہا بلکہ آزاد نثری نظم کے پیرائے میں بھی لکھا جا رہا ہے اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو بطور علامت پیش کرنے کا رجحان قوی تر نظر آتا ہے۔ یوں دیکھا جائے تو اپنے مرکزی نقطہ سے ہٹے بغیر دور حاضر میں بھی مرثیہ اپنے فطری تقاضے پورے کر رہا ہے۔ اس کے باوجود مجالس عزا وغیرہ میں قدیم روایتی مرثیوں کا رواج اب بھی کم نہیں ہوا۔ علامتی مرثیے دراصل سیاسی و نظریاتی شاعری کا حصہ ہیں۔ معیاری اور مثالی مرثیے وہی ہیں جن کے بڑے نمائندے دبیر و انیس ہیں۔

حضرت ابو طالبؓ نے یہ مرثیہ ابو امیہ المخزومی کی وفات پر لکھا ہے جو جذبات اور درد و غم کے لحاظ سے عربی مرثیے کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

Urdu Marsiya (the verse written to remember the martyrs of Karbala) was an effective source of depicting the passions of people, passing through miserable conditions, created by feudal lords in the past. In comparison to Ghazal it is more collective and broad in its expressions. Marsiya on the one hand represents people's religious faith and on the other portrays the calamities of their psychological and emotional life. Its range of experience is more wider than of the Ghazal. Mir Anis and Mirza Dabir have richly reflected in their Marsiyas every pain felt even by commoners belonging to their age. Quite contrary to simple and general styles prevalent in many other forms of poetry, Marsiya contains dramatic voices and epic dimensions. Poets express in Marsiyas the saga of objective oppression experienced by great martyrs of the Islamic world. Why it always remained popular among readers and listeners in spite of its mournful and gloomy effects? Because this form of poetry highlights bravery, boldness, spirit, courage, sacrifice for righteousness, and losing ones social position and life career for the advancement of truth. Muslims related to various periods of Islamic history always idolised these morals. The poets who write Marsiyas interpret Karbala's mournful incident and cries and sufferings fraternal to it in such a way that they work wonder in bringing changes in human conscience.

Every period in human history necessitated the emergence of fighting spirit against tyrants. Marsiya writers virtually fulfil this requirement. The critics who assess various matters carelessly think

that the form of Marsiya takes into focus only shrieks, cries, and weeping and it has nothing to do with hope and positive approach. This proposition is not fair at all. Marsiya writers motivate human beings to adopt the passion of sacrifice. When this passion becomes a part of human consciousness it uproots all the tendencies of lust, selfishness and greed ripened in it. On the level of passion they reflect human pains, sufferings, troubles, .and miseries and on the frequency of consciousness they prevent them from accommodating greed, fear and horror. In the past Marsiya incorporated all the spirits of all the wars fought for righteousness.

Our national freedom movements have always been benefited by the great traditions of sacrifice existing in the background of Muslim culture. Although the heroes of Marsiyas are tragic yet they have no connection with the situations spoiling humanity such as cowardliness, submissiveness, passivity, refuge and powerlessness. These heroes remain unaffected by struggle and practice. Their spirit carries them through all the difficulties in the course of achieving their ideals. They become the torchbearers of great collective sacrifice for the objectives. Marsiya in the initial stage could not achieve its literary standard. So poets were reluctant to adopt it. Later when Mir Taqi Mir and Muhammad Rafi Sauda wrote Marsiyas this form became popular and superior poets began to express their views in it. Mir Zamir sublimated it with his artistic skill Mir Anis and Mirza Dabir took it to its height. Their artistic and ideological fixations were so strong that their poetic expressions and

ideas governed Urdu poetry for about a century.

Anis and Dabir dawned on the horizon of Urdu poetry in early 19th century. This era belongs to the decline of Mughal empire in India. But as far as Urdu poetry is concerned it safely could be said that it was a rich period in terms of its creative development. Ghulam Hamadani Mushafi, Insha Allah Khan Insha, Qalandar Baksh Jura't, Momin Khan Momin, Shah Naseer, Mirza Asadullah Khan Ghalib, Ibrahim Zauq, and Bahadur Shah Zafar were shining brightly in the sky of North Indian Literature. In this period the introduction of a new political system was in the air. The replacement of old feudalism was inevitable. New Western feudalism was taking its place. Muslims were in great trouble. They wanted to get rid of the real rulers, the traders associated to East India Company. It was high time to remember the great heroes of Karbala. So Marsiya became popular. Local kings and Nawabs were adopting the policy of compromise at the cost of their freedom. People wanted to remember those heroes from the history of Islam who fought for freedom and secured their national and personal honour. So apart from many other religious and non-religious reasons they remembered Imam Hussain's sacrifice which reminds us that instead of compromising with Yazid (the symbol of tyranny) Hazrat Imam Hussam chose death, and as the great mystic Khawaja Moeen-ud-Din Chishti said, Imam Hussain understood deeply the authentic meaning and the basics of Kalama-e-Tauheed. Analysing Urdu Marsiya in the period of Anis and Dabir, Dr Muhammad Sadiq in his book 'A History of Urdu

Literature' says, "Some Marsiyas emphasise the heroism of the protagonists and are on the epic plane. Others stress the generosity,forbearance, and forgiveness of al-Hussain, and are ideal in character; while others still are marred by tearfulness and self-pity."

We should admit that Marsiya writers in this age were not philosophers. They expressed their passions which obviously were charged with feelings and imagination. Where even the kings were passing through the invisible stages of self-pity and tearfulness how could commoners express the views fraternal to courage, hope and combativeness. In spite of the grievous situations faced by people, poets tried to portray the feelings concerning bravery, righteousness, resistance and struggle.

Marsiya is a social form. It is written for reading in Majalis (Meetings to remember Hussain's martyrdom) basically. In Majalis it is used for religious purposes. It also could be used for the development of political and social consciousness in and outside Majalis. Allama Iqbal, Faiz Ahmad Faiz, Akhtar Hussain Jaffery, Josh Malihabadi, Iftikhar Arif and many other poets used the metaphors related to the tragic incident of Karbala for the development of political and social consciousness.

Putting aside the opinions of religious or non-religious critics about Marsiya we can easily claim that it arouses the passion of sacrifice.

Dr. Sadiq and critics like him have ignored the fact that the

existence of cries and elegies in the form of Marsiya do not motivate people to weep but they provide them courage to face the tyrannical and severe realities of life. Marsiyas remind people that worrying for the inconsequential problems of life is not adequate. Remember the difficulties and sufferings of the family, massacred in Karbala and get the courage to live for the glorification of some sanctimonious cause. Be ready for sacrifice.

(1)

أرقتُ ودمعُ العَيْنِ فِي العَيْنِ غائِرُ
وجادَتْ بِمَا فيها الشُؤُونُ الأعاوِرُ

میں ان کی جدائی میں رات دن تڑپتا ہوں میری آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں یہ آنسو میری تھکن آلود آنکھوں میں دوڑ رہے ہیں

His separtion from me stabs me day and night. My weary eyes are filled with tears.

(2)

كَأنَّ فِراشِي فوقَهُ نارُ مُوْقِدٍ
مِنَ اللَيلِ أوْ فَوقَ الفِراشِ السَّواجِرُ

میں نے ساری رات بستر پر تڑپ تڑپ کر گزاری ہے اور میں آج جدائی کی آگ میں جل رہا ہوں۔

The whole night I have been tossing with pain on my bed and the flame of his separation is consuming me constantly.

(3)

عَلی خَیرٍ، خافَ مِنْ قُریشٍ وناعِلٍ
إِذا الخَیرُ یُرجی أَوْ إِذا الشَّرُّ خاضِرُ

وہ پورے قبیلہ قریش کے چنیدہ شخص تھے وہ ہمیشہ نیکی کی امید کرتے اور برائیوں کو روکنے کی کوشش کرتے

He was the chosen one of the Quraish. He always hoped for good and made every effort to nip the evil.

(4)

أَلا إِنَّ زادَ الرَّکْبِ غیرَ مُدافِعٍ
بِسَروِ سُحَیمٍ غَیَّبَتْہُ المَقابِرُ

اس پورے خطۂ ارض کی وادی میں زادالرکب (حضرت ابو طالبؑ کے ماموں) کے پائے کا کوئی بہادر نہیں تھا۔ آہ! اب وہ آغوش لحد میں آرام کر رہے ہیں۔

Across the whole valley, Zad ul Rakab (Hazrat Abu Talib's (a.s) maternal uncle) was a peerless brave fellow. Alas! now he sleeps in his grave.

(5)

بِسَروِ سُحَیمٍ عارِفٌ ومُناکِرٌ
وفارِسُ غاراتٍ خَطیبٌ وباسِرٌ

وہ سرو اور سحیم کی وادیوں میں ایک نہایت ہی زیرک، بہادر، شعلہ بیاں، خطیب اور مقابلوں میں ہمیشہ کامیاب ہونے والے شخص تھے۔

He was very clever and brave. He was also a fiery orator who always came out with flying colours in contests.

(6)

تَـنَـــادَوْا بِــأَنْ لا سَيِّـدَ الـحَــيِّ فِيْهِـم

وَقَـدْ فُـجِـعَ الـحَيَّــانِ : كَــعْــبٌ وَ عَــامِـرُ

آج لوگ فریاد کناں ہیں اور گریہ و بکا کر رہے ہیں کیونکہ ان کا سردار آج ان میں نہیں رہا اسی لیے قبیلہ بنی کعب اور بنی عامر کا ہر شخص نوحہ کناں ہے۔

Today the people are wailing and mourning as their leader is no more with them.

(7)

وَكَــانَ اذا يَــأْتِــي مِــن الشَّــام قَــافِلاً

تَــقَــدَّمَــهُ تَسْـعَــى إِلَيْــنَــا البَشَــائِــرُ

ان کا قافلہ جب شام سے واپس لوٹتا تو ان کے آنے سے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتیں (اور اسی لیے لوگ ان کے آنے کا شدت سے انتظار کرتے)

When his caravan returned from Syria, there used to be great jubilation all around (so that the people anticipated his arrival)

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابو طالبؑ نے اپنی بہادری اور جوانمردی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان (حضرت ابو طالبؑ) کا وجود اہل قریش کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان اشعار سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نہ صرف مرد میدان تھے بلکہ اپنی قوم کے لئے باعث صد افتخار بھی تھے۔

In these verses Hazrat Abu Talib(a.s) speaks highly of his own courage and valour saying that his very person has great significance for the Quraish. These verses also prove that besides being a chivalrous person, he was also the pride of his people.

(1)

أَنَـــا يَـــوْمَ السِّـــلْـــمِ مَـــكْـــفِـــي

وَيَـــوْمَ الـــحَـــرْبِ فَـــارِسٌ"

مجھے سلامتی کے زمانے میں کسی شے کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ جب میں حالت جنگ میں ہوتا ہوں تو میں اس طرح جنگ کرتا ہوں جیسے میری خواہش ہوتی ہے۔

I bother about nothing during peace. However when I am in the battlefield, I fight as I will.

(2)

أَنَـــا لِـــلْـــحَـــمْـــنَـــةِ أُنُف"

جُـــنَ مَـــا لِـــلْـــخَـــمْـــسِ غَـــاطِـــس

میرا وجود اہل قریش کے لیے باعث افتخار ہے میں قریش کی وہ کرن ہوں جو صبح کو پھوٹتی ہے۔

The Quraish find me the cause of pride for themselves. I am like the first morning ray of light for them.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ ان اشعار کے ذریعے ابوجہل سے مخاطب ہیں۔ جہاں تک ابوجہل کا تعلق ہے اس کا پورا نام ابوالحکم عمرو بن ہشام بن المغیرۃ ہے۔ یہ قریش کے خاندان بنومخدوم کا ایک فرد جو اپنی ماں (اُم الجلاس) اسماء بنت مخربہ کی نسبت سے ابن الحنظلیہ بھی کہلاتا ہے۔ بنومخزوم قریش کا ایک ممتاز خاندان تھا۔ قصی بن کلاب سے پہلے قریش کے تمام اعزازات اسے حاصل تھے۔ ابوجہل ۵۷۰ عیسوی میں یا اس سے کچھ بعد پیدا ہوا۔ وہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک دعوت میں شریک ہوئے تھے۔ اس کی والدہ اسلام لائی اور ۱۳ ہجری /۶۳۵ عیسوی کے بعد تک زندہ رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے چند سال قبل ابوجہل الولید بل المغیرہ کی جگہ بنومخزوم اور ان کے حلیف قبائل کا سردار بن گیا تھا۔ اسے ایک کامیابی اس وقت حاصل ہوئی جب حضرت ابوطالبؑ کے انتقال کے کچھ ہی عرصہ بعد بنوہاشم کی سرداری ابولہب کے حصہ میں آئی اور متوخر الذکر ابوجہل اور عقبہ بن ابومعیط کی ترغیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دینے سے دست کش ہوگیا تھا۔ ہجرت سے ذرا پہلے اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرانے کی کوشش کی اور یہ طے کیا کہ قصاص کو ناممکن بنانے کے لیے ہر قبیلے سے ایک شخص اس قتل میں شریک ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت کی بناء پر اس نے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم ڈھائے۔ اس نے اور اس کے بھائی الحارث بن ہشام نے عیاش بن ابی ربیع کو جو اس کا اخیافی بھائی تھا کو مدینہ منورہ سے واپس چلے آنے کی ترغیب دی اور پھر اسے جبراً مکہ معظمہ میں روکے رکھا۔

ابوجہل کا اثر رسوخ اس کی تجارتی اور مالی قوت پر مبنی تھا۔ ۱ ہجری /۶۲۲ عیسوی میں حضرت حمزہ کی سیف البحر کی مہم ایک بہت بڑے کارواں کے قریب جا پہنچی۔ جس کی راہنمائی خود ابوجہل کر رہا تھا مگر الجہنی نے جو طرفین کا دوست تھا بیچ بچاؤ کرادیا اور لڑائی نہ ہونے پائی۔ ۲ ہجری /۶۲۳ عیسوی میں جب مکہ میں یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان کے قافلہ کو جو شام سے واپس آرہا تھا مسلمانوں کی طرف سے خطرہ ہے تو ابوجہل اپنی قیادت میں ایک ہزار نفوس کی فوج لے کر نکلا اور غزوۂ بدر میں قریش کو شکست فاش ہوئی اور ابوجہل اس جنگ میں مارا گیا۔

Abu Jahl, Amr ibn Hisham was from the nobles of Quraish; the same tribe as the Prophet (PBUH&HP). He was the flag bearer of disbelief and hatred towards Islam and Muslims. His hatred and

enmity was to such an extent that the Prophet (PBUH&HP) gave him the title of: 'THE PHARAOH OF THIS UMMAH'.

He was the son of Hisham ibn Mughirah who was known as one of the most generous and respected elders of the Quraysh tribe.

Abu Jahl means 'father of ignorance'. But the question is how he got the name and what the story behind this title is. It was well-known amongst the idolaters of Quraish that Abu Jahl had the title of ABUL-HAKAM, the father of wisdom. This was what he was referred to in the special assemblies of the senior and elders of his tribe. The rule of these private assemblies was that a person had to be at least forty years old to be allowed to attend. But Abul-Hakam was already attending these assemblies when he was hardly thirty-years old! This was only because of his deep wisdom, intelligence and understanding. Due to this, the elders of Quraysh trusted his opinion and relied on him as an elite member of their assembly.

But when Muhammad (PBUH&HP) was chosen as the Messenger of Allah and sent to guide his people and the world from darkness to light, he became known as Abu Jahl: the father of ignorance.

This title was given to him by the Messenger of Allah (PBUH&HP) due to his hatred, enmity and cruelty towards the message of Islam and the Muslims. The Prophet (PBUH&HP) disliked that a good title should be given to a wicked person and an evil title should be given to righteous person.

(1)

صَدق ابنُ آمنة النبيُّ محمّدٌ

فتميّزوا غيظاً به وتقطّعوا

حضرت آمنہ کا لختِ جگر جو ایک سچے نبی ہیں سے (ابوجہل) محض دشمنی کی بنا پر اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر ان سے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تمام تعلقات منقطع کر لیے۔

(Abu Jahl), just out of his hostility, considered himself superior to the son of Amina(a.s),the True Prophet (PBUH&HP), and broke with him completely.

(2)

إنّ ابنَ آمنَةَ النبيَّ مُحمداً

سيقومُ بالحقِّ الجَليّ ويَصدعُ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آمنہ کے فرزند ہیں وہ عنقریب واضح حق کے ساتھ زمین پر چھا جائیں گے۔

This, beloved son of Amina(a.s), Muhammad, the Prophet(PBUH&HP) will surely soon overwhelm the whole earth with his clear Truth.

(3)

فاربع أبا جهل على ظلع فما زالت

جدودك تنتحف وتظلع

اے ابوجہل تم ایک کمزور انسان ہو اپنی استطاعت سے زیادہ بوجھ مت اٹھاؤ کیونکہ تمہارا مقام و مرتبہ بھی بہت پست ہے۔

O Abu Jahl, you are an infirm and worthless wretch, and so you ought not to have more burden than you can carry. Indeed you hold only a very abject and miserable station.

(4)

ستری بعینک ان اردت قتاله

وعناده من امره ما تسمع

(اے ابوجہل) اگر تم نے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قتل کا ارادہ کیا ہے تو اپنے اس ارادے سے باز آجاؤ ورنہ جلد ہی اپنی آنکھوں سے اپنے برے انجام کو دیکھو گے۔

If you have even just thought of murdering him(the Holy Prophet PBUH&HP), hold yourself back from this evil design, otherwise, soon you, yourself, shall be a witness to your pitiable downfall.

☆☆☆☆☆☆☆

وطن سے محبت کا جذبہ ایک فطری امر ہے۔ ان اشعار میں حضرت ابو طالبؑ وطن کی محافظت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ہم ہر طرح سے اپنے وطن کی حفاظت کریں گے۔ اس ضمن میں وہ بنو ثقیف کی مثال بھی دیتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے اپنی تلواروں سے اپنے وطن کی حفاظت کی اسی طرح ہم بھی اپنی سرزمین کی حفاظت کریں گے۔

That patriotic feelings are deeply ingrained in human nature is evident in these verses of Hazrat Abu Talib(a.s) in which he declares loud and clear that he and his people will defend their homeland in all possible ways. In this regard he also mentions Banu Saqeef who fought with their swords to defend their homeland.

(1)

منعنا أرضنا من كل حيٍّ
كما امتنعت بطائفها ثقيف

ہم اپنے وطن کی محافظت ہر طرح سے کرتے ہیں ہم اسے اس طرح بچاتے ہیں جیسے بنی ثقیف نے طائف کا بچاؤ کیا تھا

We guard our homeland in all possible ways. We defend it as vigilantly as the Banu Saqeef defended Taif.

(2)

أتاهم معشر "کي يسلبوهم
فحالت دون ذلكم السيوف

کچھ لوگوں نے کوشش کی کہ ان کا علاقہ چھین لیا جائے لیکن انہوں نے (بنی ثقیف) اپنی تلواروں سے انکا مقابلہ کیا اور اپنے وطن کو بچایا۔

Some people tried to occupy their lands but they confronted their enemies with their swords and defended their homeland.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب کے اس قصیدے کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اشعار ابولہب کے لیے کہے تا کہ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت پر آمادہ کیا جا سکے ابولہب کی شخصیت ایک تضع پسند شخصیت تھی جس کا کام قناعت اور گھٹیا پن اور آپؐ سے دشمنی کرنا تھا۔ عرب کا قبائلی نظام عدم مساوات، معاشرتی ناانصافی اور جارحیت کا مظہر تھا۔ چنانچہ یہی صفات ابولہب کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ تصوراتی انسان تھا حالانکہ تصورات کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کا تصور مسند نشینی کا تصور تھا۔ جیسے وہ بتوں کے روپ میں رکھتا تھا لیکن جب اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام حق اور معجزات کا مشاہدہ کیا تو اس کے تخیلی حقائق کی عمارت دھڑام سے نیچے گر پڑی لہذا اسے وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ یہ جانتا تھا کہ اسلام کے آجانے سے اسے جو سماجی مقام حاصل ہے وہ ختم ہو جائیگا۔ اس کے ہاں انسانی طاقت اور جبر، قانون کا ایک ایسا جزو تھا جس سے صرف تصوراتی مسائل حل ہو سکتے تھے بلکہ انفرادی طور پر ریاست کی حاکمیت بھی مل سکتی تھی تھامس ایکوناس کے نکتہ نظر کے مطابق اگر کوئی قانون، قانونِ قدرت کے خلاف ہو تو وہ قانون ہی نہیں بلکہ قانون کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہوتا ہے لیکن قانون کی یہ بگڑی ہوئی شکل ابولہب پسندیدہ شکل تھی چنانچہ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کرنے سے اسے اسلام کے آفاقی قوانین اور رسالت کے سامنے سرتسلیم کرنا پڑتا، بائیکاٹ کے معاہدے کا ختم ہو جانا اور صرف اللہ کے پاک کا نام باقی رہ جانا اور پھر اس کی اطلاع عام اللہ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ملنا ایک ایسی سچائی تھی جسے سب لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے لیکن ان کے دیکھنے کا زاویہ نگاہ ہر ایک سے الگ الگ تھا۔

حضرت ابوطالب کا مختلف اشعار کے ذریعے ابولہب کو بار بار باور کرانے کا مقصد ایک تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ مخالفانہ اثرات کو کم کرنا چاہتے تھے اور دوسرے انسانی رشتوں کے احترام کی خاطر جس میں امید اور وفاداری ہوتی ہے چاہتے تھے کہ وہ اس دعوت حق کو قبول کرلے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ انسان اپنی ذات کا غلام بھی ہے اور آزاد بھی وہ اگر چاہے تو ماضی کے تمام روابط کو چھوڑ کر نئے راستے کا تعین کر سکتا ہے لیکن اگر حقائق کا ادراک کرنے کے باوجود ایسا نہیں کرتا تو پھر وہ اپنی ذات کا غلام ہے اور ظاہر ہے کہ غلامی خواہ ذات کی ہو یا سماج کی غلامی غلامی ہی ہوتی ہے۔ لہذا ابولہب کے صراط مستقیم پر نہ آنے کی ہٹ دھری کو ہم سوائے بدبختی کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی ذہن پر اس کی جسمانی ساخت یعنی حسن و قبح کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اسی سے اس کی شخصیت تشکیل پاتی ہے جہاں تک ابولہب کا تعلق ہے یہ حضرت عبدالمطلب اور لبنیٰ بنت ہاجر کا بیٹا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کا سوتیلا بھائی تھا اس کا نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابوعتبہ تھی حضرت ربیعہ بن عبادہ کے مطابق ابولہب بھینگا

تھا اور اس کے پاؤں میں بھی کجی تھی اس کا ثبوت دعوت ذوالعشیرہ سے ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے خاندان والوں کو تبلیغ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو عبدالمطلب کو بلا بھیجا اور ان کے سامنے جب گفتگو کرنا چاہی تو ابولہب نے مخالفت شروع کر دی چنانچہ اس مقام پر حضرت ابوطالبؑ نے ابولہب کو مخاطب کر کے کہا خاموش ہو جا بھتیجے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہنا ہے بے دھڑک کہیے، اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ جسمانی عیوب کی وجہ سے بھی انسان غضب اور تشدد کا تابع ہو جاتا ہے جسمی کوتاہی کی بنا پر وہ میدان عمل کا تو شہسوار نہیں بنتا البتہ لسانی طور پر زہر اگلنے لگتا ہے وہ ہر جگہ ایک اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کا مقصد صرف اور صرف مخالفت اور دشمنی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی خامی کو چھپانے کے لیے اپنے آپ کو نمایاں کرتا ہے تا کہ لوگوں کی نگاہ اس کے جسمانی عیب کی طرف نہ جائے اپنی مقصد براری کے لیے وہ ان لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا ہے جو تھوڑا سا بھی اس کے نظریات سے متفق ہوں اس کے علاوہ ایسا شخص تہذیبی رسومات کا بھی زور و شور سے پرچار کرتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے حمایتی کس طرح کے لوگ ہیں اس کے نزدیک خاندان کی عزت رشتوں کا احترام اور قرابت داری وغیرہ کوئی اہمیت رکھتے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ابولہب اپنے خاندان بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں چھوڑ کر ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے حالانکہ یہ عرب قبائل کے لحاظ سے ایک ناممکن بات تھی کہ خاندان کو چھوڑ کر دشمنوں سے ہاتھ ملا لیا جائے۔ بہرحال ذیل کے اشعار سے نہ صرف ابولہب کی شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے بلکہ اس کی نفسیات پر بھی روشنی پڑتی ہے ہماری مراد مذہبی حوالوں سے نہیں بلکہ خالصتاً نفسیاتی نکتہ نظر سے ہے۔

ابولہب بن عبدالمطلب بن ہاشم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا اور بہت بڑا دشمن اسلام تھا۔ قرآن مجید میں اس کے نام پر ایک سورت بھی اتری جس میں اسے ملعون ٹھہرایا گیا ہے۔ ابولہب کے معنی ہیں شعلے کا باپ۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کو دعوت دی تو ابولہب نے اٹھ کر کہا تھا تو ہلاک اور رسوا ہو۔ کیا تو نے ہمیں اسی غرض سے جمع کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے مگر قرآن کی ایک سو گیارھویں سورۃ الھب نازل ہوئی۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور وہ ہلاک ہوا۔ نہ اس کا مال کام آیا اور نہ اس کی جدوجہد عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

مگر اعلان نبوت کے بعد سے یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ہو گیا تھا۔ اس کے بیٹے عتبہ نے حضرت رقیہ کو طلاق دے دی اور عتبہ کو شیر نے پھاڑ کھایا۔ جب حضرت ابوطالبؑ اور ان کا خاندان ایک

گھاٹی میں محصور ہو گیا تو ابولہب نے بنی ہاشم سے علیحدگی اختیار کر لی مگر اس مقاطعے کے خاتمے اور حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد وہ اس طرح مرا کہ چیچک سے اس کا سارا جسم داغ دار تھا۔ اس کے نزدیک بھی کوئی نہیں جاتا تھا، حتیٰ کہ مرنے کے بعد اس پر وہی کوٹھڑی گرا دی گئی۔ جس میں اسکی لاش پڑی سڑ رہی تھی اس کی بیوی کی موت بھی بڑی دردناک اور سبق آموز ہے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ اسے قیامت کے روز فرشتے کھجور کی رسی کے ساتھ گھسیٹتے پھریں گے، چنانچہ وہی ہوا اور لکڑیوں کے گٹھے کی رسی سے اس کا گلا گھٹ گیا، جس سے اس کی موت واقع ہوئی۔

Through these verses Hazrat Abu Talib (AS) aims at persuading Abu Lahab to support the Holy Prophet (PBUH&HP). But Abu Lahab possessed a false personality, all the time deeply steeped in hypocrisy, depravity and hostility to the Holy Prophet (PBUH&HP). The negative featuers of the Arabian tribal system like injustice, social inequity and aggression were reflected in his person quite evidently. He seems to be a highly imaginative person though things conjured up by imagination are no more than airy nothings. But his imagination was only histrionic in which idols played a central role. But when he happened to observe the message of truth and miracles of the Holy Prophet (PBUH&HP) his castles of the air came tumbling down which was something he could not reconcile to so easily. He fully realized that the advent of Islam meant a clarion call to bring his social supremacy to an end. To him power and pressure formed an integral part of the law which helped not only in solving imaginary problems but also gaining authority in a state.

Thomas Aquinos says that a law that goes against the law of nature is no law at all but only a distorted form of law. But this disfigured law was to Abu Lahab's utmost liking. Now if he had

supported the Holy Prophet (PBUH&HP) he might have bowed to universal laws of Islam and Prophethood.

That Hazrat Abu Talib (as) wanted to persuade Abu Lahab through his verses was due to his efforts to lessen hostility to the minimum degree. Moreover he also wanted him to accept this message of truth to keep up the sanctity of human relations which are always redolent with love and loyalty. But all such efforts on his part went vain. Man may, in fact, be a slave of his own self or he may be free. If he so wills, he may break with associations of Past to trun over a new leaf for his future life. But if even having become conscious of reality, he fails to do so, he is indeed a slave of his own self. And slavery, whether of self or society, is slavery, an abject plight, never a substitute for nobility.

So the fact that Abu Lahab pig-headedly refused to take the straight path was nothing other than his wretechedness. No doubt physical make up and appearance also play a role in the development of one's personality, as physical as well as psychological constitution is greatly influenced by both ugliness and beauty. Now Abu Lahab was the son of Hazrat Abdul Muttalib (AS) and his wife Lubna Bint-e-Hajar Al khazar, thus a step brother of Hazrat Abdullah(as), the Holy Prophet's (PBUH&HP) father. His name was Abdul Uzza and title Abu Utba. Hazrat Rabia(ra) reports that he was squint eyed as well as slightly lame. What happened at Dawat e Zul Ashira also throws ample light on it. When at Allah's bidding the Holy Prophet (PBUH&HP) gathered the progeny of

Hazrat Abdul Muttalib(A.S) and tried to address them, Abu Lahab stirred the opposition, and to counter it Hazrat Abu Talib had to reproach him saying, "Shut your mouth, O squint eyed" then Hazrat Abu Talib(as) encouraged the Holy (PBUH&HP) to resume his address undauntedly. So we see that physical defects also tend to turn man wrathful and violent. Sometimes his taint leaves no room for him to perform some heroic deed; However his mouth may froth with venom in an effort to fan fret and fever among others in defiance of his rival. This rebellious attitude is in fact a strategem to conceal one's defect and make oneself conspicuous. Such a person leaves no stone unturned to get the support of those who seem even very slightly inclined to his ideas. He also lays great stress on the social customs and cultural traditions. He has no concern with the background of his supporters; to him the honour of the family, deference to relations and kinship do not matter at all. That's why Abu Lahab leaves his clan Banu Hashim in the lurch by having nothing to do with them in Sahib-e-Abi Talib though even their strict tribal traditions strongly abhored this attitude of deserting one's family and forming an alliance with their opponeents .In short the following verses of Hazrat Abu Talib (AS) reveal the personality as well as psychology of Abu Lahab completely and plainly.

(1)

عَـجِـبْـتُ لِـحِـلْـمٍ يَـا ابْـنَ شَيْبَةَ عَـازِبٍ

وأحـلامِ أقْـوَامٍ لَـدَيْـكَ سِـخَـافِ

اے ابن شیبہ (ابو لہب) میں حیران ہوں کہ تمہارا اپنا دماغ عقل سے عاری ہو چکا ہے اور تم صاحبانِ فہم ودانش کو بے عقل کہہ رہے ہو۔

O Ibn-e-Shaiba! It is surprising for me that though you yourself have turned vacuum headed, you dare to call the wise and prudent brainless.

(2)

يَـقُـولُـونَ: شَـايِـعْ مَـنْ أرَادَ مُـحَـمَّـداً

بِـظُـلْـمٍ، وَقُـمْ فِـي أمْـرِهِ بِـخِـلَافِ

لوگ تو تم سے تقاضا کرتے ہیں کہ جو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم ڈھائے تم ظالم کا ساتھ دو اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں اس کی مخالفت کرو۔

As for the people, they do ask you to be on the side of those who commit atrocities against Muhammad (PBUH&HP) and oppose anything said by him.

(3)

أضَـامِيمُ "إمَّـا حَـاسِـدٌ" ذُو خِـيَـانَةٍ

وإمَّـا قَـرِيـبٌ" بِـكَ غَـيْـرُ مُـصَـافِ

حالانکہ حاسد اور بددیانت لوگ ہیں اور یا پھر یہ سب کے سب تمہارے ایسے ساتھی ہیں جن کے دل کینے سے بھرے ہوئے ہیں

You know that they are jealous and corrupt people or else all of them are those of your friends whose hearts are brimming with grudge against him.

(4)

فَلَا تَرْكَبَنْ الدَّهْرَ مِنْهُ ذِمَامَةً

وَأَنْتَ امْرُؤٌ مِنْ خَيْرِ عَبْدِ مَنَافِ

(میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ) کوئی ایسا کام نہ کرنا جو لائق تحسین نہ ہو تمہاری وابستگی عبد مناف کے خاندان کی اس شان سے ہے جو ایک اعلیٰ ترین شاخ ہے۔

(The piece of advice I should offer you is that) Don't indulge in any ignoble act as you belong to the branch of the family, Abd-e-Manaf, who is recognized as the sublimest one.

(5)

وَلَا تَتْرُكَنْهُ مَا حَيِيتَ لِمُعْظَمٍ

وَكُنْ رَجُلاً ذَا نَجْدَةٍ وَعَفَافِ

اگر کوئی بہت بڑی بات بھی ہو جائے پھر بھی ساتھ نہ چھوڑنا بلکہ ایک صاحب عز و شرف کے مالک انسان کی طرح کا انسان بنو۔

Even if something very critical comes up, you must not desert (us). You must rather behave as is becoming of a dignified and noble man.

(6)

يَذُودُ الْعِدَا عَنْ ذِرْوَةٍ هَاشِمِيَّةٍ

إِلَافُهُمْ فِي النَّاسِ خَيْرُ إِلَافِ

(ایسا آدمی بنو) جو اس ہاشمی چراغ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں کو ان سے دور کر دے کیونکہ ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ بہترین ہوتا ہے۔

(Let you be a man) who is able to push back the enemies of this Hashmite Luminary (The Holy Prophet PBUH&HP) as his behavior with all is so exemplary.

(7)

فَإِنَّ لَهُ قُرْبَى لَدَيْكَ قَرِيبَةً

وَلَيْسَ بِذِي حِلْفٍ وَلَا بِمُضَافِ

(اے ابولہب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہاری رشتہ داری بہت قریب کی رشتہ داری ہے ۔وہ نہ تو کسی دوسرے خاندان سے آئے ہیں اور نہ ہی انہیں کہیں باہر سے (قبیلہ بنو ہاشم میں) شامل کیا گیا ہے۔

Your relation with Muhammad (PBUH&HP) is tightly intimate. Neither does he belong to another family, nor has he been inducted (in the Banu Hasham) from outside.

(8)

وَلَكِنَّهُ مِنْ هَاشِمٍ ذُو صَمِيمِهَا

إِلَى أَبْحُرٍ فَوْقَ الْبُحُورِ طَوَافِ

وہ تو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خالصتاً ہاشمی ہیں اور ان کا بحرِ عز و وقار تمام بحورِ عالم سے لامتناہی اور پایاب ہے۔

He is rather a pure Hashmite and the ocean of his honor and dignity is profounder than all the oceans of the world.

(9)

وَزَاحِمْ جَمِيعَ النَّاسِ عَنْهُ وَكُنْ لَهُ

وَزِيراً عَلَى الْأَعْدَاءِ غَيْرَ مُجَافِ

لہٰذا اگر دفاعِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ساری دنیا کا مقابلہ کرنا پڑے تو ان سب کا مقابلہ کرو اور ان پر نہ تو ظلم ہونے دو ہونے دو اور نہ ہی خود کوئی ایسا کام کرو

So, even if you have to confront the whole world in his defence, you must do so. Let him not be targetted with oppression. Nor should you ever take any such step.

(10)

وانْ غَضِبَتْ مِنْهُ قُرَيْشٌ فَقُلْ لَهَا
بَنِي عَمِّنَا مَا قَوْمُكُم بِضِعَافِ

اگر اہلِ قریش ان پر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیض وغضب ڈھائیں تو انہیں کہہ دو کہ اے "بنی عم" "ہمیں کمزور سمجھنے کی غلطی نہ کرنا" ہم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ ہمارے بھتیجے ہیں) کی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں۔

Even if the Quraish torment him (The Holy Prophet (PBUH&HP), say to them, O, our co-tribes, never be under the false impression that we are weak.

(11)

وَمَا بَالُكُم تَغْشَوْنَ مِنْهُ ظُلَامَةً
وَمَا بَالُ أَحْقَادٍ هُنَاكَ خَوَافِ

ان (اہلِ قریش) سے کہنا کہ تم کس کا بدلہ لینا چاہتے ہو جس کے لیے تم یہ سب ظلم کر رہے ہو تمہارے اندر کس چیز کا کینہ ہے جو تمہارے دلوں میں پنہاں ہے اور انکا جو کام (دعوتِ حق) تمہیں برا لگتا ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی۔

Ask them what for they have become so revengeful and why are they committing these atrocities? Why has this hidden grudge taken root in their hearts? Nevertheless, his activity which repels you (the invitation to truth) will never dwindle at all.

(12)

فَمَا قَوْمُنَا بِالْقَوْمِ يَغْشَوْنَ ظُلْمَنَا
وَمَا نَحْنُ فِيهَا سَاءَهُمْ بِخَافِ

ہم (بنو ہاشم) نہ تو کسی پر ظلم کرنا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرتے ہیں جو قابل مذمت ہو۔

We (Banu Hashim) don't like to oppress others for nothing. Nor do we commit any condemnable deed.

(13)

وَلَكِنَّنَا أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالنُّهَى
وَعِزٌّ بِبَطْحَاءِ الْمَشَاعِرِ وَافِ

ہم لوگ عقل و دانش کے پروردہ ہیں اور سرزمین بطحا کے مکرم و محترم اور عز و شرف کے مالک ہیں۔

We are always guided by wisdom. We are the nobles of Makkah and enjoy great honor and dignity.

☆☆☆☆☆☆☆

انسانی رویوں پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بسا اوقات انسان نفس ناطقہ اپنی روحانی حیثیت میں آنے والے واقعات کی جھلک یا مشاہدہ کر لیتا ہے یعنی نفس ناطقہ جب جسم کی مادیت اور بدن کی حدود سے آزاد ہو کر روحانیت کی کیفیت اختیار کر لیتا ہے تو اس وقت وہ مستقبل کے معاملات کو دیکھ کر اپنی قوت حافظہ یا قوت ادراک کے ذریعے انہیں محفوظ لینے کے قابل ہو جاتا ہے نفس ناطقہ کی قوت سے مستقبل کے واقعات کی تصاویر کو حاصل کر کے واقعات کو اس طرح بیان کر دیتی ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والا واقعہ حال میں تجسیمی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ صاحب ادراک سے ہونے سے پہلے ہی اس کا بیان کر دیتا ہے اسے پیش گوئی یا الہامی کیفیت بھی قرار دیا جا سکتا ہے ایسی کیفیت کا تعلق عام طور پر خیر کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ خیر انسانی کردار میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ افعال شخصیات کے تابع ہوتے ہیں کوئی بھی نیکی یا خیر انسانی ذہن کے تصورات سے وابستگی کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے اور یہ افعال نتائج سے بے پرواہ ہو کر واقعات کو ترتیب دینے کا باعث بنتے ہیں اور انہی واقعات کی روشنی میں خیر یا نیکی کے پیمانے ترتیب کیے جاتے ہیں کسی بھی سماج اور اس کے اندر بسنے والے افراد کے اعمال سے وہاں کے رائج شدہ نظام حیات سے آگہی ہوتی ہے لہذا اگر کسی سماج یا معاشرہ کے افراد کسی خاص نظریے کے حامی ہوں گے تو اس نظریے یا نظام کی جھلک کا اظہار کسی نہ کسی طرح ان کے اعمال و افعال اور کردار سے ظاہر ہوگا۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ زندگی کے بدلتے انداز کے ساتھ ساتھ معاشرے کے فکری نظام میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے بدلتی ہوئی اقدار، افراد کے اندر چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے بھی اس طرح داخل ہو کر انہیں بدل دیتی ہے کہ اس ''بدلاؤ'' کا احساس بھی نہیں ہو پاتا۔

حضرت ابو طالبؑ اپنی اس شاعری کے ذریعے نہ صرف آنے والے زمانے میں ہونے والی تبدیلیوں کی پیش گوئی کرتے ہیں بلکہ قریش مکہ کو اپنی یقینی اور الہامی قوت کے ذریعے بتاتے ہیں کہ پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے نہ چاہنے کے باوجود رائج نظام فکر کو تبدیل کر دیں گے لہذا تمہارے لیے یہ ضروری ہے کہ اس ابدی اور الہیاتی فکر کو قبول کر لو حضرت ابو طالبؑ کی یہ پیش گوئی نظام حیات کے ''بدلاؤ'' کا وہ استعارہ ہے جسے قریش مکہ بظاہر تسلیم کرنے سے انکاری تھے لیکن ان کے لاشعور میں اس کی صداقت ضرور موجود تھی جس کا ثبوت ہم فتح مکہ کے موقع پر

دیکھتے ہیں کہ قریش کس تیزی سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گے پیش گوئی کا یہ تصور حضرت ابو طالب کی اس الہامی قوت کی وجہ سے ہے جس کا پس منظر ایک تو خاندانی نجابت و شرافت ہے اور دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ اصلاب اور ارحام مطاہرہ کے ذریعے اس بزمِ کائنات میں وجود پذیر ہوتا ہے خداوند قدوس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی ہستی کی محافظت اور پرورش کا فریضہ کسی ایسے شخص کے سپرد نہیں کر سکتا تھا جس کی طینت اور صلب پاک و مطہر نہ ہو چنانچہ حضرت ابو طالب کی یہ پیش گوئی کوئی حیران کن امر نہیں بلکہ ان کے پاکیزہ خیالات کی مظہر ہے۔

A look at human attitudes reveals that on a number of occasions man's power of expression, in its spiritual state, has the vision of the happenings yet waiting to be unfolded. When this power of expresion becomes independent of carnality and assumes spirituality, it becomes capable of not only observing future but also preserving it into its memory and extra-sensory perception. Thus these visions of future are so conceived by this power that they are concretely materalised for the visionary who may describe them even before they solidify for others. This power may, thus, be called clairvoyence or revelation. This state usually accompanies "the good". "The Good" occupies a central position in human character. Deeds are always an index of character. All "good" or virtue flows out of the perceptions and conceptions of human mind. Notwithstanding their outcome, these deeds set in motion different happenings. These ensuing incidents, in turn, determine the standard of "good and virtue".

The actions of a society and its members bring us the awareness of the code of life followed there. The attachement of a society to a particular ideology presupposes th reflection of that ideology, one way or the other, in the actions and deeds of the people.

It is also quite understandable that the changing lifestyle has its effect on the ideological foundations of society, too. The changing values are, willy nilly, adopted by the people so quietly though deeply that they effect fundamental changes in their lives, though they may not be able to realise it at all.

In his poems, Hazrat Abu Talib (a.s) tries to make them realise that the coming time was going to be pregnant with such changes. With the help of his God-gifted vision he warns them that despite their unwillingness, the Holy Prophet (PBUH&HP) will totaly change the existing ideology. So they ought to welcome the eternal and divine ideology propagated by him.

This prediction about change in life style was a call which the Quraish didn't want to pay heed to at all though their unconscious acknowledged its undeniable truth. Its proof comes to us through their unprecedented readiness to embrace Islam on the occasion of the Conquest of Makkah.

This oracular power of Hazrat Abu Talib (a.s) has its roots in his familial purity and nobility as well as in the Holy Prophet's (PBUH&HP) gracing the earth through his physical appearance having passd through clean and unpolluted loins and wombs. How

could Allah Almighty entrust the task of rearing and guarding a person of the Holy Prophet's (PBUH&HP) stature to a man devoid of clean and unpolluted nature and lineage. In this background, Hazrat Abu Talib's (a.s) prediction is not surprising at all; it rather is an evidence of his holy thinking.

(1)

اِبْنِيْ طَالِب اِنَّ شَیْخک نَاصِحٌ"

فِیْمَا یَقُوْلُ مُسَدِّدٌ" لک رَاتِق

اے (میرے لختِ جگر) طالب! تمہارا بوڑھا باپ تمہیں صراطِ مستقیم کی راہ دکھانے کے لیے یہ نصیحت کرتا ہے۔

O my son, Talib, I, your aged father, wants to advise you to keep yourself on the straight path.

(2)

فَاضْرِبْ بِسَیْفک مَنْ اَرَادَ مَسَاءَۃً

حَتّٰی تکُوْن لَدَی الْمَنِیَّۃِ ذَائِقٌ

جو کوئی بھی یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) نقصان پہنچائے تو اپنی تیغ آبدار سے اس پر حملہ کر دو چاہے تمہیں ایسا کرنے سے موت ہی کیوں نہ آ جائے

Whoever intends to harm Muhammad (PBUH&HP), assault him with your shining swords though in so doing you have to welcome death itself.

(3)

هَذا رَجائِي فِيكَ بَعْدَ مَنِيَّتِي

لَا زِلْتُ فِيكَ بِكُلِّ رُشْدٍ وَاثِقُ

میرے مرنے کے بعد بھی میری تم سے یہی خواہش ہے (کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچے) اور امید تمہی سے وابستہ ہے۔

And even after my death, I wish so and my hopes are centered in you.

(4)

فَاعْضُدْ قُوَاهُ يَا بُنَيَّ وَكُنْ لَهُ

أَنِّي بِجَدِّكَ لَا مَحَالَةَ لَاحِقُ

تم نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس طرح قوت بازو بن جاؤ کہ وہ تمہیں ہر وقت اپنے اردگرد ہی دیکھیں

Serve the Prophet (PBUH&HP) as his right hand man so that you are always around him (to help him).

(5)

آهـا أُرَدِّدُ حَسْرَةً لِفِرَاقِهِ

إِذْ لَا أَرَاهُ وَقَدْ تَطَاوَلَ بَاسِقُ

افسوس صد افسوس! میں ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عنانِ حکومت کا زمانہ نہ دیکھ سکا اور اسی حسرت کو دل میں لیے دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں۔

Alas, Alas! I was unable to see his reign. With the burden of this unfulfilled desire in my heart I am leaving this world.

(6)

أَتَـــرى أرَاهُ والـــلّــوَاءُ أمَــامَــه

وعَــلِـــيّ" ابْــنِـــي لِــلّــوَاءِ مــعــانـــقُ

لیکن میں تصوراتی نگاہ سے مستقبل کو دیکھ رہا ہوں کہ میرا بیٹا علی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم اپنے ہاتھ میں لیے آگے بڑھ رہا ہے۔

But with the eye of imagination, I can peep into future that my son Ali(A.S) is marching forward with his (The Holy Prophet PBUH&HP) banner in his hand.

(7)

أَتَــراهُ يشــفــعُ لِــي ويَــرْحــم عِبْــرَتِــي؟

هَيهَـــات، إنّـــي لا مـــحَـــالة زاهـــق!

لیکن کیا اس (پیش گوئی) سے مجھے زندگی مل سکتی ہے اور میرا دکھ (پرچم اسلام کو بلند ہوتے ہوئے نہ دیکھنے کا دکھ) ختم ہو سکتا ہے افسوس میں تو اب یہاں (دنیا) سے رخصت ہوا چاہتا ہوں۔

But can this prediction bring me back my life? Can my sorrow (on not being able to witness the success of Islam) come to an end. Alas! Now I am departing from this world.

☆☆☆☆☆☆☆

ابن ابی حدید نے نہج البلاغہ میں صرف چار اشعار دیئے ہیں اور کہا ہے کہ عباسی خلیفہ مامون ان اشعار کے ذریعے ایمان ابوطالبؑ کا قائل تھا ان اشعار میں پیش گوئی بھی ہے اور محافظتِ رسالت کا تذکرہ بھی ہے۔

Ibn-e-Abi Alhaded has copied only four verses in his exposition of Nehjul Balagha and stated that on the basis of these verses Abbaside caliph, Mamun, was convinced of the faith of Abu Talib(a.s). These verses not only make predictions but also speak of the protection of Prophethood.

(1)

منعنا الرسول رسول الملیک
ببیض تلألأ للمع البروق

ہم اس رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے محافظ ہیں جو اللہ کے پیغامبر رساں ہیں ہم نے ان کے دشمنوں کا مقابلہ اپنی آہنی شمشیروں سے کیا ہے

We are the guardians of the Prophet of Allah (PBUH&HP) who has brought His message.We have confronted his enemies with our steel swords.

(2)

بضرب یذبب دون النهاب
حذار الوتایر والخنفقیق

(میدان جنگ میں) ہماری لگائی ہوئی ہر ضرب ایسی ہوتی ہے جو بڑے بڑے حیوانوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے۔اس سے دشمن ڈرتے ہیں اور باغی کانپتے ہیں

Every blow dealt by us (in the battlefield) is so heavy that the fiercest beasts feel compelled to flee. The enemy is afraid of it and the rebels tremble (at its mention).

(3)

أذبُّ واحمي رسولَ المليك

حمايةَ حامٍ عليه شفيق

ہم اپنی شمشیر براں سے اللہ اور اس کے رسول کی نگہبانی کرتے ہیں ہماری یہ محافظت ایک عاشق اور مہربان کی محافظت کا فریضہ ہوتی ہے۔

With our sharp swords we guard Allah and His Prophet (PBUH&HP). This protection by us is like that which is tendered by a kind and affectionate person.

(4)

وما إنْ أذبُّ لأعدائه

دبيبَ البكارِ حذارَ الفنيق

ہمارے قدم ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں کی طرف اس طرح نہیں اٹھتے جیسے نوخیز مادہ اونٹنی سہم سہم کر اونٹ کی طرف بڑھتی ہے۔

Our steps don't approach his (The Holy Prophet's PBUH&HP) enemies like those of a she -camel who comes close to a he- camel only feeling scared.

(5)

ولكنْ أزيرُ لهم سامتاً

كما زارَ ليثٌ بغيلٍ مضيق

ہم ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں پر اس طرح حملہ آور ہوتے ہیں جیسے دھاڑتا ہوا شیر اپنے شکار پر جھپٹتا اور آن واحد میں اسکا خاتمہ کر دیتا ہے

We, rather, fall on his (The Holy Prophet's PBUH&HP) enemies as fiercely as a roaring lion pounces upon its prey and, in no time, makes a short work of it.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالبؑ اپنے اس قصیدے میں قریش مکہ اور بالخصوص بنو غالب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تمہیں غفلت کو اپنا شعار نہیں بنانا چاہیے۔ تم مجھے اپنی گفتگو سے سرکش اور باغی دکھائی دے رہے ہو مجھے مشرق و مغرب کے پروردگار کی قسم ہے کہ اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو تم پر عذاب خداوندی نازل ہوگا جیسے کہ گزشتہ قومیں ثمود و عاد اپنی سرکشی کی وجہ سے دنیا سے مٹ گئی تھیں اسی طرح تم عذاب خداوندی میں مبتلاء ہو جاؤ گے کیا تم وہ وقت بھول گئے ہو کہ جب ابو جہل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم ڈھانے کے لیے اپنے ہاتھ میں پتھر تو اٹھا تھا تو اس کا ہاتھ اس پتھر کے ساتھ ہی چپک گیا تھا تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم ڈھانے سے باز آجانا چاہیے۔ چونکہ حضرت ابو طالبؑ کی اس شاعری میں ثمود و عاد کے تذکرے کا حوالہ دیا گیا لہٰذا ان قوموں کی تاریخ کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

عاد: ایک قدیم قبیلہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں اکثر آیا ہے اس حالات تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہیں یہ ایک زبردست اور طاقتور قوم تھی جو حضرت نوحؑ کے زمانے کے فوراً بعد ظہور پذیر ہوئی پھر یہ عظیم قوم اپنی شاندار خوشحالی کے باعث سرکش ہوگئی۔ (الاعراف ۶۹، ۴۱:۱۵ السجدہ ۱۵)

قوم عاد کی مستحکم عمارات کا ذکر ۱۲۹ الشعراء ۱۲۸ میں آیا ہے۔ ۸۹ الفجر ۶ و ۷ میں عاد کو ارم ذات العماد کہا گیا ہے (عاد ارم ستونوں والے)، عاد کی طرف حضرت ہودؑ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے جن کے ساتھ انہوں نے وہی سلوک کیا جو مکہ والوں نے بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا اس جرم کی پاداش میں ہودؑ اور چند نیک آدمیوں کے سوا عاد کی ساری قوم آندھی کے ایک سخت طوفان سے ہلاک ہوگئی۔

عربوں میں قوم عاد کا جو قصہ موجود ہے اس کی بنیاد قرآن مجید، تفسیری روایات اور احادیث پر تھا پرانے شعرائے عرب عاد کو ایک قدیم قوم کی حیثیت سے جانتے تھے جو تباہ ہو چکی تھی۔ عرب مؤرخین کے نزدیک قوم عاد ان عرب قبائل میں شمار ہوتی ہے جو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے گئے یہ نو قبائل تھے جو ارم بن سام بن نوح کی اولاد تھے ان قبائل کے نام یہ ہیں۔ عاد، ثمود، طسم، جدیس، جرہم، امیم، جبیل، وبار اور عملیق۔ علماء یورپ کے نزدیک عاد ایک افسانوی قوم ہے حالانکہ اس کا ذکر بائبل میں بھی ہے اس قوم کا گہوارہ عمان اور حضرموت کا درمیانی علاقہ ہے۔

James Montgomery نے اپنی کتاب Arabia & Bible میں بتایا ہے کہ عہد قدیم میں عرب میں نسبتاً وافر پانی موجود تھا وادیاں اور سرسبز قطعات تھے احقاف میں جہاں آج زندگی بسر کرنا محال ہے آبادیوں کے کھنڈر ملتے ہیں جو کسی قوم کے نقش پا کی غمازی کرتے ہیں عاد اسی زمانے کی قوم ہے۔

R.P. Dougherty اپنی کتاب The Sea Land of Ancient Aribia میں لکھتا ہے کہ عرب عہد

شادابی سے گزر چکا ہے جہاں کی تہذیبیں دفن ہیں قومِ عاد یہاں ہی دفن ہے۔

ثمود: عرب کی کی ایک قدیم قوم کا نام ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے قومِ عاد، ارم، وبار کی طرح معدوم ہو چکی تھی حوالوں کے ایک قدیم تر سلسلے سے جو غیر عربی ماخذ سے ملتے ہیں ثمود کے نام اور اس قوم کے تاریخی وجود کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثلاً ۱۰۱ء قبل مسیح کے (آشوری فرمان روا) سارگون (ثانی) کے کتبے میں تمود (ثمود) کا ذکر بھی ان اقوام کے سلسلے میں ملتا ہے جو مشرقی اور وسطی عرب میں آباد تھیں اور جنہیں آشوریوں نے مطیع کیا تھا۔ ارسطو، بطلیموس اور بلینا س کی تصانیف میں بھی ثمودوں کا ذکر ہے پرانی عرب روایت میں ثمود کا وطن الحجر بتاتے ہیں۔ قومِ ثمود کی طرف حضرت صالحؑ مبعوث ہوئے تھے آپ کے مخالفین نے جن کا سردار جندع بن عمرو تھا حضرت صالح سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ وہ اپنی نبوت کے ثبوت میں کوئی معجزہ دکھائیں اور وہ ان لوگوں کے کہنے مطابق آپ نے ایک چٹان سے ایک اونٹنی نکال کر دکھائی جس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا مختصراً قومِ ثمود نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس کی سزا میں اس قوم کو اللہ نے ہلاک کر دیا وہ قوم جس طرح سے ہلاک ہوئی اس کی تفصیل سورۃ اعراف میں یہ ہے کہ بھونچال نے انہیں آ لیا اس کے علاوہ قرآن میں بجلی گرنے کا بھی ذکر ہے بہر حال تمام تفاصیل یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ثمود کی تباہی کی روایت کا تعلق ان آتش فشاں پہاڑوں کی کسی آتش فشانی سے ہوگا جن سے لاوے کی وسیع ندیاں بہیں اور کم و بیش وسیع میدانوں میں پھیل گئیں جن میدانوں کو عرب میں حرۃ کہتے ہیں جن میں سے ایک الحجر کے مغرب میں موجود ہے۔

Addressing the Quraish in general and Banu Ghalib in particular, Hazrat Abu Talib(a.s) warns them that they should shun obliviousness at once. He condemns them saying that their words give him to understand that they have turned rebellious and mutinous. Swearing by the Lord of the East and West, he says that if they fail to mend their ways, they will incur Allah's wrath, and like the ancient peoples of A'd and Thamud who were completely effaced because of their contumaciousness, they will also be doomed. He reminds them when Abu Jahl tried to hurl a stone at the Holy Prophet(PBUH&HP), it glued to his hand. This miraculous incident must deter them from tormenting the Holy Prophet(PBUH&HP).

Hazrat Abu Talib's(a.s) mentioning A'd and Thamud gives us quite a fitting chance to give a brief history of these peoples here.

Aad

Allah sent his messenger Hud to the "Aad's" people to call them not to worship Idols and believe in Allah the creator of the heavens and earth, but they denied and insisted on their ignorance and delusion.Quran emphasis that these people had built a significant city with very huge pillars in Al-Ahqaf region which is thought to be at the south of the Arabic Peninsula.

Do you not see what your Lord did with 'Ad Iram of the Columns whose like was not created in any land? (Qur'an, 89:6-8)

In the Qur'an, 'Ad are said to have perished through a "furious wind". In the verses of the Qur'an, it is mentioned that this furious wind lasted for seven nights and eight days and destroyed 'Ad totally.

The 'Ad (people) (too) rejected (Truth): then how terrible was My Penalty and My Warning? For We sent against them a furious wind, on a Day of violent Disaster. Plucking out men as if they were roots of palm-trees torn up (from the ground). (Surat al-Qamar: 18-20)

The destruction that befell 'Ad from a sandstorm must have annihilated the entire people in a very short time, people who were until then living by cultivating fertile lands and building dams and irrigation channels for themselves. All of the fertile and cultivated fields, irrigation canals and dams of the community living there were covered by sand, and the whole city and its inhabitants were buried alive under the sand. After the people were destroyed, desert spread

there in time and covered them leaving no trace.

Thanks to the work of Clapp and Thomas before him-along with a helping hand from NASA researchers-the location of this legendary city, which had been subject of the stories told orally by the Bedouins, was discovered. After a short while, excavations began and remains of an old city were brought to light. This lost city was dubbed "Ubar, the Atlantis of the Sands." Dr. Juris Zarins, a member of the research team leading the excavation, said that since the towers were alleged to be the distinctive feature of Ubar and since Iram was mentioned as having towers or pillars, this then was the strongest proof so far that the site they had unearthed was Iram, the city of 'Ad described in the Qur'an.

THAMUD

The Thamud were a people of ancient Arabia who were known from the 1st millennium BC to near the time of Muhammad (PBUH&HP).

The oldest known reference to Thamud is a 715 BC inscription of the Assyrian king Sargon II which mentions them as being among the people of eastern and central Arabia subjugated by the Assyrians

They are referred to as "Tamudaei" in the writings of Aristo of Chios, Ptolemy, and Pliny.

The Qur'an mentions Thamud in Sura Al-A'raf in the context of several prophets who warned their people of coming judgement. Verse 74 says of Thamud, "Ye build for yourselves palaces and castles in (open) plains, and carve out homes in the mountains".This could refer to the rock-cut tombs of Mada'in Saleh (the Cities of Saleh)

In the Qur'an, Ad and Thamud are generally mentioned together as a matter of context. The verses advise Thamud to take warning from the destruction of Ad.

The Qur'an says,

Then they ham-strung the she-camel, and insolently defied the order of their Lord, saying: "O Salih! bring about thy threats, if thou art a messenger (of Allah)!"

So the earthquake took them unawares, and they lay prostrate in their homes in the morning!

Qur'an, Sura 7 (Al-A'raf), ayat 77-78

In Sura Al-Qamar it says " For We sent against them a single Mighty Blast, and they became like the dry stubble used by one who pens cattle."

(1)

أفيقوا بني غالبٍ وانتهوا

عنِ البغيِ في بعضِ ذا المنطقِ

اے بنی غالب! غفلت کو اپنا شعار نہ بناؤ، مجھے تم اپنی گفتگو سے سرکش اور باغی دکھائی دے رہے ہو۔ اپنی اس حرکت کو ترک کردو۔

O Bani Ghalib! Do not become accustomed to ignorance. From your words you seem to be rebellious and revolting. Do change this attitude.

(2)

وَإلا فإنّي إذنْ خائفٌ

بوائقَ في دارِكمْ تلتقي

مجھے ڈر ہے کہ تمہاری اس روش کی وجہ سے کہیں مصائب و آلام نہ تمہیں گھیر لیں۔

I fear that the path taken by you may lead you to suffering and sorrow.

(3)

تَكُونُ لَغَا بِرِكُمْ عِبْرَةً

وَرَبِّ الْمَغَارِبِ وَالْمَشْرِقِ

مجھے مشرق و مغرب کے پروردگار کی قسم! اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو تم ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے جو دوسروں کے لیے بھی باعث عبرت ہوگی۔

I swear by the Creator of the East and the West, if you don't mend your ways, you will find yourself engulfed in such miseries as will teach others a profound lesson

(4)

كَمَا نَالَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم

ثَمُوْدًا وَعَادًا فَمَنْ ذَا بَقِي

تم سے پہلے بھی کئی قومیں مثلاً ثمود و عاد محض اپنی سرکشی کی بناء پر عذاب خداوندی میں مبتلا ہو کر دنیا سے مٹ گئی ہیں

Even before you many nations like Thamad and Aud have provoked Allah's wrath for being haughty and thus have totally been annihilated.

(5)

غَدَاةَ أَتَاهُم بِهَا صَرْصَرًا

وَنَاقَةُ ذِي الْعَرْشِ إِذْ تَسْتَقِي

ان لوگوں نے خدا سے سرکشی اختیار کی تھی اور انہوں نے ناقہ (ناقہ صالحؑ) کو جو پانی پینے کے لیے آیا تھا مار ڈالا تو پھر وہ (قوم ثمود) بادصرصر کے عذاب میں مبتلا ہو گئے

They followed the path of disobedience to Allah and killed the camel (of Sauleh(A.S)) who had arrived there to drink water. Consequently they suffered the torments of the poisonous wind.

(6)

فـــخـلـــت عـــليهـــم بهـــا ســـخــطة"

مـــن الــلـــــه فـــي ضـــربة الأزرق

ان (سرکش) لوگوں میں کوئی باقی نہیں بچا جب انہوں (قوم ثمود) نے اونٹنی (ناقہ صالح) کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔

When the Thamud severed the shins of the she-camel, none of their rebellious persons survived thereafter.

(7)

غـــداة يـعـــض بـــعـــرقـــوبهـــا

حـســـامـــا مـــن الهـــنـــد ذارونـــق

وہ (قوم ثمود) اس وقت اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے جب اس کی ہندی تلوار ناقہ صالح کے پاؤں کو کاٹ رہی تھی۔

They (the Thamud) incurred wrath of God when their Indian sword cut off the hoofs of Sualeh's (a.s) she-camel.

(8)

واعـــجـــب مـــن ذاک مـــن امـــركـــم

عـــجـــائـــب فـــي الـــحـــجـــر الـــمـــلـــصـــق

اسی طرح کا عجیب وغریب واقعہ تمہارے ساتھ بھی پیش آیا تھا جب پتھر اس (ابوجہل) کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا تھا تو کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔

Another mysterious incident of the same kind occured when the stone got glued to Abu Jahal's hand.Wasn't it a strange happening?

(9)

بِكَفِّ الَّذِی قَامَ مِنْ جُبْنِهِ

إِلَی الصَّابِرِ الصَّادِقِ الْمُتَّقِی

اس نے (ابوجہل) اپنے ظلم کے ہاتھ کو بلند کر کے اس (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) متقی، صابر اور سچے انسان کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانا چاہا تو وہ پتھر کیساتھ سے ہی چپک گیا تھا۔

When (Abu Jahal) raised his malicious hand to bring down cruelty to the God- fearing, patient and truthful person (Muhammad PBUH&HP), the stone stuck to his hand.

(10)

فَأَثْبَتَهُ اللّٰهُ فِی كَفِّهِ

عَلَی رَغْمِ ذَا الْخَائِنِ الْأَحْمَقِ

خداوند عالم نے اس ظالم اور احمق شخص کے ہاتھوں سے زندگی چھین لی جو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) دست درازی کرتا تھا۔

And Allah deprived (another) cruel and stupid person of his life (when he wanted to make Muhammad PBUH&HP a target).

(11)

أُحَيْمِقُ مَخْزُومِكُمْ اذ غَوِی

بِغَیِّ الْغُوَايَةِ وَلَمْ يَصْدُقِ

بنی مخزوم کا یہ احمق انسان اپنی سرکشی اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ یہ ایک جھوٹا اور فریبی انسان ہے اس کا کہا ہوا کبھی سچ نہیں ہوتا۔

This fool of the Banu Makhzoom has crossed all limits in his rebelliousness and ignorance. He is an abject liar and cheat. Whatever he says never turns out to be true.

☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اشعار اگرچہ حضرت ابو طالبؑ کے ہی ہیں لیکن ان کا پس منظر واضح نہیں ہے اور یہ علم نہیں ہو سکا کہ ان کے لکھنے کی کیا وجہ تھی۔

These verses of Hazrat Abu Talib(a.s) are without a lucid background which makes the explanation difficult as to why they were composed.

(1) أعُوذُ بخيرِ الناس عَمرو بْنَ عائذ
أبِيْ وأبِيْكُم أن يُباعَ طَلِيقُ

نیکوکار عمرو بن عائذ سے پناہ مانگتے ہیں حالانکہ میرا باپ اور اس کا باپ دونوں بہترین اور تخیر تاجر تھے

The virtuous ones seek refuge from Amr bin A'iz though both his father and mine were the best and resourceful merchants

(2)

أخُو حضرَموتٍ كاذِب" لَيْس فَحْلةً
ولٰكِنْ كَرِيْم قد نَمَاه عَتِيقُ

حضر موت کے رہنے والے بھائی جھوٹے ضرور ہیں لیکن زبان دراز نہیں وہ کریم بھی ہیں کیونکہ ان کی پرورش بہترین طریقے سے ہوئی ہے۔

These brothers residing in Hadhrmout are liars but they are not vitriolic. They also possess a generous nature as they have been brought up in the best manner.

(3)

هَبُوني كَدَبَّابٍ وهَبْتُم لَه ابْنَةً
أنِّي بخَيْرٍ مِنْكُم لَحقِيقُ

تم نے جس طرح دباب کو اس کا بیٹا ہبہ کر دیا اسی طرح مجھے بھی ہبہ کرو۔ کیونکہ میں تم سب سے بہتر ہوں۔

Accord me a son as you accorded Dabab his son since indeed I am better than all of you.

☆☆☆☆☆☆☆

جنابِ ختمی مرتبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر جب آٹھ سال کی ہوئی تو حضرت عبدالمطلب مکہ میں رحلت فرما گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کفالت کا فرض حضرت ابوطالبؑ کو سونپ گئے جو حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے حضرت ابوطالبؑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پایاں محبت کرتے تھے رات کو ہمیشہ آپ کو پہلو میں سلاتے اور جہاں جاتے انہیں اپنے ہمراہ لے جاتے۔

تاریخ عرب کا اگر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلب باراں کے لیے عربوں کا طریق کار یہ تھا کہ وہ اپنی گائیوں کی دموں میں برق کی مناسبت سے درختوں کی ٹہنیاں باندھ کر ان میں آگ سلگا کر انہیں مغرب کی طرف ہانک دیتے اور پھر آہ و بکا کرتے اس کو وہ نزولِ باراں کا باعث سمجھتے ابنِ عسا کر نے حاکم بن عرفطہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مکے میں قحط پڑ گیا خشک سالی عروج پر تھی لوگ حضرت ابوطالبؑ کے پاس آئے اور طلبِ باراں کے لئے دعا کی درخواست کی حضرت ابوطالبؑ اپنے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ ابھی چھوٹے تھے اپنے ساتھ گھر سے لے کر نکلے اور خانہ کعبہ کے ساتھ ان (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی پشت لگا کر اپنی انگلی بطرفِ آسمان کی اس وقت آسمان جو آگ برسا رہا تھا اور اس پر کہیں بادل کا ایک ٹکڑا بھی دکھائی بھی نہیں دیتا تھا کہ اچانک چاروں طرف سے امڈ امڈ کر آنے لگے اور اتنی بارش ہوئی کہ ندی نالے بہہ نکلے چنانچہ حضرت ابوطالبؑ نے اسی واقعہ کے بارے میں لکھا ہے

وابیض یُستسقیٰ الغمام بوَجہ

ثِمالُ الیتامیٰ عصمة لِلأرامل

وہ رخ تاباں جن کی برکتوں سے طلبِ باراں کی دعا کی جاتی ہے جو یتیموں کا مولیٰ اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

خطابی کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ عبدالمطلب کے دور کا ہے جب خشک سالی ہوئی تو حضرت عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساتھ لے کر کوہِ ابوقبیس پر گئے آپ اس وقت اتنے چھوٹے تھے کہ حضرت عبدالمطلب نے انہیں کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اسی وقت زوردار اور شدید بارش ہوئی کہ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو گئی لہذا یہ قصیدہ اسی حوالے سے حضرت ابوطالبؑ نے لکھا تھا۔

چنانچہ قریشِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اذیتوں کا سلسلہ دراز کر دیا تو حضرت ابوطالبؑ نے قریشِ مکہ کو اپنے اس قصیدے کے ذریعے اسی احسانِ عظیم کی یاد دہانی کرائی ہے۔ محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جب حضرت

ابوطالب نے قریشِ مکہ کے دباؤ کو ماننے سے انکار کر دیا تو قریش نے اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ حج کا زمانہ قریب ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر سے آنے والوں کو قرآنی آیات سنا کر توحید حق کی طرف نہ کر لیں لہٰذا اس کا سدِ باب کرنا چاہیے چنانچہ مختلف تجاویز پر غور و خوض کرنے کے بعد ولید بن مغیرہ کی تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ باہر سے آنے والوں کو بتایا جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (معاذ اللہ) ایک ایسے کاہن اور جادوگر ہیں جو خاندانوں میں افراط و تفریق پیدا کر دیتے ہیں لہٰذا ان کی گفتگو سننے سے پرہیز کی جائے ابن اسحاق کے مطابق سورۃ المدثر کی آیات ولید بن مغیرہ کی مذمت میں نازل ہوئیں۔

بہر حال حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکے تھے جن کا اظہار اس قصیدے میں کیا گیا ہے۔ قریشِ مکہ کی دشمنی، تعلقات کا منقطع ہو جانا، حلیف قبائل اور دوستوں کا ساتھ چھوڑنا، حضرت ابوطالبؑ کا اپنے عزیزوں اور خاندانِ بنو ہاشم کو کعبہ کے پاس اکٹھا کر کے نصرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمایت کے لیے قسم اٹھانا بیت اللہ، مقامِ ابراہیم، حجرِ اسود کی حرمت، عرفات، جبلِ رحمت غرضیکہ یہ اس بات کا تذکرہ انتہائی فصیح و بلیغ انداز میں اس طرح کیا ہے کہ عربی شاعری میں اس رزمی قصیدے کا جواب نہیں ملتا جہاں تک اس قصیدے میں صنم پرستی کا تعلق ہے تو ان کے ایک شعر میں دو بتوں کا بھی تذکرہ ہے، جس کی تفصیل دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

عربوں میں بت پرستی طویل عرصے سے تھی لیکن اس کے باوجود عرب بیت اللہ کی تکریم بھی کرتے اور طواف بھی۔ وہ حج اور عمرہ کے بھی قائل تھے لیکن اس میں انہوں نے بہت سی بدعتیں شامل کر دی تھیں مثلاً کعبے کا ننگے ہو کر طواف کرنا، بتوں کے سامنے قربانی دینا وغیرہ۔ سب سے پہلے جس نے خانہ کعبہ میں بت نصب کیے وہ عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر الازدی تھا جس کی ماں کا نام فہیرہ بنتِ عمرو بن الحارث ہے حارث کے پاس کعبہ کی تولیت تھی چنانچہ عمرو جب جوان ہوا تو اس نے قبیلہ جرہم سے جنگ کی اور اس کی مدد بنی اسماعیل نے کی اس جنگ میں عمرو فتح یاب ہو گیا اور کعبہ کا متولی بن گیا۔ ایک دفعہ بیمار پڑنے پر اسے کہا گیا کہ شام میں بلقا کے مقام پر چشمے پر نہائے تو صحت مند ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہاں اس نے لوگوں کو بتوں کی پرستش کرتے دیکھا تو پھر اپنے ہمراہ ایک بت لے کر آ گیا۔ جس کا نام ہبل تھا جو سرخ سنگِ رخام کا بنا ہوا تھا اسے اس نے کعبہ کے پاس رکھ دیا۔ صنم کی تشریح لغات اور تفاسیرِ قرآن میں یوں کی گئی ہے

''کوئی ایسی شے جس کی خدا کے علاوہ پرستش کی جائے'' اسے ہمیشہ لفظ وثن (جمع: اوثان) سے ممیز کرتے ہیں اس کے معنی ہیں کوئی ایسی چیز جو صورت رکھتی اور پتھر، لکڑی یا دھات سے بنائی گئی ہو عربی لغت کے مطابق یہ ایک دخیل لفظ ہے جو شَمن سے ماخوذ ہے یہ لفظ قرآن میں پانچ جگہ آیا ہے

الانعام ۷۴:۷، الاعراف ۱۳۸:۱۴، ابراہیم ۳۵:۱۳، انبیاء ۵۷:۲۶ اور الشعراء ۷۱، حدیث میں بھی بار بار اس کا ذکر ہے

جن کی قبلِ اسلام پرستش کی جاتی تھی۔

ابن الکلبی نے ان کا ذکر کتاب الاصنام میں کیا ہے مشہور اصنام ہبل، اساف اور نائلہ تھے ان میں سے دو بتوں یعنی اساف اور نائلہ کا ذکر حضرت ابوطالبؑ نے اپنے اس قصیدے میں کیا ہے بعض کا کہنا ہے کہ ان بتوں کو لانے والا عمرو بن لحی تھا جو انہیں جدہ سے لے کر آیا تھا ان بتوں میں ایک بت مناۃ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔"ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ"

اسے فتح مکہ کے بعد بحکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت علیؑ نے توڑا تھا اس کے علاوہ فلس، ذوالخلصہ ،ذوالکفین ،ذوالشری،سعد،عمیانس،اشہل ،باجر،بولہ،الحم وغیرہ تھے۔

قرآنِ مجید میں ماضی کے اصنام وَدّ ،سواغ، یعوث اور لنسر کا نام بھی آیا ہے وہ بڑے اصنام جن کی پرستش آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے تک ہوتی تھی۔ العزیٰ، الات اور منات نام کی دیویاں تھیں معلوم ہوتا ہے کہ ہبل ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔عزیٰ کے معنی غالب اور عزیز کے ہیں یہ بت لات ومنات کے بعد لایا گیا تھا اور نخلہ شامیہ کی وادی میں نصب تھا البتہ ہبل کا ذکر قرآنِ مجید میں نہیں ہے ۔ابوالحیحہ سعید بن العاص بن امیہ بن عبدِشمس جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ابولہب کے سامنے رونے لگا اور کہا کہ میرے بعد عزیٰ کی پرستش ختم ہوجائے گی لیکن ابولہب نے اسے یقین دلایا کہ وہ اس کی پرستش کیا کرے گا۔

بہرحال عرب ملائکہ کی بھی پوجا کیا کرتے تھے اور انہیں خدا کی بیٹیاں تصور کرتے تھے ہبل کو ہبلِ خزیمہ بھی کہتے تھے کیونکہ خزیمہ ابنِ الیاس ابنِ مضر نے اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کیا تھا البتہ اساف اور نائلہ جن کا ذکر حضرت ابوطالبؑ کے قصیدے میں ہے یہ کعبہ کے باہر راستے میں نصب تھے جیسا کہ حضرت ابوطالبؑ کے اس شعر سے پتہ چلتا ہے۔

وحیثُ یُنیخُ الأشعرُونَ رکابھم　　　بِمفضی السیُولِ من أساف ونائل.

ترجمہ: وہاں جہاں پر اشاعرہ اطراف وجوانب سے اساف اور نائلہ (بتوں) کے سامنے مناسک ادا کرنے کے لیے اپنی اپنی سواریوں کو ہانک کر لاتے ہیں۔

ان اصنام کے مخصوص خدام ہوتے تھے جنکا عہدہ موروثی ہوتا وہی پوجا کرنے والوں سے قربانیاں لیتے قربانی کی رسم ادا کرتے اور اس کا خون بت پر چھڑکتے ان بتوں کے علاوہ درختوں اور دیگر چیزوں کی بھی پرستش کی جاتی بلکہ جو پتھر یا شاہ اچھی لگتی اسے پوجا کرنے کے لیے کعبہ لے آتے اس کے ساتھ ساتھ ہر گھر کے اندر بھی بت ہوتا تھا جسے باہر سے آنے والا اس پر ہاتھ پھیر کر فیض حاصل کرتا۔ آخر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مکے میں فاتحانہ داخل ہوئے تو پھر اصنام پرستی کا خاتمہ ہوا اور خدائے واحد کی عبادت ہونے لگی۔

اس قصیدے میں حضرت ابوطالبؑ غارِ حرا کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جو مکہ معظمہ سے شمال مشرق کی سمت تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کے بالمقابل جبلِ ثبیر نامی مشہور پہاڑ ہے ان پہاڑوں پر خاردار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں لگتا۔ حرا، جبلِ ثبیر سے زیادہ بلندی پر واقع ہے اس کے اوپر ایک سیدھی ڈھلوان اور پھسلوان چوٹی ہے۔ اس کے ایک غار میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کئی کئی دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کرتے تھے جب سامانِ خوردونوش ختم ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر تشریف لے آتے پھر کھانے کا سامان لے کر واپس اسی غار میں چلے جاتے اسی غار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہلی وحی مبارک نازل ہوئی یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ تھی چنانچہ لوگ آج بھی اس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

The Holy Prophet (PBUH&HP) had hardly reached the 8th year of his life when in 578 A.D Hazrat Abdul Muttalib(A.S) passed away in Makkah. Before his death, he put the responsibility of looking after and bringing up the Holy prophet(PBUH&HP) on the shoulders of Hazrat Abu Talib(A.S) who was the real brother of Hazrat Abdullah, deceased father of the Holy prophet(PBUH&HP). Hazrat Abu Talib's sincere love for the Holy Prophet(PBUH&HP) was proverbial. He always let him sleep nestled close to him and wherever he went, he always accompanied him.

The history of the primitive Arabia tells us that in their dark ages they used to pray for rain by tying blazing branches of trees with the tails of cows and driving them westward, while they raised wails and cries. To them it was a formula to bring down rain. Ibn-e-Asaker has reprorted on the authority of Hakam Bin Arafat that once Makkah suffered a drastic famine. When the situation worsened unbearably, people approached Hazrat Abu Talib(A.S) and begged him to pray for rain. Hazrat Abu Talib(A.S) took the Holy Prophet(PBUH&HP), only a young child then, with him,and with his back brushing against the wall of Kaaba, held up his finger toward the bronze sky devoid of even a stray patch of cloud. No sooner had

he done so than the whole sky suddenly turned overcast with the dark clouds and it rained so heavily that streets and brooks were overflooded. The present eulogy by Hazrat Abu Talib(A.S) is redolent with the same miraculous incident.

According to another narrator, Hezabi, this incident belongs to Hazrat Abdul Muttalib(A.S). When famine tightened its grip, Hazrat Abdul Muttalib (A.S) headed towards Abu Qasim mountain with the Holy Prophet (PBUH&HP)who at that time was so young that the grandfather had made him ride his shoulder. All of a sudden a heavy downpour ensued and greeney showed everywhere. Long after this when the atrocities commited by the Quraish intensified, Hazrat Abu Talib(A.S) tried to shake their common conscience by reminding them of this great favour.

According to Muhammad Ibn-e-Ishaq, when Hazrat Abu Talib(A.S) refused to yield to the pressure of the Quraish, they decided to take some measures to stop the propagation of Islam as the Haj season was at hand and they feared that by reciting the verses of the Holy Quran , the Holy prophet(PBUH&HP) might succeed in winning over the sympathies of the non-local pilgrims for the oneness of Allah. After a great deal of discussion, they agreed on the proposal of Waleed Bin Muqhaira to effect a negative propaganda against the Holy Prophet (PBUH&HP) drumming in the pilgrims that he was (God forbidding) a magician who created rifts and conflicts in families, and so to avoid such an untoward and unpleasant situation, he must not be lent ears.Ibn-e-Ishaq further adds that the verses of Surah Muddasar were revealed in condemnation of Walid Bin Maghaira.

These were the unspeakable circumstances that crystallised this poem. Hazrat Abu Talib(a.s) has very eloquently described a number of things like hostility of the Quraish, severing of relations, betrayl of the allies and friends, his assembling Banu Hashim and other kins in the vicinity of the Holy Ka'ba to take oath to support the Holy Prophet(PBUH&HP), alongwith many places like the House of the Lord, Maqam e Ibrahim, the Black Stone, Arafat, Jabal e Rehmat etc.In this regard this poem enjoys a uniqueness of its own kind in the Arabic Poetry. As for the mention of two idols in one of its couplets, it won't be a digression if a brief background of idol worship be given here.

The Arabs prior to Islam were committed in their hearts to idols, and what they saw around themselves with their own eyes they made into idols. Not only did they lower their heads and prostrate before them, but they donated everything they had, even gifts of agricultural produce, to their idols.

They believed that apart from the life of this world there was no other life. Obviously those who did not see the wretchedness of their idols whom they had chosen as their gods could not grasp the idea and truth of the resurrection. So it was no wonder that they turned the House which Hazrat Ibrahim(A.S.) had built at the command of and in the name of Allah into quarters for their idols. As for the origins of idol-worship in the Hejaz, some believe that the first person to introduce it was 'Amr ibn Luhayy. Al-Ya'qubi writes in his history: "He (ibn Luhayy) journeyed to Syria and saw all of the

inhabitants worshipping idols. When he asked about the virtues of the idols, they told him, 'They have befriended us, and they bring down rain for us.' He took a liking to them and asked them to give him an idol.

They gave him Hubal and he took him to Mecca." Ibn Hisham writes that 'Amr ibn Luhayy brought this idol from Mu'ab. In any case, Hubal was the most famous of the gods in the Ka'bah: he was built in the form of man, and holy arrows, which the diviners used fot casting auguries, were set in front of him. The influence of idol-worship grew to the point where idols were built in the form of animals, plants, men, jinn, angels and stars; even stones were the object of worship. 'al-Lat' was in Ta'if in the form of a cubic stone, and had a special field and meadow near Ta'if which was a holy place, and cutting trees, hunting and the spilling of blood were not lawful in its vicinity; the people of Mecca and other places made pilgrimage to it. 'al- 'Uzza' was a very powerful god equivalent to the planet Venus, and was situated in Nakhlah east of Mecca, and was worshipped there. It was given much more honour than the other idols.

The sanctuary of al-'Uzza took the form of three trees and human sacrifices were offered to it. Manat was the god of predestination, and its original place of worship was a black stone at Qudayd (on the road between Mecca and Medina). It belonged especially to the tribes of Aws and Khazraj. Ba'l was the embodiment of the spirit of wells and underground waters.

Sometimes a well with clean, invigorating water became worshipped in the dry desert. A cave, when it had connections with the gods and the underground powers, was also sanctified. The temple of Ghabghab in Nakhlah (see above) was in such a place. Dhat Anwat, from which things were hung, was in Nakhlah, and in some years the Meccans made pilgrimage there. Dhu'sh-shara was respected in the form of a heap of black shining cubic stones.

Hazrat Abu Talib(a.s) has also mentioned the Cave of Hira in this poem.Let us cast a cursory look at this sacred cave, too. Before the Call came to him to declare the Unity of the Creator, the Holy Prophet(PBUH&HP) was in the habit of spending much time in meditation and reflection. To be free from interference and extraneous distractions, he frequently went to a mountain cave called Hira, and spent the long summer days there. This cave is located three miles to the north-east of Makkah on the mountain named Jabal Al-N?r in the Hejaz region of present day Saudi Arabia. The cave itself is about 12 ft (3.7 m) in length and 5 ft 3 in (1.60 m) in width. It is the place where Muhammed received the first revelation of the Qu'ran on the 27th of the holy month of Ramadan regarded by the majority of the muslims as the Night of Power. In the Haj season many people visit this cave to feel spiritual elation at being present at the spot where the Holy Prophet(PBUH&HP) was formally blessed with prophethood.

(1)

خَلِيْلَيَّ مَا أُذْنِيْ لِأَوَّلِ عَاذِلٍ

بِصَغْوَاءَ فِيْ حَقٍّ وَلَا عِنْدَ بَاطِلٍ

اے میرے عزیز دوست ایسا بالکل نہیں ہے کہ بمقام صغواء حق و باطل کے سلسلے میں پہلی ملامت پر ہی میرے کان منحرف ہو جائیں۔

OMy Friend, how is it possible that during the conflict between the Truth and Falsehood at Saghwa I should suffer the jarring of repentance at the very first admonishing.

(2)

خَلِيْلَيَّ اِنَّ الرَّأْيَ لَيْسَ بِشِرْكَةٍ

وَلَا نُهْبَةٍ عِنْدَ الْأُمُوْرِ التَّلَاتِلِ

اے میرے دوستو (یہ جان لو) معاملات حیات کی اہمیت کے پیش نظر مشورہ بہت ضروری ہوتا ہے اگر تم صحیح رائے کے خواہشمند ہو تو ایسی رائے ہمیں باہمی مشورے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

O my Friends, (beware) that the significance of the affairs of life demands consultation. If you want to arrive at the right conclusion, you must take the course of mutual consultation.

(3)

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِيْهِمْ

وَقَدْ قَطَعُوْا كُلَّ الْعُرَا وَالْوَسَائِلِ

میں نے دیکھا ہے کہ قوم (قریش) نے ہم سے (بنو ہاشم) ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیے ہیں روابط ختم ہو گئے، محبت مٹ گئی، وسائل چھن گئے اور دلوں میں ذرا سی محبت باقی نہیں رہی اور اب اظہار دشمنی علی الاعلان کیا جا رہا ہے۔

What I witness is that our community (The Quraish) have completely boycotted us (Banu Hashim), our contacts have gone awry, our mutual love has been obliterated. We have been deprived of our resources. Not a faint trace of love survives in hearts, whereas inimical slogans are blurted out so blatantly

(4)

وقد صارخونا بالعداوة والأذى

وقد طاوعوا أمر العدو المزايل

لوگ (قریش) بانگ دہل ہماری دشمنی پر اتر آئے ہیں۔ فتنہ کی طرح اذیتیں دی جا رہی ہیں اور وہ بزدل دشمن کے ساتھ عہد مواخات باندھ کر (ہماری دشمنی پر) کمربستہ ہو گئے ہیں

The People (The Quraish) have brazenly turned hostile to us. We are being targeted with a number of different torments. They have signed a bond of brotherhood with our cowardly enemy and thus are bent on aggression.

(5)

وقد حالفوا قوما علينا أظنة

يعضون غيظا خلفنا بالأنامل

وہ لوگ جو پہلے ہی ہم سے بدگمان تھے انہوں نے اپنے جیسے ہی لوگوں سے ناطہ جوڑ لیا ہے اور یہ لوگ ایسے ہیں جو ہماری غیر موجودگی میں اپنی انگلیاں چبا چبا کر غصے کا اظہار کرتے ہیں

Those who already depreciated us have formed a coalition with their likes. These are the people who show their anger by chewing their fingers in our absence.

(6)

صبرت لهم نفسي بصفراء سمحة

وأبيض ماض من تراث المقاول

(اس کے باوجود) ہم نے انتہائی صبر و تحمل اور قوت برداشت سے کام لیا اور اپنی خاردار تلواروں اور چمکدار نیزوں کو استعمال نہیں کیا جو ہمیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملے تھے۔

(Despite all this) we exercised extreme patience and tolerance and did not use our sharp-edged swords and glittering lancets which were handed down to us from our ancestors.

(7)

واحضرتُ عند البيت رهطي واخوتي

وامسكتُ من أثوابه بالوصائل

میں نے بیت اللہ کے پاس اپنے خاندان اور تمام بھائیوں کو اکٹھا کیا اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا اور ہر بات کھول کر ان کے سامنے رکھ دی۔

I gathered my clan and brothers in the vicinity of Ka'ba, apprised them of all the circumstances and disclosed everything to them.

(8)

قیاماً معاً مستقبلین رتاجهُ

لدی حیث یقضي نسکه کلُّ قافلِ

سب لوگ گھر (بیت اللہ) کے دروازے کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جہاں عابدین مناسک حج ادا کرتے اور عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔

All these people turned their faces to the door of Ka'ba where the worshippers remain absorbed in their worship and perform different rites of Haj.

(9)

وحیث ینیخ الأشعرون رکابهم

بمفضی السیول من اساف ونائلِ

وہاں جہاں پر اشاعرہ اطراف و جوانب سے اساف اور نائلہ (بتوں) کے سامنے مناسک ادا کرنے کے لیے اپنی اپنی سواریوں کو ہانک کر لاتے۔

The place where poets come driving their beasts of burden to perform rites of Haj before Asaf and Naila (idols).

(10)

مُوَشَّمةَ الأعضادِ أو قصراتها

مُخَيَّسَةً بين السديسِ وبازلِ

ان آنے والی سواریوں میں ہر عمر کے اونٹ ہوتے اور ان پر طرح طرح کا سامان لدا ہوتا، ان کے بازو اور گردنیں نشان زدہ ہوتیں۔

These beast of burden include camels of all ages with loads of diverse variety, their necks and shoulders have been marked.

(11)

ترى الودعَ فيها والرُّخامَ وزينةً

بأعناقها معقودةً كالعثاكلِ

یہ اونٹ مختلف طریقوں سے سجائے گئے ہوتے ان کی گردنوں میں سنگ مرمر کے ٹکڑوں اور موتیوں کو اس طرح باندھا گیا ہوتا جسے دیکھ کر انگور کے گچھوں کا گمان ہوتا۔

These camels are adorned in a variety of ways. Their necks have ropes of marbles and beads round them in such a manner that they seem to be clusters of grapes.

(12)

أعوذُ بربِّ الناسِ من كلِّ طاعنٍ

علينا بشرٍّ أو مُلحقٍ بباطلِ

میں ہر اس شخص سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو ہم پر ناحق تہمت لگائے اور کوئی غلط بات منسوب کرے، ہم پر کیچڑ اچھالے یا حق و باطل میں تمیز نہ روا رکھے۔

I seek shelter of Allah from every person who baselessly incriminates us, or attributing false things to us throws mud on us or fails to keep a dividing line between truth and falsehood.

(13)

ومن کاشح یسعی لنا بمعیبة
ومن مُفتر فی الذین مالم نحاول

(میں خدا کی پناہ کا طلبگار ہوں) ہر اس دشمن سے جو ہماری عیب جوئی کرے یا ہماری غیر موجودگی میں ہمارے خلاف کوئی سازش کرنے یا دین میں کوئی ایسی بات ہمارے نام سے منسوب کر کے شامل کردے جو ہم نے نہ کہی ہو۔

(I hasten to the protection of Allah) from every enemy who tries to find fault with us or who gets involved in some conspiracy against us in our absence or who adds something in religion ascribing it to us in our absence whereas we have not uttered any such thing.

(14)

وثورٍ ومن أرسی ثبیرا مکانهٗ جبل*
وعیرٍ وراقٍ فی جراء ونازلِ

(میں اس خالق کی پناہ چاہتا ہوں) جس نے ثور، ثبیر، عیر اور حرا (جیسے پہاڑوں) کو اپنے اپنے مقام پر قائم کیا جن پر اترتے چڑھتے ہیں بالخصوص کوہ حرا پر آتے اور جاتے ہیں۔

(I beseech Allah to guard me), He who has nailed down hills like the Thaur,Thebir,Aseer and Hira at their respective places which we climb up and down,especially the Hira where we frequently tread.

(15)

وَبِالْبَيْتِ رُكْنِ الْبَيْتِ مِنْ بَطْنِ مَكَّةٍ

وَبِاللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

(اور) سرزمین مکہ کی! جہاں خدا کا گھر ہے، اس گھر کی اور رکن کی، سب سے بڑھ کر اس اللہ کی پناہ کا طالب ہوں جو کبھی غافل نہیں ہوتا

I crave refuge in the land of Makkah which prides in having Allah's House. I swear by this house itself and by the Rukn. Above all, I seek refuge of Allah Who never feels weary of keeping vigilance

(16)

وَبِالْحَجَرِ الْمُسْوَدِّ إِذْ يَمْسَحُونَهُ

إِذَا اكْتَنَفُوهُ بِالضُّحَى وَالْأَصَائِلِ

وہ کالا پتھر (حجر اسود) جسے لوگ طلوع آفتاب سے نصف النہار تک اپنے ہاتھوں میں لے کر چھوتے اور چومتے ہیں اور دن رات اس سے معانقہ کرتے ہیں۔

The Black Stone (Hajr-e-Aswad) which is fondled, kissed and embraced by the people from the sunrise till the sun gains the zenith.

(17)

وَمَوْطِئِ إِبْرَاهِيمَ فِي الصَّخْرِ وَطْأَةً

عَلَى قَدَمَيْهِ حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اور مقام ابراہیم کی، جہاں پتھر پر انہوں نے قدم رکھا اور اس پتھر پر ان کے قدموں کے نشانات ثبت ہوگئے

And of Abraham's spot, where he put his steps so that his footsteps got stamped on the granite.

(18)

وأشواط بين المروتين إلى الصفا
وما فيهما من صورة وتماثل

وہ قدم جو صفا اور مروہ کے درمیان جہاں سعی ہے جہاں مختلف تصاویر اور بت رکھے گئے ہیں

And of the steps that trailed between Safa and Marwa where "Saee" is performed and where different carvings and idols are placed.

(19)

وما حج بيت الله من كل راكب
ومن كل ذی نذر ومن كل راجل

اور تمام حجاج کی جو مختلف علاقوں سے بیت اللہ کے حج یا نذر کے لیے سواریوں پر یا پیدل آتے ہیں

And of all the pilgrims who gravitate to the house of Allah on the beasts or on foot from different regions.

(20)

وبالمشعر الأقصى اذا عمدوا له
الال إلى مفضى الشراج القوابل

اور مشعر، اقصیٰ جس کے الال (جبل رحمت) کی طرف حجاج بڑھتے اور میدان میں پھیل جاتے ہیں جہاں دینی رہنما کھڑا ہوتا ہے اور وہ نشیبی علاقے جہاں سے پانی گزرتا ہے۔

And of Ma'shar, Aqsa ,the Mount of Mercy, to which the pilgrims head and then get themselves scattered in the field where their priest takes his position. and of the depressions that let water flow onward.

(21)

وتــوقــافهــم فــوق الــجبــال غشيۃ
يــقيــمــون بــالأيــدى صُــدور الــرّواحــل

اور وہ پہاڑ جہاں حجاج وقت مساتک ٹھہرتے ہیں اور اپنی تھکی ماندی سواریوں کو اپنے ہاتھوں سے سیدھا کرتے اور روکتے ہیں

And of the hill where the pilgrims sojourn till dusk to let their beasts have some rest

(22)

ولــيــلــہ جــمــع والــمــنــازل مــن مــنــى
ومــا فــوقهــا مــن حــرمۃ ومــنــازل

پھر رات کو حجاج منیٰ کی منازل کے لیے (مزدلفہ) ٹھہرتے ہیں کیونکہ اس سے بڑھ کر حرمت والی کوئی اور جگہ نہیں۔

And then at night on their way to Mina, the pilgrims break their journey at Mazdalfa as no other place is as sanctimonious as this one.

(23)

وجــمــع اذا مــا الــمــقــربــات اجــزنــہ
ســراعــا كــمــا يــفــزعــن مــن وقــع وابــل

اور عرفات جسے سواریاں جلدی جلدی پار کرتی ہیں جیسے وہ تیز بارش کے برسنے سے خوفزدہ ہوں

And Arafat across which the pilgrims traverse in haste as if they were afraid of the downpour of rain.

(24)

وبالجمرة الكبرى اذا صمدوا لها

يؤمون قذفاً رأسها بالجنادلِ

جب وہ جمرۂ کبیر کا قصد کرتے ہیں تا کہ اس کے اوپری حصہ پر کنکریاں ماری جائیں

When they head towards Jamra-e-Kabeer to fling pebbles at its upper parts

(25)

وكندة اذ ترمي الجمار عشيةً

تجيز بها حجاج بكر بن وائلِ

بنی کندہ کے لوگ رمی جمار کی رات کھڑے ہوتے ہیں تا کہ بکر بن وائل کے حجاج جب وہاں سے گزریں تو وہ انہیں پناہ دے سکیں۔

The people of the clan of Kinda keep watching them on the night of Rami-e-Jamar (Stoning of Jamar) to provide shelter to the pilgrims of Bakar Bin Wail during their journey.

(26)

حليفان شدّا عقدما احتلفا له

وردّا عليه عاطفات الذلايلِ

یہ دونوں قبائل آپس میں حلیف تھے لہذا اپنی دوستی کے میثاق کو مزید پختگی عطا کرنے کے لیے انہوں نے اپنے تمام وسائل کا رخ اس عہد نامے کی طرف کر دیا۔

These were the two clans bonded with the pact of friendship. So they directed all their resources to this pact to strengthen their vow of friendship.

(27)

وخطبهم سُمْرُ الرِّمَاحِ مع الظُّبَا
وأنفاذهم ما يَنْتَقِي كُلُّ نابِلِ

(انہوں نے تہیہ کرلیا کہ) دوستی کو نیزے اور چمکدار تلواریں ہی ختم کرسکتی ہیں وہ اپنے سورماؤں کے اطراف وجوانب اس طرح چل رہے تھے جیسے تیز رفتار اونٹنیاں چلتی ہیں،

They resolved that their friendship might end only with piercing spears and swords. They were striding on the either side of their warriors like fast moving she -camels.

ما علّتي وأنا شَيْخٌ نابِلُ

مجھے کیا بیماری ہے میں تو ایک ماہر تیرانداز سردار ہوں۔

Why should I feel debilitated while I am a chief and skilled archer?

(28)

ومَشْيِهِم حَوْلَ البِسَالِ وسَرْجَه
وشِلْبِيه وَخْدَ النَّعَامِ الحَوافِلِ

وہ بیت الحرام کے پہاڑوں سرح اور سلم کے گرد اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چکر لگاتے ہیں اور ان کی سواریاں تیز تیز قدم اٹھاتی، جھاڑیوں کو روندتی چلی جاتی ہیں۔

They take rounds of the hills of the Ka'ba ,Sarah and Salam on the backs of their camels while their beasts take strides crushing bushes under their hoofs.

(29)

فهَلْ فَوْقَ هذا مِنْ مَعَاذٍ لِعَائِذٍ
وهَلْ مِنْ مُعِيذٍ يَتَّقِي اللهَ عَاذِلِ

(اب جبکہ قریش نے ہمارے مقاطعہ کا فیصلہ کرہی لیا ہے تو) کیا اس کے بعد بھی کچھ باقی بچا ہے یا کسی پناہ مانگنے والے کو پناہ مل سکتی ہے کیا اس زمین پر کوئی عادل نہیں جو اللہ سے ڈرے۔

(Now that the Quraish are bent on boycotting us) what else has remained? Can a refuge seeker find refuge? Is there any just man on the earth who fears Allah?

(30)

يُطاع بنا الأعداءُ وَدُّوا لَوْ انّنا

يُسَدُّ بنا ابْوابُ تُركٍ وكابُلِ

ہمارے دشمنوں کی باتوں کو تسلیم کیا جارہا ہے اور ساتھ یہ بھی خواہش کی جارہی ہے کہ ہم پر ترک اور کابل کے دروازے بھی بند کردیے جائیں۔

The words of our enemies are being honored while it is urged that our connections with the Turks and Kabulites be severed.

(31)

كَذَبْتُم. وبيتِ اللّٰه. نَتْرُكَ مكةً

ونظْعنُ، الآ أمرُكُم في بلابِلِ

مجھے بیت اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ ہم سرزمین مکہ کو چھوڑ کر چلے جائیں، خبردار! تمہاری یہ سوچ وسوسے کے سوا کچھ بھی نہیں، تمہاری یہ کوشش وارادہ بیکار ہے۔

By this house of Allah, we will never forsake the land of Makkah. Beware! This thought of yours is no more than a whim, and your intentions and efforts are futile

(32)

كَذَبْتم. وبيتِ اللّٰه. نَبرا مُحمداً

ولَمّا نُطاعِنْ دُونَه ونُناضِلِ

تمہارا یہ خیال؛ خیال باطل ہے کہ ہم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) تنہا دشمنوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں گے (ایسا کبھی نہیں ہوگا) خدا کی قسم خواہ ہم انکا بھرپور دفاع کرتے ہوئے مارے جائیں

You are under an Illusive impression that we may abandon (Hazrat Muhammad PBUH&HP) all alone at the mercy of the enemies. By God we will lay down our lives fighting tooth and nail to defend him, though our families be bereaved of us.

(33)

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ
وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ہم فتح ونصرت کے لیے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ دیں گے اور ان کے سامنے اپنی زندگیاں قربان کردیں گے۔ اور اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو جائیں گے۔

We will stand by him till his victory and will sacrifice our lives for him.

(34)

وَيَنْهَضُ قَوْمٌ فِي الْحَدِيدِ إِلَيْكُمُ
نُهُوضَ الرَّوَايَا تَحْتَ ذَاتِ الصَّلَاصِلِ

یادرکھو ہمارے بعد بھی (آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لیے) ایسے آہن پوش اور اسلحے سے گراں بار مددگار ہوں گے جیسے اونٹ پانی کی مشکوں سے بوجھل ہوتے ہیں اور وہ تمہیں ایک سیل بلاخیز کی طرح بہالے جائیں گے۔

Keep in mind that even after us there will be others clad in iron and heavily equipped with weapons as camels heavy with water- skins, and they will carry you away like a very fast flood.

(35)

وَحَتّٰى يَرَى ذُو الْبَغْيِ يَرْكَبُ رَدْعَهُ
مِنَ الطَّعْنِ فِعْلَ الْأَنْكَبِ الْمُتَحَامِلِ

وہ اپنے نیزوں کی انیوں سے کینہ پروروں کو ملیامیٹ کردیں گے اور ظالمین کو اس طرح ختم کریں گے کہ وہ اوندھے منہ گر پڑیں گے۔

They will erase the mischief mongers with the sharp edges of their spears, and will make short work of the oppressors in such a way that the latter will fall facedown.

(36)

وإنا لعمر الله إن جد ما أرى

لتلتبسن أسيافنا بالأماثل

خدا کی قسم! میری مستقبل بیں نگاہیں اس زمانے کا مشاہدہ کر رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں کہ ہم شمشیر بکف قریش کے ساتھ ٹکرانے والے ہیں۔

By Allah! My clairvoyant eyes witness the time when we, with swords in our hands, shall be in conflict with the Quraish.

(37)

بكف فتى مثل الشهاب سميذع

أخي ثقة حامي الحقيقة باسل

یہ (تلواریں) ایسے جری اور بہادر انسانوں کے ہاتھوں کی زینت بنیں گی جو شہاب ثاقب کی طرح دشمنوں (قریش) پر گریں گی۔ یہ بہادر (بنو ہاشم) لوگ قابل اعتماد، حق وصداقت کے امین اور شجاع ترین ہوں گے۔

These swords will be in the hands of these brave and fearless men and will fall on the enemies like thunderbolts. These courageous persons will be trustworthy possessors of truth,and valiant.

(38)

شهورا وأياما وحولا محرما

علينا وتأتي حجة بعد قابل

دن مہینوں، مہینے سالوں، سال صدیوں اور صدیاں قرن ہا قرن میں بدل جائیں گی لیکن یہ معرکہ حق و باطل ختم نہیں ہوگا (یہ لڑائیاں بہت طویل ہونگی)

Days will change into months, months into years, years into centuries and centuries into eons but this conflict between Truth and Falsehood will never terminate.

(39)

وَمَا تَرْكُ قَوْمٍ، لَا أَبَا لَكَ، سَيِّدًا
يَحُوطُ الذِّمَارَ غَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ

(اے قریش) یہ جان لو کہ ہم اپنے سید و سردار (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حمایت کسی صورت ترک نہیں کریں گے کیونکہ باعزت قومیں کبھی بھی اپنے سرداروں کو تنہا نہیں چھوڑا کرتی لہذا ہم انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

(O Quraish) Be it known to you that we will never turn away from supporting our leader Muhammad (PBUH&HP) as noble nations never leave their leaders in lurch. So how can we desert him (The Holy Prophet (PBUH&HP)?

(40)

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
رَبِيعِ الْيَتَامَى عِصْمَةٍ لِلْأَرَامِلِ

یہ تو وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عظیم المرتبت سردار ہے جس کا چہرہ، سورج کو شرماتا ہے اور جس کے رخ تاباں کے توسل سے باران رحمت کی دعائیں کی جاتی ہیں جو یتیموں کا والی اور بیواؤں کا نگہبان ہے۔

He is so sublime a leader the light of whose face eclipses the sun. It is through the solicitation of his glorious visage that people make entreatings for rain. He is the rescuer of orphans and protector of widows.

(41)

يَلُوذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

آل ہاشم کے درماندہ لوگ تو اسی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دامن الفت کی پناہ میں رہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی عطا کردہ نعمت غیر مترقبہ اور احسان عظیم ہیں

The downtrodden people of Banu Hashim prefer to live in his loving protection as He (The Holy Prophet PBUH&HP) is a matchless blessing and great beneficence.

(42)

لــعَــمْــري لــقَــدْ اجــرى أُسَــيْــدٌ" ورَهْــطُــهُ

الــى بُــغْــضِــنَــا وَجْــزاً بــا كْــلَــةِ آكِــلِ

مجھے میری جان کی قسم! اسید (اسید بن ابی العیص بن امیہ) اور اس کا بیٹا (عتاب بن اسید) ہماری دشمنی میں بہت آگے جا چکے ہیں ان کا خیال ہے کہ انہوں نے ہمارا شکار کر کے چارہ بنا کر کھانے والوں کے سامنے ڈال دیا ہے۔

I swear by my life, Usaid and his son (Unab bin Usaid) have crossed every limit in our enmity. They think that they have hunted us down, and having trampled us, have offered us to the devourers.

(43)

جــزتْ رَحِــم" عَــنْــا أُسَــيْــداً وخــالِــداً

جــزاءَ مُــســيءٍ لا يُــؤَخَّــرُ عــاجِــلِ

ان کی ہمارے ساتھ دشمنی محض حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وجہ سے ہے (حالانکہ وہ ہمارے ساتھ قرابت کا دعوی بھی رکھتے ہیں) قرابت داری ہی نے اسید اور خالد سے ایسا بدلہ لیا ہے کہ اسے وہ بھول نہیں سکتے اور یہ بدلہ اتنا فوری تھا کہ اسے ٹالنا ان کے بس میں نہیں تھا۔

Their enmity with us has its root in our love for Muhammad(pbuh&hp) though they claim to be our kith and kin. This closeness has been so vengeful in case of Usaid and Khalid that they should never forget it. This vengeance was so swift that it was beyond their power to ward it off.

(44)

وعُثْــمَــانُ لَــمْ يَــرْبَــعْ عَــلَــيْــنَــا وقُــنْــفُــذٌ"

ولــكِــنْ اطــاعَــا أمْــرَ تِــلْــكَ الــقَــبَــائِــلِ

جہاں تک عثمان (عثمان بن شیبہ بن عبد الدار) اور قنفذ کا تعلق ہے ان کی باتیں ہمارے لیے کوئی نئی نہیں ہیں (ہمارا خیال ہے کہ) انہوں نے تو اپنے اپنے قبائل کے احکامات کی اطاعت کی ہے۔

As far as Usman(Usman bin Shaiba bin Abdulda') and Qunfuz, are concerned their attitude isn't surprising for us. They have just abided by the course taken by their respective tribes.

(45)

أطاعا بنا الغاوين في كلّ وجهة
ولم يرقُبا فينا مقالة قائل

ان (اسید بن ابی العصیص بن امیہ اور اس کا بیٹا عتاب بن اسید) دونوں نے (اجنش بن شریق ثقفی اور اسود بن عبدیغوث) ابی اور اس کے بیٹے عبدیغوث کی بات کو تو تسلیم کیا ہے لیکن ہمارے بارے میں کسی اچھی بات کو نہیں مانا۔

The two (Usaid bin Abi Al Asais Bin Ummaya and his son Utab Bin Usaid) accepted the words of Ajnash Bin Shareeq-e-Saqafi and Aswad Bin Abd-eYaqoth but did not acknowledge any good thing ascribed to us.

(46)

كما قد لقينا من سُبيع ونوفل
وكلّ تولّى مُعرضاً لم يُمايل

ہمیں سبیع اور (نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی) جیسے بدطینت لوگوں کی طرف سے اذیتوں، مصیبتوں اور ملامتوں کا سامنا کرنا پڑا یہ لوگ ہم سے (بنو ہاشم) کنارہ کشی اختیار کر چکے ہیں اب ان میں سے کوئی بھی ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا روادار نہیں۔

We had to face tortures, calamities and disapproval of as wicked people as Sabee' and Naufal. They have turned away from us and neither of them shows any signs of treating us in an honorable way.

(47)

فإن يُفقلا أو يُمكن الله منهما
نكل لهما صاعاً بكيل المكايل

اگر ان (بدسرشتوں) سے کبھی ہمارا آمنا سامنا ہوگا اور ان سے مقابلہ کرنا پڑا اور خدا نے کبھی ہمیں موقع بھی دیا تو ہم ان سے پورا پورا بدلہ لیں گے۔

If ever we came face to face with them and, God willing, had to confront them, we would settle our account with them evenly.

(48)

وذاك أبو عمرو أبى غيرَ مغضب

ليظعننا في أهل شاءٍ وخامل

ابوعمرو (ابوعمرو بن امیہ) ہمارے ساتھ مسلسل دشمنی پر آمادہ رہتا ہے اور اس کی ہمیشہ یہی کوشش اور خواہش رہی ہے کہ ہم (بنو ہاشم) یہاں (مکہ) سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلے جائیں۔

Abu Umro is always bent on hostility to us. He has always nursed the desire and made every effort to expel us (Banu Hashim) from Makkah.

(49)

يناجي بنا في كلّ مُمسىً ومُصبحٍ

فناجِ أبا عمرٍو بنا ثمّ خاتِلِ

(ابوعمرو بن امیہ) انتہائی دھوکے باز اور جھوٹا انسان ہے ہمارے پاس آکر ہمدردی بھی جتاتا ہے اور صبح وشام ہمارے خلاف باتیں بھی کرتا رہتا ہے

He is an abjectly deceptive and fraudulent person as he comes to us to dissemble sympathy with us whereas he remains busy in spreading false propaganda against us all the time.

(50)

ويُقسِمُ باللّٰه ما إن يُغشّنا

بلى قد نراه جهرةً غيرَ خائلِ

یہ (عمرو بن امیہ) ہمارے سامنے قسمیں کھا کر حلفاً کہتا ہے کہ وہ ہمیں (بنو ہاشم) کبھی دھوکا نہیں دے گا وہ ایک ایسا بے شرم شخص ہے کہ قسمیں کھانے کے باوجود سرعام ہماری مخالفت میں سب سے پیش پیش ہوتا ہے۔

He swears before us and vows that he will never cheat us. But he is so brazen faced that despite his swears he is seen in the fore -front of our opponents

(51)

أضاق عليه بغضنا كل تلعة

من الأرض بين أخشب بالأجادل

اے (عمرو بن امیہ) سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی (عمرو بن امیہ) کوششیں ناکام ہوں گی (اسے پتہ ہونا چاہیے کہ) خواہ شام و عراق کے محلات ہوں یا ان کے درمیان موجود ٹیلے، سب اس پر تنگ کر دیے گئے ہیں

O Umro Bin Ummayyah be it clear to you that all your efforts will end in fiasco. Be it the palaces of Syria or Iraq or the dunes rising between them. you will find no refuge anywhere.

(52)

وسائل أبا الوليد ماذا حبوتنا

بسعيك فينا معرضا كالمخاتل

ابو ولید (ابو ولید بن مغیرہ) سے پوچھیں کہ جب تم نے ہمیں (بنو ہاشم) چھوڑ دیا ہے اور تعلقات منقطع کر لیے ہیں تو پھر تم ہمارے خلاف سازشیں کیوں کر رہے ہو۔ یاد رکھو تمہاری ان سازشوں سے ہمارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

Just ask Abu Walid that if he has forsaken us and broken with us completely, why is he engaged in conspiracies against us. Beware, your conspiracies won't bring us any harm whatsoever.

(53)

وكنت امرءا ممن يعاش برأيه

ورحمته فينا ولست بجاهل

تمہاری ان (ابو ولید بن مغیرہ) باتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، حالانکہ تم زندگی میں ایک بہترین مشیر تھے اور تمہارے ساتھ ہمارا رحم، امن اور محبت کا رشتہ تھا اور اسے تم اچھی طرح جانتے بھی ہو۔

Such actions of yours will come to nothing .Alas you had been the best advisor, and the relation that linked us with you was based on mercy, peace and love. as surely you are well aware of.

(54)

وعُتبةُ لا تَسمع بِنا قولَ كاشحٍ

حسودٍ كذوبٍ مُبغضٍ ذي دغاولِ

اے عتبہ! ہم اب بھی تم سے یہی کہتے ہیں اور تمہیں یہی مشورہ دیتے ہیں کہ آپس میں پھوٹ مت ڈالو اور ان حاسدوں، کینہ توز جھوٹوں اور مکاروں کے فریب سے بچو۔

O Utba! Even now we advise you not to sow the seeds of disharmony and guard yourself against the deceptiveness of the jealous, disgruntled and fraudulent.

(55)

وقد خفتُ اِن لَم تزجُرهم وتَرعَوُوا

نُلاقي و نُلقي منك اُخذى البلابلِ

مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے ان کا راستہ نہ روکا اور یہ اپنی اس روش پر چلتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب ہم حالت جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوں گے۔

What I fear is that if you fail to stop them and they keep on advancing on the same path, the day when you and we will confront each other in war will draw quite near very soon.

(56)

ومَرّ أبو سُفيان عَني مُعرِضاً

كأنك قيلٌ في كبارِ المخادلِ

ابوسفیان کو دیکھو وہ ہم سے یوں منہ موڑ کر رعونت کے ساتھ گزرتا ہے جیسے کوئی متکبر انسان، وہ بظاہر ٹھنڈا پانی لینے کا کہہ کر نجد جا رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہم اس کی سازشوں سے غافل نہیں اس کے باوجود وہ اپنی حرکتوں (سازشوں) سے باز نہیں آتا۔

Just cast your eyes on Abu Sufyan who haughtily passes by us with his averted face as if he were an arrogant emperor. Apparently he says that he is on his way to Najad to fetch cool water but in fact it is not so. He also realizes that we are not blind to his treacheries but despite this he does not recoil from his plotting.

(57)

يفرُّ ألى نجدٍ وبردِ مياههِ
ويزعم أنّي لستُ عنهم بغافلِ

وہ (ابوسفیان) کبھی نجد کی طرف بھاگتا ہے اور کبھی پانی کے کنوؤں کی طرف۔ اس کا مقصد صرف یہی ہے کہ لوگوں کو ہمارے خلاف کر دے لیکن اسے (ابوسفیان) یہ جان لینا چاہیے کہ ہم اس سے کسی صورت بھی غافل نہیں ہو سکتے۔

Now he rushes to Najad and now to the wells. What he intends is to work up the masses against us. But he should mind it that we are never oblivious of his activities.

(58)

واعلمُ أنْ لا غافلٌ عنْ مساءةٍ
كذاك العدوُّ عند حقٍّ وباطلِ

ہم یہ اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ فی الوقت جنگ سے گریز نہیں کیا جا سکتا اور حق و باطل کی معرکہ آرائی میں اس (ابوسفیان) سے کسی بھی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

We have fully realized that at present avoidance of war is impossible and in the conflict between the truth and falsehood, Abu Sufyan cannot be expected to be benign.

(59)

فميلوا علينا كلُّكم انّ ميلكم
سواءٌ علينا والرّياحُ بهاطلِ

تم سب مل کر بھی ہم پر حملہ آور ہو جاؤ تو بھی تمہارا حملہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے تیز ہوا میں بارش برستی ہے اور پھر فوراً ختم ہو جاتی ہے

Even if all of you join forces to pounce on us, your attack will be no more than the rain that pours down but dies down at once. when the wind blows wildly.

(60)

تخبرنا فعل المناصح أنه

شفيق وتخفي غارقات الدواخل

وہ (ابوسفیان) بڑے اچھے انداز سے ہمیں (بنو ہاشم کو) اپنی ہمدردی کا یقین دلاتا ہے جبکہ اس کے دل میں خباثت چھپی ہوئی ہے اور وہ در پردہ ہمارے ساتھ شدید دشمنی رکھتا ہے

He (Abu Sufyan) assures us of his sympathies in apparently a sincere way though his heart conceals contempt against us. In fact he is our sworn though veiled enemy.

(61)

أمطعم لم أخذلك في يوم نجدة

ولا عند تلك المعظمات الجلائل

اے مطعم (مطعم بن عدی) کیا تم وہ وقت بھول گئے جب ہم (بنو ہاشم) نے ہر مشکل گھڑی میں تمہاری مدد کی اور ہمیشہ تمہارا ساتھ دیا۔

O Muta'm! Have you forgotten that we always came to your rescue and support

(62)

ولا يوم قضم إذ أتوك ألدة

ألي جدل من الخصوم المساجل

ہم (بنو ہاشم) نے اس دن بھی تمہارا ساتھ دیا جب سب لوگ تمہارے خلاف ہو گئے تھے اور تمہیں اپنے قبضے میں کر لینا چاہتے تھے۔

Even on the day when all had turned against you and wanted to capture you, we stood for you.

(63)

أَمُطْعِمُ إِنَّ الْقَوْمَ سَامُوكَ خُطَّةً

وَإِنِّي مَتَى أُوكَلْ فَلَسْتُ بِآيِلِ

اے مطعم! قوم (قریش) نے تمہیں اپنا حمایتی بنالیا ہے اور تمہیں غلط سمت کی طرف موڑ دیا گیا ہے تم اس بات سے اچھی طرح واقف ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں ہم (بنو ہاشم) کسی صورت بھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔

O Muta'm, The Quraish have won you to their side and thus you have been diverted to the wrong direction. But you are well aware that so long as I am alive, we can never be overpowered.

(64)

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا

عُقُوبَةَ شَرٍّ عَاجِلٍ غَيْرَ آجِلِ

بارالہا! بنی عبد شمس اور بنو نوفل ہمارے ساتھ بے جا دشمنی کر رہے ہیں اور ان کی کوشش یہی ہے کہ ہمیں ہر طرح کی اذیت دی جائے۔ خداوند عالم بہت جلد انہیں انکی جزا دے گا۔

O Allah! Bani Abd-e-Shams and Bani Nofal have become our enemies unrightfully, and they leave no stone unturned to heap torments upon torments on us.

(65)

بِمِيزَانِ قِسْطٍ لَا يَغِيضُ شَعِيرَةً

لَهُ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهِ حَقِّ عَادِلِ

خدایا! ان سے اپنے میزان عدل کے مطابق ہمارا انتقام لے اور انہیں ایسی سزا دے کہ جسے دیکھ کر خود ان کا اپنا نفس ان پر شاہد ہو اے اللہ! ایک ایسی سزا جس میں جو کے برابر بھی کمی نہ ہو۔

O God! Avenge them for us according to your scale of justice and award them an exemplary punishment which their own self could witness. O Allah! Grant not even the slightest concession in this punishment.

(66)

لَقَدْ سَفِهَتْ أَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوا

بَنِي خَلَفٍ قَيْضًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

وہ لوگ (قریش) انتہائی احمق ہیں جو محض ہماری دشمنی کی وجہ سے بنی خلف اور بنی غیطلہ کو ہم سے بیگانہ کرنے میں مصروف ہیں۔

Those (The Quraish) are silly people who, just out of hostility to us, are preoccupied with creating alienation between us on one side and Bani Khalaf and Bani Ghabaleh on the other side.

(67)

وَنَحْنُ الصَّمِيمُ مِنْ ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ

وَآلِ قُصَيٍّ فِي الْخُطُوبِ الْأَوَائِلِ

ہم تو وہ ہیں جو خاندان بنو ہاشم کے اہم ترین افراد کی مسند پر بیٹھے ہیں ہم قصی جیسے صاحب کمال کی اولاد ہیں وہ قصی جس کی عظمت سے سبھی واقف ہیں

We are the successors of the greatest men of Banu Hashim. We are the descendents of as dignified a person as Qusa whose gloriousness is evident to all.

(68)

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السِّقَايَةِ فِيهِمْ

وَنَحْنُ الذُّرَى مِنْهُمْ وَفَوْقَ الْكَوَاهِلِ

ہمیں زم زم کے حاجیوں کی ساقی گری کا شرف حاصل ہے ہم ان (قصی) کی ذریت سے ہیں جو مقام بلند پر فائز ہیں۔

We enjoy the honour of quenching the thirst of the pilgrims. We belong to the family of him (Qusa) who occupied an enviably honorable position.

(69)

فَمَا أَدْرَكُوا ذَحْلاً وَلَا سَفَكُوا دَماً
وَمَا خَالَفُوا إِلَّا شِرَارَ الْقَبَائِلِ

لوگ ایک دوسرے کے ساتھ وعدے وعید کر رہے ہیں اور ساتھ دینے کا پیمان باندھ رہے ہیں (یعنی جنگ کی باتیں کر رہے ہیں)۔

People are making promises and taking oaths to stand by one another.

(70)

بَنِي أُمَّةٍ مَجْنُونَةٍ هِنْدِكِيَّةٍ
بَنِي جُمَحٍ عَبِيدِ قَيْسِ بْنِ عَاقِلٍ

ہمارے ساتھ کینہ وشتر کی وجہ سے بنو امیہ تو پاگل ہو گئے ہیں اور بنو جمح تو قیس ابن عاقل کے غلام ہیں جوان کے ساتھ مل گئے ہیں

Having nursed grudge against us, Banu Ummayya have lost the balance of their mind. and so they have become allies to the slaves of Qais Bin Aqil, Banu Jama.

(71)

وَسَهْمٌ وَمَخْزُومٌ تَمَالَوْا وَأَلَّبُوا
عَلَيْنَا الْعِدَا مِنْ كُلِّ طِفْلٍ وَخَامِلِ

بنی سہم اور بنو مخزوم بھی ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں اور وہ ہر وقت کمینے اور بد طینت لوگوں کو اکٹھا کر کے ہماری دشمنی پر ابھارتے رہتے ہیں۔

Even Banu Saham and Banu Makhzoom have so resolved to oppose us that all the time they try to assemble the lowly and mischievous people to work them up against.

(72)

وَشَابِظُ كَانَتْ فِي لُوَىْ بْنَ غَالِبٍ
نَفَافَمُ الَيْنَا كُلُّ ضَقْرٍ حُلَاجِلِ

لوئی بن غالب کی اولاد میں کچھ بے وقوف لوگ بھی سرداران قریش کی آواز ملانے لگے ہیں اور وہ بھی ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔

Even some fools of the children of Lui Bin Ghalib are harping on the strings of Quraish and have become hostile to us.

(73)

وَرَهْطُ نُفَيْلٍ شَرُّ مَنْ وَطِیءَ الحَصٰی
وَأَلْأَمُ خَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلِ

جہاں تک خاندان بنی نفیل کا تعلق ہے یہ لوگ تو بنی معد کے ان لوگوں میں سب سے زیادہ بدطینت اور بدسرشت ہیں جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہیں

And the clan of Bani Nafeel... they are even more mischievous and diabolical than all the people of Bani Ma'ad who still live on the Earth.

(74)

فَعَبْدَ مَنَافٍ أَنْتُمُ خَيْرُ قَوْمِكُم
فَلَا تُشْرِكُوا فِي أَمْرِكُمْ كُلَّ وَاغِلِ

اے عبد مناف! تم لوگ تو قبیلہ قریش میں سب سے بزرگ ترین اور برگزیدہ لوگ ہو لہٰذا اپنے معاملات حیات میں ان بدطینت لوگوں کو دخیل ہونے کا موقع مت دو۔

O Children of Abd-e-Manaf! You are the noblest and holiest (clan) of the tribes of the Quraish. So, let not those evil natured persons poke their nose in your affairs.

(75)

فَقَدْ خِفْتُ إِنْ لَمْ يُصْلِحِ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ
تَكُونُوا كَمَا كَانَتْ أَحَادِيثُ وَائِلِ

اگر (اے اولاد عبدِ مناف) اگر تم لوگوں نے نرم خوئی اختیار نہ کی اور اپنے معاملات کو درست نہ کیا تو یاد رکھو تمہارے ساتھ بھی بنی وائل جیسے حالات ہو سکتے ہیں اور تمہارا حشر بھی ان جیسا ہو سکتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی برکتیں نہ اٹھالے۔

O Children of Abd-e-Manaf! If you do not practice softness of heart and keep your house in order, then beware that you may face the same situation as Bani Wail did and you may be doomed like them. What I fear is that the Almighty may deprive you of his blessings.

(76)

لَعَمْرِي لَقَدْ أُوهِنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ
وَجِئْتُمْ بِأَمْرٍ مُخْطِئٍ لِلْمَفَاصِلِ

(اے اولاد عبدِ مناف) مجھے اپنی جان کی قسم تم لوگ عاجز و بے بس ہو چکے ہو اور مضرت رساں راستوں کے مسافر بن گئے ہو

O Children of Abd-e-Manaf! By my life, you have been humiliated and made helpless as you are now straying on the paths leading to harm.

(77)

وَكُنْتُمْ حَدِيثًا حَطْبَ قِدْرٍ فَأَنْتُمْ
بِنَا كَحِطَابِ أَقْدُرٍ وَمَرَاجِلِ

یہ بہت زیادہ پرانی بات نہیں تم لوگ آپس میں ہمیشہ اتفاق و اتحاد سے رہتے تھے لیکن اب تم منتشر ہو چکے ہو اور مختلف بھٹیوں کا ایندھن بن چکے ہو۔

It is yet not history that you always displayed harmony and unity. But alas! Now you are scattered and have turned into ashes in different urns.

(78)

لِيَهْنِ بَنِي عَبْدِ الْمَنَافِ عُقُوقُهَا

خِذْلَانُهَا وَتَرْكُنَا فِي الْمَعَاقِلِ

اے اولادِ عبد مناف! ہماری حمایت سے منہ موڑ کر، خون کے رشتوں کو نظر انداز کر کے اور ہمیں شعب میں اکیلے چھوڑ دینے پر تمہیں مبارک ہو

O Children of Abd-e-Manaf! Accept my felicitations on withdrawing your support, ignoring our blood relations and leaving us in the lurch in the Shaib.

(79)

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ سَرَّهُمْ مَا صَنَعْتُمْ

سَيَحْتَلِبُوهَا لَاقِحًا غَيْرَ بَاهِلِ

اگر کسی کو محض اس بات پر سکون قلب ملتا اور خوشی نصیب ہوتی ہے کہ اس نے حق کا ساتھ دیا ہے تو یاد رکھنا تم نے ہمارے ساتھ جس سلوک و عمل کا برتاؤ کیا ہے اس کا اجر تمہیں عنقریب ملے گا۔

If one experiences the spiritual elation and joy at the thought that one has stood by truth, remember that you will very soon taste the reward of whatever behavior and treatment you have shown us.

(80)

فَأَبْلِغْ قُصَيًّا أَنْ تَنَشَّرَ أَمْرُنَا

وَبَشِّرْ قُصَيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

اب قصیٰ کی اولاد (قریش) کو یہ بتا دو کہ ہمارا دین (اسلام) پھیل کر رہے گا اور اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے لہذا جس نے ہم سے دوری اختیار کر لی یا ہم سے جدا ہو گیا وہ بے سہارا اور رسوا ہو جائیگا۔

Now declare to the progeny of Qusa, the Quraish ,that our religion (Islam) is bound to spread (far and wide). Let no one have any doubt in it. So whoever feels repelled by us or severs himself from us will become helpless and disgraced.

(81)

وَلَوْ طَرَفَتْ لَيْلاً قُصَيّاً عَظِيْمَةٌ

اِذاً مَا لَجَاتْنَا دُوْنَهُم فِي الْمَدَاخِلِ

مگر پھر بھی انہیں اطمینان قلب ہونا چاہیے کہ اگر کبھی خاندان قصی پر کوئی مصیبت آئی تو ہم ان کی طرح ساتھ نہیں چھوڑیں گے بلکہ ان کا بھرپور ساتھ دیں گے۔

However they must rest assured that in case the family of Qusa find themselves in the grip of some misfortune, we won't leave them in the lurch as they have done, rather we will whole heartedly support them.

(82)

وَلَوْ صَدَقُوْا ضَرْباً خِلاَلَ بُيُوتِهِم

لَكُنَّا اُسیً عِنْدَ النِّسَاءِ الْمَعَاطِلِ

اگر کوئی شمشیر بدست ان کے گھروں میں داخل ہو جائے اور اس کا ارادہ غارت گری کا ہو تو ہم (بنو ہاشم) ان کے اہل خانہ کی محافظت کا فریضہ بطریق احسن انجام دیں گے۔

If someone breaks into their homes brandishing his sword with an intention of shedding their blood, we (the Banu Hashim) will come forward to protect their families with all our might and sincerity.

(83)

فَاِنْ تَكُ كَعْبٌ مِّنْ لُؤَيٍّ تَجَمَّعَتْ

فَلاَ بُدَّ يَوْماً مَرَّةً مِنْ تَزَايُلِ

اگرچہ آج آل کعب بن لوئی ہماری مخالفت اور دشمنی میں متحد ہو گئے ہیں لیکن ہمارے لیے ان کا یہ اتحاد کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ان کا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا بھی امر لازم ہے۔

Though today the children of Ka'b bin Lui have joined their forces against us, yet their alliance posses no threat to us. It is quite evident that they are essentially to disunite, too.

(84)

وَاِنْ تَکُ کَعْبٌ مِنْ کُعُوبٍ کَبِیرَۃٍ
فَلَا بُدَّ یَوْمًا اَنَّھَا فِی مَجَاھِلِ

کعب بن لوئی کی اولاد اگرچہ عزوشرف کی حامل رہی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ ایک نہ ایک دن ضرور ذلیل ورسوا ہوں گے (کیونکہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے)۔

Despite the fact that the children of Ka'b Bin Lui have enjoyed honour, it is inevitable that some day they will be disgraced too.

(85)

وَکُنَّا بِخَیْرٍ قَبْلَ تَسْوِیدِ مَعْشَرٍ
ھُمْ ذَبَحُونَا بِالْمُدٰی وَالْمَغَاوِلِ

آل کعب بڑی شان وشوکت اور عزت وتوقیر والی آل تھی مگر آج کے بعد اپنے اس فعل یعنی مخالفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے انہیں احمق اور نادان ترین آل سمجھا جائیگا۔

The progeny of Ka'b held dignity and honour but from now on they will be regarded as the stupidest and most foolish.

(86)

فَکُلُّ صَدِیقٍ وَابْنِ اُخْتٍ نَعُدُّہُ
لَعَمْرِی وَجَدْنَا عَیْشَہُ غَیْرَ زَائِلِ

ہم نے ہمیشہ اپنے دوست واحباب اور بہنوں کے بیٹوں کو اپنا ہمدرد اور بہی خواہ جانا ہے، ان سے ہمیشہ اچھی توقعات ہی وابستہ رکھی ہیں اور ان کی جدائی اور علیحدگی کو اپنے لیے باعث نقصان ہی خیال کیا ہے۔

We have always considered the children of our friends and sisters our sympathizers and well wishers. We have always expected goodness of them and realized that this alienation and separation might be harmful for us.

(87)

بسَوى أنْ رَهطًا منْ كِلابِ بنِ مُرّةٍ

بَراءٌ" الينا من مَعَقّةِ خاذلِ

کیا کہنے خاندان کلاب بن مرہ کے، جنہوں نے نہ تو کبھی ہمیں کوئی دکھ دیا ہے اور نہ ہی مصیبتوں میں ہمارا ساتھ چھوڑا ہے۔

How should I applaud the clan of Kulab Bin Mara who neither brought any sorrow to us nor even deserted us in calamities

(88)

بَني أسَدٍ لا تَطرِفُنّ على القَذى

إذا لَم يقُلْ بالحَقِّ مِقوَلُ قائلِ

اے شیروں کی اولاد (بنو ہاشم کے جوانوں) اپنی آنکھوں کو اس وقت بند مت کر لینا جب لوگ حق و صداقت کا ساتھ دینے کے لیے زبان سے اقرار کرنے لگیں۔

O the Generation of lions (the youth of Banu Hashim) never shut your eyes when people are orally taking oaths to stand by truth and righteousness.

(89)

فَنِعمَ ابنُ أُختِ القَومِ غيرُ مُكذَّبٍ

زُهيرٌ" حُسامٌ مُفرَدٌ" منْ حمائلِ

سچائی اور حق کا ساتھ دینے والا میری بہن کا بیٹا زہیر ہے جو شمشیر براں کی مانند ہے۔

Zuhair, the son of my sister, is the one who is the supporter of truth and who is like a sharp -edged sword.

(90)

أشَمُّ مِنَ الشُّمِّ الطِّوَالِ اِذَا انْتَمى
فَفِي حَسَبٍ فِي حَوْمَةِ الْمَجْدِ فَاضِلِ

وہ (زہیر) اپنے حسب نسب اور خاندانی شرافت ونجابت کے لحاظ سے بلند تر اور بہادری و جوانمردی کی وجہ سے بھی عظیم تر حیثیت کا حامل ہے۔

He is a dignified person owing to his pedigree, nobility of his family and purity of his blood on one hand, and his personal valour and courageousness on the other hand.

(91)

لَعَمْرِي لَقَدْ كُلِّفْتُ وَجْداً بِأَحْمَدٍ
وَاِخْوَتِهِ دَأْبَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

مجھے قسم ہے رب جلیل کی: میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں بلکہ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائیوں (حضرت جعفرؓ اور حضرت علیؓ) کی محبت بھی میرے دل میں رچ بس گئی ہے۔

I swear by the Almighty that the love for Muhammad (PBUH&HP) effuses from my heart. Not only this but the love for his cousins (Hazrat Jafar & Hazrat Ali) has also gripped my heart.

(92)

فَلاَ زَالَ فِي الدُّنْيَا جَمَالاً لِاَهْلِهَا
وَزَيْناً عَلَى رَغْمِ الْعَدُوِّ الْمُخَابِلِ

مجھے قسم ہے رب کائنات کی آپ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل جہاں کے لیے پیکر جمال اور منتہائے کمال ہیں اور ہر ذی روح کے لیے باعث زینت اور عظیم ترین امور کے مختار ہیں

I swear by the Sustainer of the Universe that Muahammad (PBUH&HP) is the beauty-incarnate and paragon of perfection for the people of the world. Every soul finds its adornment through him and he is the administrator of the highest affairs.

(93)

فـمـن مثلـه في الـنـاس أو من مـؤمـل
اذا قـايـس الـحـكـام أهـل التـفـاضـل

تمام دنیا کے انسانوں میں کوئی ایسا نہیں جو آپ کی نظیر ہو اگر اہل منصف تمام انسانوں کے فضائل کو دیکھیں اور پرکھیں تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہی نگاہ امید قرار پائے گی (یعنی اس دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس سے آپ کا موازنہ ومقابلہ کیا جاسکے۔

Out of all the people inhabiting this earth there is none equal to him. If the just people considered and analysed virtues of all the people, they would undoubtedly declare his honorable person the heart of hope.

(94)

خـلـيـم رشـيـد عـادل غـير طـائـش
يـوالـي إلـهـاً لـيـس عـنـه بـذاهـل

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بردبار، صاحب فہم ودانش، ہدایت یافتہ، عادل، یادِ خدا میں مصروف، معبود برحق سے محبت کرنے والے ہیں اور معبود حقیقی بھی کبھی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے غافل نہیں ہوتا۔

He(the Holy Prophet pbuh&hp) possessesforbearance, wisdom,vision,rectitude,sense of justice and genuine love for Allah. No wonder Allah, too, never keeps him in oblivion.

(95)

فـأيـده رب الـعـبـاد بـنـصـره
وأظـهـر ديـنـاً حـقـه غـير نـاصـل

خداوند عالم ہمیشہ ہی ان کی تائید کرتا ہے اور وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک ایسا سچا دین لے کر آئے ہیں جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔

Allah always affirms him. He has brought a true religion which will survive forever

(96)

فــو الـــلّـــه لـــولا ان أجـــيء بِسُبّة
تــجُــرُ عــلـــى أشــاخنــا فــي المــحــافــلِ

مجھے قسم ہے اللہ کی! میں ان محفلوں میں کسی صورت بھی آنا پسند نہیں کرتا جہاں ہمارے اسلاف رفتہ کی توہین کی جاتی ہو اور انہیں برا کہا جاتا ہو کیونکہ یہاں آنا میرے لیے باعث ننگ ہے

I swear by Allah,I cannot but abhor joining the gatherings where my forefathers are reviled and where opprobrious language is used against them. It is really a matter of chagrin for me.

(97)

لــكــنّــا اتّــبــعــنــاه عــلــى كُــلِّ حــالــةٍ
مــن الــدهــر جــدًّا غــيــر قــولِ التّهــازُلِ

(اس میں شک نہیں) ہم زمانے کی ہر بات پر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں البتہ بے ہودگی اور یاوہ گوئی پر عمل نہیں کرتے اور نہ ہی اس پر کان دھرتے ہیں۔

We exercise sobriety in every affair of the world . However we neither follow shameful and immoral acts nor do we pay any heed to them.

(98)

لــقــد عــلــمــوا أنّ ابــنــنــا لا مُــكــذّب"
لــديــهــم ولا يــعــنــى بــقــولِ الأبــاطــلِ

اس بات سے سب لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ میرے بھتیجے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو غلط ہو کیونکہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔

All the people know it well that my nephew has never uttered a word which is false as he is far above doing so.

(99)

رِجَالٌ" كِرَامٌ" غَيْرُ مِيْلٍ نَمَاهُمُ

أُلَى الْعِزِّ آبَاءٌ" كِرَامُ الْمَخَاصِلِ

ہم لوگ تو مالک جود و کرم ہیں، ہم منہ موڑ کر بھاگ جانے والوں میں سے نہیں ہیں ہم نے عزت اپنے اسلاف رفتہ کی وجہ سے پائی ہے اور ہم تو نسل در نسل ہی صاحب مرتبت ہیں۔

We are generous and charitable. We never show white feather. We have earned this honor thanks to our noble forefathers. Thus we are the possessors of dignity generation after generation.

(100)

وَقَفْنَا لَهُمْ حَتَّى تَبَدَّدَ جَمْعُهُمْ

وَحَسَّرَ عَنَّا كُلَّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم ان لوگوں کو عبرتناک شکست دیں گے، ان کے ٹڈی دل لشکر کو منتشر کر دیں گے اور ہر باغی اور جاہل کی خواہش سفلی کو مٹی میں ملا دیں گے (کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپے آزار ہیں)

We will stamp exemplary defeat on them and make their beasts run amuck. We will spurn the nefarious desires of all the rebellious and ignorant devils.

(101)

شَبَابٌ مِنَ الْمُطَّيَبِيْنَ وَهَاشِمٍ

كَبِيْضِ السُّيُوفِ بَيْنَ أَيْدِي الصَّيَاقِلِ

بنی ہاشم کے حلیف اور پیروکار شمشیر آبدار کی مانند ہیں اور ان کا ہر فرد جوانمردی و بہادری میں یکتا و بے مثل ہے۔

Banu Hashim and their allies are like the sharp- edged sword and their warriors are matchless in valour.

(102)

بضرب تری الفتیان عنه کأنهم

ضواری أسود فوق لحم خرادل

ہمارے یہ بہادر جب تلوار چلائیں گے تو چیرنے پھاڑنے والے شیروں کی طرح دشمنوں کے اس طرح ٹکڑے کردیں گے کہ انکا نام ونشان تک باقی نہ رہیگا۔

When these warriors use their swords, they will so cut their enemies into pieces as the lions who tear their prey so that even their remains will not be found.

(103)

ولكننا نسل كرام لسادة

بهم يعتلي الأقوام عند التطاول

ہمارا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کی صفات کریمانہ، مربیانہ اور عالیانہ ہیں ان سے نسبت رکھنا ہر فرد اپنے لیے باعث فخر ومباہات سمجھتا ہے۔

We belong to those whose virtues include generosity, compassion and sublimity. Every person feels boastful of being related to them.

(104)

ستعلم أهل الضغن وأيي وأيهم

يفوز ويعلو في ليال قلائل

وہ وقت دور نہیں جب ان کینہ پرور لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ کس کو عظمت ملتی ہے اور کس کی پیشانی پر بلندیوں کا ستارہ چمکتا ہے

The time is nigh when our opponents will see who has earned dignity and whose brow radiates the light of the lucky star.

(

وأيُّهم مِنّي ومنهم بسيفه

يُلاقي اذا ما حان وقتُ التنازُلِ

جب بھی جنگ وجدل اور مقابلے کا وقت آئیگا تو پتہ چل جائیگا کہ کس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ ہمارے مقابلے میں تلوار اٹھائے

Whenever the time of war and confrontation arrives, everyone will know who has mustered up courage to draw out his sword against us.

(106)

ومَنْ ذا يَمَلُّ الحَرْب مِنّي ومنهم

ويَحمَدُ في الآفاقِ مِنْ قوْلِ قائلِ

ہم میں سے کون ایسا ہوگا کہ جس کی کامیابی پر یہ انفس وآفاق مدح سرائی نہ کررہے ہوں۔

And who from among us (we and our enemy) will inspire the eulogies of the whole universe!

(107)

فأصْبحَ مِنّا احمدُ في أرُومةٍ

تُقَصِّرُ عنها سَوْرةُ المتطاوِلِ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ ہستی ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی عظیم انسان ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ ان کی بزرگی وعظمت منتہائے کمال پر پہنچی ہوئی ہے۔

Even the greatest men of the world cannot think of coming anywhere close to the rank of the being whose holy name is Muhammad (PBUH&HP) as his greatness and dignity touches the heavens.

(108)

كأني به فوق الجياد يقودها
إلى معشر زاغوا إلى كل باطل

میری مستقبل بین نگاہیں اس آنے والے زمانے کا ادراک کر رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں کہ یہ لوگ جو آج انتہائی بے ہودگی سے مخالفت کر رہے ہیں کل یہی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقتدی ہوں گے۔

My clairvoyant eyes can perceive the days to come when the same people as are now so ignorantly opposing him, will become the followers of Muhammad (PBUH&HP).

(109)

وجدت بنفسي دونه وحميته
ودافعت عنه بالطلى والكلاكل

(اے بنو قریش تمہیں اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے) میں زندگی کے آخری سانسوں تک ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کروں گا، اپنی مقصد براری کے لیے چاہے مجھے بڑے بڑے سورماؤں اور بہادران دہر سے ہی کیوں نہ مقابلہ کرنا پڑے۔

O Banu Hashim! (Let it be clear to you beyond any doubt that) until the last traces of my energy exhaust, I will protect Muhammad (PBUH&HP) though, I may have to confront the valiant worries of the world for this purpose.

(110)

ولا شك أن الله رافع أمره
ومعليه في الدنيا يوم التجادل

میں تم سے بلا شک وشبہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پرچم کو یقیناً بلندی عطا کرے گا۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے (تا قیامت) بلند رہے گا بلکہ روز آخرت بھی یہی پرچم بلند ہوگا۔

I assure you without a grain of doubt that Allah will keep Muhammad's (PBUH&HP) banner high. It will keep fluttering in the sky till the Doomsday. Rather on the Doomsday itself, his banner will be hoisted.

(

أُقِيمُ عَلَى نَصْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

أُقَاتِلُ عَنْهُ بِالْقَنَا وَالذَّوَابِلِ

یہ سمجھ لو کہ میں (ابوطالب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ ایک نبی ہیں، کی مدد اور نصرت کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں میں ان کے دشمنوں کا بہادری اور اعلیٰ سامانِ حرب سے مردانہ وار مقابلہ کروں گا اور ان کا دفاع کروں گا۔

In short, mind it, that I (Abu Ṭalib) am all the time ready to defend and help Muhammad (PBUH&HP) who is the messenger of Allah. I will strike his enemies with courage and manliness using the best weaponry and defend him through thick and thin.

(112)

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ الصَّحِيفَةَ أُهْلِكَتْ

وَأَنَّ الَّذِي جِئْتُمْ بِهِ قَوْلُ بَاطِلٍ

کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ صحیفہ (دینِ ابراہیمی) مسخ کر دیا گیا ہے یعنی اس میں تحریف کر دی گئی ہے اور تم جو یہ تحریف شدہ صحیفہ لے کر آئے ہو اس میں سوائے جھوٹ اور مبالغے کے کچھ نہیں۔

Don't you know that the Scripture of Abraham has been garbled. So the warped copy of the scripture brought by you has nothing save lies and fabrications.

(113)

وَكَلَّا لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تُخْرِجُونَنَا

وَنَخْرُجُ مِنْ حَقَّاتِهَا لَمْ نُقَاتِلِ

خدا کی قسم! اے قریشِ مکہ تم ہمیں مکہ سے ہرگز نہیں نکال سکتے لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم نہ تو تمہیں تمہارے گھروں سے بے دخل کریں گے، البتہ ہم بیت اللہ کی حرمت کے مطابق اپنا دفاع ضرور کریں گے۔

By God, O Quraish! you can never turn us out of Makkah.As far as we are concerned, we shall never expel you out of your houses; nor shall we shed your blood. However we will defend ourselves with full might.

(114)

وَقَالَ لِيَ الأَعْدَاءُ قَاتِلُ عِصَابَةٍ

أَطَاعُوهُ، وَابْغِهِمْ جَمِيعَ الغَوَائِلِ

مجھ سے دشمن (قریش مکہ) کہتے ہیں کہ اس نے (ابوطالبؑ) اس گروہ کو قتل کر ڈالا جو اس کی اطاعت کرتا تھا حالانکہ میں نے ہر قسم کے فتنہ وفساد اور شر (مواقع) سے بغاوت کر رکھی ہے۔

My adversaries impugn me saying that I have slayed those who followed me whereas I have always turned defiant to violence and wildness.

(115)

وَيَنْهَضُ أَقْوَامٌ كِرَامٌ إِلَيْكُمْ

بِبِيضٍ خِفَافٍ وَالرِّمَاحِ الذَّوَابِلِ

یاد رکھو بہت سی اقوام انتہائی شریف النفس اور پرامن ہیں لیکن تمہارے اس شر کی وجہ سے وہ بھی سامانِ حرب سے لیس ہو کر تمہارے ساتھ جنگ کا مقصد رکھتی ہیں اور تمہارے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔

Beware that even the people with noble character, pacifist attitudes have felt compelled to equip themselves with arms just because of your heinousness and are resolved to wage war against you.

(116)

وَيَنْهَضُ قَوْمٌ نَحْوَكُمْ غَيْرُ عُزَّلٍ

بِبِيضٍ حَدِيثٍ عَهْدُهَا بِالصَّيَاقِلِ

اے کفارِ مکہ! وہ قومیں جو تمہارے ساتھ میدانِ جنگ میں مقابلے کے لیے اٹھی ہیں ان کا ایک بھی فرد اپنی قوم سے جدا ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور وہ جو رجز پڑھ رہے ہیں اس کی عملی شکل ان کے تیر وتفنگ میں نظر آ رہی ہے۔

O pagans of Quraish! The people who have risen against you have not even a single soul that might think of ever renouncing his side. The jingoist slogans raised by them are materialized in the form of arrows and spears.

(117)

بِنَ النَّسْرِ فِي فَرْعِيْ لُوَيِّ بْنِ غَالِبٍ
مَنِيعُ الْحِمَى عِنْدَ الْوَغَى غَيْرُ وَاكِلِ

لوئی بن غالب کی شرافت وعظمت اس بات میں پنہاں ہے کہ جنگ کے سخت لمحات میں بھی وہ صبرواستقامت کا مظاہرہ کرتے اور نفرت کے جذبات کو جھٹک کر میدانِ کارزار سے پیچھے ہٹے بغیر جنگ کے شعلوں کو بہادری کے ساتھ بجھا دیتے۔

The nobility and dignity of Loi Bin Ghalib lies in their exercising fastidiousness and patience in the difficult moments of the war. They brought under their hostile feelings and without retreating have extinguished the flames of war.

(118)

صَبُورٌ عَلَى مَا نَابَهُ غَيْرُ زُمَّلٍ
مُجَرَّبُ حُرُوبٍ فِي الرَّدَى غَيْرُ نَاكِلِ

مجھ تک (ابوطالب) جو تکلیف دہ خبر پہنچی ہے میں اس کا بغیر کسی بزدلی کے، صبر کے ساتھ مقابلہ کروں گا کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ بہادری کو بزدلی کبھی چھو بھی نہیں سکتی۔

I am resolved to react to the painful piece of news I have been apprised of, with patience and not with slightest cowardliness. I am fully aware that in the battlefield cowardliness can never even touch bravery.

(119)

وَمَا مِثْلُهُ فِي النَّاسِ سَيِّدُ مَعْشَرٍ
اِذَا قَايَسُوهُ عِنْدَ وَقْتِ التَّحَاصُلِ

لوگوں میں ان جیسا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھلا کوئی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سید البشر ہیں اور جب سب لوگ اکٹھے ہو جائیں تو پھر ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا موازنہ کر کے تو دیکھو۔

How can anyone be like him Muhammad (PBUH&HP) in the world as he is the Master of all men. So when all the people are assembled, just try to make a comparison with him.

(120)

لَذا انْتُکم مِنّا رِجالٌ اَعِزَّۃٌ

اذا جَرّدوا اَیْمانَهم بالمناصلِ

اے قریش مکہ تمہاری کمزوریاں اور عیوب محض ہمارے خاندان کی بہادری اور شرافت کی وجہ سے چھپے ہوئے ہیں تمہاری اس کمزوری اور بزدلی کو تمہاری تلواریں ہی آشکار کردیتی ہیں۔

O Quraish! Your weaknesses and defects are undisclosed only because of the nobility and valour of our family otherwise your debility and cowardliness is quite evident even from your swords.

(121)

وبالسّابحین لا یَذُوقُون قَطْرَۃً

لربّهم والرّاتِکاتِ الغَوامِلِ

زمین پر بہنے والے پانی کی سرسراہٹ کی قسم! چاہے تم زمین پر چھوٹے قدموں سے چل کر ہی پانی کی تلاش کیوں نہ کرو پھر بھی تم پانی کا ایک قطرہ نہیں چکھ سکو گے۔

By the sonority of water on the ground, no matter if you just creep on the ground in search of water, you can't even find a single drop of water for yourself.

☆☆☆☆☆☆☆☆

جب قریش مکہ کی دشمنی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابو طالبؑ نے قبائل مکہ کو بالعموم اور قریش کے بڑے بڑے خاندانوں مثلاً بنی عبد شمس، بنی نوفل اور مطعم بن عدی کو بالخصوص مخاطب کر کے انہیں ان کا ماضی یاد دلایا ہے اور عصری حالات کا جائزہ لے کر یہ کہا ہے کہ وہ اپنے ناپاک عزائم سے باز آ جائیں اور بنو ہاشم سے کہا ہے کہ دشمن اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ حملہ آور ہونے کے لیے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جرأت و بہادری کے ساتھ ان کا مقابلہ کرو۔

When the malevolence of the Quraish worsened, Hazrat Abu Talib(a.s) tried to remind the Makkan tribes, especially the Quraishite tribes like Bani Abd e Shams, Bani Nofal and Mut'am Bin Adi of their past, and explaining to them the exigencies of the time, warned them to eschew their evil designs.

(1)

حَتّٰی مَتٰی نَحْنُ عَلٰی فَتْرَةٍ

یَا هَاشِمًا وَالْقَوْمُ فِی جَحْفَلٍ

اے بنی ہاشم! تم کب تک یونہی خاموش بیٹھے رہو گے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے دشمنوں کی قوت میں ہر لمحے اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

O Banu Hashim! How long will you keep sitting with folded hands? Don't you see that your enemies are gathering more and more might with every passing moment?

(2)

تَدْغُونَ بِالْخَيْلِ عَلَى رِقَّةٍ

مِنَّا لَدَى الْخَوْفِ وَفِي مَعْزِلِ

ان کے گھوڑ سوار ہماری طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں (شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انکا خیال ہے) ہم محض دشمن کے خوف کی وجہ سے کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے ہیں۔

Their horse riders are drawing closer and closer as perhaps they think that we are trying to hide ourselves in the dark corners for fear of the enemy.

(3)

كَالبَرْجَلَةِ السَّوْدَاءِ يَغْلُو بِهَا

بِرْغَانُهَا فِي شَبَبٍ مُخْهَلِ

اسلحہ بے تحاشا جمع کیا جارہا ہے اور اسکی سیاہی اس طرح پھیل رہی ہے جیسے لیلائے شب نے اپنی زلفوں کو بکھیر دیا ہو ان کا ہراول دستہ بہت جلد حملہ کرنے والا ہے۔

They have piled up arms and the darkness has enveloped the whole atmosphere. Their front contingent is to begin its attack soon.

(4)

عَلَيْهِمُ التُّرْكُ عَلَى رَغْلَةٍ

مِثْلَ الْقَطَا الْقَارِبِ لِلْمَنْهَلِ

وہ اس برق رفتاری سے حملہ آور ہونے والے ہیں جیسے قمریاں پانی کی طرف تیزی سے لپکتی ہیں وہ اپنے سروں پر خود رکھے گھوڑوں کو تیار کر رہے ہیں۔

They are to pounce upon us with the lightning speed just as doves knive through air to water, With visors on their heads, they are getting their horses ready.

(5)

يَا قَوْمُ ذُوْدُوا عَنْ جَمَاهِيْرِكُمْ
بِكُلِّ مِفْضَالٍ غَلَتى مُسْبِلِ

اے میری قوم کے دلاورو! اپنی دو دھاری تلواروں سے اپنے تیز رفتار سمند ناز پر بیٹھ کر دشمنوں کو میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دو

O the valiants of my tribe! Make your enemies flee from the battlefield, brandishing your two edged sharp swords, riding your fast running steeds.

(6)

حَدِيْدٍ خُشُبٍ لِهِزَ غُدَّهُ
قَارَثُ الأفْضَلُ لِلأفْضَلِ

تمہارے پاس لوہے کی تلواریں اور دو دھاری نیزے ہوں تمہاری سواریاں (گھوڑے اور اونٹ) اعلیٰ نسل کی ہونی چاہئیں۔

You must have the steel swords and two pronged lancets. Your horses and camels must be of pure breed.

(7)

غَرْنَضٍ بَتْ لَهَبٍ خَفْرَةٌ
يُضَانُ بِالتَّذْلِيقِ فِى مَجْدَلِ

تمہاری یہ سواریاں تند باد رفتار، دشمن پر حملہ کرنے کے لیے موزوں اور چوڑے چکلے سینوں والی ہوں جس کے بارے میں یہ ڈر نہ ہو کہ وہ میدانِ جنگ میں پشت دکھائیں گے۔

Your beasts must move with stormy speed. They must be ready toattack enemy. They must flaunt broad chests. There must be no question of their turning their backs to the battle ground.

(8)

كَمْ قَدْ شَهِدتُ الحَرْبَ فِي فِتْيَةٍ

عِنْدَ الوَغَى فِي عِثْيَرِ القَسْطَلِ

میں بہت سی جنگوں کا گواہ ہوں جن میں میں نے اپنے بہادروں کے ساتھ حصہ لیا جب میدان کارزار گرم ہوتا تھا تو ان (بہادروں) کی بہادری سب سے نمایاں ہوتی تھی۔

I am an eye witness to many battles which I, alongwith my brave people, fought. When we used to be in the thick of war, the valour of these people touched the sky.

(9)

لَا مُتَنَحِّينَ اِذَا جِئْتُهُمْ

وَفِي هِيَاجِ الحَرْبِ كَالأَشْبُلِ

میں جانتا ہوں کہ ہمارے یہ بہادر میدان جنگ میں پشت دکھانے والے ہرگز نہیں جب بھی معرکہ کارزار ہوگا تو یہ شیر نیستاں بن جائیں گے۔

I know that these valiant people will never have cold feet in the battlefield. Whenever the war erupts, they will act as fearlessly as the lions of the forest.

☆☆☆☆☆☆☆

ابوالبشر کہتے ہیں کہ کسی بھی مقتول کے وارثین اگر کسی قبیلے میں اپنا آدمی مقتول پاتے اور قاتل معلوم نہ ہوتا تو اس کے خون کا وارث ثابت کرنے کے لیے پچاس آدمی قسم کھاتے اگر یہ تعداد پوری نہ ہوتی تو جتنے لوگ ہوتے وہی پچاس قسمیں کھاتے لیکن شرط یہ ہوتی کہ قسمیں کھانے والے سب مرد اور عاقل و بالغ ہوں یا وہ قبیلہ جن پر قتل کا الزام ہوتا وہ قسم کھاتے کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اگر مدعی حلف اٹھالے تو وہ خون بہا کا حق دار ہوتا اگر مدعی علیہ حلف اٹھالے تو ان پر دیت واجب ہوتی یہ حلف کا انداز قریش میں پہلے نہیں تھا اسے حضرت ابوطالبؑ نے شروع کیا درج ذیل کا مکالمہ حضرت ابوطالبؑ اور خداش بن عبداللہ کے قتل کے بارے میں ہے اس کے قاتل کا علم نہیں تھا عمرو بن علقمہ بنی عامر سے تعلق رکھتا جبکہ قاتل عبد مناف کے قبیلہ سے تعلق رکھنے والا خداش بن عبداللہ تھا سفر کے دوران دونوں میں ایک پرانی سی رسی کے معاملے پر جھگڑا ہوا اور بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ خداش بن عبداللہ نے رسی کے بدلے میں عمرو بن علقمہ کو ڈنڈے برسا کر مار ڈالہ چنانچہ یہ مقدمہ حضرت ابوطالبؑ کے سامنے پیش ہوا جسے انہوں نے مکالمے کی صورت میں لکھا ہے۔

Narrated Ibn 'Abbas: The first event of Qasama in the pre-Islamic period of ignorance was practiced by us (i.e. Banu Hashim). A man from Banu Hashim was employed by a Quraishi man from another branch-family. The (Hashimi) laborer set out with the Quraishi driving his camels. There passed by him another man from Banu Hashim. The leather rope of the latter's bag had broken so he said to the laborer, "Will you help me by giving me a rope in order to tie the handle of my bag lest the camels should run away from me?" The laborer gave him a rope and the latter tied his bag with it. When the caravan halted, all the camels' legs were tied with their fetters except one camel. The employer asked the laborer, "Why, from among all the camels has this camel not been fettered?" He replied, "There is no fetter for it." The Quraishi asked, "Where is

its fetter?" and hit the laborer with a stick that caused his death (later on Just before his death) a man from Yemen passed by him. The laborer asked (him), "Will you go for the pilgrimage?" He replied, "I do not think I will attend it, but perhaps I will attend it." The (Hashimi) laborer said, "Will you please convey a message for me once in your life?" The other man said, "yes." The laborer wrote: 'When you attend the pilgrimage, call the family of Quraish, and if they respond to you, call the family of Banu Hashim, and if they respond to you, ask about Abu Talib and tell him that so-and-so has killed me for a fetter." Then the laborer expired. When the employer reached (Mecca), Abu Talib visited him and asked, "What has happened to our companion?" He said, "He became ill and I looked after him nicely (but he died) and I buried him." Then Abu Talib said, "The deceased deserved this from you." After some time, the messenger whom the laborer has asked to convey the message, reached during the pilgrimage season. He called, "O the family of Quraish!" The people replied, "This is Quraish." Then he called, "O the family of Banu Hashim!" Again the people replied, "This is Banu Hashim." He asked, "Who is Abu Talib?" The people replied, "This is Abu Talib." He said, "'So-and-so has asked me to convey a message to you that so-and-so has killed him for a fetter (of a camel)." Then Abu Talib went to the (Quraishi) killer and said to him, "Choose one of three alternatives: (i) If you wish, give us one-hundred camels because you have murdered our companion, (ii) or if you wish, fifty of your men should take an oath that you have not murdered our companion, and if you do not accept this, (iii) we will kill you in qisas."

أفي فضل الحبل لا أباك ضربته

بمنسأة قد جاء حبل "وأحبل"

حضرت ابوطالب: (اے خداش) یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے محض ایک پرانی سی رسی کے لیے اس شخص (عمرو بن علقمہ) کو ڈنڈے سے ہلاک کر ڈالا حالانکہ تم ایک رسی کے بدلے کئی رسیاں لے سکتے تھے۔

Hazrat Abu Talib (A.S): O Khidash, how regrettable it is that you beat this man (Amr Bin Alqama) to death with your stick just for a worn out fetter, though you could get many fatters in place of it.

تناول فضل الحبل منّي تعسّفاً

فقنّعته المنساة كي يتحلل

خداش بن عبداللہ: میں نے جو پرانی رسی حاصل کرنے کے لیے اسے لاٹھی سے مارا مجھے اس پر بہت افسوس ہے لیکن میرا دل اس وقت (غصے سے) سیاہ ہو چکا تھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔

Khidash Bin Abdullah: I really regert that i struck him with my stick to get the old fetter. But at the time my heart had turned black (out of angle) and I wanted to drive him away from me.

قتلت الفتى، أو ترضحن بحجة

فبيّن لنا ما كان إن كنت تعقل

حضرت ابوطالب: تم نے ایک جوان آدمی کو قتل کیا ہے اگر تمہارے پاس کوئی عذر ہے تو پیش کرو، اگر تم سمجھدار ہو تو تمہیں اس کے لیے کوئی دلیل دینی چاہیے۔

Hazrat Abu Talib (A.S): You have killed a youth. If you have any justification, you must bring it forward you must have some argument if you are sensible.

فقُلْ ما تری إنّا نصبناک حاکماً

فإنک بالحسنی بحکمک تعدلُ

خداش بن عبداللہ: تم جو مناسب سمجھتے ہو کرو کیوں کہ ہم نے تمہیں حاکم بنایا ہے اور تم ہمارے سردار بھی ہو، تم ایک نیک اور عادل انسان ہو لہٰذا انصاف سے فیصلہ کرو۔

Khidash Bin Abdullah: You may do whatever you consider fit we have made you our judge. You are also a pious and just leader so you may decide justily.

حکمتُ علیکم فیہ خمسین حلفةً

تُبرّئکم منہ وأنتَ مرمّلُ

حضرت ابوطالب: میں تم کو پچاس قسمیں اٹھانے کا حکم دیتا ہوں۔ لیکن تم ایک ایسے قاتل ہو جو حلف اٹھا کر دیت سے بچ گئے ہو۔

Hazrat Abu Talib (A.S): I ask you to swear fifty times though (in this way) you will be a murderer who has escaped paying the blood-money just because of your swearing.

والاَ فما ذا یا أخا الجودِ والنّدی

یکونُ إذا لم یحلفوا عن مضلل

خداش بن عبداللہ: اگر قسمیں کھا کر بھی کوئی بری الذمہ قرار نہیں پاتا تو اے سردار پھر کیا ہوگا؟ اور اگر کوئی قسم نہ اٹھائے تو کیا اس کا کوئی نعم البدل بھی ہے۔

Khidash Bin Abdullah: O leader! If a person can not be acquitted even after swearing what is to be done? And if one is not ready to swear, does he have any other option?

فیحلف قوم" یطلبون بمثلها
فیؤخذ بالدم الذی لا یطلُ

حضرت ابوطالبؑ: وہ قوم قسم اٹھائے جو دیت کی طلبگار ہے اور (جان لو) اس مدعا علیہ سے خون بہالیا جائے گا تا کہ اس کا خون رائیگاں نہ جائے۔

Hazrat Abu Talib (A.S): Then the people who demand the blood-money must swear. (Beware) the defendant will have to pay the blood-money so that the blood of the murdered one must not remain unrevenged.

قضیت بعدل فاضل ذی امامة
وما زال فی الیھماء حکمک یفصل

خداش بن عبداللہ: آپ ایسے راہنما ہیں جنہوں نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا ہے اور آپ ایک ایسے رہبر بھی ہیں جو مشکل ترین امور میں فیصلہ کرتے ہیں۔

Khidash Bin Abdullah: You are the leader who has passed a just judgement. You are the one who can take even the most difficult decisions.

اس کے بعد حضرت ابوطالبؑ نے کہا کہ اس قوم (جو مدعا علیہ ہے) سے قسم لے لو کہ نہ تو انہوں نے قتل کیا ہے اور نہ ہی وہ قاتل سے واقف ہیں اگر وہ قسم نہیں اٹھاتے تو پھر مدعی سے حلف لیا جائے کہ ہمارے مقتول کو تم نے ہی قتل کیا ہے تا کہ وہ قتل کے الزام سے بچ سکے۔

چنانچہ دونوں فریقین اس پر راضی ہو گئے پس قوم عبد مناف کے خداش بن عبداللہ نے حلف اٹھالیا اور اس کے بعد اس سے دیت کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ حضرت ابوطالبؑ کا یہ حکم دین اسلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے شامل کرلیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

******

ان اشعار میں حضرت ابوطالب نے جناب ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہے کہ آپ نے جو دعوت حق دی ہے اور جو دین پیش کیا ہے وہ تمام ادیان عالم اور مذاہب دنیا میں سب سے اچھا دین ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں اور مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ آپ سچے بھی ہیں اور امین بھی۔ ان اشعار میں پہلا دوسرا اور چوتھا شعر تاریخ ابن ابی الحدید جلد سوم، ابن حجر عسقلانی نے اصابہ احمد، احمد الامینی نے الغدیر تاریخ ابن کثیر جلد سوم اور فتح الباری کے علاوہ دیگر کتب میں بھی موجود ہیں ان اشعار میں حضرت ابوطالب نے مسلمان ہونے کا اعلان نہ کرنے کا جواز بھی دیا۔ وہ عصری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مستقبل سے تعلق استوار کرتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے اور قلبی لگاؤ سے حالت موجود کو بامقصد بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے مقصد کا تعین کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اپنا وجود بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بامعنی ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی زندگی کی حقیقت اور اس کے وجود کا انحصار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے۔ لہذا انہیں اپنی ذمہ داری کو ہر حالت میں پورا کرنا ہوگا خواہ وہ اس کام کی تکمیل میں اکیلے ہی کیوں نہ رہ جائیں چنانچہ ان فرائض حفاظتی کے ساتھ ساتھ وہ تجربات حیات کو لفظی جامہ بھی پہناتے ہیں۔ ان کی حقیقت کے معیار ان کے اپنے بنائے ہوئے نہیں اور نہ ہی وہ ان معیارات کو مدنظر رکھ کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان کی حقیقت کے معیارات اور پیمانے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائے ہوئے ہیں۔ لہذا وہ ان پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی ان پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کا یقین واثق ہے اور وہ یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ادیان عالم میں ارفعیت کی معراج پر ہے۔

In these verses Hazrat Abu Talib (AS) addressing the Holy Prophet (PBUH&HP) says that the invitation to truth extended by him and the teachings he offers are the same as presented by the other

religions. His is the best religion and he has no doubt in it. Moreover, he feels no hesitation in saying that he is truthful as well as trustworthy. These verses have been reported in Ibn-e-Abi Al Hadeed, Ibn-e-Hajr Asqalani's Asaba, Ahmad Amini's, Al Ghadir Tarikh Ibn-e-Kathir, Fateh-ul-Bari to mention only a few. In these verses Abu Tallib (A.S) has also given the solid grounds which prohibited him to declare publicly his Islam. He keeps in view the demands of the time as well as paves the way to future. So he carries out his responsibilities zealously though he be left all alone in accomplishing this task.

He not only acts on this himself but also advises his children to follow the same course. He is fully convinced that the religion preached by Hazrat Muhammad (PBUH&HP) is the epitme of all the religions of the world.

(1)

قُلْ لِمَنْ كَانَ مِنْ كِنَانَةَ فِي الْعِزِّ
وَأَهْلِ النَّدَى وَأَهْلِ الْفَعَالِ

بنو کنانہ کے عزت داروں کو بتادو بالخصوص وہ لوگ جو اس بات کے متمنی ہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو ارفعیت کا حامل ہو۔

Tell the nobles of Banu Kinana, especially those who wish to do something sublime.

(2)

قَدْ أَتَاكُمْ مِنَ الْمَلِيكِ رَسُولٌ

فَأَقْبِلُوهُ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ

(اے لوگو!) خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر مبعوث ہو چکے ہیں لہٰذا اپنی نیکیوں کے ساتھ انہیں خوش آمدید کہو۔

God Almighty has sent down his prophet(PBUH&HP) so welcome him with your good acts.

(3)

فَأَقْبِلُوا أَحْمَدًا، فَإِنَّ مِنَ اللّٰهِ

رِدَاءٌ عَلَيْهِ غَيْرَ مُذَالِ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش آمدید کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لازوال ردائے نبوت عطا کی۔

Recieve Ahmed (PBUH&HP) reverently as Allah has blessed him with the eternal cloak of Prophethood.

☆☆☆☆☆☆☆

اسلام سے پہلے عربوں کی تہذیبی حیات کا مشاہدہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہاں کے قبائلی نظام کی اپنی روایات تھیں ہر قبیلہ اپنے اپنے مقام پر ایک معاشرتی اور سیاسی اکائی تھا جس کا سربراہ سردار قبیلہ ہوتا تھا لیکن انہوں نے پرستش کے لیے بہت سے خدا بنا لیے تھے اور ہر قبیلے کا اپنا خدا ہوتا تھا بلکہ یہ خدا بت کی صورت میں ہر گھر میں موجود تھے۔ لیکن حقیقتاً بہت سے لوگ ایسے تھے جن کا ان بتوں پہ یقین ناپختہ تھا اس کی ایک وجہ دین ابراہیمی تھا یہی وجہ ہے کہ جاہل عربوں میں جہاں بتوں اور مظاہر قدرت کی پرستش کے حوالوں سے نام ملتے ہیں مثلاً عبد العزیٰ، عبد یغوث یا سورج کی پرستش کے حوالے سے عبد شمس وغیرہ تو وہاں عبد اللہ جیسے نام بھی موجود ہیں۔

اب غور کریں تو ہمیں عرب ان دو بڑے گروہوں میں منقسم نظر آتا ہے ایک وہ جو بتوں اور مظاہر فطرت کے پرستار ہیں اور دوسرے وہ جو اس کے خلاف ہیں لہٰذا وہ گروہ جو عقلی اور روحانی لحاظ سے برتر ہو دوسرے کی نظریں اس کے جاہ و منصب پر لگی رہتی ہیں اور وہ اسی مقام کا خواہاں رہتا ہے۔ جس پر اس کا مخالف متمکن ہو یہی وجہ ہے کہ آل شمس بنو ہاشم کے روحانی منصب جو ان کے پاس مکہ کے حجاج کی سقائی کی صورت میں تھا چھین لینے کے خواہش مند تھے کیونکہ کعبہ ہر ایک کے لیے قابل تکریم تھا اور پھر زمزم کی سقائی اس معاشرے میں تو کیا آج بھی اسلامی دنیا میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اب جونہی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید حق کا پیغام لاتے ہیں اور حکم الٰہی کے مطابق تبلیغ شروع کرتے ہیں تو عبد شمس کی اولاد بنو امیہ زور شور سے اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں ایک تو ان کا مقصد بنو ہاشم کی توقیر کو ختم کرنا تھا اور دوسرے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے خداؤں کو وہ ہر حالت میں مسندِ خدائی پر برقرار رکھنا چاہتے تھے کیونکہ یہی تو وہ خدا تھے جن کے بل بوتے پر وہ معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے تھے۔ ذیل کے اشعار میں حضرت ابو طالبؑ انہیں تلقین کرتے ہیں کہ وہ ایسا نہ کریں وہ اپنے ان اشعار کے ذریعے عرب کے مختلف قبائل کو بھی کہتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کریں نہ کہ دشمنی۔ حضرت ابو طالب ان قبائل کے علاوہ خاندانِ لوئی بن غالب کو بالخصوص احساس دلاتے ہیں کہ تم لوگ ہمارے دشمنوں کے مددگار بن گئے ہو وہ دشمن جو جاہل بھی ہیں اور گمراہ بھی۔ تم دعویٰ قرابت داری بھی رکھتے ہو اور ہم پر ظلم بھی کرتے ہو۔

یہ اشعار ابی حدید نے شرح نہج البلاغہ میں تحریر کیے ہیں ان میں حضرت ابو طالبؑ کی نصرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببانگ دہل نظر آتی ہے وہ قریشِ مکہ کے ظلم و ستم، اور دھمکیوں کا جواب بھی دیتے ہیں اور مشکلات کے باوجود کفار مکہ کے سامنے کسی کمزوری کا اظہار بھی نہیں ہونے دیتے۔ اگرچہ یہ دور مقاطعہ کا دور ہے مگر نامساعد حالات میں بھی وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و حمایت میں ایک بے باک محافظ بن کر کھڑے ہیں۔

انسانی نفسیات کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ان دگر گوں حالات میں عام طور پر شدائد مصائب کی تلخی کو

کم کرنے لیے سختی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا بلکہ ایسی گفتگو کی جاتی ہے جس سے مزاجوں کی سختی میں کمی واقع ہو لیکن حضرت ابو طالبؑ کا ان مشکلات میں بھی غرورِ عشقِ رسول کے تحت سر اٹھا کر بات کرنا نہ صرف جواں مردی کی دلیل ہے بلکہ دینِ حق کے پیغمبر کی رسالت پر پختہ ایمان کی نشانی بھی، یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جسے کسی نظریہ کی صداقت پر مکمل یقین ہو کیونکہ یقین ہی انسان کو ارفع منزل سے روشناس کراتا ہے اسی سے ذہنی انقلاب جنم لیتا ہے ایک ایسا انقلاب جو کبھی فنا نہیں ہوتا یہ یقین ہی ہے جو اشیائے عالم میں نہ صرف نشو و نما محسوس کرتا ہے بلکہ رازِ حیات کے ارتقائی عمل کا بھی مشاہدہ کرتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو طالبؑ اپنے یقینِ ایمانی کی بدولت ان کے دفاع میں ایک قائد نظر آتے ہیں جس کا ثبوت ان کے بیباکانہ اشعار سے ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

That the tribal system of Arabia had its own conventions and traditions becomes evident from the study of the cultural life of pre-Islamic Arabia. Each tribe was itself a social and political unit headed by a chieftain.They had many gods to worship with a specific sculptured god for each tribe, rather each household.

However many people in this very Arabia, influenced by the religion of Abraham questioned the authenticity of these idols. So we see hat whereas such names as Uzza, Abd-e-yaghoth,

Abd-e-shams were common among the ignorant Arabs, there were also such names as Abdullah in some of them. In short we see that the Arabs were clearly divided in two large factions-those belonging to the one were the worshippers of idols and phenomena of Nature, while those belonging to the other were against such worship.

Now it is a common observation that a group who enjoys superiority in wisdom and spirituality usually incurs jealousy of the other which is ever grudgingly after the same status and honour deserved only by the first one.

That's why Banu Shams were always very keen to usrup the

spiritual status of offering water to the pilgrims held by Banu Hashim. The Holy Ka'aba was a spot deeply revered even at that time and extingnishing thirst of the pilgrims was regarded an honorable duty then and iseven now considerd a highly esteemed duty.

Now when the the Holy Prophet(PBUH&HP) started preaching the message of Oneness of Allah, Bann Ummaya , the progeny of Abd-e-Shams, simultaneously, started fiercely opposing it. In this way they could try not only to humiliate Banu Hashim but also defend the so called divinity of the self-carved gods as their worship could afford Banu Ummayya unique hegemony in society. In the following verses Hazrat Abu Talib(A.S) advises them not to take such a course. Addressing different tribes, he advises them to support the Holy Prophet(PBUH&HP) rather than turne hostile to him.

These verses have been included in the exposition of Nahj-ul-Balagh by Abi Alhadeed. How loudly and clearly he declares his all out commitment to support the Holy Prophet(PBUH&HP) ! He retorts to the threats of the Quraish without letting any inkling of weakness on his part be perceived by them. No doubt it was the period of boycott, but even in these excruciating circumstances, his support for the Holy Prophet(PBUH&HP) was that of a stalwart and daunt-less custodian. In the light of human psychology what is expected in such a critical situation is the use of humble and flattering words by the victims to soften the hearts of perpetrators of oppression rather than a firm, unflinching stand. But that Hazrat Abu

Talib(A.S), deeply immersed in the love of Holy Prophet(PBUH&HP), expressed his thoughts and feelings in so intrepid a manner is not only enough proof of his valour but also clear sign of his unswerving faith in the prophet-hood of the Holy Prophet(PBUH&HP). Isn't it true that such resoluteness settles on one only when one believes in the veracity of an ideology unquestionably. Verily, perfect faith leads man to his sublimest goals. It brings mind on the verge of revolution-an eternal and immortal revolution. Only faith tends to perceive ever-occuring phenomenon of growth in the objects of nature, and mysterious evolutionary processes of life. Here Abu Talib(A.S) assumes the role of a leader whose duty it is to defend the Holy Prophet (PBUH&HP). The following verses speak volumes for this aspect of his life.

(1)

ألا أبلغا عني لؤيا رسالة

بحق وما تغني رسالة مرسل

کوئی لوئی بن طالب کے متعلقین تک ہمارا پیغام پہنچادے اگر چہ ہم جانتے ہیں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ ایک فضول کوشش ہے لیکن چونکہ یہ حق کا پیغام ہے لہذا انہیں بتانا ضروری ہے۔

Let some one convey our message to the people related to Loi Bin Ghalib. Though we know that it will just be futile, yet as it is the message of truth, its propogation is essential.

(2)

بَنِي عَمِّنَا الأدنَيْن تَيْماً تَخُصُّهم
وأخْوَانَنَا مِنْ عَبْدِ شَمْسٍ ونَوفَلِ

ہمارے چچازاد اور ہمارے رشتہ دار بالخصوص بنی تیم، عبد شمس اور نوفل کے لوگوں تک یہ حق کا پیغام ضرور پہنچنا چاہیے۔

This message of truth must reach all our cousins and relatives especially the people of Banu tayam, Abd-e-Shayms and Naufel.

(3)

أظَاهَرْتُم قَوْماً عَلَيْنَا أظِنَّةً
وأمْرَ غَوِيٍّ مِنْ غُوَاةٍ وجُهَّلِ

تم لوگ ان کا ساتھ (قریش) دے رہے ہو جو ہمارے دشمن ہیں اور جاہلیت اور گمراہی کا شکار ہو کر ہمارے متعلق بدگمانی پیدا کر رہے ہیں۔

You are on the side of those (The Quraish) who are hostile to us and who having nursed unfounded notions aginst us are behaving in an ignorant and pererted way.

(4)

يَقُولُون: انَّا قَدْ قَتَلْنَا مُحَمَّداً
أقَرَّتْ نَوَاصِي هَاشِمٍ بِالتَّذَلُّلِ

ان کا (قریش) تو یہ کہنا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاتھوں قتل ہو گئے تو بنو ہاشم ہمارے اس فعل سے ذلیل ورسوا ہو جائیں گے اور ان کے سر بار ندامت سے جھک جائیں گے (کیا تمہیں یہ سب کچھ پسند ہے)۔

They (The Quraish) say that if Muhammad (PBUH&HP) is murdered by them, the Banu Hashim will be disgraced and depraved and they (Banu Hashim) will feel abjectly ashamed.

(5)

كذبتم . وبيت الله . يُثلم رُكنه

ومكة والأشعار في كل معمل

رب کعبہ کی قسم! جس کے لیے قربانیاں پیش کی جاتی ہیں اور اس مقدس گھر کی قسم جسے بوسہ دیا جاتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ رکن بیت اللہ تباہ ہوجائے۔ شعار مکہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائے اور ہمارے گھر خون سے بھر جائیں

By the Protector of Ka'aba to whom sacrifices are offered and by the Sacred House which receives holy kisses, it will never happen unless the House of Allah itself is destroyed, Makkah and its values are effaced and our houses are flooded with blood.

(6)

وبالحج أو بالنيب تدمى نحورهُ

بمدماه والرُّكن العتيق المُقبَّلِ

وہ سواریاں جن پر بیٹھ کر حجاج حج کے لیے آتے ہیں ان کی گردنیں خون آلود ہوجائیں بیت عتیق جو بوسہ گاہ خلائق عالم ہے اور اس کا رکن، مقام خون سے بھر جائے۔

And unless the throats of beasts on which pilgrims ride while setting out for Haj drip blood and the Ancient Home which is the place to be kiseed by the people of the world and its Maqam are red with blood.

(7)

تنالونه أو تعطفوا دون قتله

صوارمَ تفري كلَّ عظمٍ ومفصلِ

رک جاؤ میری بات کو یاد رکھنا، اگر تم نے (قریش) کوئی ایسی کوشش کی اور ان (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی دکھ دینے کا کبھی سوچا بھی تو تمہیں ہمارے ان خارا شگاف تلواروں کا مقابلہ کرنا ہوگا جو اعضائے انسانی کو کاٹتی ہوئی ہڈیوں تک پہنچ جاتی ہیں۔

Halt and remember that if you (The Quraish) weave any mechanation to harm him (The Holy Prophet PBUH&HP) or even just think of it, you will have to confrort our granite rending swords which knive their way through human limbs to the very bones.

(8)

وتدعوا بأرحام وأنتم ظلمتم

مصاليت في يوم أغر محجل

تم (قریش) کیسے لوگ ہو کہ مسلسل ظلم بھی ڈھا رہے ہو اور خونی رشتے کے دعویدار بھی ہو تمہارے یہ ستم اس ہستی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ہیں جن کی پیشانی سے حسن و جمال اور روشنی پیدا ہو رہی ہے۔

How brazen faced you (The Quraish) are that while you are targetting us with your ceaseless atrocities, you claim to be our blood relations, too. And all this oppression is directed at him (The Holy Prophet PBUH&HP) whose brow gives out the rays of beauty.

(9)

فمهلاً ولما تنتج الحرب بكرها

بتين تمام أو بآخر معجل

تم (قریش) بہت جلد سمجھ لوگے کہ جونہی جنگ شروع ہوئی کہ کون میدانِ جنگ سے بھاگتا ہے اور کون بہادری و دلیری سے آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرتا ہے۔

Immediately after the battle breaks out, you (The Quraish) will understand in no time who shows the white feather in the battlefield and who attacks zealously and valiantly.

(10)

فإنا متى ما نمرها بسيوفنا

نجالح فنعرك من نشاء بكلكل

ہم تو وہ ہیں کہ جب ہم شمشیرِ براں لے کر میدانِ جنگ میں آتے ہیں تو جس دشمن کے سینے میں چاہیں اپنی تلوار اتار دیتے ہیں۔

We are those that when we are in the battlefield with our sharp swords, we may drive them into the hearts of any enemy we will.

(11)

وَتَلْقَوْا رَبِيعَ الأَبْطَحَيْنِ مُحَمَّداً
عَلَى رَبْوَةٍ فِي رَأْسِ عَيْطَاءَ عَيْطَلِ

تمہاری آنکھیں بہت جلد اس منظر کو دیکھیں گی جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے اونٹ پر بیٹھے ہوں گے جس کا قد بلند اور گردن اونچی ہوگی وہ سب سے نمایاں نظر آئیں گے۔

Soon your eyes will witness that Muhammad (PBUH&HP) is riding a camel with great height and long neck which will make him prominent among all others.

(12)

وَتَأْوِي إِلَيْهِ هَاشِمٌ إِنَّ هَاشِماً
عَرَانِينُ كَعْبٍ آخِراً بَعْدَ أَوَّلِ

ان کے چاروں طرف نجیب الطرفین اور عالی نسب ہاشمی جواں ہوں گے ۔ یہ سب کے سب ہاشمی بہادر سرزمین عرب کے سید و سردار ہیں۔

He (The Holy Prophet PBUH&HP) will be surrounded by the pure blood and noble Hashmite youth. All these warriors of Banu Hashim are the leaders and chiefs of Arabia.

(13)

فَإِنْ كُنْتُمْ تَرْجُونَ قَتْلَ مُحَمَّدٍ
فَرُومُوا بِمَا جَمَّعْتُمْ نَقْلَ يَذْبُلِ

(اے قریش) اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا جائے تو تمہیں چاہیے کہ تم سب مل کر سب سے پہلے اس پہاڑ (حضرت ابوطالب) کو اپنے مقام سے ہٹانے کی جستجو کرو۔

(O Quraish) if you wish to kill Muhammad (PBUH&HP), first of all you must join your hands to move this mountain (Hazrat Abu Talib A.S) from its position.

(14)

فإنا سنحميه بكلِّ طِمِرَّة

وذي مَيعة نَهْدِ المَراكِلِ هيكل

یہ جان لو کہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو ان کی مدد وحمایت میں مظبوط وتوانا گھوڑوں پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں اتریں گے۔

Beware, we are the people who will head towards the battlefield to help and support him (The Holy Prophet PBUH&HP) on the backs of our strong and powerful steeds.

(15)

وكُلِّ رُدَيْنيٍّ ظِماءٍ كُعُوبُهُ

وغضبٍ كإيْماضِ الغَمامةِ مِقْصَلِ

ہمارے ہاتھوں میں مثلِ برق و رعد تلواریں اور نیزے ہیں جنکی مضبوطی کو دنیا مانتی ہے۔

In our hands we will be brandishing swords which come down like lightning as well as lancets whose strength is acknowledged by the whole world.

(16)

وكُلُّ جَرورِ الذَّيلِ زَغْفٍ مُفاضَة

دِلاصٍ كَهَزْهازِ الغَديرِ المُسَلْسَلِ

(یاد رکھو) ہماری زرہیں لمبی چوڑی اور ایسی چمکدار ہیں جیسے کسی چشمے کا صاف اور چمکدار پانی ہوتا ہے۔

Our armors are of great size which shine as brilliantly as the clear water of the spring.

(17)

بِـــأَيْـمَـــانٍ شُــمٍّ مِــنْ ذَوَائِــبِ هَـــاشِـمٍ
مَـغَـاوِيـلَ بِـالأَخْـطَـارِ فِـي كُـلِّ مَـحْـفِـلِ

مجھے ایمان کی قسم! بنو ہاشم کے بہادر جوان میدانِ جنگ میں تمہارے لیے انتہائی خوفناک ثابت ہوں گے۔

I swear by my faith that the brave youth of Banu Hashim will turn out to be formidable.

(18)

هُــمُ سَـــادَةُ السَّـــادَاتِ فِــي كُــلِّ مَــوْطِــنٍ
وَخِيَــرَةُ رَبِّ النَّـــاسِ فِـي كُــلِّ مُـعْـضِـلِ

ہاں ہاں یہی تو وہ (بنو ہاشم) لوگ ہیں جو ہر جگہ مسندِ سرداری پر متمکن پذیر ہوتے ہیں اور جب بھی (دینِ خدا پر) کوئی مشکل وقت آن پڑے تو پروردگار کے پسندیدہ بندے بن جاتے ہیں۔

Indeed these are the people who adorn the royal chairs everywhere. Whenever there is peril (in Allah's Path), they prove themselves to be the most favorite of Allah.

☆☆☆☆☆☆☆

عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب حبشہ میں محفوظ ہو گئے تو انہوں نے نجاشی کی تعریف کی اور دین اسلام پر بغیر کسی رکاوٹ کے عمل کرنے لگے۔ نجاشی کا رویہ ان کے ساتھ بہت اچھا تھا اس پر عبداللہ ابن حارث نے کچھ اشعار اہل مکہ کی طرف لکھ کر بھیجے جن میں کہا گیا تھا کہ ابوطالبؑ سے کہہ دیں کہ وہ ان (کفار مکہ کو) کو چھوڑ کر حبشہ آ جائیں اور کہیں کہ الٰہی تو نے مجھے کفار سے پناہ دے دی۔ اس پر جواباً حضرت ابوطالبؑ نے درج ذیل اشعار لکھ کر اسے بھیجے۔

According to Abdullah Bin Harris when the companions of Holy Prophet (PBUH&HP) found themselves safe and secure in Abyssinia, they felt deeply thankful to Negus and kept on moulding their life according to the teachings of Islam without any hindrance whatsoever. In fact Negus treated them very kindly. So Abdullah Bin Harris composed some verses and sent them to the Makkans. In these verses he advised Hazrat Abu Talib (a.s) to renounce the infields of Makkah and migrate to Abyssinia as he himself had been delivered from the oppression of the Makkans by him. In response Hazrat Abu Talib (a.s) composed the following verses.

(1)

أَبِیْتُ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَرْکَ مُحَمَّدٍ
بِمَکَّۃَ أُسْلِمُہُ لِشَرِّ الْقَبَائِلِ

تمام تعریفیں خالق کائنات کے لیے ہیں اے عبداللہ (عبداللہ بن حارث) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبائل مکہ کے شر میں اکیلا چھوڑ کر وہاں (حبشہ) آ جاؤں میں ایسا کسی صورت نہیں کروں گا یہ میرے لیے ممکن ہی نہیں۔

Only Allah is worthy of all praise. O Abdullah! Do you want me to leave Muhammad (PBUH&HP) all alone among the tribes of Makkah to enjoy refuge in Abyssinia. I can never think of taking such a step. It is simply against my grain.

(2)

وقَالَ لِيَ الأعْداءُ : قَاتِلْ عِصَابةً

أطاعُوا ، وابْغِهِم جَميعَ الغَوائلِ

(یہ ضروری ہے کہ) سب سے پہلے میرے ان تمام دشمنوں کا خاتمہ کر دیا جائے ان کے ساتھ اس طرح جنگ کی جائے کہ وہ یا تو اطاعت قبول کرلیں یا پھر ان کو قتل کر کے ان کا بغض وعناد ہمیشہ کے لیے ختم کر لیا جائے۔

Eliminating all my enemies is an essential condition. We must wage a war on them so that they are either brought to subservience or else are put to death to end their rancor and animosity.

(3)

أبَتْ كَبِدِي لا أكْذِبَنْكَ قِتالَهم

عَلَيْ وتأبَاهُ عَلَيَّ أنامِلي

میرا سینہ (ان کے ظلم وستم کو دیکھ کر) جل رہا ہے لہذا میری اور ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ ان سب (دشمنان رسالت) کو تہ تیغ کر دیا جائے

My heart is already ablaze and it is our strongest desire to put all of them to sword.

(4)

وكَيْفَ قِتالِي مَعْشَراً يأْدُبُونَكم

عَلى الحَقِّ أنْ لا تأْشُبُوه بِباطِلِ

ان لوگوں کو (کفار مکہ) قتل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ چونکہ سیدھی راہ پر نہیں آئیں گے لہذا یہ حق کے ساتھ کہیں مدغم نہ ہو جائیں اور میرا ان کو قتل کرنا عین حق ہے۔

Killing them becomes all the more necessary as they can never turn to the straight path though they may pollute Truth. So if I kill them, it is what justice demands.

(5)

نَفَيْتُمْ عِبادَ اللّٰهِ عَنْ خَيْرِ أرْضِهِمْ
فَأضْحَوا عَلى أمْرٍ كَثِيرِ البَلابِلِ

قریش مکہ نے اللہ کے بندوں کو عبادت سے روکا ہے حالانکہ اس پاک سرزمین (مکہ) پر خیر ہی خیر تھا ان لوگوں (قریش مکہ) نے عبادت الٰہی سے روک کر اپنے آپ کو ایک بڑی مصیبت میں مبتلا کر لیا ہے۔

The Quraish hindered those who worship Allah. This sacred land used to be replete with blessings but by prohibiting people from worship of Allah, they have incurred a dire calamity.

(6)

فَإنْ يَكُ (كَانَتْ) فِي عَدِيٍّ أمانَةٌ
عَدِيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ تُقًى وَتَواصُلِ

اگر عدی بن کعب کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس امانت میں کبھی خیانت نہیں کرے گا کیونکہ وہ صلہ رحمی کرنے والا شخص ہے۔

If something is put in custody of Adi, he would never appropriate it as he is the one who is actually alive to the demands of close kinship

(7)

فَقَدْ كُنْتُ أرْجُو أنْ ذلِكَ فِيكُمُ
بِحَمْدِ الَّذِي لا يُطَّبى بِالجَعائِلِ

میری خواہش ہے کہ وہ (عدی بن کعب) تمہارے درمیان ہو وہ اس لیے قابل تعریف ہے کہ وہ اپنے کام کی کوئی اجرت یا معاوضہ طلب نہیں کرتا۔

I strongly wish that he were with you. He is praiseworthy as he demands no reward for his services.

(8)

فبدّلهم ربُّ العباد بدارهم

جوار كريم سيّدٍ ذي فواضل

پروردگار عالم نے اس کی جائے سکونت کو (عدی بن کعب) بدل کر اسے ایک کریم سردار اور صاحب فضیلت کے جوار میں منتقل کر دیا

Allah Almighty has replaced his abode with the premises of a dignified generous king.

(9)

جوار النجاشيّ الذي ليس مثله

مليک "مجير" للضعاف الأرامل

نجاشی کے جوار میں جگہ دی جو ایک ایسا حکمران ہے کہ اس کی مثال نہیں جو کمزوروں اور ضعیفوں کی پرورش کرنے والا ہے

So he found refuge in the court of Negus who has no parallel as a ruler, the one who nourishes and protects the weak and miserable.

(10)

أقيمُ على نصر النبيّ محمد

أقاتلُ عنه بالقنا والقنابل

میں نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حالت میں مدد و نصرت کرتا رہوں گا اور ان کے دشمنوں کو گروہ در گروہ قتل کرتا رہوں گا

I will help and protect Muhammad (PBUH&HP) through thick and thin, and make short work of swarm after swarm of his enemies.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ شعر حضرت ابو طالبؑ نے مکہ کی عظمت و حرمت کے حوالے سے لکھا ہے اور بتایا ہے کہ اگر چہ یہاں ہر ایک کے لیے قتل و غارت گری منع ہے لیکن ایک دن ایسا بھی ہوگا جب مکہ فتح ہوگا اور اس دن حضرت محمد صلی علیہ وآلہ وسلم کے لیے منکرینِ توحید اور صنم پرستوں کو قتل کرنا جائز ہوگا۔

This couplet of Hazrat Abu Talib (A.S) is about the honour and dignity of Makkah in which he declares that though bloodshed is prohibited here, yet one day it will be permissible for the Holy Prophet (PBUH&HP) to kill those who deny oneness of God & worship idols.

(1)

وغــــــزبةُ دارٍ لا يــــحِـــلُّ حَـــرامُهــــا
مِـــنَ الـنـــــاسِ إلا الـلَّـــوْذَعـــيُّ الـخَلاجــلُ

(اس میں کوئی شک نہیں کہ) خداوند قدوس کے گھر کی عزت و حرمت قائم و دائم رہے گی سوائے (اس دن کے) جب شہنشاہِ آسمان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہ ایک شجاع اور بہادر انسان ہیں کے لیے قتل کرنا (کفار کو) حلال ہوگا۔

(No doubt) the honour and sanctity of the House of Allah will remian intact but on the day when for the king of skies (Hazrat Muhammad PBUH&HP) who is a brave & valorous person, killing (the pagans) will be permissible.

☆☆☆☆☆☆☆

٭٭٭٭٭٭

عام طور پر اجسام انسانیہ میں ذہن اور قلب انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ یہی حق کی جستجو میں کوشاں رہتے ہیں انسانی حواس مذہب سے متاثر ہوتے ہیں پرانے عقائد صرف اسی صورت میں ترک ہوتے ہیں جب عقل میں پختگی اور بلندی پیدا ہو جاتی ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ روایتی حالات کے تابع صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے شعور اور فہم و ادراک میں کمی ہو اور یہ کمی ایسے لوگوں کو تنگ نظر بنا دیتی ہے چنانچہ تنگ نظری کے سبب مذہب کی حقانیت ثانوی حیثیت اختیار کر لیتی ہے کیونکہ ہماری خواہشات میں ہمارے مقاصد، احساسات اور داخلی و خارجی تجربات بھی شامل ہوتے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ ایسے تجربات جن کو ہم سماج کے تقاضوں سے مربوط کر دیتے ہیں۔ حقیقت مطلق نہیں ہوتے۔ حضرت ابوطالب کی شاعری کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ قریش مکہ نے بنو ہاشم کے خلاف عہد نامہ عدم تعاون کیا اور اس میں تقریباً سب ہی شامل تھے کیونکہ ان کے تجربات اصنام پرستی کے سماجی تقاضوں سے اتصال پذیر تھے اور پختہ شعوری کمی کی بنا پر تنگ نظری نے ان کی مذہبی سچائی کو ثانوی حیثیت دے دی تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ خوبصورت پتھروں کے علاوہ نباتات کے سامنے بھی سربسجود ہوتے تھے حالانکہ ان کے روایتی حالات انہیں بتا رہے تھے کہ وہ انہی پتھروں کو اپنے قدموں تلے بھی روندتے تھے جو آج ان کے لیے خدا کا درجہ اختیار کر گئے تھے۔ عدم تعاون کی اس دستاویز پر دستخط کرنے والوں میں کچھ لوگ محض سماجی دباؤ کے تحت بھی شامل تھے چنانچہ وہ کوہ حجون پر جمع ہو کر غور و فکر کرتے ہیں جو ان کے بالغ ذہن کی دلیل ہے اور یہی وہ قوت ہے جس نے ان کے مقصد میں وحدت پیدا کر دی اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ سب کچھ جو انہوں نے قریش کے ساتھ مل کر یا سماجی دباؤ کے تحت کیا ہے یہ لوگ ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حارث، مطعم بن عدی، زہیر بن ابی امیہ، بختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود تھے چنانچہ ان لوگوں نے بنو ہاشم کو اذیت دینے کی سطحی لذت سے نجات حاصل کرنے کے لیے یہ طے کیا کہ وہ اس مقاطعے کو ہر حالت میں ختم کرائیں گے۔ ان کی آپس کی صلاح یا تجویز کو قابل عمل بنانے کے لیے ایک لائحہ عمل طے کیا گیا غلط ہے اس سے تعصبات کسی حد تک کم ہو گئے اور بنو ہاشم اپنے گھروں کو لوٹ آئے اگرچہ اس سارے معاملے میں دستاویز کو دیمک کا لگ جانا اور صرف اللہ کے نام کا باقی رہ جانا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بارے میں حضرت ابوطالب کو بتانا سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے لیکن تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ بنو ہاشم کی شعب ابوطالب سے گھروں کو واپسی میں مندرجہ بالا لوگوں کا بھی حصہ تھا اس بات کا ثبوت ہمیں، حضرت ابوطالب کی اس شاعری سے ملتا ہے کہ جس میں وہ ان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔

وہ اپنے ان اشعار میں ان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں جو عہد نامہ عدم تعاون کے خاتمہ میں معاون بنے بلکہ وہ اپنے اس مقصد کو کسی صورت نہیں بھولتے اور وہ مقصد ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی برحق ہونا جس کا شعر کی

صورت میں پہلے حوالہ دیا جا چکا ہے اس مقصد کی اہمیت استحکام ذات کا سبب بنتی ہے اور پھر ان کی شخصیت و کردار کی مضبوطی کے راز سے بھی آشنائی ہوتی ہے کہ خطرات کا مقابلہ، ذمہ داری کا احساس اور قریش کی دھمکیوں کو مسترد کر دینا ان کے قدموں کو مزید ثبات عطا کرتا ہے وہ اپنے خاندان کی مرکزی حیثیت کا اعلان بھی کرتے ہیں اور مذہبی پشت پناہی کے محرکات بھی بیان کرتے ہیں جو ایک طویل زمانے سے انسانی خدمت کے طور پر انجام پا رہے تھے اور جس کی وجہ سے وہ بطحا کے قائد بھی ہیں اور مسند انصاف پر بیٹھنے والے عادل اور حق شناس بھی۔!!

The mind and the heart are the most important orgns of human body as they are ever preoccupied with the quest of truth. Human preceptions are greatly influenced by religion. The old deep seated beliefs are abandored only when thinking gets maturity and loftiness. It is a general observation that only those lacking in awareness, reasoning and perception remain attached to conventional beliefs. This lack turns such people narrow-minded; The truthfulness of religion is so depreciated as to assume only secondary importance. Our desires stem from external experiences. However we must not be led astray to think that our experiences based on the demands of society may ever constitute the absolute reality.

The Pact of boycot against Banu Hashim was signed almost by all factions of the Quraish as their experiences were closely associated with the social demands of idol worship. Moreover their deficient consciousness rendered them short sighted which in turn pushed the religious truth to an inferior level. The proof of all this comes from their prostrating to eye-catching stones as well as to plants and trees though their everyday experience revealed to them that the very stones that they had deified were trampled by them daily.

Now some of the signatories of this pact were only under social pressure. So they gathered at the mountain of Hajoon to take stock of this step of theirs-an evidence of their being mature. This pondering gave them force which brought unity in their aim and they concluded that whatever they had done was only under the socialpresserve of the Quraish. The persons who thought so were Hasham Bin Amr Bin Rabia, Bin Haris, Mut'am Bin Adi, Zohair Bin Umeel, Bukhtra Bin Hasham and Zaima Bin Amur. They decided to renounce this shallow delight and bring this boycott to an end. They also worked out a policy to put their decision to practice. In this way they succeeded in bringing down the tenacity of the Quraish, and Banu Hashim finally returned to their homes. No doubt this return was mainly because of the consumption of the parchment of the pact by termites so that only the word 'Allah' remained there and the Holy Prophet's(PBUH&HP) informing Hazrat Abu Talib(a.s) ot it. But history also reveals that these men also played an important role for this return. The following verses also throw a light on this incident.

(1)

سَقَى اللّٰهُ رَهْطاً هُم بِالحَجُون

قِيَام" وَقَدْ هَجَعَ النُّوَّمُ

(میری دعا ہے) پروردگار عالم حجون کے ان لوگوں کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے جو اس وقت بھی جاگ رہے تھے جب سب لوگ نیند کے مزے لے رہے تھے۔

(I pray) that Allah may bless the people of Hajoon with eternal happiness and His grace as they were wide awake though all others were in deep slumber.

(2)

قَضَوا مَا قَضَوْا فِي دُجَى لَيْلِهِمْ
وَمُسْتَوسِنُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُ

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رات کی تاریکی میں وہ فیصلہ کیا (یعنی بنو ہاشم کا مقاطعہ ختم کرنے کا فیصلہ کیا) جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس کا عالم نیند میں مدہوش رہنے والوں کو علم نہ ہوسکا۔

These are the people who made such a decision in the darkness of night (The decision of ending the boycott of Banu Hashim) which mertis as much admiration as is beyond our power. It was the decision which those who were lost in dreams could not have an idea of.

(3)

بِهَالِيلُ غُرٌّ لَهُمْ سَوْرَةٌ
يُدَاوِي بِهَا الأَبْلَخُ المُجْرِمِ

ان لوگوں کی جوانمردی، سطوت وجبروت اور عالی نسبی سے کمزور اور بزدل لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے، آگے بڑھنے، حق اور سچی بات کہنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

The valour, majesty and sublimity bring courage to the weak and chicken- hearted and so they are inspired to march forward and call a spade a spade.

(4)

كَشِيبَهُ المَقَاوِلِ عِندَ الحَجُونِ
بَلْ هُمْ أَعَزُّ وَهُمْ أَعْظَمُ

محلہ حجون کے یہ رہائشی اتنے باعظمت لوگ ہیں کہ ان کے اس فیصلے کی وجہ سے جو انہوں نے ہمارے حق میں کیا ان کے سامنے بڑے بڑے شہنشاہوں کی شہنشاہی بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

These inhabitants of Hajoon are so noble that even the royal majesty of the greatest emperors is not parallel to theirs.

(5)

لَدَى رَجُلٍ مُرْشِدٍ أَمْرُهُ

إِلَى الْحَقِّ يَدْعُو وَيَسْتَعْصِمُ

ان حضرات کا یہ فیصلہ ایک ایسے مرد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ہے جو نہ صرف ہادی برحق، بلکہ صراط مستقیم کی طرف لے جانے والا اوران کا محافظ بھی ہے

Their decision was in favour of the man (Hazrat Muhammad PBUH&HP) who is the rightful leader, one who guides to the right path and who is their custodian.

(6)

فَلَوْلَا حِذَارِي نَثَا سُبَّةٍ

يُشِيدُ بِهَا الْحَاسِدُ الْمُفْعَمُ

ان کو ڈر تھا کہ حاسدین ہمارے (خاندان بنو ہاشم) اوران (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف باتیں بنائیں گے۔

They feared that those jealous of us will spread propaganda against us and them.

(7)

وَرَهْبَةُ عَارٍ عَلَى أُسْرَتِي

إِذَا مَا أَتَى أَرْضَنَا الْمَوْسِمُ

حج کے دوران لوگ (خاندان بن ہاشم کے دشمن) ان پر کیچڑ اچھالیں گے (ورنہ بہت پہلے ہی ہمارا مقاطعہ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیتے)۔

(They feared) that people will indulge in mud slinging on them durning the Haj Season (otherwise they might have decided to end the boycott earlier).

(8)

لَتَابَعَهُ غَيْرُ ذِي مِرْيَةٍ

وَلَوْ بَنِيْ ذُو الرَّغْمِ وَالْمُخْرِمُ

ان کے اس فیصلے کا بہت سے لوگ اتباع کرتے اگرچہ ان کے بڑے ناراض ہی کیوں نہ ہوتے۔

Most of the people might have accepted their decision though their elders might have felt offended at it.

(9)

كَقَوْلِ قُصَيٍّ أَلَا أَقْصِرُوا

وَلَا تَرْكَبُوا مَا بِهِ الْمَأْثَمُ

خاندان قصی نے ان کو سمجھایا کہ عقل مندی اسی میں ہے کہ اپنے آپ کو گناہ سے بچایا جائے (لہذا اے اہل حجون تمہیں بنو ہاشم کے مقاطعہ کی حمایت نہیں کرنی چا۔ ہے کیونکہ یہ ایک گناہ ہے)۔

The family of Qusa made p ain to them that the wisdom demanded to avoid indulgence in s in (so the people of Hajoon mustn't agree to the boycott of Banu H shim as it is a sin).

(10)

فَإِنَّا بِمَكَّةَ قِدْمًا لَنَا

بِهِ الْعِزُّ وَالْخَطَرُ الْأَعْظَمُ

(کیونکہ) ہم لوگ (بنو ہاشم) تو وہ ہیں کہ قدیم زمانے سے ہی مکہ میں ہمیں بہت زیادہ عزت حاصل ہے اور ہمارے شاندار ماضی کی وجہ سے ہمیں ارفعیت حاصل ہے۔

We (The Banu Hashim) have been looked up to by most of all others in Makkah since olden times an l our glorious past has won us sublime nobility.

(11)

وَمَـــنْ يَكُ فِيهَـــا لَـــهُ عِـــزَّةٌ

حَـــدِيثًـــا فَـعِـــزَّتُـــنَـــا الأَقْـــدَمُ

ہمیں علم ہے کہ فی زمانہ کچھ لوگ نئے نئے صاحب وقار ہوئے ہیں لیکن ہماری تو بات ہی اور ہے کیونکہ ہم تو زمانہ قدیم سے ہی اس شرف کے مالک ہیں

We know that some people have gained honor just now but we enjoy a distinction as we have been the possessor of honor and dignity since time immemorial.

(12)

وَنَـــحْـــنُ بِبَـــطْـــحَـــائِهَـــا الـــرَّائِسُـــوْنَ

والـــقَـــائِـــدُون وَمَـــنْ يَـــحْـــكُـــمُ

ہم (بنو ہاشم) بطحا کے وہ لوگ ہیں جن کے قدموں میں کبھی لغزش نہیں آئی لہذا قائد بھی ہم ہیں اور عادل بھی ہم ہی ہیں۔

We are those of Makkah who have never swerved. Hence we are the leaders, we are the just.

(13)

نَشَـــأْنَـــا فَـــكُـــنَّـــا قَـــلِيلاً بِهَـــا

نُـــجِيـــرُ وَكُـــنَّـــا بِهَـــا نُـــطْـــعِـــمُ

جب اس سرزمین پر کچھ نہیں تھا ہم تھے، ہم نئے آنے والوں اور یہاں بسنے والوں کی پناہ گاہ بھی تھے اور ان کے قیام وطعام کا بندوبست بھی کرنے والے تھے۔

When this land bore nothing, we inhabited it. We provided refuge to the newcomers as well as catered to their needs of shelter and food.

(14)

إذا غـــضَّ أزْمُ الـسِّـــنِـــيْـــنَ الأنَـــــامَ

وحَـــبَّ الـقُـتَـــارِ بهـــا الــمُـغْـدَمُ

ایک وقت وہ بھی تھا جب یہاں (مکہ) کے لوگ قحط کا شکار ہو گئے، زندگی بسر کرنا اجیرن ہو گیا ہر گھر میں غربت نے ڈیرہ ڈال لیا۔

The time came when famine took hold of the people living here. Survival became too difficult as every house was under the shadow of dire poverty.

(15)

نَـــمَـــابِـــي شَيْبَةُ سَـــاقِـــي الــحَـجِــيْـــجِ

ومَـــجْـــدُ مَـــنِـيْفُ الـــذُّرِى مُـــعْـــلَـــمُ

اس کٹھن وقت میں شیبۃ الحمد (حضرت عبدالمطلب) جو حجاج کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور انکی ساقی گری کرتے تھے نے ہمت و سخاوت کا وہ مظاہرہ کیا کہ بھوکے لوگ ان کے دستر خوان کی حبت (شوربے اور روٹیوں کا آمیزہ) سے پیٹ بھرتے تھے کہ قوم (تاریخ) آج بھی ان کی شان و بزرگی کے گن گاتی ہے۔

It was during this hard time that Shaibatul Hamd (Hazrat Abdul Mutalib), who all the time kept himself busy in the service of the pilgrims and extinguished their thirst, displayed such courage and generosity that his nation, still eulogises his dignity and grandeur.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابوطالبؑ نے بڑی خوبی سے واقعات کو روانی اور حسن کاری سے بیان کیا ہے۔ جزئیات نگاری پاکیزہ جذبے کا ایک ایسا اظہار ہے جہاں عقیدت اور جوش امتزاج پذیر نظر آتے ہیں۔ بحر کی روانی اور شگفتگی کا احساس ایک انفرادیت عطا کر رہا ہے۔ حبِ رسول، اسلامی اقدار کی ترجمان بن گئی ہے ان کی شاعری میں نہ تو مؤرخانہ حیثیت کو کوئی ضعف پہنچا ہے اور نہ ہی واقعات پر کوئی حرف گیری کی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت ابوطالبؑ کا یہ قصیدہ اپنی مثال آپ ہے۔

The beauty of flow with which Hazrat Abu Talib(a.s) narrates incidents in this poem is self-evident.His devotion and enthusiasm seem to have intermingled to give expression to his sacred feelins, in minute details. the flowing and fresh meter chosen by him, in itself, brings a uniqueness of its own kind to it. His love for the Holy Prophet(PBUH&HP), so glowingly seething here, has really become a paragon of this sanctimonious Islamic tradition.

(1)

أَبْكَى الْعُيُونَ وَأَذْرَى دَمْعَهَا دِرَراً
مُصَابُ شَيْبَةَ بَيْتِ الدِّيْنِ وَالْكَرَمِ

میری آنکھوں سے اشکوں کا ایک دریا رواں ہے اس لیے کہ شیبۃ الحمد (حضرت عبدالمطلبؑ) اس دنیا سے رخصت ہو گئے جن کی ذات دین و کرامت کا ابتدائیہ تھی۔

A flood of tears has welled up in my eyes because Hazrat Abdul Mutalib (A.S) who used to be the prologue of religion and graciousness has left for his heavenly abode.

(2)

كَـــانَ الشُّـجَـــاعَ الـجَـوَادَ الـفَـــرْدَ سُـــوْدَدُهُ
لَـــهُ فَـضَـــائِـلُ تَـعْـلُـو سَـــائِـرَ الأُمَـمِ

وہ (حضرت عبدالمطلبؓ) شجاعت، سخاوت اور سرداری میں اپنی مثال آپ تھے وہ عظمت و برتری میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔

He was the paragon of valour, generosity and leadership and had no match in his grandeur and dignity.

(3)

مَـضَـــى أَبُـو الـحَـــارِثِ الـمَـــأْمُول نَـــائِـلُـــهُ
والـمُـخْتَشَـىٰ صَـوْلُـــهُ فِـى الـنَّـاسِ والـنِّـقَـمِ

ابوالحارث دنیا سے رخصت ہوگئے ان کی شجاعت سے ہر کس و ناکس اچھی طرح سے واقف تھا ان کی سخاوت ایک بہتے ہوئے دریا کی مانند تھی جس سے سب استفادہ کرتے تھے۔

What I mean is that the world has been bereaved of Abul Hars. His bravery was well known to the all and sunday. His generosity was akin to a flowing stream that benefitted all.

(4)

هُـــوَ الـــرَّئِـيْـــسُ الـــذى لَا خـــلْـقَ يـــقْـــدُمُـــهُ
غَـــدَاةَ يَـحْـــمِـــى عَـــنِ الأَبْـطَـــالِ بـــالـعَـلَـمِ

وہ اپنی قوم کے ایک ایسے سردار تھے کہ جن کی بہادری پر قوم کو بڑا ناز تھا وہ جب میدان جنگ میں علمبردار بن کر نکلتے تو بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ان کا (فضائل و شجاعت میں) کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

He was the chief of his clan whose people felt highly proud of him. When he came out in the battle field as a standard bearer, the bravest warriors felt abjectly scared. No one can be his equal (in virtues).

(5)

الـعَـامِـرِ البَيـتَ بَيـتَ الـلّـٰـهِ يَـعْـمُـرُهُ

نُـوراً فَـيَـجـلُـو كُـسُـوفَ الـقَـحْـطِ والـظُّـلَـمِ

انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور اسے ایسی درخشندگی عطا کی کہ لوگ خوشحال ہو گئے اور قحط وظلم مکمل طور پر ختم ہو گئے۔

He reconstructed the House of Allah and bestowed on it such greatness as made the people prosperous and they got rid of famine and cruelty.

(6)

ربُّ الـفِـراشِ بِـصَـحْـنِ البَـيـتِ تَـكْـرِمَـةً

بِـذَاكَ فَـضْـلُ أَهْـلِ الـفَـخْـرِ والـقِـدَمِ

وہ (عبدالمطلب) ایک ایسے صاحب توقیر انسان تھے کہ (ان کی آمد) ان کے لیے بیت اللہ میں مسند بچھادی جاتی تا کہ وہ اس پر بیٹھ جائیں اس عزت وتوقیر کی بنا پر وہ تمام صاحبان فہم ودانش میں ارفعیت کے مالک بن گئے۔

He was such an honourable person that when he arrived, a carpet-piece was laid in the House of Allah for him to sit on. This reverence and honor rendened him dignified among all the wise and prudent persons.

(7)

بَـكَـتْ قُـرَيْـشٌ أَبَـاهَـا كُـلُّـهَـا وعَـلَـىٰ

أَيْـتَـامِـهَـا وحِـمَـاهَـا الـثَّـابِـتِ الـدِّعَـمِ

جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اہل قریش ان کی موت پر اس طرح روئے جیسے بچے اپنے باپ کے مرنے پر روتے ہیں اور جیسے کسی عزم صمیم کے مالک ہادی کی موت پر گریہ کیا جاتا ہے۔

At his demise, the peope of Quraish shed tears as those children shed who have lost their father and as people mourn when a leader with firm resolution says good bye to life.

(8)

صَفِيُّ بَكِّي وَجُودِي بِالدُّمُوعِ لَهُ
وَأَسْعِدِي يَا أُمَيْمُ الْيَوْمَ بِالسَّجْمِ

اے صفیہ، اے امیمہ! عظیم باپ کی وفات پر جی بھر کے رو لو کیونکہ رونا، گریہ، (ایسے عظیم انسان پر) اور آہ و بکا کرنا سعادت عظیم کا درجہ رکھتا ہے۔

O Safia, O Amima, weep without restraint for your noble father as weeping and mourning for such an honorable person is no less than an accomplished virtue.

(9)

تُبْكِيكَ نِسْوَةُ رَهْطٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ
وَالْغُرُّ زُهْرَةُ بَعْدَ الْعُرْبِ وَالْعَجَمِ

ان پر نہ صرف بنی اسد اور بنو زہرہ کی عورتیں گریہ و بکا کریں گی بلکہ تمہارے ساتھ تمام عرب و عجم ان پر آنسو بہائے گا۔

Not only the women of Banu Asad and Banu Zahra but also all the Arabian and non-Arabian will mourn his death.

(10)

أَلَمْ يَكُنْ زَيْنَ أَهْلِ الْأَرْضِ كُلِّهِمِ
وَعِصْمَةَ الْخَلْقِ مِنْ عَادٍ وَمِنْ إِرَمِ

میرا باپ (عبدالمطلب) تمام روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں عظیم ترین شخص تھا وہ ہمیشہ مظلوموں کے فریادرس اور ظالموں سے بچانے والے تھے۔

My father was the greatest of all the people abiding the earth. He was ever the rescuer and comforter of the oppressed as well as their protector against the tyrants.

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب کے یہ اشعار شعب ابی طالب کے حوالے سے ہیں۔ان میں جذبات انسانی اپنے عروج پر نظر آتے ہیں۔قریش کی طرف سے ہونے والے ظلم وستم ،مختلف قبائل کا دشمنی پر کمربستہ رہنا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے لوگوں کا یہ سوچنا کہ بنو ہاشم کو مکہ سے نکال دیا جائے، زمزم اور حطیم کو ان سے خالی کرالیا جائے، ان سب تفکرات کا اظہار درج ذیل اشعار سے بخوبی ہو رہا ہے۔یہ قصیدہ عرب کے جاہلانہ دور کی تاریخ بھی ہے اور اس فکر کی غماز بھی جو عرب قبائل کے شعور اور لاشعور ہر دو میں موجود تھی۔

The following verses of Hazrat Abu Talib (A.S) deal with Shaib-e-Abi Talib. Human emotions can be seen at their peak in them. The worries that were so much nagging for him at the hostility shown by different tribes and their plan to turn them out of Makkah and purge Zamzam and Hateem of them are fully reflected in these verses.

(1)

أَرِقْتُ وَقَدْ تَصَوَّبَتِ النُّجُومُ
وَبِتُّ مَا تُسَالِمُكَ الْهُمُومُ

(رات خاموش ہو چکی ہے) ستاروں کے چراغ بجھنے والے ہیں اور میں تفکرات عالم میں مبتلا جاگتا رہا اور میرے ذہن وقلب میں ساری رات سے جنگ جاری رہی۔

The lights of stars are becoming dim and will go out soon. I have been awake surrounded by worries and sorrows. A conflict has been ravaging in my heart and mind the whole night.

(2)

لِظُلْمٍ غَيْرِ ظَلَمُوا وَعَقُّوا

وَغِبُّ عُقُوقِهِمْ كَلَأٌ وَخِيمٌ

(میں جانتا ہوں کہ) میری قوم کا ظلم وستم منتہائے کمال تک جا چکا ہے اور ان کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئی ہیں وہ اپنی اس حرکت سے کبھی باز نہیں آئیں گے لیکن ان کی اس سرکشی کا نتیجہ خود ان کو ہلاک کر دے گا۔

The atrocities of my tribe (The Quraish) have known no bounds and their arrogance has crossed all limits. They will never feel repentant on this attitude. But this rebelliousness on their part will prove fatal for them.

(3)

هُمُ انْتَهَكُوا الْمَحَارِمَ مِنْ أَخِيهِمْ

وَلَيْسَ لَهُمْ بِغَيْرِ أَخٍ حَرِيمُ

یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے برادرانہ طرز عمل کو بھی ملحوظ نہیں رکھا حالانکہ یہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ بھائی ہی بھائی کو پناہ دیا کرتا ہے اور اس کی حرمت کا محافظ ہوتا ہے۔

These are the people who have not even bothered to behave in a manner becoming of brothers though they are well aware that a brother is the shelter for another brother and a custodian of his honor.

(4)

إِلَى الرَّحْمٰنِ وَالْكَرَمِ اسْتَذَمُّوا

وَكُلُّ فَعَالِهِمْ دَنِسٌ ذَمِيمُ

ان لوگوں نے پروردگار کے لطف وعنایت کی قدردانی نہیں کی اور اسکی نوازشات کو اپنے حق میں برا جانا اگر غور کریں تو ان کے اپنے اعمال وافعال اور کردار انتہائی پست اور برے ہوتے ہیں۔

They have not appreciated the worth of the blessings of Allah. They rather regarded his grace as something evil for them. If only they could take stock of themselves and know that their own deeds, actions and ways have touched the nadir of depravity.

(5)

بَنُو تَيْم تَوازَرَها هُصَيْصُ
وَمَخْزُوم لَهَا مِنَّا قَسِيمُ

قبیلہ بنو تیم اور بنو ہصیص نے ایک دوسرے کے ساتھ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) دشمنی میں یارانہ گانٹھ لیا اور دوستی کا عہد کر لیا ہے جبکہ بنو مخزوم تو پہلے ہی ہمارے ساتھ بغض وعناد رکھتے ہیں اور دشمنی پر کمربستہ رہتے ہیں۔

The Banu Tameem and Banu Harees have formed an unholy alliance (against the Holy Prophet PBUH&HP). They have taken oath to mutual friendliness. On the other hand Banu Makhzoom have always been jealous and opposed to us and leave no opportunity to be hostile to us.

(6)

فَلا تَنْهَى غُوَاةَ بَنِي هُصَيْص
بَنُو تَيْم وَكُلُّهُم غَشِيْمُ

بنو تیم کے سرکردہ اشخاص ان بھٹکے ہوئے لوگوں کو کبھی بھی سیدھی راہ پر آنے کے لیے نہیں کہیں گے جن کا تعلق بنو ہصیص سے ہے کیونکہ ان قبائل کے سب لوگ ہی ہوش وخرد سے عاری ہیں۔

Those of the Banu Tameem who wield authority will never advise the strayed ones of the tribe of Banu Hasees to retrace their steps to the right path as all the people of these tribes have lost their reason and wisdom.

(7)

وَمَخْزُوم أَقَلُّ القَوْم حِلْمًا
اِذَا طَاشَتْ مِنَ العِنَةِ الحُلُومُ

اگر بنو مخزوم کی عقل ودانش کا جائزہ لیا جائے تو یہ لوگ فہم وادراک اور شعور کی منزلوں سے کبھی گزرے ہی نہیں یہ ہمیشہ عقل ودانش میں سب سے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

If we cast our eyes on the wisdom and prudence of Banu Makhzoom, we will conclude immediately that these people have never enjoyed the blessings of reasoning and rationality. They have always been the lowest in such faculties.

(8)

أَطَاعُوا ابْنَ الْمُغِيرَةِ وَابْنَ حَرْبٍ
كِلَا الرَّجُلَيْنِ مُتَّهَمٌ ' مُلِيمٌ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے محبت کی وجہ سے یہ سب کے سب قبائل ابن مغیرہ (ولید بن مغیرہ) اور ابن حرب (ابوسفیان بن حرب) کے اطاعت گزار بن گئے ہیں حالانکہ یہ دونوں (ابن مغیرہ اور ابوسفیان) کے دونوں ہی نہایت بدکردار اور بدطینت ہیں اور ہمارے ساتھ (بنو ہاشم) ہمیشہ بغض رکھتے ہیں۔

All these tribes have become subservient to Ibn-e-Mughaira (Waleed Bin Mughaira) and Ibn-e-Harb (Abu Sufyan Bin Harb) though the two of them are abjectly characterless and evil natured and have nursed deep grudge against us (Banu Hashim).

(9)

وَقَالُوا خُطَّةً جَوْرًا وَحُمْقًا
وَبَعْضُ الْقَوْلِ أَبْلَجُ مُسْتَقِيمُ

یہ لوگ جو باتیں کر رہے ہیں سراسر احمقانہ اور ظالمانہ ہیں حالانکہ اس دنیا میں کچھ باتیں سیدھی، واضح اور روشن ہوتی ہیں۔

Whatever they say is totally idiotic and oppressive though the world is not empty of clear and straight points.

(10)

لِنُخْرِجَ هَاشِمًا فَيَصِيرَ مِنْهَا
بَلَاقِعَ بَطْنُ زَمْزَمَ وَالْحَطِيمُ

ان کا (قریش، ولید بن مغیرہ اور ابوسفیان) کا خیال ہے کہ وہ ہمیں (بنو ہاشم) یہاں سے (مکہ سے) باہر نکال دیں گے اور زم زم اور حطیم کو ہم سے خالی کرا کر اس پر قبضہ جما لیں گے۔

They are under the illusion that they will turn us out of Makkah and thus, having purged the Zam Zam and Hateem of us, will occupy these places.

(11)

فَمَهْلاً قَوْمَنَا لَا تَرْكَبُونَا
بِمَظْلِمَةٍ لَهَا أَمْرٌ عَظِيمُ

یاد رکھو (اے قریش) اگر تم نے اپنے رویے کی اساس ظلم پر ہی رہنے دی تو پھر یہ جان لو کہ اس مصیبت کا انجام تمہارے لیے انتہائی تکلیف کا حامل ہوگا۔

Beware (O Quraish) if you keep on treading this path of oppression, the ultimate aftermath of all this will be calamitious to you.

(12)

فَيَنْدَمُ بَعْضُكُمْ وَيَذِلُّ بَعْضٌ
وَلَيْسَ بِمُفْلِحٍ أَبَداً ظَلُومُ

یاد رکھو! ظالم کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں اور وہ اپنے ظلم سے بچ نہیں سکتا۔ تم میں سے کچھ لوگ اپنے اس عمل کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہوں گے اور کچھ اپنے کیے پر شرمندہ اور پشیمان ہوں گے۔

Keep in mind that a tyrant finds no shelter. He can't escape the consequences of his atrocities. Some of you will face humiliation and disgrace owing to this behavior whereas some others will feel repentant and regretful.

(13)

فَلَا وَالرَّاقِصَاتِ بِكُلِّ خَرْقٍ
إِلَى مَعْمُورِ مَكَّةَ لَا نَرِيمُ

مجھے قسم ہے ان اشیائے حیات کی جو مکہ میں وارد ہوتی ہیں۔ ہم (بنو ہاشم) کسی بھی لمحے مکہ چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے مکہ ہم سے ہمیشہ بھرا رہے گا۔

I swear by the blessings of life with which Makkah is favoured, we will never leave Makkah. We will always flourish here.

(14)

طوال الدهر حتى تقتلونا
ونقتلكم وتلتقي الخصوم

(وہ وقت آنے والا ہے) ہمارے تمہارے درمیان قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوگا جسے دنیا دیکھے گی (اس قتل وغارت گری اور دشمنی کی اساس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے جسے ہم کبھی نہیں چھوڑیں گے)

The time is close at hand when we and you will be hotly engaged in mutual bloodshed which the whole world will witness

(15)

ويصرع حوله منا رجال"
وتمنعه الخؤولة والعموم

جان لو ہم ان کے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ددیالی اور ننھیالی عزیز واقرباء ان کی حفاظت سے سرمو انحراف نہیں کریں گے اور اپنی جانیں ان پر نچھاور کردیں گے۔

Be it known to you that all the paternal and maternal relatives of Muhammad (PBUH&HP) will never swerve even an inch while guarding him. We will rather lay down our lives for him.

(16)

ويعلم معشر" ظلموا وعقوا
بانهم هم الخذل اللطيم

ان ظلم پیشہ اور جور وجفا کرنے والوں کا مقدر اب صرف اور صرف ذلت اور رسوائی بن چکا ہے۔

These oppressive and tyrannical people are now destined to face only humiliation and disgrace.

(17)

أرادوا قتل أحمد ظالموه

وليس بقتله فيهم زعيم

ان ظالموں کے ناپاک ارادے یہی ہیں کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں لیکن مجھے علم ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں (کہ وہ میلی آنکھ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھے) اور نہ ہی یہ ذمہ داری قبول کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔

The evil designs of these stone hearted persons are aimed at martyring Muhammad (PBUH&HP). But I know that none of them has the courage for it. Nor can they even dare take this responsibility on themselves.

(18)

ودون محمد منا ندیّ

هم العرنين والأنف الصميم

ہم (بنو ہاشم) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و نصرت کے لیے ہر وقت آمادہ ہیں ہمارے غیرت مند اور بہادروں کو وہ (قریش مکہ) بروقت (جنگ) تیار پائیں گے۔

We are all the time resolved to help and support Muhammad (PBUH&HP). (The Quraish) will always find our honour-conscious (warriors) ready for war.

☆☆☆☆☆☆☆

عشق الٰہی بیک وقت دو جذبات پر مبنی ہوتا ہے تقرب الٰہی اور تکمیل ذات یہی دو قوتیں وجود کو کمال کی طرف لے جاتی ہیں چنانچہ ایسی ذات جب کمال پر پہنچ جاتی ہے تو عقل قدسی کے ذریعے ایسے حقائق کا مشاہدہ کرتی ہے جو عام لوگوں کے احاطہ فہم میں نہیں آسکتے البتہ اس ذات کی قدرت سے ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

اسی لیے حضرت ابوطالبؑ جب پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیتے ہیں تو اپنے والد سے کہتے ہیں کہ آپ کو مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال رکھوں کیونکہ میں تو انہیں آغوش مادر سے جانتا ہوں حضرت ابوطالبؑ کو اس بات کا علم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں لہٰذا وہ اپنے خاندان اور اہل قبیلہ سے بار بار یہی تقاضا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ممکن حفاظت کی جائے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ انسانی عمل ہمیشہ قوت وارادے سے صادر ہوتا ہے لہٰذا جب وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کا نظریہ ایمانی مزید پختگی کا حامل ہو جاتا ہے۔ شعب ابی طالب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر کو ہر رات تبدیل کر دینا اور رات کے لمحے کو اپنی قوت بصارت سے نچوڑنا اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کی نجوم شماری، یہ سب محض اس لیے تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں سے بچایا جائے چنانچہ بچانے کا یہ عمل محض تقرب الٰہی اور تکمیل ذات کی وجہ سے تھا جس نے انہیں وہ دوامیت عطا کر دی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی ہستی وفات ابوطالبؑ کے سال کو "عام الحزن" قرار دیتی ہے بلکہ قریش کی طرف سے ملنے والی کلفتوں کی وجہ سے ہجرت پر بھی مجبور ہو جاتی ہے۔

The Love of Allah strives for the attainment of two goals-intimacy with Allah and perfection of the self. These two powers, in fact, lead the being to the pinnacle of perfection so that with its acquired Holy Wisdom, it observes these realities which lie beyond a layman's power of perception.

That's why Hazrat Abu Talib (A.S), having been entrusted with the task of taking loving care of the Holy Prophet (PBUH&HP), assures his father that he needn't ask him to do so as he had intimately known him ever since he was in the lap of his mother.

Hazrat Abu Talib (A.S) knew well that Hazrat Muhammad (PBUH&HP) was the last Prophet of Allah. So he stressfully repeats his advice to his family and clan to do everything to assure his safety.

It can never be overemphasized that human action always assumes prectical dimensions through will power. Hazarat Abu Talib's (A.S) fiath gets firmer when he witnesses the holy person of Hazarat Muhammad (PBUH&HP). He used to change the sleeping place of the Holy Prophet (PBUH&HP) every night, and kept vigilant the whole night during his days in Shaib-e-Abi Talib just to guard him against any attempts made by his enemies. He did all this as the goal in his view was closeness to Allah and perfection of his self. His selfless attitude brought him eternal grace so that the person no less glorified than the Holy Prophet (PBUH&HP) himself declared the year of his death "The Year of Sorrow". And it was only after his death that the Holy Prophet (PBUH&HP) felt compelled to migrate from Makkah to secure himself against the tortures inflicted by the Quraish.

(1)

أَلا مَنْ لِهَمٍّ آخِرَ اللَّيْلِ مُعْتِمِ
طَوَانِي وَأُخْرَى النَّجْمِ لَمَّا تَقَحَّمِ

لیلائے شب کے آخری پہر میں تفکرات میرے ذہن رسا پر قبضہ جمائے رہتے ہیں یہاں تک کہ آخری ستارہ
بھی آسمان سے رخصت ہو جاتا ہے۔

In the dead hours of night my mind is haunted by worries and tensions until the last star is also lost in the abyss of heavens.

(2)

طوابي وقد نامت غيون كثيرة
وسامر أُخری قاعد لم ينوم

رات کے اس سناٹے میں طائران نغمہ اپنے اپنے آشیانوں میں اور انسان اپنے اپنے گھروں میں خواب غفلت کے مزے لے رہے ہوتے ہیں لیکن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی فکر میں غلطاں، آخری ستارے کے ڈوبنے تک بیٹھا رہتا ہوں اور میری آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہوتی ہے۔

In the deep silence of night the birds in their nests and human beings in their homes enjoy sound sleep. But my worries (regarding the security of the Holy Prophet PBUH&HP) keep me awake the whole night so that my eyes even never wink.

(3)

لأخلام أقوام أرادوا محمداً
بظلم ومن لا يتقي البغي يظلم

ان لوگوں نے (قریش مکہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم روا رکھنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا ہے حالانکہ جو دوسروں پر ظلم کرنے سے کبھی نہیں ہچکچاتا وہ بھی اس سے کسی صورت نہیں بچ سکتا۔

They (The Quraish) are resolved to torment Muhammad (PBUH&HP) though one who does'nt loathe tyrannizing others never can escape its consequences.

(4)

سعوا سفهاً واقتادهم سوء أمرهم
على خابل من أمرهم غير محكم

ان کی تمام کوششیں فضول اور رائیگاں جائیں گی یہ شیطنت کے مطیع ہو چکے ہیں، بد خلقی انہیں اپنے مذموم ارادے کی تکمیل پر مجبور کر رہی ہے جو کسی صورت روا نہیں۔

All their efforts will end in smoke. They have become servile to diabolic urges. Their immorality leads them to give their heinous intentions a concrete form. All this can never be tolerated.

(5)

زجـلـة أمـور لـم يـنـالـوا نـظـامهـا

وانْ نَشَـدُوا فـي كُـلّ بـدْوٍ و مُـوسـم

ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی یہ اپنے ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے چاہے یہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرلیں۔

Their wish will never be satisfied and their evil designs won't succeed even though they try to move heavens and earth.

(6)

يُـرجُـون مِـنّـا خُـطّة دُون نَيْلِهـا

ضِـرابٌ وطَـعْـنٌ بـالـوشيـج الـمُـقَـوَّم

یاد رکھو (اے قریش) ہم تمہارے مطالبے کا جواب اپنی خارا شگاف تلواروں اور آہنی نیزوں سے دیں گے۔

Beware (O Quriash) our granite shattering swords and steel lancets will respond to your demand.

(7)

يُـرَجُّـون أنْ نَـسْـخـى بِـقَـتْـلِ مُـحـمـد

ولَـمْ تَـخْـتَـضِـبْ سُـمْـرُ الـعـوالِـي مِـن الـدَّم

(اے قریش) تمہاری توقع ہے کہ تم بآسانی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر سکتے ہو یاد رکھو کیا ہم تمہارے اس فعل پر اپنے نیزوں کی انیوں کو تمہارے خون سے سرخ نہ کردیں گے۔

Do you take it for granted that you can kill Muhammad (PBUH&HP) so easily? Won't we make the ends of our spears red with your blood at this act of yours?

(8)

كَذَبْتُم، و بيتَ اللهِ. حتى تعرِفُوا

جَمَاجِمُ تُلقى بِالحَطِيمِ وزَمزَمِ

مجھے قسم ہے بیت اللہ کی (اے گروہ قریش) تمہارا خیال باطل اور فضول ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآل وسلم کو قتل کر دو گے ہاں یہ ضرور ہے کہ حطیم اور زم زم کے ارد گرد تمہارے بڑوں کے سر جا بجا بکھرے ہوئے نظر آئیں گے۔

I swear by the House of Allah that whatever you think is wrong and futile. However you must rest assured that (in case you make any attempt on Muhamamad (PBUH&HP) the skulls of your great ones would be seen scattered all around Hateem and Zam Zam.

(9)

وتُقطَعُ أرحَامٌ وتَنسى حَلِيلَةٌ

حَلِيلاً ويَغشى مَحرَمٌ بَعدَ مَحرَمِ

یاد رکھو! قرابتیں دم توڑ دیں گی گھریلو زندگی کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا اور عزت و آبرو کا جنازہ نکل جائے گا۔

Our relations will damage beyond repair. Family life will become extinct and honor will get indelible stigma.

(10)

وينهَضُ قومٌ في الحَدِيدِ إليكُم

يَذُبُّونَ عَن أحسَابِهِم كُلَّ مُجرِمِ

میری قوم کے لوگ (بنو ہاشم) لوہے کا پیرہن پہنے ہوئے تمہاری طرف آئیں گے اور پھر ہر مجرم کو اس کے جرم کی سزا دی جائے گی۔

The people of my tribe clad in there armour (Banu Hashim) will rush towards you and then every criminal will be punished for his crimes.

(11)

هُمُ الأُسْدُ أُسْدُ الزَّارِتِين اذا غدت
عَلَى حَنَقٍ لَمْ تَخْشَ إِعْلَامَ مُعْلِمِ

ہمارے جوان (بنو ہاشم) ایسے بپھرے ہوئے شیر ہیں کہ جب وہ میدان کارزار میں دھاڑتے ہوئے حملہ کرتے ہیں تو پھر زبانیں گنگ ہو جایا کرتی ہیں اور ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔

Our youth are like the ferocious lions and when they roaringly come into action in the battlefield, all tongues become dumbfounded and only silence reigns everywhere.

(12)

فَيَا لَبَنِي فِهْرٍ أَفِيقُوا وَلَمْ تَقُمْ
نَوَائِحُ قَتْلَى تَدَّعِي بِالتَّنَدُّمِ

اے بنی فہر (اپنے مذموم ارادے سے باز آجاؤ) خواب غفلت کی مدہوشی کو ترک کردو کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں تمہاری عورتیں تم پر شرمندگی سے آنسو بہاتی رہیں۔

O Bani Fahr! Why don't you come out of this deep slumber. Do you want your women to mourn you regertfully?

(13)

عَلَى مَا مَضَى مِن بَغْيِكُم وَعُقُوقِكُم
وَغِشْيَانِكُم فِي أَمْرِنَا كُلَّ مَأْثَمِ

تمہارا رویہ (گروہ قریش) ہمارے ساتھ (بنو ہاشم) ہمیشہ سے بغض و عناد کا رہا ہے اور ظلم و ستم تمہاری عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ تمہاری یہ فکر مجرمانہ انداز فکر کی غماز ہے۔

You have always treated us with hostility and grudge. Committing atrocities has become your second nature. This way of thinking on your part is enough to show how corrupt your minds have become.

(14)

وَظُـلْـمِ نَبِـيٍ جَـاءَ يَـدْعُـو إلَـى الْهُـدٰى

وَاَمْـرٍ اَتـٰـى مِـنْ عِـنْـدِ ذِي الْـعَـرْشِ قَيِّـمِ

(تمہاری یہ بات قابل مذمت ہے) کہ اللہ کا جو پیغمبر آیا ہے اور انسان کو ہدایت کی راہ پر بلا رہا ہے اس پر اس طرح ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں۔

(It is highly detestible) that the Prophet of Allah who has come to you with his message and beckons man to the straight path should be targetted with such atrocities.

(15)

فَلَا تَحْسَبُونَا مُسْلِمِيهِ ، وَمِثْلُهُ

اِذَا كَانَ فِي قَوْمٍ فَلَيْسَ بِمُسْلَمِ

اس خیال فاسد کو اپنے اذہان سے نکال دو کہ ہم کبھی ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیں گے اور ان کا ساتھ دینا چھوڑ دیں گے۔ بھلا ایسی ہستی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہم کیسے ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔

Let you banish the illusive thought that we will ever recoil from helping him (The Holy Prophet PBUH&HP). How on earth can we desert such a person?

(16)

فَهٰذَا مَعَاذِيْرُ وَتَقْدِمَةٌ لَكُمْ

لِكَيْلَا يَكُونَ الْحَرْبُ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

میرے یہ تمام اشعار صرف اتمامِ حجت کے لیے ہیں تاکہ بعد میں تمہیں پچھتانا نہ پڑے اور تم بغیر سوچے سمجھے میدان کارزار میں موت کی نذر نہ ہو جاؤ۔

These verses of mine are just a warning to you lest you should regert afterwards, lest you be devoured by Death in the battlefield unscrupulously.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

******

اس قصیدہ میں حضرت ابو طالبؑ اپنے خاندان کی عزت وعظمت پر فخر ومباہات کا اظہار کرنے کے علاوہ بنو غفار کے ہجرت کر جانے، ان کے بکھر جانے، زندگی کے خاتمے اور قریش مکہ کے ظلم وستم کے متعلق اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان اشعار میں تشبیہ واستعارہ اور صنعت تضاد اپنے جوبن پر نظر آتے ہیں۔

This poem reflects Hazrat Abu Talib's(a.s) deep pride in the honour and dignity enjoyed by his family, alongwith his feelings about Bannu Ghaffar's migration that caused their scattering, and the brutalities of the Quraish. Its literary worth lies in Hazrat Abu Talib's(a.s) use of similes, metaphors and antithesis in it so beautifully.

(1)

لِمَنْ أَرْبُعٌ أَقْوَيْنَ بَيْنَ الْقَدَائِمِ

أَقَمْنَ بِمَدْخَلَةِ الرِّيَاحِ الرَّمَائِمِ

اونچے اونچے ٹیلوں پر یہ پرانے مکانات جواب مکینوں کے بغیر ہیں کن کے ہیں ان کی تو شان ہی نرالی ہے۔ یہ تو وہ ہیں جنہوں نے حادثات زمانہ کا مقابلہ بڑی پامردی اور استقلال عظیم سے کیا ہے۔

Whose are these godforsaken old houses on the high mounds here? Their majesty is unique. These are (of those) who faced the ravages of time with courage and resolution.

(2)

فَكَلَّفْتُ عَيْنِيَّ الْبُكَاءَ وَخِلْتُنِي

قَدْ أَنْزَفْتُ دَمْعِي الْيَوْمَ بَيْنَ الْأَصَارِمِ

کلفتِ غم سے آج ایک جوئے خون میری چشمِ حیراں سے بہہ رہی ہے مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں عوام الناس کے درمیان کھڑا ہو کر آنسو بہا رہا ہوں (حالانکہ پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا)۔

The perturbation caused by grief has made my shocked eyes cry blood. I feel as if I were shedding tears in the presence of common men.

(3)

وكَيفَ نبكائي في الطُّلول وقد أتت
لها حقبٌ مُذ فارقتْ أُمّ عاصمِ

وہ سرزمین وطن جو ایک عرصہ طویل سے تباہ و برباد ہو چکی ہے اور جس تباہی و بربادی کو مدت دراز گزر چکی ہے اس کے اجڑ جانے پر میری آنکھیں گریہ کناں ہیں لیکن کون ہے جو میری اس کیفیت کو سمجھے گا جو میرے دل پر بیت رہی ہے

My homeland is in complete shambles and a long time has elapsed now. Its ruination has filled my eyes with tears. But who can understand what is so nagging for me.

(4)

غفاريّةٌ حلّت ببولان حلّة
فينبعَ أو حلّت بهضب الرجائمِ

بنی غفار (غفار بن ملیل) کے وہ لوگ جو عرصہ ہوا اپنی اس زمین وطن کو چھوڑ کر جا چکے ہیں ان کے گھر ویران ہو چکے ہیں ان کا سردار بصرہ کے راستے بولان اور پھر یمن کے پاس خلہ چلا گیا اور پھر اس نے پہاڑوں کے پار ڈیرہ جمالیا۔

The houses of Bani Ghaffar who migrated from their homeland have become deserted. Their cheif left for Bolan and then for it Hullah. Finally he lost himself in mountains.

(5)

فدعها فقد شطّت بها غربةُ النّوى
وشعبٌ لشتّ الحيّ غير ملائمِ

افسوس اس وچھوڑے نے اسے غریب الوطن بنا دیا اور پھر اسی وجہ سے اس کے قبیلے کے تار و پود بھی بکھر گئے۔

Alas! This separation made him an emigrant.Thus his tribe scattered in the wilderness.

(6)

فَبَلِّغْ عَلَى الشَّحْنَاءِ أَفْنَاءَ غَالِبٍ

لُؤَيًّا وَتَيْمًا عِنْدَ نَصْرِ الْكَرَائِمِ

بنی غالب کے شیوخ آج صرف اس لیے اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں تا کہ وہ اجتماعی طور پر ہماری مخالفت کر سکیں۔

The chieftains of Banu Ghalib have joined forces to support one another just to oppose us unitedly.

(7)

بِأَنَّا سُيُوفُ اللَّهِ وَالْمَجْدُ كُلُّهُ

اذا كَانَ صَوْتُ الْقَوْمِ وَحْيَ الْغَمَاغِمِ

ہم سب کے سب (بنو ہاشم) سیف اللہ ہیں اور ہر طرح کی شرافتیں ہمارے ہی دامن سے وابستہ ہیں ہم میدان جنگ میں اس وقت صف اول میں ہوں گے جب بھی قوم ہمیں پکارے گی۔

All of us (Banu Hashim) are swords of Allah. Every noble virtue belongs to us. In the battlefield we must be in the forefront whenever our people call us for help.

(8)

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ الْقَطِيعَةَ مَأْثَمٌ

وَأَمْرُ بَلَاءٍ قَاتِمٍ غَيْرُ حَازِمِ

اس بات سے سب واقف ہیں کہ ہمارا ساتھ نہ دینا گناہ عظیم ہے اور یہ نہ صرف دور اندیشی کے خلاف ہے بلکہ ہولناک راستہ بھی ہے۔

Everyone knows that not standing by us is a very serious sin. It is not only against prudence but also a very perilous path.

(9)

وَاَنَّ سَبِيْلَ الرُّشْدِ يُعْلَمُ فِي غَدٍ

وَاَنَّ نَعِيْمَ الدَّهْرِ لَيْسَ بِدَائِمِ

لذائذ حیات کا عنقریب خاتمہ ہو جائیگا اور جلد ہی ایام دہر بتا دیں گے کہ صراط مستقیم کونسا ہے (اور صراط تنزل کونسا ہے)

The luxuries of life will soon lose their glitter, and through cycle of days it will dawn upon you which one is the straight path(and which one leads to decadence).

(10)

فَلَا تَسْفَهَنْ اَحْلَامُكُمْ فِي مُحَمَّدٍ

وَلَا تَتْبَعُوا اَمْرَ الْغُوَاةِ لِاَشَائِمِ

تم لوگ (قریش) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بے وقوفی کا مظاہرہ مت کرو جس راستے پر تم لوگ چل رہے ہو وہ سراسر احمقانہ ہے لہذا ان لوگوں کے جھانسے میں مت آؤ یہ تو خود کوتہ اندیش لوگ ہیں۔

Don't behave foolishly regarding Muhammad (PBUH&HP). The path you are treading is nothing but of fools.You mustn't let yourselves be hoodwinked by them as they are nothing less than short-sighted

(11)

تُمَنُّوْنَكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْهُ وَاِنَّمَا

اَمَانِيُّهُمْ تِلْكُمْ كَاَحْلَامِ نَائِمِ

تمہاری یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ تم انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) قتل کر دو لیکن تمہاری یہ خواہش ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

The highest desire you have nurtured is to kill him (The Holy Prophet PBUH&HP) but it is not more than the reverie of a lunatic.

(12)

فَإِنَّكُم وَاللّٰهِ لَا تَقْتُلُونَهُ

وَلَمَّا تَرَوْا قَطْفَ اللِّحَى وَالغَلَاصِمِ

قسم بخدا تم (قریش مکہ) ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسی صورت قتل نہیں کر سکتے اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو تمہارے جسموں پر تمہاری گردنیں قائم نہیں رہیں گی۔

By God! You can never murder him. If you even make any such attempt, your heads won't survive on your shoulders.

(13)

وَلَمْ تُبْصِرُوا الأَحْيَاءَ مِنْكُم مَلَاحِمَا

تَحُومُ عَلَيْهَا الطَّيْرُ بَعْدَ مَلَاحِمِ

یاد رکھو! باقی بچ جانے والے دوبارہ کسی میدان جنگ میں جانے کے قابل نہیں رہیں گے اور تمہارے مقتولین کی لاشوں پر گدھ منڈلا رہے ہوں گے اور جانور انہیں نوچ رہے ہوں گے۔

Beware, even those who survived, wouldn't be able to participate in any other battle. Vultures would hover over the corpses of your dead while beasts would be feasting on them.

(14)

وَتَدْعُوا بِأَرْحَامٍ أَوَاصِرَ بَيْنَنَا

وَقَدْ قَطَعَ الأَرْحَامَ وَقْعُ الصَّوَارِمِ

تم (قریش) ہمارے ساتھ (بنو ہاشم) خونی رشتوں اور قرابتوں کے دعویدار بھی ہو لیکن انہی رشتوں کو اپنی تلواروں سے کاٹ بھی رہے ہو تم ہی بتاؤ یہ کسی رشتہ داری ہے۔

You (The Quraish), on the one hand, claim to be tied to us in blood relation, while, on the other hand, you sever these very relations with your swords. Now what justification can you offer for these relations at all?

(15)

وَنَسْمُو بِخَيْلٍ بَعْدَ خَيْلٍ تَحُثُّهَا
إِلَى الرَّوْعِ أَبْنَاءُ الْكُهُولِ الْقَمَاقِمِ

تمہارے بڑے دوسرے قبائل کے بہادروں کو ہم سے جنگ کرنے پر اکسا بھی رہے ہیں اور جنگی گھوڑے بھی اکٹھے پر اکٹھے کیے جا رہے ہیں

Your elders are inciting the warriors of other tirbes to wage war on us. One after the other, war steeds are also brought together for this purpose.

(16)

مِنَ الْبِيضِ مِفْضَالٍ أَبِيٍّ عَلَى الْعِدَا
تَمَكَّنَ فِي الْفَرْعَيْنِ مِنْ حَيِّ هَاشِمِ

اب تم بنو ہاشم کے ان متعلقین کو غیض وغضب میں مبتلا کر رہے ہو جن کی عظمت وفضیلت اور غیرت وحمیت کا جواب نہیں یہ (بنو ہاشم) تو وہ جیالے ہیں جنہوں نے دشمنوں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔

Now you are provoking Banu Hashim & their allies whose sense of honour & dignity has no parallel. They are the valiant people who have never yielded to the enemy.

(17)

أَمِينٌ "مُحَبٌّ" فِي الْعِبَادِ مُسَوَّمٌ"
بِخَاتَمِ رَبٍّ قَاهِرٍ لِلْخَوَاتِمِ

وہ تو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صادق وامین ہیں اور اور بنی نوع انسان میں محبوب ترین ہستی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے خاتم (خاتم انبیاء والمرسلین) کا درجہ عطا کیا ہے۔

He (The Holy Prophet (PBUH&HP) is truthful and trustworthy. He is the dearest person among all mankind. Allah has bestowed upon him the title of the Seal of Prophethood.

(18)

يَــرى الــنــاسُ بُــرهــانــاً عَــلَيْــه وَهَيْبَةً
وَمــا جــاهِــلٌ" أمــراً كَــآخَــرَ عــالِــم

سب ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رعب وجلال سے اچھی طرح واقف ہیں اور ان کے کاٹ دار دلائل و براہین سے بھی۔ یہ بات تو روز روشن کی طرح ضوفشاں ہے کہ عالم و جاہل ایک جیسے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

All are well aware of not only his majesty and grandeur but also his convincing and impressive arguments. It is as evident as the shining sun that one who knows and one who does not know can't be equal.

(19)

نَبِــيّ" أتــاهُ وَحْــي" مِــنْ عِــنْــدِهٖ رَبِّــه
وَمَــنْ قــالَ : يَــقْــرَعْ بِهــا سِــنَّ نَــادِمِ

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرتا ہے ان کا انکار کرنا کفر ہے اور کفر کرنے والے یقیناً شرمسار ہوں گے۔

He is the Prophet of Allah Who sends down revelations to him. Denying him is an act of infidelity and the infidels shall surely feel repentant.

(20)

تُــطِيفُ بِــــه جُــرْثُــومَةٌ" هــاشِــمِيَّةٌ
تُــذَبِّــبُ عَــنْــه كُــلَّ عــاتٍ وَظــالِــم

ان کے اطراف و جوانب میں خاندان بنو ہاشم کے بہادر جوان ہر وقت موجود رہتے ہیں جو ہر اس شخص کو مار بھگائیں گے جو کسی بھی برے ارادے سے آئے گا وہ (بنو ہاشم) ان کی مکمل حفاظت کریں گے۔

Close at his feet are always the brave Hashmite youth who will beat back all those who come there with some bad intention. They will gaurd him perfectly.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ دوسرا قصیدہ ہے جو حضرت ابوطالبؑ نے سفر شام کے حوالے سے جس میں راستے میں پیش آنے والے واقعات کو بیان کیا ہے کیونکہ اس سفر میں جانب ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کے ساتھ تھے اس میں بھی بحیرا راہب سے ملاقات کا کھانے کا اہتمام کرنا، بحیرا کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علامات نبوت دیکھنا، ان سب کا بیان ہے۔ دریس ہمام اور زریر روی یہودیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں پیش گوئی اور تشریح وغیرہ یہ سب حالات و واقعات حضرت ابوطالبؑ نے اس میں بیان کیے ہیں۔

It is another poem Hazrat Abu Talib(a.s) composed about his journey to Syria. Here again he recounts different incidents, including Buhira's feast, his witnessing the signs of Prophethood in the Holy Prophet(PBUH&HP), arrival of the Jew rabbies, Darees,Hamam and Zareer, and Buhira's convincing them successfully of the prophethood of the Holy Prophet(PBUH&HP).

(1)

أَلَمْ تَرَنِي مِنْ بَعْدِ هَمٍّ هَمَمْتُهُ

بِفُرْقَةِ حُرٍّ مِنْ أَبِيْنَ كِرَامِ

کیا تم لوگ اس واقعے کو بھول گئے ہو جب میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اپنے اجداد کی زمین (الغرض تجارت) چھوڑ کر سفر کروں اور انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کے سپرد کر کے جا رہا تھا جو اس (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حقیقتاً حفاظت کر سکتے تھے۔

Have you forgotten that when I decided to leave the land of my forefathers (for trade) and entrusted him (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) to those who could surely take good care of him.

(2)

بِـأَحْـمَـدَ لَـمَّـا أَنْ شَـدَدْتُ مَـطِـيَّـتِـي

بِـرَحْـلِـي وَقَـدْ وَدَّعْـتُـهُ بِـسَـلَام

زادِ سفر تیار ہو چکا تھا اور لادا جا چکا تھا اور پھر ہم احمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خدا حافظ کہہ کر سوار ہوئے۔

After the luggage had been packed and loaded, we said adieu to Muhammad (PBUH&HP).

(3)

فَـلَـمَّـا بَـكَـى وَالْعِيْـسُ قَـدْ قَـلَّـصَـتْ بِـنَـا

وَقَـدْ نَـاشَ بِـالْـكَـفَّـيْـنِ ثِـنْـيَ زِمَـامِ

جونہی ہم چلنے لگے تو میں نے دیکھا کہ جدائی کے غم سے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آنکھوں سے اشک رواں ہیں اور انہوں نے (میری سواری کی) لگام پکڑ رکھی ہے۔

We were just about to take the start, when I observed that the pangs of separation had caused him (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) to cry and he had held the reins (of my camel).

(4)

ذَكَـرْتُ أَبَـاهُ ثُـمَّ رَقْـرَقْـتُ عَـبْـرَةً

تَـجُـودُ مِـنَ الْـعَـيْـنَـيْـنِ ذَاتَ سِـجَـامِ

مجھے ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے والد (حضرت عبداللہ) کی یاد آ گئی اور میری آنکھوں سے مسلسل آنسو بہنے لگے۔

The image of his father (Abdullah A.S) flashed across my mind and I also burst into tears.

(5)

فَقُلْتُ: تَرَحَّلْ رَاشِداً فِي عُمُومَةٍ

مُوَاسِينَ فِي الْبَأْسَاءِ غَيْرَ لِئَامِ

میرا دل بھر آیا اور میں نے (ابو طالبؑ) انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سفر میں ساتھ چلنے کا کہا ایک ایسے چچا کے ساتھ جوان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت میں سر دھڑ کی بازی لگا دے گا۔

I felt miserable and thus I asked him to accompany me in this journey. I, his uncle, was not to feel hesitant even to offer my life in his defence.

(6)

فَجَاءَ مَعَ الْعِيْرِ الَّتِي رَاحَ رَكْبُهَا

شَآمِي الْهَوَى وَالْأَصْلُ غَيْرُ شَامِ

ہم سب اپنے اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے ان گھوڑوں کا رخ اگرچہ شام کی طرف تھا لیکن اس (سفر) کا تعلق شام سے ہرگز نہیں تھا۔

We sat astride our horses which headed towards Syria though actually this journey had not Syria as its final destination.

(7)

فَلَمَّا هَبَطْنَا أَرْضَ بُصْرَى تَشَوَّفُوا

لَنَا فَوْقَ دُوْرٍ يَنْظُرُونَ عِظَامِ

(یہاں تک کہ) ہم بصری کی سرزمین میں داخل ہو کر ٹھہر گئے تو بصری منڈی کے اونچے اونچے مکانات کی چھتوں سے وہاں کے مکینوں نے ہمیں دیکھ لیا۔

At last we arrived at Busra and set our tents there. The people of Busra watched us from their high roofs.

(8)

فَجَاءَ بَحِيْرَاءُ اِلَيْنَا مُحَاشِداً

بِطِيْبِ شَرَابٍ عِنْدَهُ وَطَعَامِ

بحیرا (راہب اپنے صومعہ سے باہر آیا) نے ہماری اور اہل قافلہ کی ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا۔

Then Buhira, the monk, arranged a grand feast for us.

(9)

فَقَالَ: اجْمَعُوا اَصْحَابَكُم عِنْدَ مَا رَأى

فَقُلْنَا: جَمَعْنَا الْقَوْمَ غَيْرَ غُلَامِ

اس نے (بحیرا راہب) کہا کہ تم سب احباب اس دعوت میں آ گئے ہو (کیا کوئی باقی تو نہیں) اسے بتایا گیا کہ ایک (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ سب حاضر ہیں۔

He asked us whether all the people of the caravan had come there. He was told that all but one (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) were present there.

(10)

يَتِيْم" فَقَالَ: ادْعُوْهُ، اِنَّ طَعَامَنَا

لَهُ دُوْنَكُم مِنْ سُوْقَةٍ وَاِمَامِ

اس (راہب) نے کہا کہ اسے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) بھی بلائیں (کیونکہ اس دعوت کا انتظام اسی پیشوا کی خاطر ہے جس کا ہم اتباع کرنے والے ہیں نہ کہ یہ عام لوگوں کے لیے ہے)۔

He requested us to call him (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) also to the feast.

(11)

وَآلَی یَمِیْنًا بَرَّۃً اِنْ زَادُنَا

کَثِیْرٌ عَلَیْہِ الْیَوْمَ غَیْرُ حَرَامٖ

اس (بحیرہ راہب) نے حلفاً کہا کہ اس ضیافت کا انتظام و انصرام صرف اسی خوش قسمت ہستی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مرہون منت ہے اور اس دعوت میں کوئی حرام چیز نہیں ہے۔

He earnestly said that the feast had been arranged just in honour of the blessed person (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) and so no forbidden stuff was to be offered there.

(12)

فَلَوْلَا الَّذِی خَبَّرْتُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ

لَکُنْتُمْ لَدَیْنَا الْیَوْمَ غَیْرَ کِرَامٖ

اگر تم نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خبر نہ دی تو پھر میں کسی صورت بھی تمہاری عزت و توقیر نہیں کروں گا چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا گیا۔

(He said) if you do not let me know anything about Muhammad(PBUH&HP), I won't feel inclined to honoring you in any way. So he (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP) was called there.

(13)

فَلَمَّا رَاٰہُ مُقْبِلًا نَحْوَ دَارِہٖ

یَـــرَوْقِیْہِ حَرَّ الشَّمْسِ ظِلُّ غَمَامٖ

اس (بحیرا راہب) نے انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) عجیب شان سے آتے ہوئے دیکھا کہ لکۂ ابر رواں انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آفتابی تمازت سے بچانے کے لیے (ان پر) سایہ فگن ہے۔

He observed that the Holy Prophet (PBUH&HP) was proceeding with a unique grandeur so that a patch of floating cloud sheltered him against the intensity of the sun.

(14)

جثا راسه بنية السجود ضمه

الى النحر والصدر اى ضمام

وہ (بحیرا راہب) پہلے تو ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے ساجدین کی طرح جھک گیا اور پھر ان کے ساتھ معانقہ کرنے لگا۔

So he bowed to him as the prostrators do and then he embraced him.

(15)

واقبل ركب يطلبون الذى راى

بحيراء رأى العين وسط خيام

اسی اثنا میں بغض وعناد رکھنے والے کچھ لوگ خیمے کے اندر داخل ہو گئے او بحیرا کی بتائی ہوئی نشانیوں (آثار نبوت) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(In the meanwhile) some people, filled with jealously and grudge, entered his tent and were obliged to see with their open eyes the signs (of Prophethood) as described by Bahira).

(16)

فثار اليهم خشية لعرامهم

وكانوا ذوى بغى معا وعرام

بحیرا شدید غصہ کے عالم میں ان سے گفتگو کرنے کے لیے آگے بڑھا، کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ یہ شر پسند لوگ ہمارے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خلاف ہیں۔

.Realizing that these evil minded persons were hostile to him (The Holy Prophet Muhammad PBUH&HP), Bahira came forward in an aggressive manner to talk with them.

(17)

ذريس " وهمام " وقد كان فيهم

زرير " وكل القوم غير نيام

پھر دریس، ہمام اور زریر کے ساتھ کچھ اور بد بخت لوگ بھی آ گئے یہ سب کے سب کینے کی آگ میں جل رہے تھے۔

Then Darees, Hamam and Zareer along with some other unscrupulous persons came there. All of them were boiling with hatred and rage.

(18)

فجاءوا وقد هموا بقتل محمد

فردهم عنه بحسن خصام

یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ لے کر آئے تھے وہ (بحیرا راہب) ان کے ارادوں کو بھانپ گیا اور ان کی دشمنی کو سمجھ گیا اور اس نے (بحیرا راہب) بڑے احسن طریقے سے انہیں وہاں سے جانے پر مجبور کر دیا۔

They explicitly intended to kill Muhammad (PBUH&HP). He (Buhira) realized that they had hostile designs and so he in a highly commendable way complied them to retrace their steps.

(19)

بتأويله التوراة حتى تيقنوا

وقال لهم: رمتم أشد مرام

اس نے (بحیرا راہب) توریت کی تفسیر پیش کی اور اس طرح سے اس کے (توریت) کے مطالب بیان کیے کہ ان سب کو (دریس ہمام، زریر اور ساتھی) یقین کرنا پڑا اور کہا کہ انکا ارادہ بہت برا تھا۔

He (Buhira) interpreted the meanings of Torah in such a nice way that all of them (Dareas etc) were to believe and admit that their plan was really evil.

(20)

أتبغون قتلا للنبي محمد

خصصتم على شؤم بطول أثام

کیا تم لوگ اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل سے ہاتھ رنگنا چاہتے ہو؟ یہ ایک ایسا گناہ ہوتا جس کا عذاب ختم ہی نہیں ہو سکتا کیا تمہیں ہی یہ کام کرنے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

(Buhira said) Do you want to burden your conscience with murdering Muhammad (PBUH&HP), the Prophet of Allah? This would be a sin which entails interminable divine retirbution. Have you been charged with this heinous duty?

(21)

وانّ الذي يختاره منه مانع"

سيكفيه منكم كيد كلّ طغام

وہی ذات (اللہ تعالٰی) اس (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کرنے والی ہے اور وہی ذات ہے جو اسے ان (دشمنوں) کی برائیوں سے بچائے گی کیونکہ اس نے انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منتخب کیا ہے۔

Only the Creator will protect him. It is He who will guard him against the evil designs of his enemies as He has chosen him (The Holy Prophet Muhammad (PBUH&HP).

(22)

فذلك من أعلامه وبيانه

وليس نهار" واضح" كظلام

اس نے (بحیرا راہب) نے یہ تمام باتیں واضح اور سب کے سامنے بیان کی تھیں لہذا روز روشن کو تاریکی شب کی صورت نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ یہ واقعہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) نبوت کی پہچان اور علامت ہے۔

He (Bahira) uttered all this before all who were present there in a plain and lucid way so that no one could fail to discern the bright day from the dark night. So this incident is the clear proof and sign of his (The Holy Prophet Muhammad (PBUH&HP) Prophethood.

☆☆☆☆☆☆☆

تاریخی شخصیات کا اگر جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی شخص کا کردار اور اسکا مزاجی اختلاف تہذیبی تنازع کو جنم دیتا ہے تو دوسری طرف سماج کو بھی مربوط کرتا ہے لیکن اگر اس میں مذہبیت کے رجحانات کو مہمیز کر کے کردار میں داخل کر دیا جائے تو پھر تہذیبی تنازعہ میں آراستگی رو پذیر ہونے لگتی ہے۔ البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہب کے عناصر ایک نعمت کے طور پر شخصیت میں داخل کیے جائیں تا کہ اسے انکی اہمیت کا احساس ہو جائے۔ مذہب انسانوں کے لیے قوانین لے کر آتا ہے جبکہ وہی انسان ان قوانین کے خلاف بغاوت پر اتر آتا ہے مذہب نے ان مبلغین یعنی انبیائے ماسلف نے انسانوں کو یہ شعور دیا کہ مذہبی قوانین فطری آزادی کے خلاف نہیں بلکہ یہ نہ صرف سماج کو مربوط کرتے ہیں بلکہ تنازعات کا حل بھی پیش کرتے ہیں حضرت ابو طالبؑ اپنے اشعار سے نجاشی (شاہ حبشہ) کے اندر مذہب کے عناصر داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ سماجی روابط مزید گہرے ہو سکیں وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ مذہب اخلاقی اقدار کی پاسداری کرتا ہے اور وہ پیغام ہدایت جو حضرت عیسیٰؑ لے کر آئے وہ ان کی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے تھا اور جو پیغام الوہی ہوتا ہے اسے فنا نہیں ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ زمانیاتی تقاضوں کے تحت اللہ تعالیٰ کسی نئے پیغامبر کو بھیج دے جو ان قوانین کو نئی ترتیب سے پیش کرے اگر ایسا ہو تو انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ہادی کو خوش آمدید کہے لیکن اہم ترین یہ ہے کہ ہادی خود ساختہ نہ ہو بلکہ واقعی خدائی نمائندہ ہو اس کا ثبوت یہ ہے ہر آنے والا اپنے بعد آنے والے کے بارے میں بھی بتاتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابو طالبؑ نجاشی شاہ حبشہ کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جس طرح وہ ہادی تھے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہادی ہیں جن کے بارے میں تورات اور انجیل کے ذریعے خبر بھی دی گئی ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آخر نئے ہادی کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اور پھر قوانین زندگی کے نئے مجموعے کی بھی ہوتا یہ ہے کہ ہادی قانون زندگی انسانوں کے لیے چھوڑ کر رخصت ہو جاتا ہے تو لیکن عاملین قانون بعد میں اپنے مزاج کے مطابق اس مجموعے کی ترتیب میں تبدیلی لے آتے ہیں وقت گزرنے کے ساتھ اس کی ہیئت اسطرح بدل جاتی ہے کہ حقیقت تک رسائی اپنے اپنے مزاج اور نظریات کے مطابق ہونے لگتی ہے نتیجتاً الہامی عقائد منتشر ہو جاتے ہیں۔ اس مرحلے پر انجیل اور توریت کی تاریخ کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا جو ذیل میں دیا جا رہا ہے اس سے اندازہ ہو جائیگا کہ یہ الہامی کتابیں کس طرح تبدیل ہو گئیں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو طالبؑ نجاشی کو دعوت اسلام دیتے ہیں اور اسے بتاتے بھی ہیں کہ یہی راہ ہدیت ہے ایک الوہی راہ جس پر کوئی تاریکی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی نبی ہیں جیسے ماضی میں آنے والے انبیاء تھے۔

تورات: تورات موجودہ بائبل (کتاب مقدس) کا ایک حصہ ہے۔ کتاب مقدس کے دو اہم حصے ہیں: (Old Testament)، (۲) عہد نامہ جدید (New Testament)۔ علمائے یہود نے عہد قدیم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

تورات (قانون یا شریعت Law)، (۲) صحائف انبیا (Prophets) (۳) صحائف مقدسہ (Hagographa) اس طرح تورات نہ تو کل عہد نامہ قدیم ہے اور نہ ہی کل بائبل ہے، بلکہ وہ اس کا محض ایک حصہ ہے۔ عہد نامہ قدیم یہودیوں کی مقدس کتاب ہے، مگر وہ عہد نامہ جدید کو تسلیم نہیں کرتے۔

اصل تورات پانچ صحیفوں پر مشتمل ہے جنہیں صحائف موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں، تفصیل درج ذیل ہے: (۱) (Gensis) اس میں حضرت موسیٰ سے پہلے زمانے پر بحث کی گئی ہے، (۲) (Exodus) یہ صحیفہ ولادت موسیٰ سے شروع ہوتا ہے اور اس میں بنی اسرائیل کے مصر سے خروج اور "اخذ میثاق" تک کے واقعات ہیں: (۳) (Levvitkus) اس میں عبادات سے متعلق احکام ہیں: (۴) (Numbers) اس میں خروج کے بعد کے واقعات فتح اردن تک بیان ہوئے ہیں، نیز جستہ جستہ احکام بھی ہیں، (۵) (Deuterонono) اس میں تاریخی پس منظر پر نظر ڈالی گئی ہے اور ایک مجموعہ قوانین پیش کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں تورات کو بنی اسرائیل کے لیے امام اور رحمت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تورات حضرت موسیٰ پر چالیس روز میں کوہ طور پر بصورت الواح نازل ہوئی، نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان الواح پر ان کی ضرورت کے مطابق ہر شعبے سے متعلق پند و نصائح اور ہر امر کی تفصیل بیان کر دی تھی، مگر افسوس کہ یہودی علماء زیادہ عرصے تک اس اہم نعمت کی حفاظت نہ کر سکے اور رفتہ رفتہ یہ آسمانی کتاب یہود و نصاریٰ کی طبع آزمائیوں کا نشانہ بن گئی اور اس میں بے شمار زیادات ہونے لگیں۔ اگرچہ یہود و نصاریٰ کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا کہ تورات مع صحائف قدیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظاً لفظاً نازل کردہ وحی ہے۔

دوسری صدی عیسوی میں بعض عیسائی علماء پر منکشف ہوا کہ بائبل، خصوصاً عہد نامہ قدیم میں بعض عبارتیں ایسی ہیں جو یا تو معنوی اعتبار سے صحیح نہیں یا اخلاقی معیار سے پست و مذموم ہیں۔ بعد ازاں قرآن کریم نے بھی عملاً یہ بیان کر دیا ہے کہ یہود الفاظ کو اپنی جگہ سے بدل دیا کرتے تھے اور بعض دفعہ صحیفے خود لکھ دیتے تھے اور بعض دفعہ وہ آیات کو چھپا لیتے تھے۔

۵۸۶ ق۔م میں بخت نصر نے یروشلم (بیت المقدس) کو تباہ کر دیا اور اس تباہی میں تورات خاکستر ہو گئی۔ اس کے بعد عزرا نبی نے موجودہ صحائف تورات مرتب کیے۔

کتاب مقدس کا عبرانی متن، جو اس وقت مخطوطات اور مطبوعات کی شکل میں موجود ہے، چھٹی اور آٹھویں

صدی میلادی کے درمیان مدون ہوا، عبرانی متن میں ایسے آثار بھی پائے جاتے ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوائل زمانے میں مختلف وجوہ کی بنا پر متن میں ردو بدل کرنا جائز سمجھا جاتا تھا۔ پھر جدید تحقیق و تنقید نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ تورات میں یہود نے بہت سی تحریفات کیں اور بعض حصے خود بھی تصنیف کر کے بڑھا دیئے ہیں۔

زمانہ تصنیف: ہمارے پاس کوئی ایسا مستند تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہو کہ موجودہ صحائف تورات کب مرتب ہوئے اور کس طرح مستند تسلیم کیے گئے، عام خیال یہ ہے کہ عزرا نبی (Ezra) انہیں دوبارہ معرض وجود میں لائے اور انہیں از سرِ نو مرتب کر کے، مستند قرار دیا۔ ایک مروجہ روایت کی رو عزرا نبی نے چورانوے صحائف چالیس روز میں پانچ کاتبوں کو دوبارہ لکھوائے یعنی چوبیس صحائف و عہد قدیم اور ستر صحائف، جو بعد میں غیر مستند قرار پائے یہ بہم روایت تاریخی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے عزرا نبی تلف شدہ صحائف دوبارہ ضبط تحریر میں لائے یہودیوں کے اصل صحائف مقدسہ حادثات زمانہ کی نظر ہو گئے اور موجودہ تورات بعد میں مرتب ہوئی۔ جب ہم عہد نامہ قدیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اصل صحف انبیا کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں بے شمار تحریفات کی گئی ہیں اس کی تائید و توثیق قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ: حضرت عیسیٰ بن مریم، سلسلہ انبیا، بنی اسرائیل کے آخری نبی اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ ان کی والدہ ماجدہ مریم ان کے نانا حضرت عمران اور ان کی نانی (حنہ بنت فاقوذ، جسے امرأۃ عمران کہا گیا ہے)، بلکہ ان کے پورے خاندان کو ان لوگوں میں شمار کیا گیا ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر خیر و برکت پھیلائی۔ (۳[آل عمران] ۳۳ تا ۳۷)۔

ولادت باسعادت: قرآن مجید کے مطابق حضرت عیسیٰ کی ولادت حضرت آدمؑ کی طرح عام مروجہ طریقے سے ہٹ کر ہوئی (۳[آل عمران]: ۵۹)، آدم علیہ السلام کی تخلیق ماں باپ کے بغیر ہوئی اور حضرت عیسیٰ بغیر واسطہ پدری کے عالم وجود میں آئے۔

جب حضرت عیسیٰ شکم مادر میں قرار پا گئے تو حضرت مریم کو اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ واقعہ ہیکل میں رہتے ہوئے پیش آیا تو قوم حقیقت حال سے باخبر ہونے سے پہلے ہی ان کا اور ان کے بچے کا جینا حرام کر دے گی، اس بنا پر انہوں نے بیت المقدس کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا، لیکن اس میں کچھ اختلاف ہے کہ ولادت سے کتنا عرصہ پہلے انہوں نے یہ علاقہ چھوڑا۔

جب حضرت عیسیٰ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اس وقت حضرت مریم بیت المقدس سے چند میل کے فاصلے پر کوہ سامیر کے دامن میں تھیں۔ یہ جگہ بیت لحم کے نام سے مشہور ہے۔ بعض نے مقام پیدائش قرار دیا ہے۔ تقریباً

۱۴اق م کا ہے پیدائش کے وقت اناجیل میں، مختلف نشانات کا بھی ذکر آتا ہے۔ جو اس موقع پر ظاہر ہوئے (دیکھیے اناجیل) ان سے بعض علمائے اسلام نے بھی نقل کردیے ہیں۔قوم نے جب ان کی گود میں بچہ دیکھا تو ان کو متہم کرنا شروع کردیا۔حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: (اشارے سے) اس بچے سے پوچھو چنانچہ نومولود عیسیٰ نے لوگوں کو اپنی ولادت اور اپنے نبی برحق ہونے کے متعلق بتایا۔

پیدائش کے بعد سے لے کر نبوت تک حضرت عیسیٰ کہاں رہے؟ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔قرآن وحدیث میں اس مسئلے سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ابن کثیر (البدایہ ۲:۷۵) نے وہب بن منبہ وغیرہ سے، جو اسرائیلی روایات کے ماہر تھے، یہ نقل کیا ہے کہ حضرت مریم بادشاہ وقت ہیرودوس کے خوف سے مصر کے کسی مقام پر چلی گئیں اور تقریباً حضرت عیسیٰ کی عمر کے ابتدائی ۲ سال وہیں گزرے۔اس موقع پر حضرت عیسیٰ کی طرف متعدد معجزات بھی منسوب کیے ہیں جن کا مستند لوگوں نے ذکر نہیں کیا۔یہاں انہوں نے کم وبیش ۱۲ سال بسر کیے۔بعدازاں جب بیت المقدس کا بادشاہ مرگیا تو حضرت زکریاؑ نے حضرت مریم کو بلا بھیجا۔اب حضرت مریم اپنے بچے سمیت بیت المقدس میں واپس تشریف لے آئیں واپس آکر حضرت عیسیٰ نے بیت المقدس کے قریب مقام ناصرہ میں، جو صوبہ گلیلی (Galilee) میں تھا، رہائش اختیار کی جس کی بنا پر ان کے ماننے والوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔بچپن سے لے کر عہد نبوت تک کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔

نبوت ووحی: جب حضرت عیسیٰ کی عمر ۳۰ سال کی ہوئی تو ان پر نزول وحی کا آغاز ہوا اور ابن کثیر (البدایہ، ۲:۷۸) کے مطابق یہ ۱۸ رمضان المبارک کی رات تھی۔اس کے بعد کچھ عرصہ انہوں نے تنہا یودیہ کے جنگل کی سیاحت کرتے ہوئے گزارا۔تنہاں ان پر فطرت کے بہت سے حقائق منکشف ہوئے۔اسی سیاحت کے دوران میں ان پر پہلی وحی نازل ہوئی۔انجیل (متی، ۳/ ۱۶تا۱۷) کے مطابق حضرت عیسیٰ کو روح القدس کبوتر کی شکل میں نظر آئے جو آسمان سے نازل ہو رہے تھے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے پورے زور وشور سے دعوت وتبلیغ کا آغاز کردیا۔ان کی تبلیغ میں حکمت ودانائی کے ساتھ ساتھ احکام الٰہی پر شدت سے عمل کرنے اور کرانے کا جذبہ بھی پایا جاتا تھا۔انہوں نے اپنے مواعظ میں ان مذہبی لوگوں کو خاص طور پر ہدف تنقید بنایا، جنہوں نے مذہب کے نام پر دکانداریاں قائم کر رکھی تھیں۔انہوں نے اعلان نبوت کے چند دن بعد ایک پہاڑی سے وعظ کہا، جسے خطبہ کوہ (Sernon on the mount) کہا جاتا ہے۔اس وعظ میں ان کی تمام تعلیمات کا خلاصہ موجود ہے۔پھر جیسے جیسے عوام ان سے متاثر ہوتے گئے خواص، یعنی مذہبی لوگ: کاہن اور فریسی (Pharisees) اتنے ہی ان کے مخالف ہوتے گئے، کیونکہ انہیں اپنی مذہبی سیاست ختم ہوتی نظر آرہی تھی۔

چند ہی دنوں میں حضرت عیسیٰ کے خلاف مخالفت کا طوفان شدت اختیار کر گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ جس شہر یا قصبے کا رخ کرتے وہاں سے انہیں نکال دیا جاتا، اس بنا پر ان کا زیادہ تر وقت جنگلوں بیابانوں میں گزرا۔ حضرت عیسیٰ نے جب دیکھا کہ لوگ روز بروز ان کے مخالف ہوتے جا رہے ہیں تو انہوں نے "مَن انصاری الی اللہ" (سورۃ آل عمران) "خدا کے راستے میں کون میرا مددگار ہوگا" کا نعرہ لگایا جس پر حواریوں نے کہا کہ ہم خدائے واحد کے راستے میں آپ کے مددگار ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے یہ ابتدائی شاگرد نہایت مخلص اور پاکباز لوگ تھے۔ یہ حواری سفر و حضر میں حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ رہتے، ان کے ارشادات سنتے اور انہیں دوسروں تک پہنچاتے۔ ان میں زیادہ تر نچلے طبقے کے لوگ تھے، مگر دینی ثقاہت اور وجاہت کے اعتبار سے ان کا بڑا درجہ ہے۔

حضرت عیسیٰ کی صلح جو پالیسی کے مقابلے میں ان کے دشمنوں نے ان کے خلاف کاروائیاں تیز کر دیں۔ تو حضرت عیسیٰ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا دشمن انہیں حضرت یحییٰ کی طرح پکڑ کر ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے فریاد کی، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی دی کہ دشمن انہیں قتل نہیں کر سکیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف اٹھا لے گا (۳ [آل عمران]: ۵۵) قرآن نے ایک دوسرے مقام (۴ [النساء]: ۱۵۷، ۱۵۸) میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ کو نہ تو سولی دے سکے اور نہ قتل کر سکے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ چنانچہ بعض مسیحی ماخذ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بہر حال مسلم اور بعض مسیحی علماء کے نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑنے سے بچا لیا اور ان کی جگہ یہوداہ اسکریوتی یا کسی اور شخص کو مسیح سمجھ کر پھانسی دے دی گئی۔ حضرت عیسیٰ کی جگہ سولی پانے والے کا نام دوسری روایت میں جس لکھا ہے۔

نزولِ مسیح: اسلامی عقیدے کے مطابق چونکہ حضرت عیسیٰ نہ تو قتل ہوئے ہیں اور نہ ہی طبعی موت مرے ہیں بلکہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں، اس بنا پر آخری زمانے میں جب امام زمانہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا تو ان کو دوبارہ نازل کیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے گو ایک الگ کتاب، انجیل عطا فرمائی تھی۔ ان کی تعلیمات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت ملتی ہے، ارشاد ہے (سورۃ الصف): "(حضرت عیسیٰ نے کہا) اور میں بشارت دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آئیں گے، جن کا نام احمد ہوگا۔" حضرت عیسیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بشارت انجیل یوحنا میں پائی جاتی ہے۔

انجیل: نصاریٰ کی کتاب مقدس کا نام جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے۔

نام اور وجہ تسمیہ: بعض لغت نویسوں نے لفظ انجیل کو مادہ ء۔ن۔ج۔ل سے (بمعنی اصل، بنیاد) سے استخراج کر کے عربی الاصل قرار دیا ہے، اس کا دوسرا تلفظ انجیل بھی ہے (بمعنی ایسی کتاب جس پر سطریں ہوں)، مگر اس کا عربی الاصل ہونا درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ یونانی الاصل کلمہ ہے، جس کے معنی خوش خبری اور بشارت کے ہیں۔

انجیل اصلاً عبرانی زبانی میں تھی مگر مرور ایام سے جس طرح عبرانی متن ناپید ہو گیا ہے، اسی طرح یہ بھی پتہ نہیں چلتا ہے کہ عبرانی میں اس کا نام کیا تھا۔ انجیل کو عہد نامہ جدید (New Testament) کا نام عیسائیوں نے دوسری صدی میں دیا۔

انجیل سے مراد بنیادی طور پر وہ چار کتب ہیں جو حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال پر متی، مرقس، لوقا اور یوحنا نے لکھیں (یا ان کی طرف منسوب ہیں)۔ مسیحیت کی ابتدائی تاریخ میں بہت سی اناجیل موجود تھیں، مگر اتھانسیوس (Athanasius)=۲۹۷۔۳۷۱ء) کی کوششوں سے مجلس نیکیا (Nicaca) کے بعد، اس کے فیصلے کے مطابق باقی سب اناجیل متروک (Apocry Phal) ہو گئیں۔

اناجیل کے علاوہ عیسوی ادب میں ایک بڑی تعداد ایسے مکتوبات کی بھی ہے، جو حواریوں کی طرف منسوب ہیں اور ہر فرقہ اپنے خیالات کی تائید میں انہیں پیش کرتا ہے۔ ان تمام خطوط کی تعداد ایک سو تیرہ تک شمار کی جاتی ہے۔

خود حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری اپنے لیے بائبل (عہد نامہ قدیم) کو کافی خیال کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے بیس سال بعد تک کسی کو نئی کتاب کا خیال تک نہ آیا۔ جب آیا تو عہد نامہ قدیم کا نمونہ سامنے رکھ کر عہد نامہ جدید کی تکمیل کر لی گئی۔ اس کی تکمیل میں اتھانسیوس کو بڑی مرکزیت حاصل ہے، اسی کی کوشش سے مجلس نیقیا میں فیصلہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ کی شخصیت جامع الوہیت و ناسوتیت ہے، اسی نے ۳۶۷ء میں عہد نامہ جدید کو موجودہ شکل دی۔ ۳۸۲ء میں اس کے اجزائے ترکیبیہ کا فیصلہ ہوا۔ جس کے مطابق عہد نامہ جدید میں اناجیل اربعہ کے علاوہ، رسولوں کے اعمال، پولوس کے تیرہ مکتوبات، عبرانیوں کے نام خط، یعقوب، پطرس یوحنا اور یہوداہ کے آٹھ خطوط اور آخر میں مکاشفہ یوحنا وغیرہ شامل کیے گئے۔ تاہم اس کا معین تصور قائم ہونے میں مزید ایک صدی لگ گئی، جبکہ دو مزید صدیوں میں اس میں بعض کتابوں کے اضافے اور نکالے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۹۲ء میں جا کر مسیح دنیا کے سواد اعظم نے ایک مکمل کتاب پر اتفاق کیا۔ گو تعداد اجزا کے اعتبار سے آج بھی مختلف فرقوں کی اناجیل میں فرق پایا جاتا ہے، مثلاً کیتھولک بائبل ۲۷ اور پروٹسٹنٹ ۱۲۶ اجزائے کتب پر مشتمل ہوتی ہے۔

تحریف انجیل:۔ بعض مسیح علماء نے انجیل کے متن کی تصحیح کے لیے جان توڑ کوششیں کیں، تا کہ مسیح دنیا کو ایک انجیل پر متفق کیا جا سکے، مگر اس تحقیق و تفتیش کا نتیجہ برعکس نکلا۔ چند قدیم نسخوں کے ساتھ جب موجودہ انجیل کے نسخوں کا موازنہ کیا گیا تو ایک جرمن محقق ڈاکٹر مل (Mill) کے مطابق تیس ہزار اور جان جیمس وسٹطین کے مطابق دس لاکھ اختلافات

پائے ۔ ان میں سے بعض اختلافات تو شدید نوعیت کے تھے، بعض حصے الحاقی ثابت ہوئے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ انجیل میں تحریف ہوئی ہے، چنانچہ ڈاکٹر مل (Mill) نے ۱۷۰۷ء اور ویٹ سٹائین (Wetstein) نے ۱۷۵۱ء میں بڑی تحقیق سے تحریف انجیل کا اثبات کیا ہے۔ تحقیق نگاروں کے مطابق تحریف بائبل کی حسب ذیل وجوہ ہیں:۔

(۱) ناقلوں کی غفلت، غلط نسخوں سے نقل، (۳) محض قیاساً تصحیح کی کوششیں (۴) بعض مسیح فرقوں نے اپنے عقائد و خیالات کو تقویت پہنچانے کے لیے بھی تحریف کا سہارا لیا ہے، چنانچہ تحریف اناجیل کی بابت یہودی نقطہ نگاہ یہ ہے کہ مسیحیت کے ہر لحہ بدلنے والے رویے اور مزاج نے نوشتوں کو ہر مرحلے پر متاثر کیا ہے۔ اناجیل اربعہ کے قدیم ترین مخطوطات میں بھی، جو بوزنطی، اسکندری اور مغربی نامی تین اقسام میں منقسم ہیں، متعدد جگہ شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔

The study of historical figures brings us to the understanding that the character of a person alongwith his individual temperament, while engendering cultural conflict, also integrates different sections of society. If religious aspirations are brought to a level where they are reflected in the character, the very cultural conflict paves the way for durable reforms. However the religious elements must be so beaten into the character that their significance is sincerely and readily perceived. The religion suggest the laws which must govern human life but these very laws are revolted against vehementally. The ancient Prophets brought home to man that religious laws were never meant for hindering natural freedom but for developing unity in society and solving disputes.

Hazrat Abu Talib's (A.S) purpose for composing these verses is to augment religious feelings in Najashi so that their social relations may become stronger. He emphasizes that moral values

fall into the compass of religion. The guidance propagated by Jesus Christ (A.S) was not his own but only Allah's. such a message is eternal though Allah may send a new messenger to meet the demands of the changing times so that the very laws are put forward in a new manner. Whenever it happens, man must be ready to welcome the new messenger. However the messenger must never be a self styled one, but in reality the vicegerent of Allah, the proof of which comes from the fact that every new messenger informs about the next one. So we see that Hazrat Abu Talib (A.S) reminds Najashi that the Holy Prophet (PBUH&HP) is as true a guide as Moses and Jesus and even the Torah and the Bible bear witness to it.

But the question arises why a new guide and a new set of laws for life are needed. What happens is that a guide departs from the world leaving his laws for his followers but those responsible for executing these laws introduce many changes in them so that their basic structure is so altered that their interpretations start reflecting individual temperaments. All this results in disintegration of the Divine beliefs.

At this point the history of the Torah and the Bible will also be interesting which has been appended below.

HAZRAT ISA (Jesus, peace be upon him)

Muslim beliefs and traditions still remain a mystery to many non-Muslims. Between ignorance and outright malicious lies, Muslims need to find a common ground with others. Non-Muslims, especially Christians, are often surprised to discover that Muslims

also believe in Prophet Jesus (peace be upon him). This web page aims to not only provide the Islamic perspective on this great Prophet Jesus (peace be upon him) and Maryam (Mary), the mother of Prophet Jesus (peace be upon him), but also to bring forward the common ground between Muslims and Christians.

Muslims are required by Allah to believe in all of the Prophets. These include Prophet Isa (Jesus Christ) and Prophet Yahya (John the Baptist) peace be upon them. The Noble Qur'an, the Islamic holy book, also instructs Muslims to believe in the books revealed to every Prophet as well. The book given to Prophet Isa (Jesus, peace upon him) is called Injeel in the Noble Qur'an.

According to the Noble Qur'an, Prophet Jesus (peace be upon him) was one of Allah's most beloved messengers, a precursor to Prophet Muhammad (61:6) and was sent to guide the Children of Israel. In the Noble Qur'an, stories about the life and teachings of Prophet Isa (Jesus, peace upon him) are abundant. The Noble Qur'an recalls his miraculous birth, his teachings, the miracles he performed by Allah's permission, and his life as a great prophet of Allah. The Noble Qur'an speaks of Maryam (Mary) not only as the mother of Prophet Isa (Jesus, peace upon him), but as a righteous woman in her own right.

Muslims believe that Prophet Isa (Jesus, peace upon him) was the son of Maryam (Mary), and was immaculately conceived without the intervention of a human father. The Noble Qur'an describes that an angel appeared to Maryam (Mary), to announce to

her the "gift of a holy son" (19:19). Maryam (Mary) was astonished at the news, and asked: "How shall I have a son, seeing that no man has touched me, and I am not unchaste?" (19:20). When the angel explained to her that she had been chosen for the service of Allah, and that Allah had ordained the matter, she devoutly submitted herself to His will.

The Noble Qur'an further describes that Maryam (Mary, mother of Jesus) retreated from her people (outside the city), and gave birth to Prophet Isa (Jesus, peace upon him) underneath a remote date palm tree. The date palm tree miraculously provided nourishment for Maryam (Mary) during labor and birth. (See Chapter 19 of the Noble Qur'an for the entire story. The chapter has aptly been named "The Chapter of Maryam (Mary, mother of Jesus)")

However, the Noble Qur'an repeatedly reminds us that Prophet Adam, the first human being, was born with neither a human mother nor a human father. Therefore Prophet Isa (Jesus, peace upon him) miraculous birth affords him no higher standing or presumed partnership with God. When God ordains a matter, He merely says, "Be" and it is so. "The similitude of Jesus before God is as that of Adam. He created him from dust, then said to him: "Be!" And he was" (3:59). In Islam, Prophet Isa (Jesus, peace upon him) is regarded as a human prophet and messenger of God, not part of God Himself. The Noble Qur'an also denies that Prophet Isa (Jesus, peace upon him) was crucified.

Imam Ridha (as) said, 'The most terrifying events for

creatures are three: the day one is born and comes out of his mother's belly and sees the world, the day he dies and sees the afterlife and its people, and the day he is raised and sees laws he did not see in this world, and Allah made Prophet Yahya (John the Baptist) secure in these three events and protected him from fear, and He said:

"And peace on him on the day he was born, and on the day he dies, and on the day he is raised to life." (Noble Qur'an 19:15)

And Prophet Isa (Jesus, peace upon him) the son of Maryam (Mary) made himself secures in these three events, and he said:

"And peace on me on the day I was born, and on the day I die, and on the day I am raised to life." (Noble Qur'an 19:33)

Prophet Isa (Jesus, peace upon him) lived for thirty-three years; he was not killed nor crucified, but it was made to appear so to the Christians. On the night of the twenty-first of Ramadan he was raised while there were nine thousands three hundred thirteen angles with him. Prophet Isa (Jesus, peace upon him) was raised from the earth alive and his soul was taken between heaven and earth, then he was raised to heaven and his soul was returned to him. Prophet Isa (Jesus, peace upon him) will come down to the world before the Resurrection day with the twelfth Imam al-Mahdi of the Household of the Prophet, and invite the people to Allah.

In the resurrection will come a man in a group and the angels will be around him with wings outspread and the light will be in front of them. Then the people of the Garden will crane their necks toward

him and say, 'Who is this who is thus allowed by Allah?' The angels will say, 'This is the spirit of Allah and His word! This is Prophet Isa (Jesus, peace upon him) the son of Mary!'

Prophet Isa (Jesus, peace upon him) once said about himself, "I sleep while I have nothing and I rise while I have nothing, and yet there is no one on earth more wealthy than I," and Prophet Isa (Jesus, peace upon him) said another time, "I began the morning with my Lord, the Blessed and Supreme, above me and the fire (of hell) before me and death in pursuit of me. I have not obtained that for which I wished and I cannot keep away the things I hate. So who of the poor is poorer than I?"

Prophet Isa (Jesus, peace upon him) passed by a man who was blind, leprous and paralytic, and Prophet Isa (Jesus, peace upon him) heard him giving thanks and saying, "Praise be to Allah Who has protected me from the trials with which He afflicts the majority of men." Prophet Isa (Jesus, peace upon him) said, "What trial remains which has not been visited upon you?" He said, "He protected me from a trial which is the greatest of trials, and that is disbelief." Then Prophet Isa (Jesus, peace upon him) touched him, and Allahcured him from his illnesses and beautified his face. Then he became a companion of Prophet Isa (Jesus, peace upon him) and worshipped with him.

These two stories about him suffice to show his humility. Prophet Isa (Jesus, peace upon him) served a meal to the Apostles, and when they had eaten it, he himself washed them, and another

time he stood up and washed their feet. They said, "It would have been more proper for us to have done this, O Spirit of Allah." Prophet Isa (Jesus, peace upon him) replied, "Verily, it is more fitting for one with knowledge to serve the people. Indeed, I humbled myself only so that you may humble yourselves among the people after me even as I have humbled myself among you."

The conversations of Prophet Isa (Jesus, peace upon him) with the disciples are very interesting. They asked him, "O spirit of Allah, so with whom should we keep company?" Prophet Isa (Jesus, peace upon him) said, "He the sight of whom reminds you of Allah , his speech increases your knowledge and his action makes you desirous of the other world." And a man asked Prophet Isa (Jesus, peace upon him) the son of Mary, "Which people is the best?" Prophet Isa (Jesus, peace upon him) took two handfuls of earth and said, "Which of these is the best? The people are created from earth, so the most honorable of them is the most God wary."

Almighty God also introduced Himself to Prophet Isa (Jesus, peace upon him), He described His endless mercy to him, and He gave him necessary instructions. Once He said to him, "O Isa (Jesus)! I do not forget those who forget Me, so how could I forget those who remember Me! I am not stingy with those who disobey Me, so how could I be stingy with those who obey Me." And He said another time, "Be to the people like the earth below in meekness, like the flowing water in generosity, and like the sun and the moon in mercy, which shine on the good and sinner alike."

It appears that in its totality it has been lost for good. Despite tremendous amount of archeological works, not a single Gospel has been earthed out that could be said to be revelations to Jesus. The closest, as pointed out by some experts, is the Gospel of Thomas, which records the words of Jesus. But, because it contains material that, according to Christian authorities, could not have been said by Jesus, it has not been accorded canonical status.

Perhaps the closest to Injeel is the Gospel according to Barnabas, which too is unacceptable to both the Christians as well as Jews, because it prophesizes the coming of Muhammad by his name, refuses Trinity, and denies crucifixion. Are the Gospels of the New Testament the Injeel that the Qur'an and Hadith refer to? A firm answer in the affirmative is difficult because of several problems. First, these Canonical Gospels are four in number, while neither the Qur'an nor the Hadith refer to "anajeel" in plural. There was only one Injeel.

Secondly, the present-day Gospels do not contain what could be called 'revelations' to Jesus, but rather present an account of his life: the emphasis being on what he did or happened to him, rather than what he said; whereas, the Injeel of Qur'anic and Hadith reference is to the revelation given to Isa b. Maryam.

Further, the four Gospels of the New Testament that won approval of the Church in 170 CE (the Canonical Gospels) are not the only Gospels in existence. During centuries following Jesus

Christ, there were hundreds of Gospels in circulation and even now there are dozens in existence, e.g., the Gospel of Peter, the Gospel of Thomas, the Gospels of Syria, the Gospel written by Marcion, the Gospel of Truth, Gospel of Philip, not to speak of numerous fragmentary Gospels preserved in the libraries of the world. It is almost impossible to determine which, if any, of these Gospels is the Injeel of the Qur'an and Sunnah .

Nevertheless, Muslims ought to respect the four Gospels as in the New Testament, as well as all others, whether in circulation or not, because, there is no evidence that any of them does NOT contain any of the material revealed to Jesus. Since the Christians revere these Gospels as containing Divine (or Divinely inspired) words, one might assume that if not the whole, its parts could be of Divine origin; although, in view of interpolation of texts (some of which are considered to be the best part of the Gospel, but which did not belong to it originally), no part of the text should be accorded the status of revelation. A guarded reverence, therefore, is the best course. Also see the article "The New Testament"

TORAH

The Quran refers heavily to Moses to outline the truth of his existence and the religious guidelines that God had revealed to the Children of Israel. God says in the Qur'an, "It is He Who has sent down the Book (the Qur'an) to you with truth, confirming what came before it. And He sent down the Taurat (Torah) and the Injeel (Gospel)." [3:1]

Muslims call the Torah the Tawrat and consider it the word of God given to Moses. However, Muslims also believe that this original revelation was corrupted (tahrif) over time by Jewish scribes and hence do not revere the present "Jewish version" Torah as much. The Torah in the Qur'an is always mentioned with respect in Islam. The Muslims' belief in the Torah, as well as the prophethood of Moses, is one of the fundamental tenets of Islam.

The Tawrat (Torah) was given to the Prophet Musa (Moses). Like all revelation, it included teachings about monotheism, righteous living, and religious law.

The Quran says: "It is He Who sent down to you, in truth, the Book, confirming what went before it. And He sent down the Law [of Moses] and the Gospel [of Jesus] before this, as a guide to mankind. And He sent down the criterion [of judgment between right and wrong]" (3:3)

The exact text of the Tawrat generally corresponds to the first five books of the Jewish Bible. Many Biblical scholars concede, however, that the current version of the Torah was written by numerous authors over several centuries. The exact words of the revelation to Moses are not preserved.

(1)

تـعـلـم مـلـيـك الـحـبـش أنّ مـحـمـداً
نـبـيٌ كـمـوسـى والـمـسـيـح ابـن مـريـم

حبشہ کے بادشاہ (نجاشی) کو علم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح نبی ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نبی تھے۔

Let the king of Abbasynia know that Muhamma (PBUH&HP) is a Prophet in the same sense as Moses A.S and Christ, the son of Mary (A.S) were.

(2)

أتـى بـهـدى مـثـل الـذى أتـيـا بـه
وكـلٌ بـأمـر الـلّـه يـهـدى ويـعـصـم

یہ بھی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہی انبیاء کی طرح پیغامِ ہدایت لے کر آئے ہیں (تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ) یہ سب (انبیاء) حکم الٰہی کے تحت ہی لوگوں کی ہدایت ومحافظت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

He has also brought the message for guidance like those other Prophets. All of them performed their duty of guidance and protection of people under the commands of Allah.

(3)

وأنـكـم تـتـلـونـه فـى كـتـابـكـم
بـصـدق حـديـث لاحـديـث الـتـرجـم

تم نے اپنی کتابوں (توریت، انجیل اور زبور) میں ان کے متعلق سچی باتیں یقیناً پڑھی ہوں گی

You must have seen true predictions about him in your holy books (Torah, Bible, Psalms)

(4)

فلا تجعلوا لله ندا وأسلموا

فإنَّ طريق الحق ليس بمظلم

لہذا کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسلام قبول کرلو (کیونکہ) یہی حق کا راستہ ہے اور اس میں کوئی تاریکی نہیں ہے

So don't associate anyone with Allah and embrace Islam as it is the path of truth which is not shrouded in darkness.

(5)

وانک ما یأتیک منا عصابة"

لفضلک الا ارجعوا بالتکرم

اے بادشاہ تو ایسا صاحب عظمت ہے کہ جب بھی لوگ تیری عنایات کی امید میں تیری طرف رخ کرتے ہیں تو کامیاب وکامران ہوکر پلٹتے ہیں۔

O king! you are so grand that whenever people turn to you with hopeful hearts to receive bounties from you, they are always satisfied when they return.

(6)

بذلت لهم عرفا ولم تبغ غنهم

فنلت بها حقا على كل مسلم

اے بادشاہ تم نے جو مسلمانوں پر عنایات کی ہیں اور انہیں عزت وتکریم سے نوازا ہے تمہارے اس عمل کی وجہ سے تمہارا حق ہم پر فائق ہوچکا ہے۔

O king! the way you have been generous to the Muslims and honored them, has made you deserving of (respect, honor and love of) all Muslims.

☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابوطالب قرآن مجید کے نازل ہونے کے بارے میں بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک روشن کتاب ہے جو غلط نہیں ہو سکتی اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والا اللہ کا کلام ہے۔

لفظ قرآن قراء، مقرء کا مصدر ہے۔ قراء کے معنی پڑھنے اور ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملا کر جمع کر لینے کے ہیں۔ اس کو قرأۃ کہتے ہیں۔ قرآن مقرر، (مفہوم) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب وہ صحیفہ ہے جو پڑھا جاتا ہے۔ اصطلاحی طور پر قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ ازلی وابدی کلام ہے جو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔ اس کی وجہ تسمیہ کی وجوہ کئی ہیں۔

۱۔ یہ آیات اور سورتوں کا مجموعہ ہے۔

۲۔ انبیائے سابقہ پر نازل ہونے والی کتب اور صحائف کا خلاصہ ہے۔

۳۔ قصص وواقعات، اوامر ونواہی اور وعدہ وعید کو مناسب انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ علوم ومعارف کا بہترین مجموعہ ہے۔

قرآن مجید میں لفظ ''قرآن'' چھیاسٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ صفاتی طور پر قرآن کو متعدد ناموں سے پکارا گیا ہے۔ الفرقان، القرآن، الکتاب اور الذکر۔ ان ناموں کے علاوہ بھی صفاتی نام ہیں مثلاً المبارک، الحکیم، المجید، العزیز، العظیم، الصراط، الہدیٰ، الشفاء، المہیمن اور المصدق وغیرہ۔ یہ وہ نام ہیں جن سے قرآن مجید کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں حضرت ابوطالب کہتے ہیں کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے اور سننے سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

The word "Qur'an" constitutes a verbal noun(masdar) and it's derived from the Arabic verb qara'a ("to read" or "to recite"). It conveys the meaning of diligent reading. The word Qur'an has also been used within the Qur'an in its generic sense of "reading"or "recital".Among some western scholars there goes some argumentation as to whether this word was formed within Arabic from this root or borrowed separately from Syriac.

The Quran has many other names. Among those found in the text

itself are Al-furqan ("discernment" or "criterion"), Al-hudah ("the guide"), Dikrallah ("the remembrance of God"),Al-hikmah ("the wisdom"), and Kalamallah ("the word of God"). Another term is Al-kit?b ("the book"), though it is also used in the Arabic language for other scriptures, such as the Torah and the Gospels. The term mushaf ("written work") is often used to refer to particular Quranic manuscripts but is also used in the Quran to identify earlier revealed books.

The first translator of the Qur'an is Salman the Persian. He was one of the Holy Prophet's(PBUH&HP) nearest companions and translated the Qur'an during 7 C.E into Persian.

Robert of Ketton was the first person to translate the Qur'an into a Western language, Latin, in 1143. Alexander Ross offered the first English version in 1649. In 1734, George Sale produced the first scholarly translation of the Qur'an into English; another was produced by Richard Bell in 1937, and yet another by Arthur John Arberry in 1955. All these translators were non-Muslims. There have been numerous translations by Muslims; the most popular of these are the translations by Dr. Muhammad Muhsin Khan, Dr. Muhammad Taqi-ud-Din al Hilali, Abdullah Yusuf Ali, M. H. Shakir, Muhammad Asad, and Marmaduke Pickthal.

(1)

لَقَدْ عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ أُولِي سَفَهٍ

مِنَ الْقَبِيلَيْنِ مِنْ سَهْمٍ وَمَخْزُومِ

میں حیران ہوں بنی سہم اور بنی مخزوم پر کہ یہ کیسے عقل سے عاری ہو گئے ہیں۔

I wonder how Bani Saham and Bani Makhzoom have been deprived of their wisdom and reason.

(2)

الْقَائِلِينَ لِمَا جَاءَ النَّبِيُّ بِهِ

هَذَا حَدِيثٌ أَتَانَا غَيْرُ مَلْزُومِ

ان کا یہ کہنا کہ نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کلام (قرآن مجید) لے کر آئے ہیں اس پر ہمارے لیے عمل کرنا ضروری نہیں ان کی بے عقلی کی دلیل ہے۔

They say that the word(the holy Quran) which the Holy Prophet(PBUH&HP) is propogating is not for them to follow which is a clear evidence of their idiocy.

(3)

وَقَدْ أَتَانَا بِحَقٍّ ذِي عَوَجٍ

مُنَزَّلٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَعْلُومِ

وہ کلام (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) جو نازل ہوا ہے اس میں کوئی کجی نہیں وہ لاریب اور اس پر عیاں ہے۔

The word that has been revealed to him has no fault. It is rather with out a grain of doubt.It is perfectly clear to all.

(4)

فيه عجائبُ يرتاحُ الفؤادُ لها

ممّا تنزّلَ في صادٍ وحاميمِ

یہ ایک ایسی عجیب کتاب (قرآن مجید) ہے کہ اسے پڑھنے اور سننے سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے جیسے سورۃ صاد اور حم میں اس کا ذکر موجود ہے۔

It is such a wonderful book that whoever recites it or listens to it finds his heart at perfect peace as the surahs like Sad and Ha.Mim bear testimony to.

(5)

من العزيز الذي لا شيء يدركُهُ

فيه بصائرُ من حقٍّ وتعظيمِ

یہ کلام (قرآن مجید) ایک ایسی ذات کی طرف سے ہے جو عزیز بھی ہے اور لا یدرک بھی ہے اس میں حقائق ہی حقائق ہیں اور ایسے بصائر ہیں جو قابل تعظیم ہیں۔

This message is from the One Who owns all honours and Who is imperceptible to eyes.It abounds with facts.It also contains illuminating arguments which are worthy of reverence.

(6)

فإن تكونوا له ضداً يكن لكم

ضداً بغلباءَ مثلِ الليلِ علكومِ

اگر تم اس کلام کی مخالفت کرتے اور انکار کرتے ہو تو یاد رکھو) تمہیں بھی اس کی مخالفت کے لیے تیار رہنا ہے اور اس کی مخالفت تاریکی شب کی مانند شدید ہوگی۔

If you oppose and deny this book,beware that it will also oppose you. And its opposition will be as intense as darkness at night.

(7)

فِيْهَا بَنُو هَاشِمٍ غُرٌّ وُجُوهُهُم
مِثْلُ الْمَصَابِيحِ وَالصِّيدُ الْغَطَارِيمِ

ان میں صرف خاندان بنو ہاشم کے لوگ ہی صرف ایسے ہیں (جو رسول اور کلام الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں) جن کے چہرے چراغ شب کی طرح روشن اور تابناک ہیں اور ان کی عظمت کی داستانیں تاریخ میں آج بھی موجود ہیں۔

Only those belonging to Banu Hashim are the persons whose faces are as bright and shining as beacons at night. The stories of their greatness are preserved in the annals of history.

(8)

هُنَاكَ أَحْمَدُ لَا يَخْشَى عَدَاوَتَكُم
فِي إِرْثِ عِزٍّ مَنِيعٍ غَيْرِ مَهْضُومِ

ان (خاندان بنو ہاشم) میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو تمہاری اس دشمنی سے گھبرانے والے نہیں ہیں اور عزت وشرف اور بلندیٔ عظمت کے مالک ہیں۔

Among them is Ahmad(PBUH&HP) who holds a very high station of honour and dignity for us and who is never scared of your hostility.

(9)

تَأْبَى لَهُ الضَّيْمَ أَنَّا مَعْشَرٌ أُنُفٌ
لَا يَلْزَمُ الذُّلُّ مِنَّا بِالْخَرَاطِيمِ

وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لیے باعث عزّ و وقار ہیں اور ان کی وجہ سے ذلت و رسوائی اور ظلم و جور ہم سے دور کر دیے گئے ہیں۔

He is the fount of honour and dignity for us.His holy presence among us has warded off humiliation, infamy and oppression from us.

(10)

اللّٰہُ یَعلَمُ اَنَّا سَوفَ نَمنَعُہُ

بِالقَنِی مِنَّا عَلَی الجُردِ اللَّہامِیمِ

خدا جانتا ہے کہ اگر چہ ہم ہی قافلہ سالار ہیں لیکن ہم یہ نہیں چاہیں گے کہ لوگ ہماری تعریف میں رطب اللسان ہوں۔

Allah is my witness that though we are the leaders,yet we won't want people to keep on flattering us.

(11)

بِکُلِّ وَابیَضَ مَفلُولٍ مَضَارِبُہُ

مُجَرَّبٍ وحُسَامٍ غَیرِ مَثلُومِ

میدان کارزار میں ہماری تلواریں اچانک نازل ہونے والی موت کی مانند ہوتی ہیں لیکن یہ تلواریں کسی مقتول کی لاش کی بے حرمتی کرنے میں کند ہو جاتی ہیں یعنی ہم کسی کی لاش کا مثلہ نہیں کرتے۔

In the battlefield our swords fall like death that strikes all of a sudden. But these swords turn blunt when the corpse of some murdered one is to be desecrated by being dismembered.

(12)

فَآمِنُوا بِنَبِیٍّ لَا اَبَا لَکُمُ

ذِی خَاتَمٍ صَاغَہُ الرَّحمٰنُ مَختُومِ

پس ایمان لاؤ اس نبی پر جو تمہارے اسلاف کی مانند نہیں بلکہ خاتم النبیین ہے یہ وہ ہستی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے حسن تخلیق کا اختتام کر دیا ہے۔

So have faith in the Prophet (PBUH&HP) who is not like your ansectors but is the Seal of the Prophets.He is the being in whom Allah has accomplished His creation.

☆☆☆☆☆☆☆

اردو نعت: اردو کو دیگر زبانوں کے درمیان یہ اعزاز و افتخار حاصل ہے کہ یہ اپنی پیدائش کے وقت سے ہی مومن اور کلمہ گو رہی ہے۔ صوفیائے کرام اور مبلغین اسلام کے ہاتھوں دین متین کی ترویج و اشاعت سے نعت پروان چڑھی مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (م ۸۲۵ھ/۱۴۲۱ء) کے کچھ اشعار کو اردو نعت کا اولین نمونہ قرار دیا ہے۔ تاہم جمیل جالبی کی تحقیق کی رو سے فخر الدین نظامی کی مثنوی کدم راو پدم راو (تصنیف ۸۲۵ تا ۸۳۸ھ) میں حمد کے بعد آنے والے اشعار کو اردو نعت کا پہلا مستند نمونہ سمجھنا چاہیے، اگرچہ ان میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ کا غلبہ نظر آتا ہے۔ نویں اور دسویں صدی ہجری کے متعدد صوفیائے کرام، مثلاً سید برہان الدین قطب عالم (م ۸۵۰ھ)، شیخ صدر الدین (م ۸۷۶ھ/۱۴۷۱ء) شاہ میران جی شمس العشاق (م ۹۰۲ھ/۱۵۰۶ء) شیخ بہاؤ الدین باجن (م ۹۱۲ھ/۱۵۰۶ء) کبیر (۹۱۵ھ/۱۵۰۹ء) شاہ اشرف بیابانی (م ۹۳۵ھ) قاضی محمود دریائی (م ۹۴۱ھ/۱۵۳۴ء) شاہ علی محمد جیو گام دھنی (م ۹۷۳/۱۵۶۵ء) شاہ برہان الدین جانم، خوب محمد چشتی (م ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء) وغیرہ کا نعتیہ کلام ان کے ملفوظات یا صوفیانہ رسائل میں درج ہے اور مثنوی یا جکری کی صورت میں۔ جکری بھجن کے زیر اثر وجود میں آنے والا ایک پیرایہ ہے جس میں عارفانہ اور صوفیانہ واردات کا اظہار ہوتا ہے۔ شیخ باجن کے بعد قاضی محمود نے جکریوں میں موسیقیت کے علاوہ محبت کی حلاوت اور جذبے کی گرمی پیدا کی محمد چشتی کی مثنوی خوب ترنگ میں اردو زبان کی روایات کا ایک نیا رجحان سامنے آیا۔ یہ رجحان ہندی پر عربی فارسی زبانوں کے اثرات کا ہے۔

اردو نعت کا باقاعدہ آغاز گیارہوں صدی ہجری میں ہوا جب بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد قطب شاہی سلطنت کا قیام عمل میں آیا اور اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ (۹۷۳ھ/۱۰۲۰ھ) نے نعت کی مستقل حیثیت متعین کی۔ نعت سے سلطان کے شغف کا یہ عالم تھا کہ بیشتر غزلوں کے مقطعے نعتیہ ہیں کلیات میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھ عید بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانچ، شب معراج پر ایک نظم کے علاوہ پانچ باقاعدہ نعتیہ غزلیں اور پہلی بار متعدد نعتیہ رباعیاں ملتی ہیں۔ اس صدی میں مثنوی میں نعتیہ اشعار لکھنے کا رجحان بھی بڑھتا گیا اور نور نامہ، مولود نامہ، معراج نامہ، وفات نامہ کے ساتھ ساتھ منظوم سیرت نگاری کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔ اس ضمن میں وجہی، غواصی ابن نشاطی، نصرتی، طبعی، امین، گجراتی، فتاحی، بلاقی، صنعت اور قدرتی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسی زمانے میں شاہ ہاشم حسینی (م ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء) کی جکریاں، عبداللہ قطب شاہ کی غزلوں کے نعتیہ اشعار اور شاہ امین الدین (م ۱۰۷۶ھ/۱۶۶۵ء) کے نعتیہ دوہڑے ملتے ہیں بارھویں صدی ہجری میں (م ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء) کا نعتیہ کلام اردو نعت کے ارتقائی سفر میں ایک نئی منزل کی نشاندہی کرتا ہے ولی کا نعتیہ سرمایہ، جو

غزل اور قصیدے سے لے کر رباعی، مخمس مسدس اور مستزاد پر مشتمل ہے، ان کے مخصوص رنگ (ریختہ) کی ترجمانی کرتا ہے۔ ولی کے معاصرین میں قاضی محمود بحری (م ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء) اپنی صوفیانہ شاعری کی بنا پر ممتاز ہیں ان کے کلیات میں مختلف نعتیہ اشعار سے قطع نظر ایک غیر منقوط نعت بھی موجود ہے۔ اسی طرح فراق بیجاپوری (م ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء) بھی تادم آخرت نعت، منقبت اور مرثیہ لکھتے رہے۔

مغلوں کے زوال کے بعد مسلمانوں پر ابتلا کا دور شروع ہوا تو نعت میں فریاد کا عنصر شامل ہو گیا۔ اس ضمن میں پنجاب کے صوفی شاعر جانی (۱۱۶۷ھ/۱۷۱۵ء) کی مناجات اور شیخ فاضل بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۸ء) کی ایک نعتیہ نظم جس میں مسلمانوں کا تہذیبی اور معاشرتی کرب نمایاں ہے، بالخصوص قابل مطالعہ ہے۔ اسی صدی میں مرزا سودا (۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء) کا نام آتا ہے۔ ولی سے سودا تک فاصلہ ہماری شاہراہ ادب پر ایک عبوری دور کا حکم رکھتا ہے اس عرصے میں جو تبدیلیاں زبان و بیان میں ہوئیں ان کا مجموعی تاثر سودا کے نعتیہ قصیدے میں بدرجہ امتیاز نمایاں ہے اور اسے شمالی ہند میں اردو کی باضابطہ نعتیہ شاعری کا ابتدائی نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس صدی میں منظوم سیرت نگاری کو بام عروج تک پہنچانے والوں میں نوازش علی شیدا اور محمد باقر آگاہ کے نام نمایاں ہیں۔

تیرھویں صدی کے وسط تک کسی شاعر نے نعت گوئی کو اپنا شعار نہیں بنایا البتہ اکا دکا نعتیہ نظمیں ہر کسی نے کہیں۔ ان میں سے میر کی مسدس اسماعیل شہید کی مثنوی سلک نور، کرامت علی شہیدی کا قصیدہ غرا مومن کا قصیدہ زمزمہ سنجی طبع، مثنوی ناتمام، مثنوی بہ مضمون جہاد قابل ذکر ہیں۔

غزل میں نعتیہ شعر کہنے کی رسم غالب نے اپنائی انیس اور دبیر کے ہاں بھی بہت سا نعتیہ عنصر موجود ہے۔ اردو نعت نے مستقل فن کی حیثیت تیرھویں صدی ہجری میں اختیار کی۔ اسے باقاعدہ فن بنانے والوں میں شمالی ہند کے کفایت علی کافی، غلام احمد شہید، حافظ لطف بریلوی اور دکن کے شیر محمد ایمان، فیاض الدین بندا اور محمود علی ناظم وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

نعت گوئی کے دور تشکیل کی روایت امیر مینائی اور محسن کاکوروی تک پہنچ کر تکمیل کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ خصوصاً محسن کاکوروی کی نعت سے وابستگی اور کمال فن کو نعت گوئی کے سلسلے میں اب تک کی جانے والی کوششوں کا ماحصل کہا جاسکتا ہے۔ انہی کی کوششوں کی بدولت امیر مینائی میں نعت گوئی کا میلان بہت بڑھ گیا۔ دور جدید کی داغ بیل ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد پڑی۔ نعت میں نیا طرز احساس، اجتماعی شعور اور تازہ لے پیدا کرنے میں حالی، شبلی، ظفر علی خاں اور اقبال کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کے افکار کی روشنی میں نعت گوئی کے نئے نئے امکان سامنے آئے۔ مولانا ظفر علی خاں، بقول صلاح الدین احمد ''اردو نعت کے مجدد ہیں اور انہوں نے اپنی تخلیقات میں جذبات عقیدت کے ساتھ ساتھ آگاہی حقیقت کو برقرار رکھا ہے اور ایک غائب درجہ لطیف انداز بیان سے دونوں کا اظہار کیا۔'' اس دور

کے دیگر شعراء میں شاد عظیم آبادی بھی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ احمد رضا خان بریلوی، حسن رضا خان بریلوی، بے دم وارثی، مرزا محمد عزیز، دلو رام کوثری، مہاراجہ کشن پرشاد شاد، اکبر میرٹھی، جلیل مانک پوری اور نفیس خلیلی کا نام اہم ہے۔ قیام پاکستان تک نعت گوئی میں مقام پیدا کرنے والوں میں مولانا محمد علی جوہر، اقبال سہیل، سیماب اکبر آبادی، امجد حیدر آبادی، بہزاد لکھنوی اور ماہر القادری وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں۔ اس ضمن میں حفیظ جالندھری کے شاہ نامہ اسلام کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے جو جذبات عقیدت اور محبت سے معمور ہے۔ ان کے علاوہ حسرت موہانی، آغا حشر کاشمیری، حسن ضیاء، معنی اجمیری اور حسن لطیفی کی نعتیہ منظومات بڑے معرکے کی ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ہمارے شعراء نے اردو نعت میں حیرت انگیز ترقی کی۔ اس دور میں نعت تمام اصناف شعر میں لکھی جاری ہے جو مسلسل ارتقاء پذیر ہے اور اس کی بہت سی جہات سامنے آ رہی ہیں۔ اس رنگ میں پاکستانی نعت نگاروں میں عبدالعزیز خالد، جعفر طاہر، غلام رسول ازہر، خالد بزمی اور حفیظ تائب وغیرہ متعدد شعراء قابل ذکر ہیں۔ مسدس میں احسان دانش، صہبا اختر، رحمان کیانی اور آسی ضیائی کے نام دیئے جا سکتے ہیں۔ گیت کے پیرائے میں نعتیہ منظومات لکھنے میں نمایاں نام مظفر وارثی کا ہے۔ مختصر نظمیں لکھنے میں کرم حیدری، جلیل عالی اور یوسف حسن کے علاوہ کئی دوسرے شعراء نعتیں لکھ رہے ہیں۔ غزل کی سمت میں نعت کہنے والوں میں قیوم نظر، اثر صہبائی، حافظ مظہر الدین، عبدالکریم صمد، منیر قصوری اور عابد نظامی وغیرہ خاص مقام رکھتے ہیں۔ جدید اردو نظم کے ارتقاء میں جن شعراء نے نمایاں حصہ لیا تھا وہ بھی نعت گوئی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان میں قیوم نظر، یوسف ظفر، مختار صدیقی اور احمد ندیم قاسمی سرفہرست ہیں۔ نئی نظم میں ہیئت کے جو نئے تجربے کئے گئے ان سے بھی فائدہ اٹھایا گیا چنانچہ نظم آزاد کی صورت میں بھی نعتیں لکھی گئیں۔ موجودہ پاکستانی نعت نگاروں میں نعیم صدیقی، ادا جعفری، امین راحت چغتائی، اطہر نفیس، محسن احسان، تحسین فراقی، منیر نیازی اور احمد فراز وغیرہ نے نعت گوئی میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔

NA'AAT IN URDU POETRY

A noted critic of Na'aat-writing has truly said that Urdu is blessed with the honour and distinction, among other languages, as it has been the 'Faithful' and the 'Believer' , ever since its evolution, way back in ninth century AH. (Dr. Tal'ha Rizvi: "Urdu kee Na'aatiya Shaairi" P.5).

Tracing the foremost model of Urdu Na'aat, one comes to know that Syed Muhammad Akbar Hussaini (son of Khawja

Banda-nawaaz Gaisu Draaz), who died in 823AH was the pioneer, as far as a couplet has been found, attributed to his name. However, a detailed debate among the researchers concludes that it is Mathnavi (Masnavi) KADAM-RAO PADAM-RAO, of Fakhruddin Nizami, written between 825AH & 838AH, which appears to be the authentic example of first Urdu Na'aat. Although, it carries a blended diction of Sanskrit & Prakrit, the ancient form of Indian language of that era.

Then comes the series of followers like Syed Burhanuddin Qutb-e-Alam, Sadruddin, Shah MeeraNjee Shams-ul-Ushaaq, Sheikh Bahauddin Baajan, Kabeer Das, Shah Ashraf Bayaabaani, Qazi Mehmood Daryaai, Shah Ali Muhammad Geogaamdhani, Shah Burhanuddin Jaanum and Khoob Muhammad Chishti Gujarati in the era of 9th to 11th century, AH. Almost all of them were saints who used poetry as their tool for preaching Islam and spiritualism.

The Mathnavi Khoob Terang of Khoob Muhammad Chishti Gujarati, written in 986AH is the first prominent example of Arabic-Persian lingual effects on the then Hindi (ancient Urdu). The tradition of writing Na'aat started in the 11th Century AH, as the pioneer Urdu SAHEB-E-DIVAN (Poet with an anthology), Sultan Muhammad Quli Qutb Shah established it as a regular genre of devotional poetry. He wrote Na'aat in the forms of Ghazal, Nazm (verse) and Rubaai. Some of the poets of that era had chosen Doha for writing Na'aat. Similarly, a tradition of writing Na'aat in the form of Mathnavi carried on, during the same century. Besides, several poets penned the Seerah/life history of the Holy Prophet,

Muhammad (PBUH&HP). They used the terms, Noor-Naama Maulood-Naama, Wafaat-Naama and Me'raj-Naama. Shah Hashim Hassani had chosen the form of 'Jakri', for writing Na'aat, an outdated one in today's poetry.

The 12th Century AH dawned with the swift promotion and progress of Urdu Ghazal, as Wali of Deccan, (originally from Ahmedabad, Gujarat), made a fortune in this form of poetry and cast a strong shadow on the contemporaries. Basically a saint, Wali had used Ghazal, Qaseeda, Rubaai, Mukhammas and Mustazaad for writing Na'aat. In the same period, Qazi Mehmood Behri and Syed Muhammad Fraaqi Baijapuri also made some good name in writing Na'aat.

When the Mughals were facing decline, the poets would submit their oppressive condition, seeking support from the soul of the Holy Prophet, Muhammad (PBUH&HP). There were no famous poets doing it, exclusively, yet, it was a common practice.

Then, we see the great Urdu maestro, Sauda coming forward with Natiya Qaseeda that set example for the contemporaries and the followers. However, greats like Mir did not practice Na'aat-writing as their favourite pastime. In the mean time, we also notice the Na'atiya Musaddas of Mir, Mathnavi Silk-e-Noor of Maulvi Muhammad Ismail Dehlvi, few models of Natiya Qaseeda and Mathnavi by Momin and above all, Shaheedi. The later was freedom-fighter, earned fame in devotional poetry. In one of his Natiya Qaseeda, he prayed that he might die, in front of the mausoleum of the Holy Prophet, Muhammad (PBUH&HP). Allah fulfilled his earnest desire and he died, as soon as he reached near

the mausoleum.

The successors like Ameer Meenaai and Mohsin Kakoryi had tried to say Qaseeda, on the same patron, used by Shaheedi. Momin had also done some good Tazmeen (to write poetry on the patron of someone else' famous poem) on it. Great poet, Ghalib restrained from composing Na'aat on regular basis; however, he just wrote a few Na'aatiya couplets, only. Similarly, masters of another genre, Marthia, (Marsia), Anees and Dabeer had also included some Na'aat-element in their poetry.

Na'aat took its roots as a popular, separate genre in the 13th Century AH, when, Maulana Kifayat Ali Kaafi, Maulana Ghulam Imam Shaheed, Hafez Lutf Ali Khan Lutf Barelvi and many poets, from Deccan, relatively less famous, contributed their best efforts towards making it a genuine and popular form of devotional poetry.

Maulana Kifayat Ali Kaafi was an elder religious scholar of Muradabad, India. He dedicated his entire poetry to the praise of the Holy Prophet, Muhammad (PBUH&HP).

Maulana Ghulam Imam Shaheed also spent all his energy for the promotion of Na'aat. He had also enhanced the standard of Na'aatiya poetry in Persian. He was the one to open the door for the innovative experiments in Urdu Na'aat. Besides other books, his 'Maulood Sharif' earned great name to him, in the devotional poetry. He wrote Na'aat in all prevailing forms.

Hafez Lutf Ali Khan Lutf Barelvi is the man who devoted all his Ghazal-poetry to promote Na'aat. He is the foremost Urdu poet who earned popularity, through Na'aatiya poetry, only.

The later poets of Na'aat include Mufti Ghulam Sarwar

Lahori, Mir Azam Ali Shaaique Hyderabadi, Ghulam Mustafa Ishqi Deccani, Syed Wajid Ali Waheed Haswi, Maulvi Muhammad Hussain Tamanna Muradabadi, Syed Muhammad Murtaza Bayan-o-Yazdaani, Sufi Muhammad Akbar Warsi, Ameer Meenaai, Sufi Baydum Shah Warsi, Mohsin Kakorvi and Ala-Hadhrat Ahmed Raza Khan Barelvi. Sufi Muhammad Akbar Warsi was yet another saint-poet of his own kind. His most famous Salam, 'Ya Nabi Salam Alaik' still echoes in the religious gatherings. However, this era is more often considered as the era of Ameer Meenaai, Mohsin Kakorvi and Ala-Hadhrat Ahmed Raza Khan Barelvi.

Ameer Meenaai (d.1900CE/1318AH) belonged to a religious family, with an especial link with the saint school of thought, Chishtiya-Saabiriya. Before emerging as a Na'aat-poet, he earned laurels in the field of Ghazal. Then, he left Lucknow to settle down in Kakori, where he met with the famous Na'aat-poet, Mohsin Kakorvi.

Mohsin Kakorvi (d. 1322AH) was right from childhood a religious man. He was blessed with the noble sight of the Holy Prophet (PBUH&HP), in dream, when he was only nine. Then, he composed a Na'aatiya poem in Persian. His Urdu Na'aatiya poetry began with the Qaseeda, 'Guldast-e-Kalaam-e-Rahmat', at the age of 16. The most famous of his Na'aatiya poetry, Qaseeda-e-Laamiya was completed in 1293AH. This unique Qaseeda contains metaphors from the lands of Mathra, Kashi, Punjab and Bengal, contrary to all previous Na'aatiya poetry, wherein only Arabic ones were used to bear a resemblance with the great personage, character, lifetime and surroundings of the Holy Prophet (PBUH&HP).

Ala-Hadhrat Ahmed Raza Khan Barelvi (d.1340AH/1921CE) is the legend in Urdu Na'aat. He alone stands as the popular school of thought in Na'aat-writing. Being a genius scholar and expert of various sciences & arts, he took advantage of his knowledge, while composing the Na'aat, besides all devotion, dedication and modest attitude. He had truly claimed to learn the Na'aat-writing, through Holy Quran. His entire poetry (in all forms) consists of Na'aat only. Besides other Na'aatiya poetry, his Salam, 'Mustafa Jaan-e-Rahmat pe LaakhouN salam' earned him the height of fame and popularity. Amazingly, his younger brother, Maulana Hassan Raza Barelvi excelled in Ghazal-poetry, too, besides Na'aat. He was a disciple of Ala-Hadhrat in Na'aat, while he used to get advice on his Ghazal, from the famous maestro, Dagh Dehlvi. Hasrat Mohani declared him a maestro, in himself.

Here, we must not forget the chain of non-Muslim Na'at poets. There has been a tradition of Na'at-writing among Hindu, Sikh, Christian and other non-Muslim poets. In early Na'at-poets, we can take example of Maharaja Sir Kishan Prasad Shaad of Hyderabad, Deccan. There are still a good number of such poets, contributing Na'at, with great zeal and fervour. Anthologies and selections have been compiled, separately to cover them.

Then, the fast changing socio-political scenario of the Sub-continent compelled the poets to not only refine, but, revolutionize the contents and style. There, masters like Hasrat Mohani, Haali, Shibli, Shaad Azeemabadi, Nazm Tabatabai, Zafar Ali Khan and Allama Sir Sheikh Muhammad Iqbal made their best to change the entire scene of Na'at-poetry.

Musaddas-e-Maddo-Jazar-e-Islam by Haali had turned a new leaf in Urdu Na'atiya poetry. In this era, the grievances of Ummah and all current topics were added to the Na'atiya poetry, especially and Urdu poetry, in general.

The modern Urdu Na'at is very rich, with a great number of anthologies, including those which also contain other forms/genres of poetry, in general. It's difficult to mention every single name, here; however, an attempt could be made to include as many as possible. If we start from the time period of the Partition and Freedom of Indian Sub-continent, and decades to follow, we find names like Iqbal Sohail Azam-gadhi, Seemab Akbarabadi, Amjad Hyderabadi, Hameed Siddiqui, Ziaul Qadri, Shakeel Badayuni, Behzad Lakhnawi, Maahirul Qadri, Hafeez Jalandhri, Akhtar Sheerani, Shorish Kashmiri, Moeeni Ajmeri, Meem-Hassan Latifi, Ehsaan Daanish, Ahmed Nadeem Qasmi, Anjum Rumani, Iqbal Azeem, Hafez Mazharuddin, Yousuf Zafar, Abdul Aziz Khalid, Naim Siddiqui, Jaffar Tahir, Abdul Aziz Fitrat, Hafez Ludhiyanvi, Serv Saharanpuri, Nazeer Ludhiyanwi, Kausar Niyazi, Abdus Sattar Khan Niyazi, Ada Jaffri, Munawar Badayuni, Sikandar Lakhnawi, Ra'ana Akbarabadi, Saaghir Siddiqui, Akhtarul Haamidi, Qamar Meeruthi, Aasi Kernali, Saaim Chishti, Muzaffar Warsi, Masroor Kaifi, Hafeez Taaib, Adeeb Raipuri and Sabeeh Rahmani have marvelled in this particular type of devotional poetry.

(1)

زعمت قریش انّ احمد ساحر"
كذبوا وربّ الرّاقصات الی الحرمْ

اے قریش تمہارا یہ خیال خیالِ فاسد ہے کہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جادوگر ہیں مجھے قسم ہے اس بلند اور باعظمت حرم کے مالک کی اِتم دروغ گو اور جھوٹے ہو۔

O Quraish ! That Muhammad (PBUH&HP) is a sorcerer is a perverted thought on your part. I swear by the Lord of this grand & sublime House that you are liars and fabricators.

(2)

ما زلت اعرفه بصدق حديثه
وهو الأمين على الحرائب الخزمْ

میں (ابوطالبؑ) انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آغوشِ مادر سے لے کر لحہ موجود تک جانتا ہوں کہ وہ اپنی بات کے سچے اور تمہارے اموال کے امانتدار اور محافظ ہیں۔

I have known him since he arrived in the lap of his mother to the present moment as a truthful person,the one who acts as custodian of your properties.

(3)

بهتوه لا تعدوا بقطر بغدها
ومضت مقالتهم تبينُ الی الأممْ

انہوں (قریشِ مکہ) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان تراشیاں کیں حالانکہ اس میں رتی بھر بھی سچائی نہیں ان کے الزامات کا دور گزر چکا ہے کیونکہ وہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اقوامِ عالم میں ایک نیک سیرت ہستی ہیں۔

They (The Quraish) have hurled calumnies at the Holy Prophet (PBUH&HP) though they haven't an iota of truth at all.The time for such inculpations has already passed as he has been recognized as a saintly person by all the communities of the world.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالبؑ کی شاعری میں جذبات انتہائی عروج پر ہوتے ہیں ان کے کلام میں تراکیب اور طرز بیان میں فضائل کی تفصیل دیگر شعراء کی شاعری پر فوقیت رکھتی ہے ان کے ہاں الفاظ کے معمولی سے تغیر کی وجہ سے معنی بدل جاتے ہیں ان کی فصیح زبان کی وسعتوں میں آواز ایک ایسی گونج کی طرح ہے جو سامع کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہ صدائے حق و جذبات کے تموج اور زیر و بم سے مسافران شب کے لیے اشعار شوق فراواں اور دوستی کے رشتے کی وہ گرفت ہیں جن سے نکلا نہیں جا سکتا دوست سے ان کا رشتہ بہت مضبوط ہے اگرچہ حیات ایک تاریک شعر کی مانند ہے لیکن اسے دوستی کی روشنی سے جلا ملتی ہے موت بظاہر اس رشتے کو ختم کر کے روشنی بجھا دیتی ہے اور اس تاریکی سے ایک المیہ جنم لیتا ہے جس میں ایک ایسی پائیداری ہوتی ہے کہ فطرت کی طاقتیں بھی اسے ختم نہیں کر سکتیں۔ دوستی کا احساس انسان کے اندر جذب ہو کر ایک مستقل روگ بن جاتا ہے اور یہی روگ اشعار میں ڈھل جاتا ہے۔ حضرت ابوطالبؑ اپنے دوست مسافر ابن ابی عمرو کی موت پر اپنے ان جذبوں کا اظہار کرتے ہیں جو ایک المیے کی صورت میں ان کے اندر جذب ہو گئے ہیں دوست کی موت کا غم موت کے خلاف ردعمل نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ

میت صدق علی هبالة اهب

میت من دون ملتقاک الحجون

ایسی موت جو صداقت کے ساتھ ہو ایک بہترین موت ہوتی ہے

قبل از اسلام عربوں میں یہ دستور تھا کہ مرنے والا یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد اس کا ماتم کریں اس رسم کا اظہار عربی شاعری میں جگہ جگہ موجود ہے جس میں ایسی خواہش کا تذکرہ ملتا ہے مگر یہ وصیت صرف اہل خانہ کے لیے ہوتی تھی حضرت ابوطالبؑ کے یہ اشعار اس وصایا کے ضمن میں نہیں آتے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ان کی یہ شاعری دوست کی موت کے خلاف ردعمل نہیں بلکہ دوست کی تعریف و توصیف، وفا اور موت کی صداقت کے حوالے سے ہے۔

The verses of Hazrat Abu Talib overflow with emotion. His expressions and dicton are found to be superior to those of other poets.Just alittle change in the words and the meaning of the verses take a long leap. His grandiloquence is like a reverberation in the wildness that tends to take complete hold of the listener.This cry with tumultous emotions and their accompanying ebb and flow light the path of the travellars in the dark of night. These verses generate such a magnetic field of his unbound love and affiliation as can let

no one escape its force.His intimacy with his beloved is ve · stron; . Life itself may not be more than a journey in darkness but thi scintillatig friendship gives it a justification. Death superficially puts out the light of friendship and the ensuing darkness may give rise to the tragedy. But this tragedy attains that permanence that even forces of nature in their collective efforts fail to erase it.This acute sense of friendship penetrates into the soul of man which causes a deep gloom take hold of him. This very gloom then blossoms in his verse. Hazarat Abu Talib has expressed such deep feeling in the following poem. Before

the advent of Islam it was accepted custom among the Arabs that the dying person in his will asked his family to mourn him.The poetry is replete with examples of such elegiac poems. However this will was usually intented only for the members of family. So these verses of Abu Talib cannot be considered a response to any such will on the part of his friend. As a matter of fact these verses must not be taken as a reaction to his friends demise. They are rather a tribute to his virtuous friend and an expression of the inevitability of death itself.

(1)

لَيْتَ شِعْرِي مُسَافِرَ بْنَ أَبِي عَمْرٍو
وَلَيْتَ يَقُولُهَا الْمَحْزُونُ

کاش! مسافر ابن ابی عمرو کو یہ پتہ چل سکتا کہ جب بھی کوئی کسی شخص "اف" کہتا ہے تو اس کی اس "آہ" میں کتنی اذیت چھپی ہوتی ہے۔

If only Musafir Bin Abi Amro knew that whenever a person utters "Umph", how much pain is concealed in this cry.

(2)

أيُّ شيءٍ دهاك أو غال مرآك

وهل أقدمت عليه المنون

مجھے یہ تو بتا دو کہ آخر تمہیں کس بات کا ڈر تھا کہ تمہاری ذہانت و فراست ختم ہوگئی اور فرشتۂ اجل نے تم پر قبضہ کر لیا۔

Just tell me what on earth you were frightened of which eroded your wisdom and sharpness so that the angel of death possessed you.

(3)

أنا حاميك مثل آبائي الزُّهر

لآبائك الذي لا تهون

میں (ابوطالب) اپنے عظیم اسلاف رفتہ کی مانند تمہارا اور تمہارے آباء کا مددگار ہوں (میں یقین دلاتا ہوں) تمہاری عزت و توقیر کو کسی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

I am your and your ancestors' supporter just as my great ancestors of the past were. (I assure you) that no one can ever stigmatize your dignity and honor.

(4)

منيت صدق على هبالة أمسيت

ومن دون ملتقاك الحجون

اے میرے سچے دوست! تمہاری اس موت نے کیا کہ تم نے ہبالہ میں وفات پائی حالانکہ تم سے ملاقات کی جگہ تو حجون تھی جو کہ ایک مختلف جگہ ہے۔

You met your end at Hibala, whereas our rendezvous was Hajoon which is a totally different place.

(5)

رجع الركب سالمين جميعا

وخليلي في مرمس مدفون

افسوس صد افسوس! وہ لوگ (جنہوں نے تمہارے ساتھ سفر کیا تھا) تو سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آئے ہیں مگر میرا دوست اپنی آخری آرام گاہ میں سو رہا ہے۔

Alas! Those who were your co-travellers have returned safe and sound but my friend is now sleeping in his eternal abode.

(6)

بورك الميت الغريب كما بورك

نضخ الرمان والزيتون

(تمہاری وفات وطن سے دور ایک باغ میں ہوئی) جس طرح انار اور زیتون کو قدرت نے بابرکت قرار دیا ہے تمہاری غریب الوطنی میں ہونے والی اس موت پر (ایک باغ کے اندر ہوئی) خداوند عالم کی رحمتوں کی بارش ہوتی رہے

As Allah has made pomegranate and olive blessed (fruit), your death in a garden away from your home is an indication of His blessings on you.

(7)

مذرة يدفع الخصوم بأيد

وبوجه يزينه العرنين

تم تو وہ تھے جو اپنی قوت و جرات سے دشمنوں کا مقابلہ اس انداز سے کرتے تھے کہ وہ ذلیل و رسوا ہو جاتے تھے۔

You were the one who fought against the enemy with so aggressive might and valour that they faced sheer humiliation and disgrace.

(8)

كَمْ خَلِيلٍ رُزِئْتُهُ وَابْنِ عَمٍّ

وَحَمِيمٍ قَضَتْ عَلَيْهِ الْمَنُونُ

ہائے افسوس! موت نے بہت سے جگری دوستوں، رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں سے کئیوں کا خاتمہ کر دیا اور ان سے زندگی کو چھین لیا۔

Woe to me! Death's talons have snatched away many of my close friends,cousins and other kins rendering them lifeless corpses.

(9)

فَتَعَزَّيْتُ بِالتَّأَسِّي وَبِالصَّبْرِ

وَإِنِّي بِصَاحِبِي لَضَنِينُ

میں اپنے اسلافِ رفتہ کی شاندار روایات پر عمل کرتے ہوئے خود اپنی ذات کو صبر کی تلقین کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو تعزیت بھی پیش کرتا ہوں۔

Keeping in view the glowing traditions of my forefathers, I advise myself to be patient and also condole with myself.

(10)

كُنْتَ لِي عِزَّةً وَفَوْقَكَ لَا فَوْقَ

فَقَدْ صِرْتَ لَيْسَ دُونَكَ دُونُ

(اے مسافر بن ابی عمرو) تم میرے وہ دوست تھے جس کی دوستی پر مجھے ناز تھا اور تم سے بڑھ کر میرا کوئی ہم راز دوست نہیں تھا آہ موت نے تم کو ہم سے چھین لیا اور ہم ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔

You were my friend whose friendship was really a matter of great pride for me. No other person was so close a confidant of mine. Alas Death took you away and separated us in this manner.

(11)

كَـــانَ مِـــنْـكَ الـيَــقِـيْـــنُ لَــيْـــسَ بِـشَـــافٍ
كَيْفَ اُذْ رَجْـــمْـتَكَ عِــنْـــدِي الـــظُّـــنُـــونُ

ایک شخص کے چلے جانے سے زندگی کے تصورات بدل جاتے ہیں، اور گمان و یقین کے نظریات تبدیل ہوجاتے ہیں افسوس تمہارے اس دنیا سے رخصت ہوجانے سے ہماری تو زندگی ہی بدل گئی۔

The demise of a dear one brings changes in our thinking. what is certain and what only a passing fancy go under strange transformation. Alas your death has totally transmuted our life.

(12)

كُـــنْـــتَ مَــوْلًا وَصَـــاحِـــبًا صَـــادِقَ الـخِـبْـــرَةِ
حَـــقًّـــــا وَخُـــلَّـــةً لَا تَـــخُـــــونُ

تمہاری ذات تو وہ ذات تھی کہ جس میں صداقت وسچائی، رازداری اور دوستی کے تصورات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے تم میرے وہ دوست تھے جس کی دوستی پر مجھے ناز تھا۔

It was you who could boast of possessing candour, truthfulness,discretion and friendliness surfeitingly. You were my friend of whose friendship I was proud.

(13)

فَـــعَـــلَيْكَ الـسَّـلَامُ مِـــنِّـــي كَـثِـيْـــرًا
أَنْـــفَـــدَتْ مَـــاءَهَـــا عَـــلَـيْكَ الـشُّـــئُـــونُ

اے مسافر بن ابی عمرو! تمہارے چلے جانے سے میری چشمِ حیراں ہر وقت گریہ کناں رہتی ہے تم پر میری طرف سے لاکھوں سلام۔

My eyes are always wet with tears at your passing away.O my friend,I beseech you to accept my unlimited salutations.

☆☆☆☆☆☆☆

یہ قصیدہ حضرت ابو طالب نے عثمان بن مظعون پر کئے جانے والے ظلم وستم کے حوالے سے لکھا ہے۔ حضرت عثمان نے حبشہ میں یہ خبر سنی کہ قریش مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ یہ خبر سن کر واپس مکہ آ گئے۔ لیکن مکہ میں وہی شخص (مسلمان) داخل ہو سکتا تھا جو کسی کی پناہ میں ہو۔ حضرت عثمان کو ولید بن مغیرہ نے پناہ دی ہوئی تھی۔ لیکن دیگر مسلمانوں کو مصیبت میں دیکھ کر حضرت عثمان نے اپنے آپ کو ولید کی پناہ سے نکال لیا۔ پناہ سے نکلنے کے اعلان کے فوراً بعد ان کا گزر قریش کی ایک محفل کے پاس سے ہوا جہاں لبید بن ربیع اپنا کلام سنا رہا تھا۔ چنانچہ جب لبید نے اپنے شعر کا یہ مصرعہ پڑھا کہ

اَلا کُلّ شَیءٍ ماخلا اللّٰہ الباطِل

اللہ کے سوا کسی شئے کی بھی کوئی وقعت نہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون نے جب یہ سنا تو کہا ''اے لبید! تو نے بالکل درست کہا ہے۔'' اس کے بعد لبید نے دوسرا مصرعہ پڑھا

وَکُلّ نعیمٍ لامحالہ زائل

یہ نعمت یقیناً ختم ہو جانے والی ہے

یہ سن کر حضرت عثمان نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے کیوں کہ جنت کی نعمتوں کو زوال نہیں۔ لبید یہ سن کے بہت خفاء ہوا۔ اس کے سوال کرنے پر کہ یہ کون ہیں اسے قریش نے بتایا کہ '' یہ ایک احمق اور بے دین شخص ہے۔'' حضرت عثمان نے جب اس کا جواب دیا تو سب نے مل کر حضرت عثمان بن مظعون پر اتنا تشدد کیا کہ ان کی آنکھیں متورم اور چہرہ شدید زخمی ہو گیا۔ اس قصیدے میں حضرت ابو طالب نے اسی واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے قریش مکہ کو للکارا ہے کہ اگر تم اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ہم اپنے نیزوں سے تمہارے ظلم وستم کو روکیں گے، تمہارے دماغوں کو درست کر دیں گے اور اگر آئندہ کسی نے عثمان بن مظعون پر ظلم کیا تو وہ خود اس کے نتائج کا ذمہ دار ہو گا۔

حضرت ابو طالب نے قریش مکہ سے کہا کہ تم اس کتاب (قرآن) پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاؤ گے جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کیا ہے۔ ایسے نبی پر جو موسیٰ اور ذوالنون کی طرح سچا نبی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اپنے اشعار کے ذریعے حضرت عثمان بن مظعون کو تسلی بھی دی ہے اور قریش کی ظالمانہ روش کی مذمت بھی کی ہے۔

جہاں تک لبید بن ربیعہ کے حالات کا تعلق ہے لبید بن ربیعہ زمانہ جاہلیت کا ایک عرب شاعر جو ظہور اسلام کے بعد تک زندہ تھا۔ وہ کلاب کی شاخ، بنو جعفر سے تھا اور کلاب بنو عامر میں سے تھے: اس لیے کہ وہ ہوزن کی شاخ تھے

اور قیس عیلان کے قبائلی گروہوں میں شامل تھے۔ ابن سعد (طبقات، ۶: ۲۱) کے بیان کے مطابق لبید کا انتقال ۴۰ھ ۶۶۰/ ۶۶۱ء میں ہوا۔ بعض دوسرے مصنف مثلاً ابن حجر لبید کا انتقال ۴۱ھ بتاتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں جو ۴۲ ہجری کو اس کی تاریخ وفات قرار دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے بہت لمبی عمر پائی تھی۔ درحقیقت وہ اپنی عمر دراز کے متعلق اپنے قصیدوں میں کئی اشارے کرتا ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش محض تخمیناً متعین کی جا سکتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ۶۰۰ء سے قبل ہی وہ اپنی قادر الکلامی کے باعث اپنے قبیلے میں ایک امتیازی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ عین جوانی ہی کے زمانے میں وہ غالباً اپنے قبیلے کے اس وفد میں شریک تھا جو الحیرہ کے بادشاہ ابو قابوس نعمان (بن المنذر) (حدود ۵۸۰ تا ۶۰۲ء) کے دربار میں حاضر ہوا تھا اور جب نعمان کے ندیم ابو ربیع بن زیاد العبسی نے اسے بنو عامر کے خلاف بھڑکایا، (لبید کی ماں قبیلہ عبس سے تھی) تو لبید ایک ہجویہ رجز (دیوان، قصیدہ ۳۳) کے ذریعے بادشاہ کے سامنے اس کی ہنسی اڑانے میں اس قدر کامیاب ہوا کہ بادشاہ نے دوبارہ بنو عامر کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ بادشاہ کے جواب میں سے ایک بیت جو اس نے اپنے درباری کے اس مراسلے کا لکھا تھا جس میں اس نے اپنے آپ کو لبید کی ہجو کے خلاف بچانے کی کوشش کی تھی مثل بن گیا ہے۔

قَـدقِـيـلَ ذٰلِکَ ان حَـقًّـا وَاِنْ كَـذِبـا

فَـمَـا اعتِـذَارُکَ مِـن شَـیءٍ اِذا قِيلا

یعنی وہ بات تو کہی جا چکی ہے، سچ تھی یا جھوٹ — جو کچھ کہا جا چکا اس پر تمہارا اعتذار بے معنی ہے

اپنے بعد کے قصیدوں میں لبید اس بات پر بھی فخر کرتا ہے کہ اس نے اپنے فصیح بیانی سے اپنے قبیلے کی امداد کی۔ نامور شاعر بن جانے کی صورت میں بھی وہ اپنے قبیلے کا وفادار رہا اور اس کے ہم عصر الاعشیٰ نے آوارہ گرد مغنی کا جو پیشہ اختیار کر رکھا تھا اس سے اسے سخت نفرت تھی، لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت نے اسے اس کے معمولی دائرہ عمل سے باہر نکال لیا۔ ہمیں اس کے حلقہ اسلام میں شامل ہونے کی صحیح تاریخ کا علم نہیں ہے۔ (ایک عام روایت کے مطابق وہ قبول اسلام کے بعد ۲۰ سال تک زندہ رہا، لیکن اس نے اس عرصے میں سوا ایک بیت کے اور کوئی شعر نہیں کہا۔ سن ۸ ہجری کے جمادی الاخر جیسے ابتدائی زمانے میں قبیلہ عامر بن صعصعہ کے سرداروں عامر بن طفیل اور اربد بن قیس (لبید کے سوتیلے بھائی) نے نئے نظام حکومت سے اپنے قبیلے کی وابستگی کے سلسلے میں بغیر کسی نتیجے پر پہنچے کے مدینہ منورہ میں گفت و شنید کی۔ ان دونوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے بہت جلد بعد وہ بے وقت ہلاک ہو گئے۔ عامر طاعون سے مرا اور اربد بجلی گرنے سے اربد والے واقعے کی تصدیق بظاہر اس مرثیے سے ہوتی ہے جو لبید نے اربد کی موت پر لکھا (دیوان، قصیدہ) اس کے برعکس یہ الزام کہ اربد نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی، بالکل ناقابل تسلیم ہے کیونکہ اس حالت میں لبید اربد کے لیے اتنے مرثیے نہ کہتا اور اگر کہتا بھی تو اس کے

دیوان میں وہ ہرگز شامل نہ کیے جاتے ۹۔ ہجری میں اس قبیلے نے پھر ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا جس میں لبید بھی شریک تھا اور ایک معاہدہ سرانجام پایا۔ کہتے ہیں کہ اسی موقع پر لبید نے اسلام قبول کیا بعد میں وہ کوفے چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔ اس کے اہل وعیال میں سے صرف ایک لڑکی کا ذکر ملتا ہے جس نے اس کی قابلیت ورثے میں پائی۔ لبید کے قصیدوں کی عربوں کے نزدیک بڑی قدرومنزلت تھی۔ اس کے معلقہ کی بنا پر نابغہ سے عربوں یا کم ازکم اس کے قبیلے ہوازن کا سب سے بڑا شاعر بتاتا تھا۔

عثمان بن مظعون

قدیم ترین اور فاضل صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمار ہوتے ہیں۔ کنیت ابوالسائب تھی۔ ان سے پہلے فقط تیرہ افراد اسلام لائے تھے۔ حبشہ کی ہجرت میں شریک تھے۔ بعد میں واپس آگئے تھے۔ پھر عثمان نے مدینہ کو ہجرت کی۔ ان کے صاحب سائب ان کے ہمراہ تھے۔ عثمان کے بھائی قدامہؓ عبداللہ اور سائبؓ بھی ماجرا اور بدری تھے۔
انہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور ۳ ہجری میں وفات پائی۔ وہ پہلے مسلمان تھے جو بقیہ الغرقد میں مدفون ہوئے۔
رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں ان کی جو وقعت تھی اس کا اندازہ اس رنج وغم سے ہوتا ہے جس کا اظہار آپ نے عثمانؓ کی میت دیکھ کر کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو ان کی قبر کے نزدیک دفن کیا۔
عثمان بہت زاہد، عابد اور متقی انسان تھے۔ عبادت ریاضت میں بھی ممتاز تھے۔ شراب کے ممنوع قرار دیئے جانے قبل ہی اس سے اجتناب کرتے تھے۔ رات بھر نوافل پڑھتے اور دن بھر روزہ رکھتے۔

'Uthmaan Ibn Madh'un was one of the few who embraced Islam in the earliest days. When the Prophet (PBUH&HP) allowed the believers to emigrate to Abyssinia,'Uthmaan was also one member of the first group of fugitives.

After some time rumour spread that the Quraish had submitted themselves to Islam and Uthman alongwith a number of other muslims hurriedly returned to Makkah.Now these Muslims, save those who enjoyed the traditonally sacred right of protection, were maltreated in all conceivable ways. 'Uthmaan Ibn Madh'uun had a claim on Al Waliid Ibn Al-Mughiirah and so enjoyed his

protection. But when he saw other Muslims' sufferings he decided to relinquish this protection. When,having done accordingly,he was returning, Lubaid Ibn Rabiah was sitting in one of the Quraish's meetings reciting poetry, so he decided to join them and sat down and heard Lubaid recite, "Everything but Allah is falsehood." 'Uthmaan nodded and said, "You spoke the truth." Lubaid continued, "Every blessing is transient." "Uthmaan objected saying, "You are a liar, for the blessings of Paradise are eternal." Lubaid said, "O you Quraish, by Allah, I have not heard before that anyone dared to call a man who was attending your meeting names." A man of Quraish explained, "Do not pay attention to what he says, for he is a fool who has turned apostate." Uthmaan objected to the man's insult and both quarrelled until the man lost his temper and punched Uthmaan's eye ruthlessly.

Nearby was Al-Waliid Ibn Al-Mughiirah, who saw what had happened and said, " By Allah, nephew, you could have spared yourself the pain if you had stayed under my invulnerable protection." Uthmaan answered, "On the contrary, my healthy eye yearns for the pain of my abused eye. I am under the protection of Allah, Who is far better and more capable than you, Abu 'Abd Shams."

Later he migrated to Madina and took part in the Battle of Badr. He passed away in 3 A.H. The Holy Prophet(PBUH&HP) expressed deep grief at his death.According to some narrations, he buried his

son, Ibrahim close to Uthman's grave.

Uthman was a great ascetic who usually used to fast during the day and offer prayers at night. Even before Quranic ban on wine,he abstained from it.

Labid bin Rabiah

Labid, the son of a celebrated philanthropist, Rabi'a, was born into a prominent family in the 'Amir tribe in central Arabia.He is said to have enjoyed longevity for he lived, according to some sources as long as more than hundred years. As a teenager, he made his name at the court of the Lakhmid king, a famous patron of poetry. He converted to Islam while visiting Medina and after hearing Muhammad(PBUH&HP) recite verses from the Quran. His own poems display a deep religious feelings, but there is speculation among scholars that he abandoned poetry after his conversion.

Labid ibn Rabia wrote approximately 50 poems either extolling his own and his tribe's valor or describing the desert. Many of them are muallaqs—the best pre-Islamic qasidas—distinguished by their simple and precise language.

Labid's brother Arbad was killed by lightning, inspiring a very famous elegy, "The Deserted Camp," in which Labid philosophically laments the futility of human existence and the difficulties of old age: "Man is but a little flame. A little while after it has risen into the air, it turns to ashes."

One of Labid's longer poems was later included in the Mu'allaqat (The Seven Odes), an anthology of major pre-Islamic poems collected in the late eighth century. While Labid's odes follow the traditional format, he is noted for his vivid animal descriptions and intense celebration of his tribe's noble qualities and traditional customs and laws. He calls his tribesmen "generous, assisting liberality, gentlemanly, winning and plundering precious prize, sprung of a stock whose fathers laid down a code for them." Labid was among the prominent pagan poets who converted to Islam, and his poems celebrate the Bedouin values that served as models for later Muslim poets.

(1)

أَمِنْ تَذَكُّرِ دَهْرٍ غَيْرِ مَأْمُونِ
أَصْبَحْتَ مُكْتَبِئاً تَبْكِي كَمَحْزُونِ

کیا تو (عثمان بن مظعون) اس ناقابلِ بھروسہ زمانے کی کسی بات پر اتنا غمزدہ ہے کہ دکھ سے تیری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

Are you (Usman Bin Mazoo'n) feel so much dejeted at something done by this untrustworthy world that your eyes are shedding tears.

(2)

أَمْ مِنْ تَذَكُّرِ أَقْوَامٍ ذَوِي سَفَهٍ
يَغْشَوْنَ بِالظُّلْمِ مَنْ يَدْعُو إِلَى الدِّينِ

یا تیرا یہ کرب ان احمقوں کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے جو دعوتِ دینِ حق پر لبیک کہنے والوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

Or is this pain the result of recalling those wile people who oppose those accepting the invitation to the true religion

(3)

لا يَنْتَهُونَ عَنِ الفَحْشَاءِ مَا أُمِرُوا

والغَدْرُ فِيهِمْ سَبِيلٌ غَيْرُ مَأْمُونِ

یہ تو وہ لوگ ہیں (اہل قریش) جو برائی کرنے سے کبھی باز نہیں آتے غداری ان کا طریقہ حیات بن گئی ہے

۔جو یقیناً ایک غیر محفوظ راستہ ہے۔

There are the people (The Quraish) who never shrink from committing evils. Treachery has become a way of life with them which is indeed an insecure path.

(4)

ألا يَرَوْنَ أذَلَّ اللهُ جَمْعَهُمْ

أنَّا غَضِبْنَا لِعُثْمَانَ بنَ مَظْعُونِ

(اے اہل قریش) خدا تمہاری جمعیت کو رسوا کرے ہم عثمان بن مظعون کے لیے (ان پر ڈھائے جانے

والے ظلم کی وجہ سے) غضبناک ہیں۔

(O Quraish)! May Allah bring disgrace to your populace. We are enraged for Usman Bin Makhzoon (at the atrocities committed against him).

(5)

اذْ يَلْطِمُونَ وَلَا يَخْشَوْنَ مُقْلَتَهُ

طَعْنًا دِرَاكًا وَضَرْبًا غَيْرَ مَرْهُونِ

یہ وہ لوگ ہیں (اہل قریش) جنہوں نے اس (عثمان بن مظعون) کی آنکھ کو ضربوں سے زخمی کر دیا ہے۔

They (The Quraish) have injured his eyes by hitting him.

(6)

فَسَوْفَ نَجْزِيهِمْ انْ لَمْ يَمُتْ عَجِلاً

كَيْلا بِكَيْلٍ جَزَاءً غَيْرَ مَغْبُونِ

انہیں (قریش کو) علم ہونا چاہیے کہ انہیں (ہمارے) تیروں اور شمشیر آبدار کا سامنا کرنا ہوگا۔

They must know that they will have to face our shining swords and spears.

(7)

أَوْ يَنْتَهُونَ عَنِ الأَمْرِ الَّذِي وَقَفُوا

فِيهِ وَيَرْضَوْنَ مِنَّا بَعْدُ بِالدُّونِ

اگرہ (عثمان بن مظعون) بچ گیا تو ہم لوگ (بنی ہاشم) بہت جلد اس پر ہونے والے ظلم وستم کا بدلہ لیں گے۔

If he (Usman) survives, we (Banu Hashim) will soon deal a blow of retribution to you (for the oppression committed against him).

(8)

وَنَمْنَعُ الضَّيْمَ مَنْ يَبْغِي مَضَامَتَنَا

بِكُلِّ مُطَّرِدٍ فِي الْكَفِّ مَسْنُونِ

اگراب کسی نے ان (عثمان بن مظعون) پر ظلم کرنے کا ارادہ کیا تو ہم سان پر تیز کی ہوئی اس تلوار سے اسے روکیں گے جو ہاتھ میں آ کر تیزی سے چلتی ہے۔

If ever again anybody tried to oppress him, we will come forward to stop it with sharp swords which are brandished with lighting speed.

(9)

وَمُرْهَفَاتٍ كَأَنَّ الْمِلْحَ خَالَطَهَا

يُشْفَى بِهَا الدَّاءُ مِنْ هَامِ الْمَجَانِينِ

ہم ان کے ظلم وستم کو ایسے نیزوں سے روکیں گے جن کے پھل اس طرح چمکتے ہیں جیسے ان پر نمک مل دیا گیا ہو۔ ایسے نیزے جو مخبوط الحواس لوگوں کے دماغوں سے دیوانگی نکال دیتے ہیں۔

We will guard (him) against their atrocities with the spears whose ends shine as if salt were rubbed on them, the spears which drive away madness from the minds of the deranged.

(10)

حتی تُقِرُّ رِجَالٌ "لا حُلُومَ لَهَا

بَعدَ الصُّعُوبَةِ بِالْإِسْمَاحِ وَاللِّينِ

(ہم ان کا علاج اس طرح کریں گے کہ) ہر جاہل اور بے عقل ہماری درشتی کی وجہ سے اپنی روش بدلنے پر مجبور ہو جائے گا۔

Our abrasive reaction will force these ignorant and unwise people to mend their ways.

(11)

أوْ يُؤمِنُوا بِكِتَابٍ مُنزَلٍ عَجَبٍ

عَلَى نَبِيٍّ كَمُوسَى أوْ كَذِي النُّونِ

(ہاں ان کو معاف کیا جا سکتا ہے) اگر یہ لوگ (اہل قریش) کتاب (قرآن مجید) پر ایمان لے آئیں جو بے مثل و بے نظیر ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام اور ذوالنون علیہ السلام کی طرح سچے پیغمبر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کی گئی۔

However, if they declare their faith in the book (The Quran) which has no parallel and which has been revealed to a truthful messenger like Moses and Zulnoon (they may be forgiven).

(12)

يَأْتِي بِأمْرٍ جَلِيٍّ غَيرِ ذِي عِوَجٍ

كَمَا تَبَيَّنَ فِي آيَاتِ يَاسِينِ

وہ (پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن کی ہر بات روز روشن کی طرح عیاں ہے جس میں کوئی کجی نہیں اور جس کی تشریح سورۃ یٰسین کی آیات میں کر دی گئی ہے۔

(The Messanger) whose every word is as clear as the shining day and which has no complication whatsoever. Theverses of Surah Yasin interpret all this very clearly.

☆☆☆☆☆☆☆☆

ان اشعار میں حضرت ابو طالبؑ خانہ کعبہ کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہی کا خاندان ہے جس نے اس کی تعمیر اور اس مرکز کو خیر کثیر بنانے میں جدو جہد کی۔ خانۂ کعبہ دنیا میں خدا کا پہلا گھر بیت اللہ اور مسلمانوں کا قبلہ جو مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے تقریباً عین وسط میں واقع ہے۔ یہ نام مربع ہونے کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔ لغت کے اعتبار سے ہر مربع اور بلند عمارت کو کعبہ کہتے ہیں۔ اسے بکہ اور بیت العتیق بھی کہا جاتا ہے۔ کعبہ کی عمارت میں سیاہی مائل بھورے پتھر کا استعمال کیا گیا ہے۔ جو مکہ کے اردگرد کے پہاڑوں میں ملتا ہے۔ کعبہ کی چاروں دیواریں ایک سیاہ پردے یا غلاف سے ڈھکی رہتی ہیں جو زمین پر لٹکتا ہے۔ قبل از اسلام خالد بن جعفر بن کلاب نے کعبے کو ریشمی غلاف پہنایا۔ جب قریش نے از سر نو کعبے کی تعمیر کی تو پھر اسے خوبصورت غلاف پہنایا گیا۔ الارزقی کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبے کو یمنی کپڑے کا غلاف پہنایا۔ پردے میں صرف دو شگاف ہیں ایک میزاب (پرنالہ) کے لیے اور دوسرا دروازے کے لیے۔ کعبے کی تعمیر کے سلسلے میں مختلف روایات مشہور ہیں۔ بقول الارزقی کعبے کو سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا بھی نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے اسباق میں وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ النووی نے بھی اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں فرشتوں کی تعمیر کا ذکر کیا ہے اور اسے کعبے کی اولین تعمیر قرار دیا ہے۔

الفاکہی حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ کعبہ جب گر گیا تو قبیلہ جرہم نے اس کو تعمیر کیا۔ لیکن انقلابات زمانہ کی وجہ سے یہ عمارت پھر گر گئی۔ اب عمالقہ نے اس کو تعمیر کیا۔ بعد ازاں قریش نے اس کو تعمیر کیا۔ المسعودی کا بیان ہے قبیلہ جرہم میں سے جس شخص نے کعبے کو تعمیر کیا اس کا نام الحارث بن مضاض الاصغر تھا۔ الزبیر بن بکار قاضی مکہ نے کتاب ''نسب قریش واخبارہا'' میں قصی بن کلاب کی تعمیر کعبہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ ۵۷۰ یا ۵۷۱ عیسوی میں یمن کا حاکم ابرہہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائی اور اس کی فوج کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ واقعہ مزدلفہ و منیٰ کے درمیان پیش آیا۔ جس سال یہ واقعہ پیش آیا اہل عرب اسے عام الفیل کا سال قرار دیتے ہیں۔ اسی سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ کعبے کی مستند تاریخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اس کی قدیم عمارت کے متعلق کہا جاتا ہے وہ قد آدم اونچی اور غیر مسقف تھی۔ دہلیز زمین کے برابر تھی جس کی وجہ سے سیلابوں کا پانی اندر داخل ہو جاتا تھا۔ اس دفعہ اس کی بلندی پہلے سے دوگنی کر دی گئی۔ دروازہ اونچا کر کے چھت بھی ڈالی گئی۔ اس موقع پر حجر اسود کی تنصیب کے مسئلہ پر جھگڑا ہوا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن تدبر سے باآسانی حل ہو گیا۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے وقت حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمارت کو جوں کا توں رہنے دیا۔ بعدازاں اس پر یزید کی شامی افواج نے سنگ باری کی جس سے بیت اللہ کی عمارت کو نقصان پہنچا اور اس میں آگ لگ گئی۔ اس آتش زدگی سے حجر اسود تین ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔ جسے بعد میں چاندی کی پٹی میں باندھ دیا گیا۔ جب اموی لشکر چلا گیا تو عبداللہ بن زبیر نے اس کی از سر نو تعمیر کی۔ اس دفعہ تمام پتھر مکے کا اور یمن کا چونا استعمال کیا گیا۔ عمارت ۲۷ گز اونچی کر دی گئی اور حطیم کو عمارت میں شامل کر دیا گیا اور فرش کے برابر دروازے رکھے گئے۔ یہ تبدیلیاں تھوڑے عرصہ تک رہی۔ ۷۴ ہجری / ۶۹۳ عیسوی میں حجاج بن یوسف نے مکے تسخیر کے بعد عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا۔ اس نے عبدالملک بن مروان کے کہنے سے حطیم کو پھر کعبے سے جدا کر دیا اور مغربی دروازہ بند کر دیا۔ زمانہ جاہلیت سے لے کر عصر حاضر تک یہ عمارت برابر سیلابوں کی زد میں رہی ہے۔ ۱۹۳۰ عیسوی میں عمارت کی دوبارہ مرمت کی گئی۔

۳۱۷ ہجری / ۹۲۹ عیسوی میں قرامطہ کے حملے کے باوجود کعبہ محفوظ رہا البتہ حملہ آور حجر اکھاڑ کر لے گئے۔ جو کوئی بیس برس غائب رہنے کے بعد پھر واپس مکے پہنچ گیا۔

اسلام میں کعبے کو جو مقام اور مرتبہ حاصل ہے اس میں مسلمانوں کے تمام فرقے متحد ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مکرمہ اسلامی شان و شوکت کا مظہر اور جاہ و جلال اور فضل و کرم کا مرکز ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ہر سال لاکھوں حجاج بیک زبان و دل ہو کر خدا کو پکارتے ہیں اور تمام ارکان ایک ساتھ ادا کرتے ہیں۔

Tradition goes that the Kaaba was ordained by Allah to be built in the shape of the House in Heaven called Baitul Ma'amoor. Allah in his infinite Mercy ordained a similar place on earth and Prophet Adam was the first to build this place. The Bible, in the Chapter of Genesis describes its building when God ordained Abraham to erect a Shrine for worship when Abraham was ordered to go to the Southern desert with his wife Hagera and infant son Ismael. The Old Testament describes this building as the Shrine of God at several places, but the one built at Ma'amoor is very much similar to the one at Makka. There is no doubt that it was referring to the stone built house at Makka.

When Prophet Ibrahim built the Holy Shrine in Makka, his prayers were that this place should remain a centre of worship for all good and pious people; that Allah should keep his family the

custodians of the Holy place. Ever since, Ismael the son of Ibrahim who helped his father to build this place and his descendants remained the custodians of the Holy Shrine. History tells us that centuries passed and the guardianship of the Kaaba remained in the family of Ismael until the name of Abde Manaf came into the limelight. He inherited this service and made it much more prominent. His son Hashim took this leadership and extended it to many other towns of Hejaz so much so that many pilgrims flocked annually to this place and enjoyed Hashims's hospitality. A feast was given in honour of the pilgrims, food and water was served to all guests by the family of Hashim. This prominence created jealousies and his brother Abdushams' adopted son Ummayya tried to create trouble. There was a dispute in which Umayya failed and left Makka to settle down in the Northern provinces of Suria(Sham) currently known as Syria. After Hashim his brother Muttalib and after him Hashim's son Shyba who became known as Abdul Muttalib assumed the leadership of the family. He organised feasts and supplies of water to the pilgrims during the annual festival of Pilgrimage to the Holy Shrine.

History of the building of the Ka'aba.

Qur'an in Sura Baqra Verses 121 to 127 describes it clearly that Allah had ordained his servant Ibrahim to build the Shrine there for worship of One God. During Kusayi's time it was rebuilt and fortified. During the early years of Prophet Muhammad (SA) before he announced his ministry, the Ka'aba was damaged by floods and it was rebuilt again. When the Black stone was to be put in its place the Makkans quarrelled among themselves as to who should have the honour to place it there. They had just decided that the first comer to the quadrangle should be given the task of deciding as to

who should have the honour. Muhammad (PBUH&HP) came in and was assigned this task. He advised them to place the stone in a cloak and ordered the heads of each Tribe each to take an end and bring the cloak nearer the corner on the eastern side. He himself then took out the stone and placed it in its position. It has been fixed there ever since.

After the martyrdom of the family of the Prophet at Kerbala in 61 Hijri (681 AD), the Ummayad Caliph Yazid Ibne Moawiya did not stop there in the pursuit of his destruction. He sent a large contingent under the command of Haseen Ibne Namir to Madina which destroyed the Mosque of the Prophet. They did not stop there but proceeded to Makka and demolished the four walls of the Ka'aba and killed thousands of muslims who protested. Yazid died and Ibne Namir returned to Damascus, Ka'aba was rebuilt by Abdullah Ibne Zubayr and his associates. Umawi forces came back to Makka and killed Abdullah Ibne Zubayr, hung his body on the gates of the Ka'aba for three months for all to see the Umawi power. But eventually this arrogance of power brought its own consequences and Mukhtar became the ruler in Iraq. Under his guidance the Ka'aba was refurbished and pilgrims began to arrive in safety to perform Hajj.

The Ka'aba successfully withstood the Karamatian invasion of 317/929, only the Blackstone was carried away which was returned some twenty years later.This is the story of the Ka'aba and the persons who protected it and remained its custodians and protectors from the Satanic and evil forces throughout history. Muhammad (SA) and the people of his household (Ahlulbayt) were the protectors of the Ka'aba, and currently the 12th Imam from the direct descent of the Prophet of Islam is the real custodian.

(1)

انْ لَنَا اَوَّلَه وآخِرَه

فِی الحُکم والعَدل الذی لَا نُنکِرَه

اس گھر (خانہ خدا) کی ابتدا اور منتہا کا وسیلہ ہم ہی ہیں اور میزانِ عدل کے مطابق اس کا انکار ناممکن ہے

We are the instruments for the beginning as well as perfection of this house (The House of Allah). The scale of justice makes the denial of this fact impossible.

(2)

وقَدْ جَهِدْنَا جُهْدَه لِنَعْمُرَه

وقَد عَمَرْنَا خَیْرَهٗ، واَکْثَرَه

اس کی تعمیر اور مرکزِ خیر کثیر بنانے کے لیے ہم نے ہر ممکن جدوجہد کی ہے۔

We have left no stone unturned to build it and make it the heart of blessings in abundance.

(3)

فَاِنْ یَکُنْ حَقًّا فَفِینَا اَوْفَرَه

لَمَّا وَضَعْنَا اِذْ تَمَارَوْ حَجَرَه

ہم تو وہ ہیں جنہوں نے حجر (حجرِ اسود) کو مقام مقررہ پر رکھا اور ہمارے اس فعل سے نزاع جاتا رہا اگر اس
خدمت کے بدلے میں کسی کا کوئی حق بنتا ہے تو اس میں سب سے زیادہ حصہ ہمارا ہے۔

We are the ones who put the Hajr (Black Stone) at the place fixed for it, which brought the conflict to an end. It is this service that makes us rightfully deserving of more share than others.

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوطالب اپنے ان اشعار میں خاندان بنو ہاشم کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ شرف وبزرگی میں خاندان بنو ہاشم اور پھر اس خاندان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ اس ضمن میں حدیث بھی ہے

عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْ اَهْلِهٖ فَصَعِدَ الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ) فَقَالَ مَنْ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ خَلْقِهٖ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ فِرْقَةٍ خَیْرَ خَلْقِ الْقَبَائِلِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرَ قَبِیْلَتِهٖ فَجَعَلَهُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ خَیْرَ هُمْ بَیْتًا۔

"جناب عباسؓ بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمانے لگے۔ لوگو! میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ خدا نے خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گروانا پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان کے ہر گروہ سے بہترین گروہ سے بنایا۔ پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے۔ مجھے ان بہتر قبیلہ میں بنایا۔ پھر ان کے گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں اٹھایا۔"

Hazrat Abu Talib (A.S) extols Banu Hashim in these verses declaring that no one is superior to and better than this clan in honor and dignity. Similarly Hazrat Muhammad (PBUH&HP) occupies the sublimest status in it. In this regard the following tradition of the Holy Prophet (PBUH&HP) is worth-mentioning: Hazrat Abbas Ibn-e-Abdul Muttalib narrates that once the Holy Prophet (PBUH&HP) came to know that peple were arguing about his family. The Holy Prophet (PBUH&HP) went on the pulpit and said, "O people! Who am I?" The

people said, "You are the Prophet of Allah (PBUH&HP)." He said, "I am Muhammad, the son of Abdullah ibn-e-Abdul Muttalib. God created the whole creation and chose me as the best of all. He divided them into two groups and placed me in the best one. Then He raised many tribes and put me in the best tribe. Then He made their household and chose the best household for me."

(1)

أذا قيل: من خير هذا الورى

قبيلاً واكرمهم أسرة

اگر کوئی یہ پتہ کرنا چاہے کہ اس دنیا میں کونسا قبیلہ اور پھر اس قبیلے میں کونسا خاندان بہترین ہے۔

If someone wants to know which tribe and then which clan of that tribe is the best one.

(2)

أناف بعبد مناف أب"

وفضله هاشم الغرة

(تو سب کا یہی جواب ہوگا کہ) عزو شرف اور بزرگی میں عبد مناف اور اور ہاشم سب پر فضیلت رکھتے ہیں۔

(All will be obliged to admit that) in honor, dignity and majesty Abd-e-Manaf and Hashim surpass all others.

(3)

لقد حل مجد بني هاشم

مكان النعائم والنثرة

خاندان بنو ہاشم عظمت و بزرگی میں اس قدر بلند ہے جیسے مہ و انجم آسمان کی بیسویں اور آٹھویں منزل پر ہوں۔

The family of Banu Hashim is as high in their sublimity and grandeur as the moon and star.

(4)

وخير بني هاشم "أحمد"

رسول" الإله على فترة

(اور پھر) بنو ہاشم کے خاندان میں سب سے افضل ترین حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو دور فترت کے بعد خدا کے رسول بن کر آئے۔

And among all the Hashmites, Muhammad (PBUH&HP) occupies the highest position who was sent down as the Prophet of Allah (PBUH&HP) after a long vacant period (of Prophethood).

☆☆☆☆☆☆☆

علی بن ابو طالبؑ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف علیہم السلام، آئمۂ مومنین میں پہلے امامؑ، پہلے ولی اور اللہ کے رسولؐ، صادق و امین حضرت محمد بن عبد اللہ، خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ وآلہ الطاہرین کے بعد دین میں اللہ کی طرف سے پہلے خلیفہ ہیں۔

آپؑ آنحضرت کے بھائی، ابن عم، امر رسالت میں آپؐ کے وزیر و مددگار، آپؐ کی دختر نیک بتول، سیدۃ النساء اللعالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپؐ کے داماد ہیں اور سید الاوصیاء ہیں۔

آپؑ کی کنیت ابوالحسنؑ ہے۔ مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر 13 رجب المرجب 30 ء عام الفیل، جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے۔ بلندی و عظمت کی یہ دلیل ہے کہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) میں آپؑ کے بعد آپؑ کے سوا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا

۔

آپؑ کی والدۂ گرامی کا اسم مبارک فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنھا ہے۔ رسولؐ خدا کے لیے یہ مخدرہ و محترمہ ماں کی مثل تھیں کیونکہ آپؐ نے ان ہی کی گود میں پرورش پائی۔

ایک اور بات جو بہت ہی مشہور ہے، وہ یہ ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور ان کے تمام بھائی نجیب الطرفین ہاشمی ہیں یعنی ماں اور باپ دونوں طرف سے سلسلہ نسب حضرت ہاشم تک پہنچتا ہے۔ پھر آغوشِ رسالتؐ میں پرورش پانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ادب و آداب سیکھنا دوہرا شرف ہے۔ اہل بیتؑ اور اصحابؓ میں سے آپؑ وہ پہلے شخص ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ مردوں میں سب سے پہلے مرد ہیں جنہیں آنحضرتؐ نے دعوتِ اسلام دی اور انہوں نے قبول کی اور لبیک کہا۔ ہمیشہ دین کی نصرت، مشرکین سے جہاد اور ایمان کی حفاظت میں مصروف رہے۔ سرکش لوگوں کو قتل کیا۔ قرآن و سنت کی نشر و اشاعت، عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے اور نیکی و احسان کا حکم فرماتے رہے۔ رسولؐ اللہ کے ساتھ بعثت کے بعد 23 سال گزارے۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں تیرہ سال شریکِ مصائب و آلام رہے اور آپؐ کے اکثر بوجھ برداشت کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں مشرکین سے دفاع اور آپؐ کے روبرو کافروں سے جہاد فرماتے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنانِ دین سے بچاتے رہے۔

وفاتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز ہی امت نے آپؑ کی امامت سے اختلاف شروع کر دیا لیکن تمام بنی ہاشم حضرت سلمانؓ، عمارؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، حزیمہ بن ثابتؓ ذوالشہادتین، ابو ایوب انصاریؓ، ابو سعید الخدریؓ اور ان جیسے جلیل القدر مہاجر و انصار آپؑ کی امامت کے حامی و قائل رہے۔ ان کا ایمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؑ ہی خلیفہ اور سب لوگوں کے امامؑ ہیں کیونکہ فضیلت، رائے اور کمال میں آپؑ سب سے بہتر و افضل ہیں۔ آپؑ

نے تمام لوگوں سے پہلے ایمان کی طرف سبقت کی اور احکامِ دین کے جاننے میں فائق، جہاد کرنے میں مقدم، پرہیزگاری اور زہد و تقویٰ میں بہت زیادہ ممتاز، قرابت و رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت خاص و قریب تھے کہ کوئی رشتہ دار اس خصوصیت میں آپؑ کا شریک نہیں اور پھر خدا کی طرف سے قرآن میں آپؑ کی ولایت پر نص وارشادِ الٰہی موجود ہے۔

"انما وَلِيُّكم الله ورَسُولُه والذين يُقيمون الصَّلوٰة ويُؤتُون الزَّكوٰة وهُم راكِعُون".

"پس تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

یہ بات آشکار اور واضح ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نے حالتِ رکوع میں زکوۃ نہیں دی اور لغت میں ثابت ہے کہ ولی کے معنی بلا اختلاف اولیٰ بالتصریف یعنی زیادہ حق تصرف رکھنے والے کے ہیں۔ لہٰذا امیر المؤمنین علیہ السلام بحکم قرآن لوگوں کے نفسوں پر زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں کیونکہ آپؑ قرآن کی نص صریح کی بناء پر ان کے ولی ہیں، اس لیے آپؑ کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرح واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؑ کی ولایت تمام مخلوق پر اس آیتِ مذکورہ میں صاف اور واضح دلیل و برہان کے ساتھ ثابت ہے۔

آپؑ کی ولایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ثابت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ ذوالعشیرہ کے روز ارشاد فرمائی۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر میں خاص طور پر اولادِ عبدالمطلب کو عذابِ خدا سے ڈرانے کے لیے جمع کیا اور فرمایا:

"ومن يؤازرني على هذا الامر يكن اخي ووصي ووزيري ووارثي و خليفتي من بعدي"

"کہ جو اس امر رسالت میں میری مدد کرے گا، وہی میرا بھائی، میرا وصی، میرا وزیر، میرا وارث اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا"

تو ان سب میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صرف امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے جو سب سے کم عمر تھے۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ بٹاؤں گا"۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علیؑ بیٹھ جاؤ، تم ہی میرے بھائی، میرے وصی، میرے وزیر، میرے وارث اور میرے بعد میرے خلیفہ و جانشین ہو۔"

خلیفہ کے تقرر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ واضح ارشاد موجود ہے۔ اسی سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری حدیث موجود ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز "غدیر خم" ارشاد فرمائی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب سننے کے لیے تمام امت وہاں جمع تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ"

"کیا میں تم پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟"

توسب نے یک زبان ہو کر کہا:

"بے شک! خدا گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق رکھتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی گفتگو میں بلا فاصلہ فوراً فرمایا:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ"

"جس جس کا میں مولا ہوں، اُس اُس کے علی مولا ہیں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کی اطاعت وولایت کا فرض ان پر اسی طرح واجب قرار دیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اطاعت ولایت ان سب پر فرض وواجب تھی جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اقرار لے لیا تھا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تھا۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت و نص صریح ہے۔

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدا کی وہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی طرف جاتے ہوئے جناب امیرؑ سے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

"تمہاری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کے لیے وزارت اور مودت ومحبت سے مختص ہونے کا اعلان فرمایا۔ لوگوں پر آپؑ کی فضیلت کو واضح کرتے ہوئے اپنی زندگی اور وفات کے بعد آپؑ کی خلافت کو واجب قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؑ کی امامت کا زمانہ تیس (30) سال ہے جن میں سے چوبیس (24) سال اور چھ ماہ آپؑ ظاہراً ممنوع التصرف رہے اور تقیہ ووقت گزاری پر عمل پیرا رہے اور باقی پانچ سال چھ ماہ

ناکثین (بیعت توڑنے والے) قاسطین (ظلم کرنے والے) اور مارقین (حق سے نکل جانے والے) جیسے منافق لوگوں سے جہاد کرتے رہے اور گمراہ لوگوں کے اٹھائے ہوئے فتنوں میں بری طرح جکڑے رہے۔

شہادتِ امیر المومنین:

آپ کی وفات شب جمعہ قبل از صبح صادق، 21 رمضان المبارک، 40 ہجری میں ہوئی۔ مسجد کوفہ میں آپ پر ابن ملجم مرادی لعین نے تلوار سے قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ شہید ہوئے۔

حضرت ابوطالب کا یہ شعر امیر المومنین (حضرت علی بن ابی طالب) کا نام تجویز کرنے کے سلسلے میں ہے۔

Imam Ali ibn Abi Talib(a.s)

Father: Abu Talib bin Abdul Muttalib bin Hashim.

Mother: Fatimah bint Asad bin Hashim bin Abd Munaf.

Kunniyat (Patronymic): Abul Hasan and Husayn, Abu Turab

Laqab (Title): Al-Wasi, Amir al-Mu'minin, Al-Murtaza

Birth: He was born in the Ka'ba, in thirty 'Am al-Fil (the year of the elephant).

Martyrdom: He was martyred at the age of 63, by the Khwariji assassin named Abd al-Rahman ibn Muljam at Kufa during the month of Ramadhan on Monday, the 21st Ramadan 40 A.H, while leading the morning prayers and is buried in Najaf on the outskirts of Kufa.

Imam Ali (AS) Unique Birth

When Imam Ali (AS) mother, Fatima bint-e-Asad, came to Kaaba, she felt weighed down by intense pain of pregnancy. She knelt down before the Holy structure and prayed humbly to God.

Abbas, son of Abdul Muttalib, saw Hazrat Ali's mother praying to

God.

No sooner had she raised her head from supplication, then the wall of the sacred House split by a solemn miracle. Fatima entered the Kaaba and that portion returned to its normal position.

Abbas and his companions flocked at the gate of the Sacred House which was locked, and tried to open it, but in vain. They then decided to give it up, considering the miraculous nature of the event and the Divine will in action. The news of this miraculous incident soon spread like wildfire in Mecca.

Hazrat Ali was born within the Kaaba with his eyes closed and his body in humble prostration before the Almighty. Fatima stayed in the Kaaba for three days and as the fourth day approached she stepped out, carrying her gem in her arms. To her surprise, she found the Holy Prophet awaiting to receive the newly-born child in his anxious arms. Imamat feeling the subtle touch of Prophethood, Hazrat Ali opened his eyes and saluted the Divine Prophet "Assalamo Alaika Ya Rasoolallah (Peace be upon you, O Messenger of Allah)."

Imam Ali's birth in the Kaaba is unique in the history of the world. Neither a Prophet nor a Divine Saint was ever blessed with such an honour.

Imam Ali (AS) Upbringing

He was brought up under the care of and affection of the Holy Prophet(PBUH&HP). As Hazrat Ali says:

"The Holy Prophet brought me up in his own arms and fed me with

his own morsel. I followed him wherever he went like a baby camel following its mother. Each day a new aspect of his character would beam out of his noble person and I would accept it and follow it as a command." (Nahj-ul-Balagha)

Ten years in the company of the Holy Prophet had kept him so close and inseparable, that he was on with him in character, knowledge, self-sacrifice, forbearances, bravery, kindness, generosity, oratory and eloquence.

From his very infancy, he prostrated before God along with the Holy Prophet. AS he himself said, "I was the first to pray to God along with the Holy Prophet."

"Hazrat Ali persevered in the footsteps of the Holy Prophet," says Allama Masoodi, "all along his childhood."

God created him pure and holy and kept him steadfast on the right path. Through Imam Ali is indisputably the first to embrace Islam when the Holy Prophet called up his listeners to do so, yet by the very fact that since his infancy he was brought up with the Holy Prophet and followed him in every action and deed including prostration before God, he can be said to be born a Muslim.

Hazrat Ali, at all times, accompanied the Holy Prophet to help and protect him from his enemies. He used to write down the verses of the Holy Quran and discuss them with the Prophet as soon as they were revealed by the Holy Messenger, the Angel Gabriel. He was so closely associated with the Holy Prophet that as soon as the verse was revealed to him during the day or night, Imam Ali was the first to hear it.

The Prophet has said to Hazrat Ali:

"O Ali, you are my brother in this world as well as the Hereafter".

"I am the city of knowledge and Ali is the gate."

"Nobody knows Allah except I and Ali."

"Nobody knows me except Allah and Ali."

"If you want to see the knowledge of Adam, the piety or Noah, the devotion of Abraham, the awe of Moses, and the service and abstinence of Christ, look at the bright face of Ali."

Imam Ali (AS) Marriage

Under Divine instruction, the Apostle of Allah married his beloved daughter Fatima to Ali, though others vainly tired for her hand.

Among their children, Imam Hassan, Imam Hussain, Janab-e-Zainab and Ume-Kulsum have left their marks on the history of the world.

After the death of Janab-e-Fatima, Imam Ali married Ummul Banin. Hazrat Abbas was born out of this wedlock and was so handsome that he was fondly called Qamar-e-Bani Hashim. He personified loyalty and bravery and proved it in the battlefield of Karbala.

The Successorship of Imam Ali (AS) at Ghadir Khumm

Ghadir Khumm is a location some miles from Makkah on the road to Madinah. When the Prophet (s) was passing by this place on 18 Dhu'l Hijja (10 March 632) on his return from the Farewell Pilgrimage, the verse "O Messenger, Proclaim what has been sent down..." (Qur'an, 5:60) was revealed.

He therefore stopped to make an announcement to the pilgrims who accompanied him from Makkah and who were to disperse from that

junction to their respective destinations. By the orders of the Prophet (s) a special pulpit made of branches of trees was erected for him. After the noon prayer the Prophet (s) sat on the pulpit and made his last public address to the largest gathering before his death three months later.

The highlight of his sermon was when, taking Imam 'Ali (a) by the hand, the Prophet (s) asked his followers whether he was superior in authority (awla) to the believers themselves. The crowd cried out in one voice: "It is so, O Apostle of Allah"

He then declared: "He of whom I am the master (mawla), of him 'Ali is also the master (mawla). O God, be the friend of him who is his friend, and be the enemy of him who is his enemy."

Immediately after the Prophet (s) finished his speech, the following verse of the Qur'an was revealed:

Today I have perfected your religion and completed my favor upon you, and I was satisfied that Islam be your religion. (Qur'an 5:3)

After his speech, the Prophet (s) asked everybody to give the oath of allegiance to 'Ali (a) and congratulate him. Among those who did so was 'Umar bin al-Khattab, who said: "Well done Ibn Abi Talib! Today you became the master of all believing men and women."

An Arab, having heard of the event of Ghadir Khumm, came up to the Prophet (s) and said: "You commanded us to testify that there is no deity but Allah and that you are the Messenger of Allah. We obeyed you. You ordered us to perform the prayers five times a day and we obeyed. You ordered us to observe fasts during the month of

Ramadhan and we obeyed. Then you commanded us to offer pilgrimage to Makkah and we obeyed. But you are not satisfied with all this and you raised your cousin by your hand and imposed him upon us as our master by saying 'Ali is the mawla of whom I am mawla.' Is this imposition from Allah or from you?" The Prophet (s) said : "By Allah who is t he only deity! This is from Allah, the Mighty and the Glorious."

On hearing this reply the man turned back and proceeded towards his she-camel saying:

"O Allah! If what Muhammad said is correct then fling on us a stone from the sky and subject us to severe pain and torture." He had not reached his she-camel when Allah flung at him a stone which struck him on his head, penetrated his body and left him dead.

It was on this occasion that Allah, the exalted, caused to descend the following verses:

A questioner questioned about the punishment to fall. For the disbelievers there is nothing to avert it, from Allah the Lord of the Ascent. (Qur'an 70:1-3)

However after the Holy Prophet's(PBUH&HP) departure from the world, the turn of events took an unfavourable course, and a period of almost 25 years elapsed before Hazrat Ali(a.s) practically took over as the caliph of the Muslim Ummah. But even during this period opposition to his accession to caliphate erupted in the form of Battle of Jamal, Battle of Siffin and Battle of Neharwan which had far reaching consequences as they further augmented the already sorry

state of affairs of the Muslim Ummah,and paved the way for autocratic monarchy and tyranny in the Muslim world.

.Imam Ali (AS) Martyrdom

In the 40th year of Hijri, in the small hours of the morning of 19th Ramadan, Imam Ali was struck with a poisoned sword by a Kharejite while offering his prayers in the Mosque at Kufa.

He died on the 21st Day of Ramadan 40 A.H. and was buried in the Najaf-ul-Ashraf. He was born in the house of God, the Kaaba and martyred in the House of God, the Masjid-e-Kufa.

The lion of God, the most brave-hearted and gentle Muslim that ever lived began his glorious life with devotion to Allah and His Apostle and ended it in the service of Islam. "And do not speak of those who are slain in Allah's way as dead; nay they are alive but you do not perceive." (Qur'an 11:154)

According to the testimony of friend and foe alike, 'Ali had no shortcomings from the point of view of human perfection. And in the Islamic virtues he was a perfect example of the upbringing and training given by the Holy Prophet. The discussions that have taken place concerning his personality and the books written on this subject by Shi`tes, Sunnis and members of other religions, as well as the simply curious outside any distinct religious bodies, are hardly equaled in the case of any other personality in history.

In science and knowledge 'Ali was the most learned of the companions of the Prophet, and of Muslims in general. In his learned discourses he was the first in Islam to open the door for

logical demonstration and proof and to discuss the "divine science" or metaphysics (ma'arif-e Ilahiyyah). He spoke concerning the esoteric aspect of the Qur'an and devised Arabic grammar in order to preserve the Qur'an form of expression. He was the most eloquent Arab in speech (as has been mentioned in the first part of this book). The courage of 'Ah was proverbial. In all the wars in which he participated during the lifetime of the Holy Prophet, and also afterward, he never displayed fear or anxiety. Although in many battles such as those of Uhud, Hunayn, Khaybar and Khandaq, the aides to the Prophet and the Muslim army trembled in fear or dispersed and fled, he never turned back to the enemy. Never did a warrior or soldier engage 'Ali in battle and come out of it alive.

Yet, with full chivalry he would never slay a weak enemy nor pursue those who fled. He would not engage in surprise attacks or in turning streams of water upon the enemy. It has been definitely established historically that in the Battle of Khaybar in the attack against the fort he reached the ring of the door and with sudden motion tore off the door and cast it away. Also, on the day when Mecca was conquered the Prophet ordered the idols to be broken. The idol "Hubal" was the largest idol in Mecca, a giant stone statue placed on the top of the Ka'bah. Following the command of the Holy Prophet, 'Ali placed his feet on the Prophet's shoulders, climbed to the top of the Ka'bah, pulled "Hubal" from its place and cast it down.

'Ali was also without equal in religious asceticism and the worship of God. In answer to some who had complained of 'Ali's anger toward

them, the Holy Prophet said: "Do not reproach 'Ali for he is in a state of Divine ecstasy and bewilderment." Abu'd-Darda', one of the companions, one day saw the body of 'Ali in one of the palm plantations of Medina lying on the ground as stiff as wood. He went to 'Ali's house to inform his noble wife, the daughter of the Prophet, and to express his condolences. The daughter of the Prophet said: " My cousin ('Ali) has not died. Rather, in fear of God he has fainted. This condition overcomes him often."

There are many stories told of 'Ali's kindness to the lowly, compassion for the needy and the poor, and generosity and munificence toward those in misery and poverty. 'Ali spent all that he earned to help the poor and the needy, and himself lived in the strictest and simplest manner. 'Ali loved agriculture and spent much of his time digging wells, planting trees and cultivating fields. But all the fields that he cultivated or wells that he built he gave in endowment (waqf) to the poor. His endowments, known as the "alms of 'Ali," had the noteworthy income of twenty-four thousand gold dinars towards the end of his life.

A number of eminent western writers and scholars have extolled Hazrat Ali's(a.s) dynamic personality, virtues and achievements. A very brief list of some of them, together with their relevant works, follows here:

Philip Hitti In his book History of the Arabs,Sir William Muir In his book, The Caliphate, its Rise, Decline and Fall,Charles Mills In his book A History of Muhammadanism,Professor Nicholson In his book

A Literary History of the Arabs,John J. Pool In his book Studies in Muhammadanism,Edward Gibbon In his book Decline and Fall of the Roman Empire,Thomas Carlyle In his book On Heroes and Hero Worship,Dr. Henry Stubbe In his book An Account of the Rise and Progress of Muhammadanism, Major Price In his book Memoirs of the Principal Events of Muhammadan History, J.J. Saunders In his book A History of Medieval Islam,

The following couplet is concerned with Hazrat Abu Talib's(a.s) naming Hazrat Ali(a.s).

(1)

سمیته بعلی کی یدوم له

من العلو، وفخر العز أدومه

میں نے اس بچے کا نام علی تجویز کیا ہے تا کہ یہ ہمیشہ بلند عزت اور صاحب شرف و وقار رہے۔

I have suggested this child's name "Ali" so that he may enjoy eternal honor and dignity.

☆☆☆☆☆☆☆

عمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید علی حامد نقوی

عمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے نہ صرف خاتم النبیین کی پرورش اور نگہداشت کی ذمہ داری قبول کی بلکہ اپنی پوری توانائی کے ساتھ ان کی حفاظت بھی کی اور کیوں نہ کرتے آخر وہ شیرِ خدا امام علی کے پدر بزرگوار بھی تو ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ والضحیٰ میں ارشاد فرماتا ہے

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۶)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں یتیم نہیں پایا اور تمہیں پناہ نہیں دی۔

شیعہ اور سنی علماء کی تمام قابلِ ذکر تفاسیر میں اس آیت کو حضرت ابو طالبؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یتیمی کے بعد وہ واحد شخصیت جس نے پیغمبر اکرمؐ کی حفاظت فرمائی وہ آپ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ وہ مشہور واقعہ جس میں مشرکین مکہ نے رسول اکرمؐ کو تبلیغ سے روکنے کے لئے دولت، شادی اور سرداری کی پیشکش کی تھی اور آپؐ نے انکار کر دیا تھا، حضرت ابوطالبؑ کی شخصیت ہی تھی جو آپ کی حفاظت کے لئے آپؐ کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ شعب ابی طالب کے واقعے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ رسول کی جگہ پر اپنے بیٹوں کو سلاتے رہے تا کہ اگر دشمن حملہ کرے تو رسول کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور آپ کے بیٹے رسولؐ پر قربان ہو جائیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے نہ کبھی کلمہ پڑھا اور نہ ہی کبھی اسلام قبول کیا۔ ہمارے نزدیک یہ بات ایک اچنبھے سے کم نہیں کہ کسی ایسے فرد کو جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو باقاعدہ طور پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرنا پڑے آج تک کوئی ایسی مثال ہمارے سامنے نہیں ہے البتہ ہر اس فرد کو جو غیر مسلم کے گھر پیدا ہوا اور مسلمان ہونا چاہے تو اسے باقاعدہ کلمہ پڑھنا پڑتا ہے اور اسلام کی قبولیت کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس بات پر غور کیجئے کہ پہلی دعوت اسلام جسے تاریخ میں دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے خود حضرت ابو طالبؑ کی میزبانی میں ان کے گھر میں دی گئی چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ دعوت اسلام دینا دراصل حضرت ابو طالبؑ کی سنت ہے اس کے علاوہ ذرا غور فرمائیے کہ رسول اکرمؐ کا نکاح حضرت خدیجہؑ سے خود حضرت ابوطالب ہی نے پڑھا اور اللہ تعالیٰ کو خطبہ نکاح کے الفاظ اتنے پسند آئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحمد کو ان الفاظ سے مزین فرمایا۔ حضرت ابو طالبؑ ہی نے اپنے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت خدیجہؑ کا حق مہر ادا کیا۔ حضرت ابوطالبؑ کی طرف سے کوئی ایسا اقدام تاریخ میں نہیں لکھا گیا جس سے ان کا کفر ثابت ہو سکے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث تمام معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ قیامت کے دن یتیم کی سرپرستی کرنے والا میرے اتنے نزدیک ہوگا جیسے میری یہ دو انگلیاں۔ اس حدیث کی موجودگی میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ شخصیت جس نے رسول کی پرورش فرمائی وہ رسولؐ کے نزدیک نہ ہو۔

جب حضرت ابو طالبؑ کی عمر 80 برس ہوئی اور بیماری کے باعث بستر سے جا لگے تو آپ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی فکر لاحق ہوئی ابو جہل، ابو سفیان اور دوسرے قریشی سردار آپ کی عیادت کو آئے اور آپ سے کہا ابو طالب اب جب کہ تمہارا آخری وقت نزدیک ہے تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان دشمنی کو ختم کرادو اسے کہو کہ وہ ہمیں تنگ کرنا چھوڑ دے اور ہمیں ہمارے مذہب پر قائم رہنے دے۔ ہم بھی اسے تنگ کرنا چھوڑ دیں گے اور اسے اس کے مذہب کے مطابق زندگی گذارنے دیں گے۔ حضرت ابو طالبؑ نے تیزی نظروں سے انہیں دیکھا اور کرخت آواز میں بولے اگر تم محمدؐ کی باتیں سن سکتے ہو تو اس کے احکامات کی تعمیل کرو تاکہ وہ تمہیں جنت کی راہ دکھا سکے یہ سن کر سرداران قریش غصے کے عالم میں کھڑے ہو گئے اور ابو جہل نے غیظ و غضب سے کہا کیا تم ہمیں ایک خدا کی پرستش کرنے کی نصیحت کر رہے ہو۔ اور اسی عالم میں وہاں سے چلے گئے۔ حضرت ابو طالبؑ بہت فکر مند تھے چنانچہ انہوں نے بنی ہاشم کے افراد کو وصیت کی کہ وہ ہر قیمت پر رسولؐ کی حفاظت کریں سب نے ان کی بات پر لبیک کہا۔

26 رجب اور بعض روایات کے مطابق 25 رجب کو آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی موت کی اطلاع پر ابو جہل نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں محمدؐ سے انتقام لوں۔ رسول اکرمؐ غم سے نڈھال تھے اور فرماتے تھے اے میرے چچا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے اس وقت میری رہنمائی فرمائی جب میں جوان تھا آپ نے اس وقت میری نگہداشت کی جب میں یتیم ہو گیا اور آپ نے اس وقت میری مدد کی جب میں دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپؐ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے آپ کو اپنے بچپن کے وہ دن یاد آ رہے تھے جب آپؐ کے مہربان اور شفیق چچا آپؐ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ آپؐ نے اپنے چچا زاد حضرت علیؑ کو سینے سے لگایا اور دونوں دیر تک گریہ کرتے رہے۔

اسی برس حضرت خدیجہؑ کا بھی انتقال ہوا اور آپؐ نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابو طالبؑ نے ایک دن اپنے بھائی حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کن امور کا مشاہدہ کیا ہے؟

حضرت عباسؓ نے فرمایا! "ہاں فرمائیے"

رُوِیَ اَنّہ یَوماً لِاَخِیہِ الْعَباسْ اَلا اُخبِرکَ عَنْ مُحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِما رَأیتُ مِنْہ فَقالَ بَلا قَال اِنّی ضَمَمہ اِلَیَّ فکنتُ لا اُفارِقہ ساعۃً مِن لیلٍ وَلا نہارٍ وَلَم اُئمن عَلَیہ احداً حتیٰ اِنّی کُنتُ اَنومُہ فِی فِراشِی فَامرْتہ لیلۃً اَیخلع ثِیابہ وَینامَ معی فَرایتُ الکراھِیۃ فِی وَجھِہ وَکرِہ اَن یُخالِفِی فَقال یا عمّاہ اِصرف وَجھکَ عنّی حتّٰی اخلعُ ثِیابِی اِنّی لا اُحبُّ انْ تَنظُر الیٰ جسدِی فَتعجّب مِن قَولِہ وَصرفتُ بَصرِی حتیٰ دخل الْفِراشِ فلما دخلتُ معہ الْفراش اذا بَینِی وَبینَہ ثَوب" وَاللّٰہ ما اَدخلتہ فِی فِراشِی فَاِذا ھُوا فِی غَایَۃ للّین وطیّب الرائحۃ کَاَنّہ غمُس فِی المسک مھدتُ لا نُظِر اِلی جسدِہ فَما کُنتُ امرِی شیاءً ما اَفْقَدہُ مِن فِراشِیْ (روح المعانی ص ۱۸۶ جلد ۱۵)

حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا! کہ آپ ہمیشہ میری آغوش میں رہتے دن ہو یا رات میں آپ کو کسی بھی وقت ہرگز علیحدہ نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے لگے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیض اتارنے کے لیے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں مخالف سمت میں ہو کر ارشاد فرمایا! چچا جان چہرہ دوسری طرف کر لیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر میں سخت حیران ہوا۔ اپنی نگاہوں کو دوسری جانب پھیر لیا لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے اتار کر میرے ساتھ لیٹے تو میں نے دیکھا کہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اُسی طرح کپڑا حائل ہے۔

One day Hazrat Abu Talib (A.S) asked his brother Hazrat Abbas (R.A), "Do you know what I have witnessed in Muhammad (PBUH&HP)?"

Hazrat Abbas (R.A) said, "Please let me know" Hazrat Abu Talib (A.S) said, "I always keep him close to my bosom day and night as I can never feel like parting from him. So one night when I

asked him to take off this shirt before he was going to sleep with me, his face expressed signs of reluctance. Then going to my rear, he asked me to keep my face averted as he hated his naked bosom being seen by anyone. His words really greatly surprised me, but I averted my eyes. However it was more astonishing for me when I observed that even though he was lying beside me without his shirt on, there seemed a sheet of cloth separating him and me."

☆☆☆☆☆☆☆

خطبہ نکاح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ: ام المومنین خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہ مکے کی نہایت معزز اور دولت مند خاتون تھیں، طاہرہ لقب، ام ھند کنیت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ، قریش کے ممتاز خاندان اسد بن عبدالعزیٰ سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: خدیجہ سلام اللہ علیہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزاو بن معد بن عدنان۔ ایکس پشت کے اس صحیح ترین نسب نامے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اتنی پشتوں تک حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہ کی دادیوں کے نام بھی معلوم ہیں۔ اسی طرح چھ پشتوں تک نانہالی سلسلے کی نانیوں کے نام بھی کتابوں میں درج ہیں، یعنی ماں کا نام فاطمہ بن زائدہ بنت جندب (از عامر بن لوئی)، نانی کا نام ھالۃ بنت عبد مناف (از عامر بن لوئی)، پرنانی کا نام قلابہ بنت سعید (از بنو سہم)، نانی کی نانی کا نام عاتکہ بنت عبدالعزیٰ (اسد بن عبدالعزیٰ کی ہمشیرہ)، پرنانی کی نانی کا نام ریطہ بنت کعب المعروف بہ الخطیا (از بنو تیم)، پرنانی کی پرنانی کا نام نائلہ بنت خذافۃ (از بنو جمع) تھا۔

اسد بن عبدالعزیٰ قریش کے ان نو ممتاز خاندانوں میں سے تھا جنھیں دس قومی اور ملکی اعزازات منقسم تھے۔ اس خاندان میں "مشورہ" تھا اور اسی تقریب سے "دارالندوۃ" کا انتظام اس کے ہاتھ میں تھا۔ "مشورہ" سے مراد یہ ہے کہ قومی اور ملکی مسائل جب قریش کو درپیش ہوتے اور وہ متفقاً کوئی کام کرنا چاہتے ہوں تو صلاح مشورے کے لیے اس قبیلے کے پاس آتے۔ اس منصب پر آخری عہدے دار حضرت یزید بن زمعۃ بن اسود بن مطلب بن اسد تھے۔ ان کے متعلق الاستیعاب میں لکھا ہے کہ قریش اپنے معاملات ان کے سامنے پیش کرتے تھے اگر یہ قریش کے ہم خیال ہو جاتے تو ٹھیک ورنہ وہ اختلاف کرتے۔ قریش پھر کوشش کرتے اور انہیں ہم خیال بناتے تھے اس عبارت سے اس اثر کا پتہ چلتا ہے جو انہیں قبائل قریش میں حاصل تھا یہ چونکہ اسد کی بڑی اولاد مطلب کے پڑپوتے تھے، اسی لیے اسی اعزاز پر معمور ہوئے تھے۔ عمر میں بھی حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ سے بڑے تھے لیکن پشتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے پوتے ہوتے تھے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ ان کے دادا اسود کی چچازاد بہن تھیں چونکہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے باپ خویلد اسد کے دوسرے بیٹے تھے اس لیے ان کے پوتے حضرت حکیم ابن حزام کو "دارالندوہ" کا منتظم بنایا گیا تھا۔ (الاستیعاب)

اسی طرح یہ منصب خاندان کے دو سرداروں میں منصب تھا

1۔ عہدہ یزید بن زمعہ کے پاس تھا 2۔ عمارت (دارالندوہ) حکیم کے پاس

حکیم حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے حقیقی بھتیجے تھے یزید اور حکیم دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے دادا اسد بن عبد العزیٰ کی کئی اولادیں تھیں۔

1۔ مطلب سب سے بڑے تھے ان کے پڑپوتے حضرت یزید بن زمعہ کا ذکر اوپر آیا ہے

2۔ خویلد، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے والد تھے۔

3۔ نوفل، جن کے صاحبزادے ورقہ کا حال آگے آئے گا۔ ورقہ کی ایک بہن بھی تھیں۔

4۔ حارث، ابوالبختری کے دادا

5۔ عمرو

6۔ ام حبیب، یہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کی پھوپھی تھیں ان کی رشتہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ننھیال بنو زہرہ میں تھی یعنی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی نانی تھیں۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے والد خویلد بن اسد (حرب فجار میں اپنے قبیلے کے قائد تھے) صاحب اولاد تھے۔

1۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے حزام تھے ان کے صاحبزادے حضرت حکیم کا ذکر اوپر آیا ہے۔

2۔ دوسری اولاد خود حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ تھیں۔

3۔ عوام، جو حضرت زبیر کے والد تھے۔ عوام کو حضرت صفیہ بن عبد المطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہ کی حقیقی بہن منسوب تھیں۔

4۔ حضرت ہالہ، حضرت ابوالعاص بن ربیع کی والدہ ماجدہ، حضرت ابوالعاص حضرت زینب کے شوہر اور حضورؐ کے سب سے بڑے داماد تھے۔

5۔ رقیقہ، حضرت امیہ کی والدہ، پانچ بھائی بہنوں میں حزام، عوام اور رقیقہ نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ ان کی بہن حضرت ہالہ اور ان کی بھانجی حضرت امیہ بنت رقیقہ نے قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ آبائی سلسلہ نسب کے لحاظ سے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہوتی تھیں۔ آغاز نبوت میں انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت جو یہ فقرہ کہا تھا "اپنے برادر زادے کی باتیں سنیے" یہ اسی رشتے کی بناء پر تھا۔

ولادت: حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ عام الفیل سے پندرہ سال قبل پیدا ہوئیں اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی قدر عمر میں بڑی تھیں۔

والد کا انتقال: حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کی عمر تقریباً 35 برس تھی کہ ان کے والد خویلد کا انتقال ہوا۔ ابن سعد میں

ہے کہ انہوں نے جنگِ فجار میں وفات پائی لیکن سیرت النبی (۱۸۸:۱) میں ہے کہ "امام سہیلی نے یہ بتصریح اور بدلیل ثابت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے والد جنگ فجار سے قبل انتقال کر چکے تھے۔ چونکہ گھر میں کوئی کام چلانے والا نہیں رہ گیا تھا۔ وہ معاوضے پر دوسرے لوگوں سے تجارت کا کام لیتی تھیں اور غالباً ان کے غلام میسرہ کی نگرانی میں بھی یہ کاروبار انجام پاتا رہا۔ ابن سعد میں ہے "وہ لوگوں کو اجرت پر کام دیتی تھیں اور مضاربہ کے طور پر مال ان کے حوالے کرتی تھیں۔ مضاربہ کے معنی یہ ہیں کہ مال اپنا دیتی تھیں اور اس کے فروخت کرنے کا معاوضہ (کمیشن) طے کر دیتی تھیں۔ کئی سال تک باپ کے مرنے کے بعد اسی طرح کام کیا ممکن ہے کہ اس کی دیکھ بھال ان کے چچا عمرو بن اسد کرتے ہوں جو اس وقت زندہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاملہ مضاربت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کی بھاوج تھیں آپ اب جوان ہو چکے تھے اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بعض تجارتی سفر کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارت اور کاروبار میں ماہر ہو چکے تھے۔ شرکاءِ تجارت مثلاً عبداللہ بن ابی الحساء، سائب بن عویمر مخزومی وغیرہ کے ساتھ حسن معاملہ میں ان کے مداحوں کا ایک گروہ پیدا کر لیا تھا جو آپ کی راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا چرچا کرتا تھا یہاں تک کہ زبان خلق نے آپ کو "امین" کا لقب دیا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق و دیانت کا ذکر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ "میرا مال تجارت لے کر شام جائیں" "میرا غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا" جو معاوضہ میں آپ کے ہم قوموں کو دیتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا دگنا دوں گی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حامی بھر لی اور بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر جو سامان ساتھ لے گئے تھے اسے فروخت کیا اور دوسرا سامان خرید لیا نیا سامان کو مکے آیا تھا اس میں بھی بڑا نفع ہوا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ نے اس آمدنی سے خوش ہو کر جو معاوضہ ٹھہرایا تھا اس کا دگنا ادا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیک نامی، حسنِ اخلاق اور امانت و صداقت کی شہرت کے چرچے ہونے لگے جو ہوتے ہوتے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ تک بھی پہنچے۔ چنانچہ واپس آنے کے تقریباً تین ماہ بعد حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شادی کا پیغام بھیجا جیسا کہ پہلے ذکر آیا ہے، ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا لیکن ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے تاریخ معین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوطالب اور تمام رؤسائے خاندان، جن میں حضرت حمزہ بھی تھے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے مکان پر آئے۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ نکاح پڑھا:

اَلحمد للّٰہِ الذیْ جعلنا من ذریۃِ ابراھیم وزرع اسماعیل وضئضئی معدٍ وعنصر مُضر. وجعلنا حضنۃ بَیْتِہٖ وسواس حرمہ وجعلنا بیتاً محجُوْ جاً وحرماً اٰمِناً وجعلنا الْحکّام علیَ النّاسِ.

ثم ان ابن اخی هذا اخی هذا محمد ابن عبداللّٰه (صلی اللّٰه علیه و آله وسلم) لا یوزنُ برجُلٍ الّا رجع به وإنْ کان فی المالِ قُلاّ وانّ المالَ ظلّ" زائل وامر" حائل" وَمُحمّد" (صلی اللّٰه علیه و آله وسلم) مَنْ قد عرفتُم قرابتهُ وقد خطبَ خدیجة بنت خویلد . وقد بذل لها من الصّداقِ ما اجلهُ منْ مالي اِثْنا عشرةَ اوْ قیةً ذهباً. ونشاً وهُوَ واللّٰه بعدَ هٰذا لهُ نباء" عظیم" وخطر" جلیل".

ترجمہ خطبہ: تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات کے لیے ہیں جس نے ہماری تخلیق ذریتِ ابراہیم اور انسبِ اسماعیل میں کی ہمارے لیے مالکِ عزّ و شرف شہرِ مکہ اور اس میں ایسا گھر بنایا جو مقصدِ کائنات اور صداقتِ حیات پر تال ہے اسی ربِ ذوالجلال نے تمام لوگوں پر ہمیں فضیلت وحکومت اور برتری عطا کی۔

یہ واضح ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بھائی عبداللہ کے لختِ جگر ہیں اگر کسی کرشی نوجوان سے ان کا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تقابل وموازنہ کیا جائے (میرا دعویٰ ہے) کہ عقل ودانش، فہم وفراست، شرافت ونجابت اور رائے وحزم میں سب سے بلندتر ہوگا وہ اگر دولتِ دنیا اور مال ومنال سے تہی دست ہے لیکن (سب جانتے ہیں) دولت تو ڈھلتی چھاؤں اور واپس لوٹنے والی چیز ہے چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلانِ طبع خدیجہ سلام اللہ علیہا بنت خویلد کی طرف ہے لہذا آپ لوگ (اپنی خواہش کے مطابق) جتنا بھی مہر مقرر فرمائیں اس سب کا میں ذمہ دار ہوں خدا کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کائنات کے مشہور ترین انسان ہوں گے اور ان کی وجہ سے عظیم ترین واقعات منصۂ شہود پر آئیں گے۔

پانچ سو درہم طلائی حق مہر قرار پایا۔

شادی کی تقریب بعثت سے پندرہ سال پہلے انجام پذیر ہوئی (الاصابہ)۔ یہ پچیس عام الفیل تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سن مبارک کیا تھا؟ الاستیعاب میں 21، 25، 30 سال لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ پچیس پر اکثر لوگ متفق ہیں اور ہم نے اسی روایت کی بناء پر پچیس سال کی عمر لکھی ہے۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عمر اس وقت کیا تھی؟ ابن سعد نے ہشام بن محمد بن اسائب الکلبی سے روایت کیا ہے کہ اس وقت حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عمر اٹھائیس سال تھی لیکن یہ غلط ہے۔ اسی کتاب میں موسیٰ بن اقتبی کی روایت حضرت حکیم بن حزام سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے نکاح کیا تو وہ چالیس سال کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 25 سال کے تھے اور خدیجہ سلام اللہ علیہا مجھ سے دو برس بڑی تھی وہ واقعہ فیل سے پندرہ برس پہلے پیدا ہوئیں اور میں اس وقاعہ سے تیرہ برس پہلے پیدا ہوا۔ بھتیجے کی اس شہادت پر جو مستند ذریعے سے مروی ہے اعتماد کرتے ہوئے واقدی نے یہ بیان دیا ہے" اور ہم اور ہمارے ہاں جو اصحاب علم ہیں کہتے ہیں کہ خدیجہ سلام اللہ علیہا واقعہ فیل سے پندرہ برس پہلے پیدا ہوئیں اور جب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کیا تو وہ چہل

سالہ تھیں (سیرت النبی، ۸۰۱)۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی اہم خصوصیت ہے کہ وہ چوبیس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساتھ رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جب غار حرا میں وحی کی ابتدا ہوئی تو فرشتے نے آکر کہا "پڑھ"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا کیا پڑھوں؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا "پڑھ خدا کا نام، جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اپنے رب کا نام جو نہایت معزز ہے"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے قبول اسلام سے دین اسلام کی اشاعت پر بڑا خوشگوار اثر پڑا ان کے خاندان اور عزیز و اقارب سے بہت سے لوگ اسلام لے آئے مثلاً نوفل بن خویلد، اسود بن نوفل، زبیر بن عوام، حکیم بن حزام، ابوالبختری بن ہشام، عمرو بن امیہ، زمعہ بن الاسود، عقیل بن الاسود، عبداللہ بن زمعہ، حارث بن زمعہ، یزید بن زمعہ، عبداللہ، خالد، یحیٰی، ہشام۔ ان پندرہ افراد میں سے پانچ کافر رہے جو غزوۂ بدر میں مارے گئے ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ نوفل (حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کا چچا)، زمعہ اور عقیل (حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے رشتے کے بھتیجے، حارث بن زمعہ، ابوالبختری عاص (رشتے کا بھتیجا)، زبیر بن عوام اور اسود بن نوفل مہاجرین حبشہ میں شامل تھے۔ قبول اسلام کے بعد حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی دولت و ثروت تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے وقف ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلے صاحبزادے قاسم انتقال کر گئے اسی دوران کفار قریش سے مخالفت بڑھتی گئی حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جاتا تھا وہ صبر و استقامت سے کام لیتی تھیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ کے پاس آکر دور ہو جاتا کیونکہ وہ آپ کو تسلی دیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتوں کی تصدیق کرتیں۔

زمانہ نبوت میں حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا داغ مفارقت اٹھانا پڑا ان کی ولادت بعثت کے ایک سال بعد ہوئی۔

محرم ۷ نبوت میں آپ خدیجہ سلام اللہ علیہا کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا کیونکہ کفار کا سلوک سخت ہوتا گیا اور انہوں نے آپس میں عدم تعاون کا معاہدہ کر لیا۔ اس میں درج تھا کہ ان سے کوئی شخص نا قرابت و رشتہ داری کرے، نہ خرید و فروخت کرے، نہ میل جول کرے، نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان دیا جائے۔ جب تک وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ نے لکھا جو عبدالدار کے خاندان سے تھا بنو ہاشم نے جبل ابوقبیس کے ایک درے میں پناہ لی یہ درہ خاندان بنو ہاشم کا موروثی درہ تھا۔ حضرت

خدیجۃ الکبریٰ تین سال تک خاندانِ بنو ہاشم کے ساتھ مقید رہیں۔

شعب ابی طالب کے نکلنے کے چند روز بعد یعنی واقع معراج سے قبل 10 رمضان 10 نبوت کو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے وفات پائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں حجون میں دفن کیا۔ حضرت ابو طالبؑ کی وفات تین دن بعد ہوگئی ان دونوں کی وفات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی نجابت و بزرگی مسلمہ ہے۔ جب تک آپ زندہ رہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی اور وفات کے بعد بھی انہیں ہمیشہ یاد کرتے۔

سید مرتضیٰ علم الھدیٰ اور شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی ومحمد بن علی ابن شہر آشوق کے نزدیک حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا باکرہ تھیں۔ وفات کے بعد ام ایمن اور ام فضل نے غسل دیا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے وقت حضرت فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیہا نے اپنی والدہ گرامی کے فراق میں فریاد کی اور اپنے والدِ گرامی سے چمٹ کر روئیں اور بار بار کہا۔ یمن امی۔ یمن امی۔ اماں کہاں گئیں، اماں کہاں گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں تسلی دی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دنوں امت پر دو مصیبتیں، وفاتِ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا اور وفاتِ حضرت ابو طالبؑ ایسی نازل ہوئی ہیں کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس پر زیادہ غم کروں (الیعقوبی، ۱:۲۶)۔ اس غم اور حزن کی وجہ سے اس سال کو "عام الحزن" کا نام دیا گیا ہے۔

Hazrat Khadijatul Kubra

Hazrat Khadija, the first wife of Hazrat Mohammed Mustafa, the Messenger of Allah, (PBUH&HP), was a most extraordinary personality. She played a stellar role in the history of Islam. She was, with Abu Talib, one of the two greatest benefactors of Islam and the Muslims.

Hazrat Khadija is one of the most dynamic and vital personages in the entire history of Islam. It is impossible to tell the story of Islam without telling the story of the contribution she made to its survival, its consolidation, and its eventual triumph. She literally lived and died for Islam.

Early Life

Hazrat Khadija was born in Makka. She was the daughter of Khuwayled bin Asad bin Abdul Uzza bin Qusayy. Qusayy was the common progenitor of her line as well as the line of Hazrat Mohammed Mustafa (PBUH&HP) of the clan of Bani Hashim. She thus belonged to a collateral branch of the Bani Hashim. Next to Bani Hashim itself, her family was the noblest and the most honorable in all Arabia. Her family was distinguished not only by its opulence but also by the content of its character.

Khuwayled, the father of Hazrat Khadija, was, like most other members of the tribe of the Quraysh of Makka, also a merchant. Like most of them, he too had made a fortune in foreign trade. The merchants of Makka put together two caravans every year- one in summer and one in winter. They sent the "summer caravan" to Syria and the "winter caravan" to Yemen.

These caravans carried the produce of the desert, and the goods manufactured in Makka and the surrounding areas, and sold them in the markets of Syria and Yemen. They also sold pedigreed horses in Syria. These horses were valued very highly in Syria and in the neighboring countries. After selling their merchandize and their horses, the traders bought grain, olive oil, fruits, coffee, textiles, luxury goods and other manufactured items for sale in Makka. They thus made profit at both ends of the journey.

Waraqa bin Naufal

Waraqa bin Naufal was one of the very few people in Makka who were educated. He is reported to have translated the Bible from

Hebrew into Arabic. He had also read other books written by the Jewish and Christian theologians. He was a desperate seeker of truth.

The Merchant Lady

From her home in Makka, Hazrat Khadija controlled an ever-growing business which spread into the neighboring countries. What she had succeeded in achieving, would be remarkable in any country, in any age, and for anyone - man or woman. But her achievement becomes doubly remarkable when one takes into account the "anti-woman" orientation of the Arab society. This is proof of her ability to master her destiny by her intelligence, strength of will and force of character.

The Pure

But even more remarkably, Hazrat Khadija also earned a third title. She was called "Tahira" which means "the pure one." Who bestowed the title of Tahira upon her? Incredibly, it was bestowed upon her by the same Arabs who were notorious for their arrogance, conceit, vanity and male chauvinism. But Hazrat Khadija's conduct was so consistently exemplary that it won recognition even from them, and they called her "the pure one."

Rejects all marriage proposals

It was inevitable that Hazrat Khadija would attract the attention of the Arab nobles and princes. Many among them sent proposals of marriage to her. But she did not consider any of them. Hazrat Khadija's refusal to accept the offers of marriage sent by the

high and the mighty of Arabia, gave rise to much speculation as to what kind of man she would like to marry. It was a question that Hazrat Khadija herself could not answer. But her destiny knew the answer; she would marry a man who was not only the best in all Arabia but was also the very best in all creation. It was her destiny which prompted her to turn down offers of marriage sent by commonplace mortals.

Recruitment of Hazrat Mohammad (PBUH&HP)

In the spring of A.D. 595, the merchants of Makka assembled their summer caravan to carry their merchandize to Syria. Hazrat Khadija also had her merchandize ready but she had not found a man who would take charge of it as her agent. A few names were suggested to her but she did not consider them satisfactory.Through some of his colleagues in the merchants' guild of Makka, Abu Talib learned that Hazrat Khadija was in need of an agent who would take her cargo with the caravan to Syria and would sell it there. It occurred to Abu Talib that his nephew, Mohammad (SAWA), who was now 25 years old, would qualify for the job.

Like most of the other citizens of Makka, Hazrat Khadija had also heard about Hazrat Mohammed (PBUH&HP). One thing she knew that she could not question his integrity. She sensed that she could trust Mohammad (PBUH&HP) implicitly and explicitly. She, therefore, readily agreed to appoint him as her agent.

Mohammad (PBUH&HP) goes to Syria

Mohammad (PBUH&HP) had to take inventory of the

merchandize that he was going to sell in Syria. With Maysara, the slave of Hazrat Khadija, he checked all items against the manifest, and found everything in order. Maysara had to do the paperwork relating to the sales and purchases. He was the record-keeper.

Mohammad (PBUH&HP) went to Syria, sold his cargo and bought the new one. Though for him it was his first commercial venture, he did not falter, from lack of experience, in conducting business transactions. In fact, he surprised Maysara by his professionalism in the trade. Maysara also noted his perspicacity as a negotiator and his acumen and probity as a salesman. Mohammad (SAWA) protected the interests of both his employer and his customers. And yet, he made more profit for Hazrat Khadija than she had ever made ever since she had taken charge of her father's business at his death. And the cargo he bought in Syria for her, was superb in quality and was certain to fetch high prices in Makka, as it did.

Maysara informs Hazrat Khadija

Maysara, the slave of Hazrat Khadija, had his own story to tell her. He told her the story of the journey to and from Syria, and of the profits that Mohammad (PBUH&HP) had made for her. But for him, far more interesting than the story of a successful trading mission, was the character and the personality of Mohammad (PBUH&HP) himself. He was full of admiration for Mohammad's (PBUH&HP) talents as a businessman. He told Hazrat Khadija that Mohammad's (PBUH&HP) foresight was fail-safe; his judgment was infallible; and

his perception was unerring. He also mentioned to her Mohammad's (PBUH&HP) affableness, his courtesy and his condescension. Hazrat Khadija found the story fascinating, and she also posed many questions to Maysara about her new steward.

Marriage Proposal

The commercial expedition of Mohammad (PBUH&HP) to Syria turned out to be the prelude of his marriage with Hazrat Khadija. It is reported that one of the close friends of Hazrat Khadija was a high-born lady of Makka called Nafisa (or Nufaysa) the daughter of Munyah. She was aware that Hazrat Khadija had turned down many proposals of marriage. Nafisa (or Nufaysa) also happened to know that there was such a man in Makka and his name was Mohammad (PBUH&HP).

It is reported that one day Mohammad (PBUH&HP) was returning home from the Kaaba when Nafisa stopped him, and during the course of talk suggested that he should marry Hazrat Khadija. Mohammad told his uncl, Abu Talib, about the suggestion. Abu Talib welcomed Nafisa's suggestion. There was no doubt in his mind that Mohammad (PBUH&HP) and Hazrat Khadija would make the ideal couple.

Once Abu Talib had approved the match, he sent his sister, Safiya, to see Hazrat Khadija, and to talk with her about the proposed marriage. In the meantime, Nafisa had already done the groundwork, and Hazrat Khadija was expecting a visitor from the house of her future in-laws. She cordially received Safiya,

entertained her, and told her that she (Hazrat Khadija) had selected her (Safiya's) nephew to be her (Hazrat Khadija's) life-partner without any preconditions and reservations. Safiya was very happy with the success of her embassy. Before she left the house, Hazrat Khadija gave her an elegant robe.

Marriage ceremony

Abu Talib then decided to comply with the traditional formalities of marriage. He bought gifts for Hazrat Khadija, and took his brothers, Abbas and Hamza, with him to her house to formally present to her the proposal of the marriage of his nephew with her. Hazrat Khadija accepted the gifts that Abu Talib had brought, and of course she accepted the proposal of marriage. The two parties immediately fixed a date for the auspicious wedding.

Abu Talib himself took charge of the preparations for the marriage of his beloved nephew. The wedding party was made up of all the chiefs of Quraysh and the lords of Makka. When all the guests had taken their seats, Abu Talib, the guardian of the bridegroom, rose to read the sermon of marriage as follows:

All glory and all praise to Allah, the Creator of Heavens and earth, and all thanks to Him for all His blessings, bounties and mercy. He sent us into this world in the posterity of Ibrahim and Ismael. He put us in charge of the Mosque and made us guardians of His House, the Kaaba, which is a sanctuary for all His creatures. My nephew, Mohammad ibn Abdullah ibn Abdul Muttalib, is the best

individual in all mankind in his intelligence, in wisdom, in purity of lineage, in purity of his personal life, and in distinction of family. He has all the markings of a man destined to be great. He is marrying Hazrat Khadija the daughter of Khuwayled against a meher of four hundred pieces of gold. I declare Mohammad and Hazrat Khadija husband and wife. May Allah bless them both, and may He be their Protector.

In his sermon, Abu Talib declared that the Bani Hashim were the heirs of Hazrat Ibrahim and Hazrat Ismael, and were the carriers of their heritage. They were, therefore, uncontaminated by idolatry.

When Abu Talib concluded his sermon, Waraqa bin Naufal rose to read the marriage sermon on behalf of the bride. He said:

All praise and glory to Allah. We testify and we affirm that the Bani Hashim are just as you have claimed. No one can deny their excellence. Because of their excellence, we cherish the marriage of Hazrat Khadija and Mohammad. Their marriage unites our two houses, and their union is a source of great happiness to us. O Lords of Quraysh, I want you to be witnesses that I give Hazrat Khadija in marriage to Mohammad ibn Abdullah against a meher of four hundred pieces of gold. May Allah make their marriage a happy one.

Walima

Three days after the marriage, Abu Talib made arrangements for a banquet to mark the occasion. He dazzled the whole city by his liberality. At the feast, every resident of Makka was his guest.

Mohammad (PBUH&HP), the bridegroom, was himself welcoming the guests into the house. He himself, his uncles, his cousins and all the young men of Bani Hashim, were the proud hosts. The banquet lasted for three days. Years later, Islam made the feast of walima a "memorial" to the banquet of Abu Talib at the marriage of Mohammad (PBUH&HP) and Hazrat Khadija, instituting it as a tradition of all Muslim marriages. Abu Talib was the first man to arrange it. Before the marriage of Mohammad (SAWA) and Hazrat Khadija, the feast of walima was not known to anyone in Arabia.

Dowry

Hazrat Khadija brought with her a large dowry. It included slaves, slave girls, real estate, pasture lands, herds of camels and horses, flocks of goats and sheep, and her personal outfit of rich and rare fabrics, accessories, priceless heirlooms, ornaments, precious metals, precious stones and masses of gold and silver coins.

This dowry, unprecedented as it was for its quality and its quantity, was not a gift to Hazrat Khadija - the bride - from her uncles or from her brothers. It was the product of her own efforts. She had produced it by her own diligence, industry, prudence, and foresight.

Her children

Marriage opened a new chapter for both Mohammad (PBUH&HP) and Hazrat Khadija in their life. The keynote of this chapter was happiness-the purest kind of happiness. Blessed with happiness as their marriage was, it was also blessed with children. Their first-born was a boy called Qasim. It was after the birth of the

infant Qasim that his father, Mohammad Mustafa (SAWA), was called Abul-Qasim - the father of Qasim - as per the custom of the Arabs.

The second child was also a boy. His name was Abdullah. He bore the nicknames of Tahir and Tayyeb. Both Qasim and Abdullah died in their infancy.

The third and the last and the only surviving child of Mohammad Mustafa(PBUH&HP) and Hazrat Khadija(SA), was their daughter, Fatima Zahra (SA).

Islam is declared

In the meantime Mohammad (PBUH&HP) started his mission as the Prophet of Allah. Hazrat Khadija was the first to accept the religion brought by him. On the other hand, the Quraysh opened the campaign against Islam by harassing and persecuting the Muslims. At the beginning, persecution was confined to insults, jeers and mockery but as time went on, the Quraysh moved from violence of words to violence of deeds.

The Imposed Boycott

The Quraysh continued to pressurize Abu Talib to part with his nephew but to no avail. Therefore, a few daysbefore the beginning of the year 7, the leaders of the various clans of the Quraysh met in a solemn conclave in the town hall of Makka and drafted and signeda document which stipulated that unless the clan of Bani Hashim surrendered Mohammad (SAWA) to them, they would subject it to an economic and social boycott. They pledged

themselves not to buy anything from, nor to sell anything to, the members of the Bani Hashim, and they placed intermarriage with them under proscription.

This agreement or covenant was sent to the other tribes for ratification, and when they had ratified it, it was solemnly suspended on the wall of the Kaaba.

Abu Talib had to size up the new situation. He could clearly see that a storm was gathering upon the Bani Hashim. Abu Talib realized that it would be extremely perilous for the clan to live in the city where any moment, the enemy could set fire to its houses. In the interests of the security of the clan, he decided to leave Makka, and to seek safety in a ravine at the edge of the city. The ravine had some natural defenses, and it was, in any case, safer for the Bani Hashim to live in it, than to live in their houses which were very much vulnerable to attack.

Shi'b Abu Talib

On the first day of the year 7 of the Proclamation of Islam, the two clans of Bani Hashim and Bani Al-Muttalib, moved out of the city and took abode in a ravine which later came to be known as Shi'b Abu Talib. They were now in a state of siege! It was going to be a long siege.

The total number of the members of the two clans of Hashim and al-Muttalib, and their clients and slaves who left their homes in Makka to seek sanctuary in the mountain hideout, was four hundred.

Hazrat Khadija in Shi'b Abu Talib

Hazrat Khadija was born in an aristocratic family, and was bred in the lap of luxury. She was, therefore, an absolute stranger to a life of austerity and privation. But when, in an exigency, she was called upon to abandon her spacious residence in the city to go into, and to live in a ravine, she did so willingly and cheerfully. The resilience of her spirit was truly astonishing.

The siege of Bani Hashim and Bani al-Muttalib continued from 616 A.D. to 619 A.D. It lasted for more than one thousand days. But the siege failed to produce the intended result. The members of the Bani Hashim were defiant as ever and their morale was ever more high. It was just as unthinkable for them, at the end of the siege, as it had been at the beginning, to surrender Mohammad (PBUH&HP) to his enemies.

In the three years of exile, Hazrat Khadija's vast fortune ran out. During the years of the siege, Hazrat Khadija spent all her fortune on buying essentials like food and water for the clan of her husband. When she returned to her house, even her last coin was gone; and when she died, there was not enough money available in the house even to buy a shroud. A cloak of her husband was used as a shroud for her, and she was given burial in it.

Her death

Hazrat Khadija died on the tenth of Ramadan of the tenth year of the Proclamation of Islam in the year 619.

During her illness, he kept a nightlong vigil nursing her, comforting her and praying for her. He told her that Allah had

promised Eternal Bliss to her, and had built for her a palace of pearls in Paradise. Toward morning her frail frame could not endure the attack of fever any more and her sanctified and noble soul left this earth for its destination in Heaven where it entered the company of the immortals. Her death filled Mohammad's heart with sorrow.

Hazrat Khadija was buried in Hujun above Makka. Mohammad Mustafa (PBUH&HP), the Messenger of Allah, himself descended into her grave to lie in it for a few moments. Then he assisted the other mourners in lowering the body into it. After the burial, he smoothed the earth on her grave.

The year of sorrow

One month after her death, Mohammad Mustafa had to sustain another shock in the death of Abu Talib, his uncle and guardian, and the bulwark of Islam. The death of these two friends - Hazrat Khadija and Abu Talib - was the greatest shock that the Apostle of God had to endure in the fifty years of his life. The two lamps of his life were extinguished. He was overwhelmed with sorrow. He called the year of their death "the Year of Sorrow."

☆☆☆☆☆☆☆

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولادت جب قریب آئی تو آپ (حضرت ابو طالبؑ) نے حضرت فاطمہ بنت اسد سے فرمایا:

قَالَ لَمَّا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ الثُّلُثُ أَخَذَ فَاطِمَةَ مَا يَأْخُذُ النِّسَاءَ عِنْدَ الْوِلَادَةِ فَقُلْتُ لَهَا مَا بَالُكِ يَا سَيِّدَةَ النِّسَاءِ قَالَ إِنِّي أَجِدُ وَهَجاً فَقَرَأْتُ عَلَيْهَا الْإِسْمَ الَّذِي فِيهِ النَّجَاةُ (مواهب الواهب ص ٥٦)

حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کہ جب ایک تہائی رات ختم ہوگئی اور فاطمہ (فاطمہ بنت اسد) کو وضع حمل طاری ہوا تو میں نے کہا "اے عورتوں کی سردار! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟" تو انہوں (فاطمہ بنت اسد) نے جواب دیا کہ "میں درد محسوس کر رہی ہوں۔" پس میں نے اس اسم کو ان پر پڑھا جس میں نجات ہے۔

Hazrat Abu Talib(a.s) states: " As th holy birth of the Commander Of the Faithful, Hazrat Ali (a.s) dre closer and at small hours of night Fatima Bint e Asad (a.s) experienced the birth pangs, I said to her," O Chief of Ladies! How do you feel?" She replied," I am feeling pain." So I recited the Name,which brings relief, for her.

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ مجلسی حیات القلوب میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ

عَن فَاطمه بِنْتِ اَسد اَنّه' لَمّا ظَهَرَتْ اَمارة وَفاة عبدالمطلب قال لِاَوْلا دہِ مَن يَكفل محمداً قالُوا هو اَلِيس فَقُلْ له يَختارُ لِنفسهِ فقال عبدالمطلب يا مُحَمّد جدُّكَ علىٰ جَناح سفرٍالىٰ اَلقِيامةِ اَىّ" عَمّ" اَوْعَمّتكَ تَختارُه اَنْ يَكْفُلَكَ فَنظر فى وُجوْههم ثُمّ زَحفَ اِلى عِنْد اَبىْ طالبِ فقَال لَه' عبدالمطلب يا اَبا طالب اِنّى قد عَرَفْتُ دِيانتك و امانتكَ فكُنْ لَه' كما كُنتَ له' قالَت لَمّا توَفّى اَخذه' ابو طالب و كُنتُ اَخدُه' وكان يَدْ عُوْنِى اَلاُمّ قالتْ و كانَ فى بُسْتانِ دَارِنا نَخلات" وكان اوّلَ اِدْاكَ الرُّطبُ وكان اَرْبَعُون صبِيًا من اتراب مُحمدٍ يَدْخلونَ عَلَيْنا كُلّ يَومٍ فى البُسْتانِ ويلْتَقِطُونَ ما يسْقطُ فمارَاَيتُ قطُّ محمداً يأْخذ الرُّطبِ من يَدِ صَبِىٍّ والاَخرُوْنَ يأْخُذُ بَعضُهم مِنْ بَعضٍ وَ كنْت كُلّ يَومٍ لِمُحمد" خننه فما فوْقها و كَذالِك جارِيَتِىْ فاتّفق يوْمًا اَنْ نَسِيْتُ اَنْ اَلْتَقِطْ له شيْئًا وَ نسِيَتْ جارِيَتىْ وكان محمد" نائِماً و دخلَ الصِّبْيان واَخذُوْاكُلّ ماسقط من الرُّطب فانصرفوا فَنِمْتُ فوَضَعْتُ الكُمّ على وجْهي حياءً من محمد اِذَا اَنْتبهُ فانتبهَ محمد و دخل البُستان فلم يرى رطبه على وجه الارض فانصرَفَ فقالتْ له' اَلجارِيَتُهُ اِنّا نسِيْنا انْ التقِطْ شيئاً والصِّبيان قدْ دخلُوا وَاَكلُوا جميْع ما كان قد سقطَ قالَت فانصرفَ محمد" اِلى البُستان وَاَشار اِلىٰ نخلتهِ وقال اَيّتُها الشَّجرةُ انا جائع" قالت فرَاَيْتُ الشَّجرةَ وقد وضَعَتْ اغصَانُها اَلّتىْ عليها الرُّطبُ حتّٰى اَكل مِنها محمّد ما اراد ثُمّ اِرتفعتْ الىٰ موضعها قالت فاطمته فعجبْتُ وكان ابو طالب قد خرجَ منَ الدّار وَكُلَّ يومٍ اذا رجعَ و قرعَ الْباب كنتُ اَقُول اَلجارِيةُ حتّٰى تُفتحَ اَلباب فقرعَ ابو طالب اَلباب فعَدوْتُ حافيةً اِلَيهِ و فتحْتُ الْباب و حكَيْتُ له' ما رَاَيْتُ فقال هو اِنّما يكونُ نبيًا وتَلِديْنَ له' وزيراً بَعْد ثُلثِيْن فولدْتُ عليًا كما قال۔ (بحار جلد ۹ ص ۱۸۶ كتاب الخرائج والجرائح ص ۱۸۶ المواهب الواهب ص ۱۴)

حضرت فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلب پر موت کے آثار طاری ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کفالت کون کرے گا سب نے کہا کہ وہ ہم سے زیادہ عقل مند ہیں انہی سے پوچھئے کہ وہ کس کو پسند کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا کہ تمہارا دادا قیامت تک کے لیے تم سے رخصت ہوا چاہتا ہے۔ تم اپنے چچا یا پھوپھی میں سے کس کی کفالت میں رہنا چاہتے ہو؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سب کے چہروں پر نظر ڈالی اور پھر دوڑ کر حضرت ابوطالبؑ کی طرف

آ گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اے ابو طالب میں تمہاری دیانت اور امانت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ویسے ہی ثابت ہونا جیسے میں رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو طالب نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی کفالت میں لے لیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے لگی۔ اسی خدمت کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ میرے مکان کے باغ میں خرمے کے چند درخت تھے۔ ابھی اس کے خرمے پکے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چالیس لڑکے ہر روز باغ میں آ کر گرے ہوئے خرمے چن لیا کرتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی عادت تھی کہ وہ ایک دوسرے سے خرمے چھینا کرتے تھے لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی لڑکے کے ہاتھ سے کوئی خرمہ لیا ہو۔ میں روزانہ ایک مٹھی خرمے چن کر ان کے لیے رکھ لیا کرتی تھی۔ ایک روز اتفاق میں اور میری کنیز خرمے چننا بھول گئی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سو رہے تھے اسی دوران سب لڑکے گرے ہوئے خرمے لے کر چلے گئے یہ دیکھ کر میں سو رہی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرمندگی کی وجہ سے اپنے منہ پر آستین رکھ لی۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور باغ میں گئے۔ وہاں زمین پر انہیں خرمہ نہ ملے اور واپس آ گئے۔ ایک کنیز نے کہہ دیا کہ آج ہم خرمے چننا بھول گئے اور لڑکے آ کر سارے خرمے لے کر چلے گئے۔ یہ سن کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ کی طرف گئے اور درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اے درخت میں بھوکا ہوں۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا اس درخت نے پھل دار ٹہنیوں کو جھکا دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر چاہا نوش کیا۔ پھر وہ شاخ بلند ہو گئی۔ میں یہ دیکھ کر بہت متحیر ہوئی۔ ابو طالب باہر گئے ہوئے تھے اور ہر روز جب وہ آ کر دروازہ کھٹکھٹاتے تو میں اپنی کنیزوں کو دروازہ کھولنے کا کہہ دیا کرتی تھی لیکن اس دن جب ابو طالب نے آواز دی تو میں ننگے پاؤں بھاگتی ہوئی گئی اور دروازہ کھولا اور یہ عجیب و غریب واقعہ بیان کیا۔ جس پر انہوں (حضرت ابو طالب) نے کہا کہ یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرزند نبی ہوگا اور تیس سال بعد تمہارے بطن سے اس کا وزیر پیدا ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ علی میرے بطن سے پیدا ہوئے

It is narrated through authentic chains of narrators that

Fatima binte Asad says: "When the last moments of Abdul Muttalib approached, he asked his sons, "Which of you would undertake the guardianship of Muhammad?" They said, "Muhammad is himself intelligent, and he should be given in the guardianship of one he prefers."

Abdul Muttalib said: "O Muhammad, your grandfather is about to pass away, which of your uncles would you prefer to take care of you?" the Holy Prophet (S) glanced at all the uncles and then moved to His Eminence, Abu Talib. His Eminence, Abdul Muttalib said: "Abu Talib, I am aware of your honesty and trustworthiness you should be for Muhammad like I am. So Abu Talib brought the Holy Prophet (S) home.

Fatima binte Asad says that she looked after him and he addressed her as mother. We had some date trees in our courtyard and it was the first season of fruits. There were forty boys of the same age of the Prophet and they used to pick up the dates that had fallen from the trees. And they used to snatch dates from one another and fought among themselves. But I never saw the Messenger of Allah (S) taking away dates from any boy. I used to pick some dates for the Prophet and sometimes my slave girl used to so that.

One day, by chance, both of us forgot to pick the dates and the Prophet was asleep. The boys arrived and took away all the dates. I lied down and hid my face in shame. When the Prophet awoke, he went to the orchard and did not find a single date fruit and he returned from there. My slave girl said sorry that she had forgotten to pick the dates. The Prophet again went to the orchard and said to the tree: I am hungry.

I saw the tree bow down as if placing its head at the feet of the Prophet and he took as many dates from it as he wanted. The

tree was overjoyed at this honor. Lady Fatima binte Asad says that she was astonished at this. His Eminence, Abu Talib arrived and I ran to open the door and narrated to him all that I had witnessed. Abu Talib said: Don't be surprised at these miraculous acts, because he will be a prophet and a son will be born to you in your senior age who will be like him and who will be his successor and vizier. Twenty years after that, Amirul Momineen (a.s.) was born.

☆☆☆☆☆☆☆

خطبۂ نکاح حضرت ابوطالبؑ: حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت ابوطالبؑ کی چچازاد بہن تھیں آپ کے والد اسد حضرت ہاشم کے سب سے بڑے فرزند تھے۔جن کی ولادت ۴۹۷ ع سے قبل ہوئی تھی۔حضرت ہاشم قریش کے ایک باعظمت سردار ہونے کے علاوہ خانۂ کعبہ کے متولی بھی تھے۔حضرت فاطمہ بنت اسد خاندان میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھیں۔مؤرخین آپ کا شمار سابق الاسلام مخدرات میں کرتے ہیں۔آپ زندگی بھر حضرت ابوطالبؑ کی شریک سفر رہیں۔بعد وفات حضرت ابوطالبؑ آپ نے ہجرت مدینہ کی اور بعد وفات جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی احادیث آپ کی شان میں موجود ہیں۔آپ کی اولاد طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علی بیٹوں کے علاوہ دو بیٹیاں تھیں۔آپ کا گھر حقیقتاً اسلام کا گہوارہ تھا۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ پر فخر کیا کرتے تھے۔ذیل میں حضرت ابوطالبؑ کا وہ خطبہ دیا جارہا ہے جو آپ نے حضرت فاطمہ بنت اسد سے بوقت عقد خود پڑھا تھا۔

الحمد للّٰه ربّ العرش العظيم، والمقام الكريم، والمشعر والحطيم، الذى اصطفانا أعلاماً وسدنةً وعرفاءَ، خلصاً وقادةً وحجبة بهاليل أطهاراً من الخنا. وأقام لنا المشاعر، وفضلنا على العشائر، نخب آل ابراهيم وصفوته وزرع إسماعيل ثم قال: وقد تزوجت فاطمة بنت أسد وسقت المهر ونفذت الأمر فاسألوه وأشهدوا، فقال أبوها أسد: زوجناك ورضينابک، ثم نحر أبو طالب ألإبل وأطعم الناس سبعة

''تمام تعریفیں اس رب کعبہ کے لیے ہیں جو عرش عظیم، مقام کریم اور مشعر وحطیم کا مالک ہے۔وہ ایک ایسا معبود برحق ہے جس نے ہمارا انتخاب کیا اور ہمیں مرکزیت، سرداری، سیادت اور طہارت عطا کی اور لوگوں کی محافظت ہمارے ہی سپرد کی۔وہی ذات (اللہ تعالیٰ) لائق عبادت ہے جس نے ہمیں جادۂ حق کی علامت دے کر عزت وتوقیر عطا کی ،ہمیں آل ابراہیمؑ اور اولاد اسماعیلؑ میں سے منتخب کیا پھر (حضرت ابوطالبؑ نے) فرمایا میں نے فاطمہ بنت اسد کے ساتھ مہر مقرر ہو پر تزویج کی اور ہم ہی ہیں جو احکامات (الٰہی) کے جاری ونافذ ہونے کے گواہ ہیں''

بعدازاں اسد (حضرت فاطمہ کے والد) نے کہا کہ میں نے رضا ورغبت کو اسے (فاطمہ) کو آپ (حضرت ابوطالبؑ) کی کی زوجیت میں دیا۔بعد نکاح حضرت ابوطالبؑ نے اونٹ ذبح کر کے قریش کو سات دن تک کھانا کھلایا۔

Hazrat Fatima Bint e Asad(a.s) was Hazrat Abu Talib's(a.s) cousin. Her father , Asad, was the eldest son of Hazrat Hashim who was born before 497 AD. Hazrat Hashim was not only a great chief of the Quraish but also the claviger of the Holy Ka'ba. Hazrat Fatima Bint e

Asad occupied an eminent position in the family. Historians are unanimous in her being among the earliest ladies of Islam. She remained the life partner of Hazrat Abu Talib whole her life. After the demise of Hazrat Abu Talib, she migrated to Madina and after her death was buried in Jannat Ul Baqi.

Many traditions of the Holy Prophet(pbuh&hp) cherish her very admiringly. She bore Talib,Aqeel,Jaffar,Ali besides two daughters,Umm e Hani and Umm e Jamana. Her household was indeed cradle of Islam.The Holy Prophet(pbuh&hp) always spoke highly of her. Here is the khutba that Hazrat Abu Talib recited on the occasion of his own marriage with Hazrat Fatima Bint e Asad.

All praise belongs to the Lord of the Elevated Heaven, Locus of Bounties, and Mash'ar & Hateem. He is the Master Who elected us and bestowed on us cardinality, leadership, guidance and purity. He entrusted us with the guardianship of the people and kept us purged of all evils. He is Allah Who alone is worthy of worship. He honoured and dignified us by declaring us the Sign of the True Path, and chose us from among the progeny of Abraham and Ishmael.(Then he said) I enter in the wedlock with Fatima Bint e Asad in exchange with the alimony already decided and, accomplished my my part. Now ask (Asad) and be witness to it.

So Asad(Hazrat Fatima's father) said," I wed her to you at my own will." After the nikah Hazrat Abu Talib slaughtered camels and feasted the Quraish for seven days.

☆☆☆☆☆☆☆

******

بنو ہاشم جب قریش کے عہد نامہ عدم تعاون کی وجہ سے شعب ابی طالب میں محصور ہوئے اور اس عہد نامے کو دیمک نے چاٹ لیا تو اس کی اطلاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطالبؑ کو دی حضرت ابوطالبؑ قریش مکہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ اس عہد نامے میں سوائے اللہ پاک کے نام کے کچھ نہیں بچا قریش نے اس کو کھول کر دیکھا تو وہ حضرت ابوطالبؑ کے کہنے کے مطابق تھا جسے دیکھ کر قریش غضبناک ہو گئے اور کہا کہ "ھذ احرابن اخیک" اے ابوطالبؑ یہ تمہارے بھتیجے کے جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ محض قریش کی ہٹ دھرمی تھی جس کی وجہ سے وہ حضرت ابوطالبؑ کی بات کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے اس پر حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا:

يَا مَعْشَر قُرِيْش عَلَامَ نَحْبِسُ و بَانَ الأمْرَ و تَبِيْن

اِنَّكُم اَولى بِاظُلم والقَطِعَة ولَاساعِره

اے گروہ قریش! تم نے ہمارا محاصرہ کیوں کیا ہوا ہے ہم سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے اگرچہ حقیقت سامنے آچکی ہے اور ہمیں علم ہو گیا ہے کہ تم ہی ظالم، قطع رحمی کرنے والے اور برا سلوک روا رکھنے والے ہو۔

اس کے بعد حضرت ابوطالبؑ نے خانہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ کر دعا کی۔

اللهم النُصر نَا علىٰ مَنْ ظَلَمنا وقطع اَرْحامَنا واستَحل ما يَحْرَمُ عليه منّاً.

خدایا جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہماری قطع رحمی کی ہے اور جو چیز ان پر حرام تھی اسے انہوں نے حلال کر دیا ہے۔ ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

یہ دعا کرنے کے بعد حضرت ابوطالبؑ واپس شعب ابی طالب میں آگئے اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ہر حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے کیونکہ ان کا پیغام حق کا پیغام ہے۔

When termites consumed the Document of the Boycott,and the Holy Prophet (PBUH&HP) revealed it to Hazrat Abu Talib(a.s) ,the latter went to the Quraish and spake to them thus:

"I have come to you for a matter between us and you. My nephew told me, and he has never told a lie at all, that Allah has sent termites to your document which has now been eaten up and

nothing except the holy name of Allah has survived in it. If it is as he said, so you have to revive your minds. By Allah we will never hand him over to you until we all are killed. But if it is not so, we will hand him over to you. Then you are free either to kill him or to let him live." They agreed and opened the document. They were astonished to see that it was just as Abu Talib(a.s) had said. But in spite of that they stuck to their position and said: "It is your nephew's magic."

Abu Talib said after winning the situation: "Why are we blockaded when the truth is cleared now that you are unjust and unfair?"

Then he and his followers touched the curtains of the Kaaba praying to Allah: "O Allah! Support us against those who have wronged us, separated us from our relatives and violated our rights!"

Having prayed thus, Hazrat Abu Talib(a.s) returned to the ravine,resolved. even more vehementally,to keep up his support to the Holy Prophet(PBUH&HP)

☆☆☆☆☆☆☆

٭٭٭٭٭٭

قریش مکہ کے معزز شہریوں کا ایک وفد دوسری دفعہ حضرت ابو طالب کے پاس گیا اور پہلے سے زیادہ درشت اور فیصلہ کن لہجہ میں کہا اے ابو طالب قدر و منزلت کے اعتبار سے ساری قوم میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے اور ہم پہلے بھی حاضر ہوئے تھے اور درخواست کی تھی کہ آپ انہیں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روکیں لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے خداؤں کی عیب جوئی کرتا ہے۔ یا تو آپ انہیں ان باتوں سے روک لیں ورنہ ہم دونوں کے خلاف اس وقت تک جنگ کریں جب تک ہم میں سے ایک فریق فنا نہ ہو جائے۔ حضرت ابو طالب نے ایک آدمی بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور اس گفتگو سے آگاہ کیا اور کہا

فَابْقِ عَلَیَّ وَعَلٰی نَفْسِکَ وَلَا تُحَمِّلْنِیْ مِنَ الْاَمْرِ مَالَا اُطِیْقُ.

"اے جان عم! مجھ پر بھی رحم کرو اور اپنے آپ پر بھی۔ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کو اٹھانے کی مجھ میں سکت نہ ہو"

اپنے چچا کی باتیں سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال گزرا کہ شاید حضرت ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے دست کش ہونے والے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ۔

یَا عَمِّ! وَاللّٰہِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِیْ یَمِیْنِیْ وَالْقَمَرَ فِیْ یَسَارِیْ عَلٰی اَنْ اَتْرُکَ ھٰذَا اَمْرَ حَتّٰی یُظْھِرَہُ اللّٰہُ اَوْ اَھْلَکَ فِیْہِ مَا تَرَکْتُہٗ.

اے میرے عم! خدا کی قسم اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر اور یہ توقع کریں کہ میں دعوت حق کو ترک کر دوں گا تو یہ ناممکن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ دے گا یا میں اس کے لیے جان دے دوں گا۔ اس وقت تک میں اس کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔"

یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس چلنے کے لیے اٹھے تو حضرت ابو طالب نے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ

اِذْھَبْ یَا ابْنَ اَخِیْ وَقُلْ مَا اَحْبَبْتَ فَوَاللّٰہِ لَا اُسْلِمُکَ لِشَیْءٍ اَبَدًا.

"اے میرے بھتیجے! آپ کا جو جی چاہے کہیے۔ خدا کی قسم میں آپ کو کسی قیمت پر کفار کے حوالے نہیں کروں گا۔

وفد تیسری بار پھر حضرت ابوطالب کے پاس حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ولید بن مغیرہ کے جواں سال خوبرو اور توانا بیٹے کو ساتھ لے کر حضرت ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابوطالب ہم آپ سے ایک سودا کرنے آئے ہیں۔ یہ مکہ کے سردار کا خوبرو بیٹا ہے جس کی بہادری پورے مکہ میں مشہور ہے۔ آپ اسے اپنی فرزندی میں لے لیں لیکن اس کے بدلے میں اپنے بھتیجے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے حوالے کردیں جس نے ہماری قوم کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ تاکہ ہم اس کا قصہ تمام کردیں۔ آپ نے جواب دیا

وَاللّٰہِ لَبِئْسَ مَاتَسُوْمُوْنَنِیْ اَتُعْطُوْنَنِیْ اِبْنَکُمْ اَغْذُوْہُ لَکُمْ وَاُعْطِیْکُمْ اِبْنِیْ تَقْتُلُوْنَہٗ ھٰذَا وَاللّٰہِ مَالَایَکُوْنُ اَبَدًا.

"بخدا! تم میرے ساتھ بہت ہی برا سودا کر رہے ہو۔ مجھے تم اپنا بیٹا دے رہے ہو کہ میں اس کی خاطر و مدارت کروں اور اس کی پرورش کروں اور اس کے بدلے میں میرا بیٹا لینا چاہتے ہو تاکہ تم اسے قتل کردو۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔"

A delegate comprising the select Quraishite nobles called on Hazrat Abu Talib(a.s) the second time , and in a fiercer,firmer way complained to him thus,"O Abu Talib! Undoubtedly you are superior to all others of these people in your dignity and status. We came to you earlier, too, and requested you to stop him(the Holy Prophet PBUH&HP) but you failed to do so. Now we are at the end of our tether. He vilifies our forefathers and finds faults with our gods. Now you must either persuade him to stop it or else we must fight against him until one of us is tatally perishes. At this Hazrat Abu Talib(a.s) sent a man to fetch the Holy Prophet (PBUH&HP) and apprising him of the whole situation implored him thus:

O my dear! Have pity on me as well as yourself; don't put so heavy a burden on me that I am unable to carry.

On hearing these words the Holy Prophet (PBUH&HP) got the impression that his dear uncle wanted to withhold his support now.

So he replied:

O my uncle! Even if they put the the sun on my right hand and the moon on my left expecting that I might renounce this invitation to Truth, they will see it is utterly impossible. Allah will either crown this religion with triumph, or else I will lay down my life in its way. Until such be the outcome, I can never even think of giving it up.

Having said these words, the Holy Prophet (PBUH&HP) wanted to take leave when Hazrat Abu Talib(a.s) called him and said, "O my dear nephew! Do whatever you feel like doing. By God, I won't relinquish you to the pagans at any cost."

After some days the deligation again approached Hazrat Abu Talib(a.s) , this time with a handsome and sturdy youth, the son of Waleed bin Mughaira, and addressed him thus:

O Abu Talib! We have come to strike a bargain with you. Here is the most fine-looking son of our chief whose bravery is well known in whole of Arabia. Accept him as your own son, and in exchange,hand your nephew over to us so that we may eliminate him as he has caused disunity and discord among our people.

Hazrat Abu Talib's(a.s) response was:

By God! You have come to make a really most abhoring deal by offering me your son to pamper and take good care of, and,in exchange, asking for my own son to kill. By Allah! It can never happen.

☆☆☆☆☆☆☆

❋❋❋❋❋

شعب ابی طالبؑ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطالبؑ کو میثاقِ عدم تعاون کو دیمک کے کھا جانے کے متعلق بتایا اور کہا کہ آپ قریش مکہ کو جا کر اس کے بارے میں بتائیں۔ چنانچہ حضرت ابوطالبؑ خانہ کعبہ میں قریش مکہ کے پاس گئے اور کہا

فقال ابو طالب لكفار قريش ان ابن اخی اخبر فی ولم یک من بنی قط ان اللہ تعالیٰ قدسلط علی صحیفتکم الارض فلحت ماکان فیھا من جور و غلم وبقیٰ فیھا کل ما ذکر بہ اللہ تعالیٰ فان کان ابن أخی صادقا نزعتم عن سوء رایکم وان کانوا کاذبا؟ دفعتہ الیکم فقتلتموہ واستحیموہ قالوا انصفتنا فاذا رای کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فسقط فی ایدیھم و نکسو اعلیٰ رؤسھم۔

(حاشیہ بخاری ص ۵۴۸ ج ۱، دلائل النبوۃ ص ۹۲ ج ۱)

حضرت ابوطالبؑ نے قریش سے کہا کہ میرے بھائی کے بیٹے نے خبر دی ہے اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا کہ تحقیق تمہارے قرطاسِ عہد پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کی دیمک کو مسلط فرما دیا ہے اور جو کچھ تم نے ظلم و ستم لکھا ہے دیمک نے اسے کھا لیا ہے اور اس میں صرف وہ چیز رہ گئی ہے جس پر اللہ کا نام ہے۔ اگر میرا بھتیجا سچا ہے تو تم اپنی اس بری رائے سے باز آ جاؤ اور اگر یہ غلط ہوا تو میں اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا چاہے اسے قتل کر دو یا زندہ رہنے دو۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے اور جب اس قرطاسِ عہد کو دیکھا گیا تو وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا یہ دیکھ کر ان لوگوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیے۔

The Holy Prophet(PBUH&HP) informed Hazrat Abu Talib(a.s) that termites had eaten up the document of the Boycott, and asked him to break this news to the Quraish. At thiss bidding,he went to the Holy Ka'ba to and told the Quraish:

My nephew has brought me a piece of news, and he has never taken recourse to lying. According to him Allah assigned termites to consume your document of the unjust Boycott which they

subsequently did and now nothing other than the name 'Allah' remains there in it. If my nephew turns out to be true in this regard, you must change your evil minds, and if this information proves wrong, I am ready to hand him over to you to kill or to let him live at your own will.

Saying that his offer was just, the Quraish took out the parchment, and to their shame found that the Holy Prophet's (PBUH&HP) words were exactly true.

☆☆☆☆☆☆☆

اسداللہ الغالبؑ بحضور ابی طالبؑ

....

ابا طالب عصمة المستجير

وغيث المحول ونور الظلم

اے حضرت ابوطالب، اے پناہ گزینوں کی جائے پناہ

اے خشک سالی کے پانی اور عظمت کے نور

O Abu Talib, the sanctuary for shelter-seekers.O the Torrent of Water in days of drought, O the Tower of Luminosity.

لقد هد فقدک اهل الحفاظ

وقد کنت للمصطفیٰ خیر عم

آپ کی موت نے غیوروں کے قلوب کو شکستہ کر دیا ہے

آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین چچا تھے

Your passing away has shattered the hearts of the dignified. You were,indeed,the best one among the Holy Prophet's(pbuh&hp) uncles.

(دیوان علی صفحہ ۱۶۳)

☆☆☆☆☆☆☆

اسد اللہ الغالبؑ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں

نذرانہء عقیدت

....

اعینی جودا بارک اللہ فیکما

علی ھالکین لا تری لھما مثلاً

اے میری دو آنکھو! آج خوب آنسو بہاؤ۔ ان مرنے والوں پر جن کا مثیل کوئی نہیں

O the pair of my eyes,weep,weep interminably on the deceased who have left no parallel.

علی سید البطحاء و ابن رئیسھا

وسیدۃ النسوان اول من صلّی

سردار بطحا اور ابن رئیس اعظم اور سیدۃ النساء پر جو سب سے پہلی نماز پڑھنے والی خاتون ہیں

(Weep) on the leader of Batha, the son of the greatest leader(Hazrat Abdul Mutalib),and on the leader of women who was the first lady to offer prayers.

مھذبۃ قد طیب اللہ خیمھا

مبارکۃ واللہ ساق لھا الفضلا

وہ دونوں مطہر اور پاک و پاکیزہ ہستیاں ہیں ان کی فطرت کو اللہ ہی نے پاک بنایا ہے مبارک ہیں (وہ ہستیاں) جن کی فضیلت خالق خود بیان کرتا ہے۔

These two are pure and uncontaminated souls .Allah Himself cleansed their nature. Blessed are they who are being glorified by the Creator Himself.

مصابهما ادجیٰ لی الجو والهوا

فبت اقاسی منهما الهم والثکلا

ان کے مصائب نے فضائے عالم اور ہوا کو سیاہ کر دیا ہے ان کے چلے جانے سے میری ہر رات غم واندوہ میں گزرتی ہے۔

The afflictions they suffered has turned the whole atmosphere sable.Their demise has rendered all my nights gloomy.

لقد نصرا فی اللہ دین محمد

علیٰ من بغیٰ فی الدین قدر عیا الا

ان دونوں نے مفسدین کے خلاف اللہ کی راہ میں مدد کی اور اپنے عہد و پیمان کے پابند رہے۔

Both of them extended their support to encounter the rebellious ones. They kept up their vows and pledges.

(دیوان علی ص۱۳۹)

☆☆☆☆☆☆☆

اَبُو طَالِبؑ کَفِیلُ الرَّسُول

علامہ ابن ابی الحدید کا نذرانہ عقیدت

وَلَوْلَا اَبُو طَالِبٍ وَابْنُہٗ

لَمَا مَثَلَ الدِّیْنُ شَخْصًا فَقَامَا

(اس میں کوئی شک نہیں کہ) اگر حضرت ابوطالبؑ اور ان کے فرزند (حضرت علیؑ) نہ ہوتے تو دین اسلام کا بحیثیت دین، قائم رہنا مشکل تھا۔

Verily, Islam could not have survived as a religion, had Abu Talib (A.S) & his son (Hazrat Ali A.S) not been on the scene.

فَذَاکَ بِمَکَّۃَ آوٰی وَحَامٰی

وَهٰذَا بِیَثْرِبَ جَسَّ الْحِمَامَا

وہی (حضرت ابوطالبؑ) تو ہیں جنہوں نے مکے میں ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نصرت وحمایت کی اور ان (حضرت ابوطالبؑ) کے بیٹے (حضرت علیؑ) نے شمشیر بکف ہو کر مدینے میں مدد کی۔

The one, (Hazrat Abu Talib A.S) helped and supported him (The Holy Prophet PBUH&HP) in Makkah, whereas the other, his son (Hazrat Ali A.S) with sword in his hand, stood fast as his helper in Madina.

تَکَفَّلَ عَبْدُ مَنَافٍ بِاَمْرٍ

وَاَوْدٰی فَکَانَ عَلِیٌّ تَمَامَا

عبد مناف (حضرت ابوطالبؑ) نے جس کام کی ذمہ داری لی اسے ان کے بیٹے نے (بعد وفات حضرت ابوطالبؑ) مکمل کیا۔

The responsibility Abd-e-Manaf (Hazrat Abu Talib A.S) had taken on himself was accomplished by his son after his demise.

فَقُلْ فِیْ ثَبِیْرٍ مَضٰی بَعْدَ مَا

قَضٰی مَا قَضَاہُ وَاَبْقٰی شَمَامَا

اس عزم صمیم کے مالک (حضرت ابوطالبؑ) کی مدح وستائش کرنی چاہیے کیونکہ انہوں نے دنیا کو اپنے مقصد کی تکمیل

کے بعد اس طرح چھوڑا کہ آج بھی ان کی مہک موجود ہے۔

The man of firm resolve (Hazrat Abu Talib A.S) ought to be extolled as when he departed from this world, he left behind himself the redolence of the achievemnt of his sublime purpose.

فَلِلّٰهِ ذَا فَاتِحًا لِلْهُدٰی

وَلِلّٰهِ ذَا لِلْمَعَالِی خِتَامًا

وہ (حضرت ابوطالبؑ) ایسے انسان تھے جنہوں نے راہ ہدایت دکھائی اور کیا کہنے اس (حضرت علیؑ) کے جو اوج کمال کا روشن ستارہ ہے۔

He (Hazrat Abu Talib A.S) was a guide to the Straight Path. And how can one prasie him (Hazrat Ali A.S.) when he is the Bright Star at the zenith of accomplishment.

وَمَا ضَرَّ مَجْدَ أَبِی طَالِبٍ

جَهُولٌ لَغَا أَوْ بَصِيرٌ تَعَامٰی

حضرت ابوطالبؑ کی عظمت و بزرگی کو کوئی جاہل نقصان نہیں پہنچا سکتا، چاہے کوئی صاحب علم (ریاکاری کی وجہ سے) اپنی کور بصری کا مظاہرہ کیوں نہ کرے۔

No ignorant person can ever bring any stigma to the dignity and nobility of Hazrat Abu Talib (A.S), even though a (so-called) learned person may (out of hypocricy) turn a blind eye to it.

كَمَا لَا يَضُرُّ أَيَاةَ الصَّبَاحِ

مَنْ ظَنَّ ضَوْءَ النَّهَارِ الظَّلَامَا

جلوہ صبح کی تابانیوں کو دیکھنے والا اسے کبھی بھی تاریکی شب قرار نہیں دے سکتا۔

One who witnesses the brightness of the morning, can never call it the darkness of night.

ان دونوں نے مفسدین کے خلاف اللہ کی راہ میں مدد کی اور اپنے عہد و پیمان کے پابند رہے۔

(لابن أبي الحديد المعتزلي)

☆☆☆☆☆☆☆

REFULGENCE OF ABU TALIB (A.S)

"حضرت ابو طالب علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نعت گوئی کی ابتداء کی۔ ان کی یہ شاعری نصرتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بیّن ثبوت ہے بے راہ روی کے شکار عرب معاشرے میں حق و صداقت کے پرچم کو بلند کرنا اور منفی رویہ رکھنے والی قوتوں کے سامنے سچائی کا اظہار انسانی تجربات سے ماوراء نظر آتا ہے۔ "انوارِ ابو طالبؑ" صرف لفظی سچائی ہی کا نام نہیں بلکہ اس کی تشکیل انسانی اعمال و کردار اور ایمان کی پختگی سے وقوع پذیر ہوئی ہے، یہ کوئی روایتی قسم کی شاعری نہیں بلکہ ایک انسان کو پرکھنے کا معیار بھی ہے۔"

Hazrat Abu Talib (A.S) is the pioneer of Na'at composition. His poetry bears glorious testimony to his all-out support of the Holy Prophet (PBUH&HP). It seems beyond human ken how one may hoist the banner of Righteousness and articulate Truth so fearlessly in a society like Arabia that had wandered away a great deal from the path of virtue. REFULGENCE OF ABU TALIB (A.S) is not just verbal expression of truth but a construction of human rectitude and faith. In this respect it can't be termed as conventional poetry but rather a criterion to judge dedication and fidelity of man.

USWA COLLEGE 10 ANNIVERSARY

USWA PUBLICATIONS

USWA COLLEGE ISLAMABAD

Saif Ali Educational Complex, Japan Road, Sehala, Islamabad.
Tel: 92-51-4485611, Fax: 92-51-4486268
E-mail: uswacollege@gmail.com
website: www.uswacollege.edu.pk